بحونہٖ تعالیٰ

ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ

کتاب ثانی جلد دہم ۲۳۲۲

مترجمہ

جناب مولوی حکیم احمد حسین صاحب الہ آبادی مولف سوانح عمری سلطان صلاح الدین یوسف فاتح بیت المقدس وحیات سلطان نور الدین محمود زنگی

سنہ ۱۳۲۵ھ
۱۹۰۷ع

باجازت منشی حامد حسین صاحب مہتمم الاسلام الہ آباد
مطبع انوار احمدی الہ آباد سے چھپکر شایع ہوا

منصور حیدر راجہ

حقوق بذریعہ رجسٹری محفوظ ہیں قیمت بلا محصول ڈاک عام

Mansour Haidar Raja

الاسلام

795

رسالہ معنون الصدر کو یہ خاص امتیاز حاصل ہے کہ اسمین عربی کی مشہور و معتمد و معتبر تاریخ معروف بہ **ابن خلدون** کا ترجمہ کتابی صورت مین ماہ جنوری ۱۸۹۷ء سے شایع ہو رہا ہے چنانچہ بعنایت الٰہی ترجمہ کی دس جلدین چھپکر شایع ہوگئی ہین۔ گیارھوین جلد زیر اشاعت ہے جو آیندہ ماہ دسمبر تک انشاء اللہ تعالیٰ تمام ہوگی۔

علامہ **ابن خلدون** آٹھوین صدی ہجری مین گذرا ہے اسکی تاریخ نہایت بسیط اور تحقیقات سے مالامال ہے حضرت نوح علیہ السلام سے زمانہ مبارک حضرت رسول اللہ صلعم تک کے انبیاء کرام و سلاطین عظام اور عرب کے کل قبائل کے انساب و تذکرے اور عہد نبوی (صلعم) سے آٹھوین صدی ہجری تک کے خلفاء و سلاطین کے حالات جس طرز اور تحقیقات سے علامہ نے تحریر کیے ہین وہ عربی کی اور کتب تواریخ مین ڈھونڈھنے سے نہین ملتے۔ اس تاریخ کا ترجمہ مختلف زبانون فرنچ، جرمن، ترکی اور غالباً انگریزی مین بھی ہوگیا ہے مگر اردو زبان جو اسوقت کئی کروڑ مسلمانونکی مادری زبان ہو رہی ہے اس قابل قدر تاریخ سے محروم تھی خوش قسمتی سے جناب مولوی حکیم **احمد حسین** صاحب دامت برکاتہم اس ضرورت کا احساس فرماکے اردو زبان مین تاریخ مذکور کا ترجمہ فرما رہے ہین اور مدیر الاسلام اسکو بنظر رفاہ قوم شایع کر رہا ہے۔ اللہم تممہ بالخیر۔

الاسلام ہر انگریزی مہینے کی ۲۵ تاریخ کو شایع ہوتا ہے اسکے ۴۲ صفحات مین ترجمہ تاریخ ہوتا ہے اور چار صفحات مین اسلامی خبرین درج کیجاتی ہین قیمت سالانہ عہ

حامد حسین مالک رسالہ الاسلام الہ آباد

فہرست ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون جلد دہم

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۱	وفات معز	۶۰	مصریون کا عسقلان پر قبضہ
۲	بقیہ حالات افتکین	۶۱	عیسائیون کا صور پر قبضہ
۱۳	اخبار وزرار	۶۲	وزیر السلطنت کا قتل
۱۵	قضاۃ کے حالات	۶۵	بطائحی کی وزارت
۱۶	حاکم بامر اللہ کی خلافت	۶۶	قتل بطائحی - حافظ لدین اللہ کی خلافت
۲۳	خروج ابورکوہ	۶۸	وزارت کی تبدیلی
۲۹	بقیہ اخبار حاکم	۷۳	ظافر کی خلافت
۳۵	ظاہر کی تخت نشینی	۷۴	وزارت ابن مصال
۳۸	مستنصر کی خلافت	۷۷	فایز کی خلافت
۴۰	عرب افریقیہ مین	۷۹	وزارت صالح بن زریک
۴۲	قتل ناصر الدولہ	۸۱	عاضد کی خلافت
۴۵	بدر جمالی	۸۲	قتل صالح
۴۷	شام پر ترکون کا قبضہ	۸۴	وزارت شاور
۵۱	مستعلی کی خلافت	۸۵	شیرکوہ اور لشکر نوریہ مصر مین
۵۴	عیسائیون کا بیت المقدس پر قبضہ	۸۶	شیرکوہ اور شاور
۵۷	آمر کی خلافت	۸۷	شیرکوہ کی وزارت
۵۸	عیسائیون اور مصریونکا مقابلہ	۹۰	شیرکوہ کی وفات
۵۹	طرابلس اور بیروت پر عیسائیونکا قبضہ	۹۲	عیسائیون کا محاصرہ دمیاط

صفحہ	مضامین
۹۳	سوڈانیون اور عمارہ کی بغاوت
۹۶	دولت علویہ کا خاتمہ
۹۹	اخبار بنی حمدون ملوک مسیلہ کی وزارت
۱۰۶	قرامطہ کے حالات
۱۱۴	ذکرویہ کا ظہور و قتل
۱۱۷	دولت بنی شیبانی
۱۲۳	جنگ قرامطہ و معز علوی
۱۲۷	اخبار حکمرانان عرب
۱۳۴	اخبار اسماعیلیہ
۱۴۴	اسماعیلیہ شام
۱۴۷	بقیہ حالات قلاع عراق
۱۴۹	اخبار حکومت بنی اخیضر حسنی
۱۵۱	اخبار دولت سلیمانین
۱۶۱	اخبار دولت ہواشم
۱۶۶	اخبار حکومت بنی قتادہ
۱۷۲	امارت بنی نمی
۱۷۸	اخبار حکومت بنی مہنی
۱۸۴	اخبار دولت بنی رسی ائمہ زیدیہ
۱۹۰	طالبیون کے انساب
۲۰۰	نوٹ مترجم
۲۱۱	اخبار حکومت بنو امیہ حکمرانان اندلس
۲۳۶	عبدالرحمن ملقب بہ داخل
۲۵۴	ہشام کی حکومت
۲۵۹	حکم کی حکومت
۲۶۳	جنگ ربض
۲۶۴	یوم الخندق
۲۶۸	عبدالرحمن اوسط کی تخت نشینی
۲۸۰	محمد کی تخت نشینی
۲۸۷	منذر کی امارت
۲۸۸	امیر عبداللہ کی امارت
۲۸۹	عام بغاوتیں
۲۹۰	ابن تاکیت کی بغاوت۔ بقیہ احوال ابن مروان
۲۹۲	لب بن محمد کی بغاوت مطرف بن موسے کی بغاوت۔ ابن حفصون کی بغاوت
۲۹۶	باغیان اشبیلیہ
۲۹۹	قتل امیر محمد و مطرف
۳۰۰	عبدالرحمن ناصر کی تخت نشینی
۳۰۵	قاضی اور محمد کا مارا جانا۔ بنی اسحاق مروانین کی سرگذشت

صفحہ	مضامین
۲۰۷	بغاۃ اور ناصر
۳۰۹	طلیطلہ کے حالات
۳۱۱	ناصر اور سرحدی امراء
۳۱۳	خلیفہ ناصر اور فرانس وگالز
۳۱۸	خلیفہ ناصر کا اپنے بیٹے عبداللہ سے انتقام
۳۱۹	تعمیرات خلیفہ ناصر
۳۲۰	المستنصر کی حکومت
۳۲۳	ہشام مؤید کی حکومت
۳۳۸	حالات منصور بن ابی عامر
۳۴۵	مظفر بن منصور
۳۶۱	بربر کی بغاوت اور مستعین کی بیعت

صفحہ	مضامین
۳۶۳	مہدی شہر قرطبہ مین - ہزیمت مہدی وبیعت ہشام
۳۶۴	حصار قرطبہ
۳۶۶	ابن حمود کا قرطبہ پر قبضہ - بنو امیہ کی دوبارہ حکومت
۳۶۷	بنی حمود کی دوبارہ حکومت - معتمد اموی کی حکومت
۳۶۹	اخبار دولت حمود
۳۷۰	وجہ تسمیہ اندلس (حاشیہ)
۳۷۱	اوصاف اندلس ”
۳۷۲	قرطبہ کی بعض عمارت اور جامع مسجد ”

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

بحمد اللہ سبحانہ عربی کی مستند و معتبر تاریخ کتاب العبر و دیوان المبتداء والخبر فی ایام العرب والعجم والبربر ومن عاصرہم من ذوی السلطان الاکبر تالیف امام علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون مغربی اشبیلی حضرمی (رحمۃ اللہ علیہ) کے ترجمہ کی دسوین جلد نے اردو لٹریچر مین ایک معقول اوربین اضافہ ہی نہین کیا بلکہ اسکی خوبی اور اوصاف کو دوبالا کردیا ہے۔ اس جلد کے سیر کرنے والون کو بہت سے ایسے مضامین نظر آئینگے جس سے اس وقت تک بہتون کے گوش و چشم آشنا نہین ہوے ہونگے) یورپ افریقیہ اور سواحل بربر وغیرہ وغیرہ مین اسلامیون کا جاہ و جلال شاہان یورپ کا انکے علم حکومت کے آگے مطیع و منقاد ہونا ایک ایسا دلچسپ نظارہ پیش نظر کرتا ہے کہ انسان ششدر رہجاتا ہے مجھکو اس امر کا نہایت افسوس ہے کہ شائقین فن تاریخ کو ایک سال کے انتظار کے بعد ترجمہ کتاب موصوف کی صرف ایک ہی جلد کا مطالعہ نصیب ہوا جسکو وہ نہایت قلیل مدت مین ملاحظہ فرما کے پھر اگلی جلد کا اگلے سال تک انتظار فرماتے رہینگے مگر اسکا علاج نہ اپکے پاس ہے اور میرے پاس۔ واللہ یفعل مایشاء ویحکم مایرید

اس جلد مین جابجا مطلب واضح کرنیکی غرض سے مین نے اکثر کتاب نفح الطیب اور تاریخ کامل ابن اثیر وغیرہ کتب تواریخ عربیہ سے مدد لی ہے کہین کہین مغربی تاریخون سے بھی التقاط کیا ہے مگر نہایت کم اور شاذ نادر*

۱۹ ذیقعدہ ۱۳۲۵ھ
مطابق
۲۵ دسمبر ۱۹۰۷ء

احمد حسین غفر اللہ لہ
الہ آباد

ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ

کتاب ثانی جلد دہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وفات معز

پندرہوین ربیع الآخر ۳۶۵ھ کو معز[1] لدین اللہ علوی نے اپنی خلافت وحکومت کا تیئسوان سال پورا کرکے مصر مین وفات پائی۔ اسکی ولیعہدی اور وصیت کے مطابق اسکا بیٹا نزار سریر خلافت پر متمکن ہوا اور العزیز باللہ، کا مبارک خطاب اختیار کیا۔

عزیز نے زمام حکومت اپنے قبضہ اقتدار مین لیکے بنظر مصالح ملکی وسیاسی اپنے باپ کے واقعہ انتقال کو عید الاضحیہ سنہ مذکور تک مخفی رکھا۔ بروز یوم النحر عیدگاہ مین گیا۔ عامہ مسلمین کے ساتھ نماز ادا کی۔ خطبہ دیا۔ اپنے حق مین دعا کی اور اپنے

نوٹ [1] معز لدین اللہ ابو تمیم معد بن منصور باللہ اسماعیل بن قائم بامر اللہ ابو القاسم محمد بن مہدی ابو محمد عبید اللہ علوی حسینی مقام مہدیہ افریقیہ مین گیارہوین رمضان ۳۱۹ھ کو پیدا ہوا پینتالیس[45] سال چھہ ماہ کی عمر پائی دولت علویہ کا یہ پہلا خلیفہ تھا جسنے مصر پر قبضہ حاصل کیا تھا۔ تاریخ کامل جلد ۸ صفحہ ۲۶۳ مطبوعہ مصر۔

باپ کے مرنے کا حال ذکر کرکے مراسم عزاداری ادا کئے۔

بعد اسکے یعقوب بن کلس کو جیسا کہ اسکے باپ کے زمانہ مین تھا عہدۂ وزارت پر اور بلکین بن زیری کو گورنری افریقیہ پر بحال وقایم رکھا۔ علاوہ گورنری افریقیہ کے عبداللہ بن یخلف کتامی کی گورنری یعنی صوبہ طرابلس، سرت اور جرابیہ کو بھی موخر الذکر کی گورنری مین ملحق وشامل کردیا۔ اہالی مکہ ومدینہ نے گذشتہ موسم حج مین معز کی اطاعت قبول کرلی تھی اور اسکے نام کا خطبہ پڑہتے تھے مگر عزیز کی تخت نشینی پر عزیز کے نام کا خطبہ نہ پڑہا اس بناء پر عزیز نے سرزمین حجاز پر فوج کشی کی چنانچہ اسکی سپاہ نے مکہ ومدینہ پر پہنچکے محاصرہ ڈالدیا رسد وغلہ کی آمد بند ہوگئی اہل حرمین نے مجبورانہ اطاعت قبول کی۔ مکہ معظمہ مین اسکے نام کا خطبہ پڑہا گیا۔ ان دنون مکہ معظمہ کی گورنری پر عیسیٰ بن جعفر تھا اور مدینہ منورہ کی حکومت پر طاہر بن مسلم۔ اتفاق سے اسی سال اسنے وفات پائی تب بجائے اسکے اسکا بھائی مقرر کیا گیا۔

بقیہ حالات افتکین جسوقت معز کا انتقال ہوگیا اور بجائے اسکے سریر حکومت پر عزیز متمکن ہوا افتکین نے فوجین فراہم کرکے علم مخالفت بلند کردیا اور اسکے اون بلاد پر یلغار کردیا جو ساحل شام پر واقع تھے۔ چنانچہ سب کے پہلے صیدا کا محاصرہ کیا۔ ابن الشیخ اور ظالم بن موہوب عقیلی معہ سرداران مغاربہ اسوقت صیدا مین موجود تھے فوجین مرتب کرکے افتکین سے مقابلہ کرنے کو نکل پڑے۔ بعد سخت اور خونریز جنگ کا آغاز ہوا افتکین لڑتے لڑتے پیچھے ہٹا مغربی فوجین کامیابی اور کثرت کے جوش مین آگے بڑھتی چلی آئین یہان تک کہ اپنے مورچہ سے بہت دور نکل آئین اسوقت افتکین اپنی فوج کو مجتمع کرکے مغربی فوجون پر ٹوٹ پڑا پھر کیا تھا مغربی فوجین گھونگھٹ کھا گئین۔ چار ہزار فوج کھیت رہی۔ اس سے افتکین کے حوصلے

بڑھ گئے حلہ کا قصد کیا اور اوسپر محاصرہ ڈالکے طبریہ کیجانب بڑھا۔ یہان کے باشندون
کے ساتھ بھی وہی معاملات کئے جو اہل صیدا کے ساتھ کئے تھے۔ بعدہ دمشق
کی طرف لوٹ کھڑا ہوا۔ عزیز نے اسکی بابت اپنے وزیر یعقوب بن کلس سے مشورہ
کیا یعقوب نے یہ رائے دی کہ اسکے مقابلہ پر جوہر کاتب بھیجا جائے۔ عزیز نے اس
رائے کے مطابق فوجین آراستہ کرکے جوہر کو افتکین کے روک تھام کرنے
کو روانہ کیا۔ اس اثنار مین افتکین دمشق پہنچگیا تھا اُسکو اسکی خبر لگی تو اس نے
اہل دمشق کو مجتمع کرکے کہا "تم لوگ خوب جانتے ہو کہ مین نے تمہاری رضامندی سے
تمپر حکومت کی اور تمہاری استدعا پر ایسے بڑے ذمہ داری کے کام کو اپنے
ہاتھ مین لیا اب چونکہ عزیز والی مصر وافریقیہ کا مقابلہ ہے مین نہین چاہتا کہ میری
وجہ سے تم لوگ کسی مصیبت مین مبتلا ہو اس وجہ سے مین تم لوگون سے علحدہ ہوا چاہتا
ہون" اہل دمشق یہ سنکے متحد الکلمہ ہو کے بولے "ہم لوگ آپ سے جدا نہونگے اور
جان و مال کو آپ پر تصدق کر دینگے" افتکین نے اسی عہد و اقرار پر ان لوگون
سے قسم لی اور جوہر کے مقابلہ کرنے پر تل گیا ماہ ذی قعدہ ۳۶۵ھ کو جوہر معہ
اپنی سپاہ کے دمشق پہنچگیا اور نہایت حزم و احتیاط سے اسپر محاصرہ ڈالدیا
دو ماہ کامل محاصرہ کئے رہا۔ لڑائیان ہوتی رہین۔ فریقین کے ہزارہا آدمی مارے
گئے۔ بالآخر افتکین نے طول محاصرہ سے گھبرا کے اعصم بادشاہ قرامطہ کو یہہ
واقعات لکھہ بھیجے اور اس سے مدد طلب کی۔ چنانچہ بادشاہ قرامطہ اپنا لشکر
مرتب کرکے احسار سے دمشق کی طرف روانہ ہوا۔ شام اور عرب کا جم غفیر اسکے
پاس آ آ کے مجتمع ہو گیا جسکی تعداد پچاس ہزار کے قریب تھی۔ جوہر نے یہ خبر پاکے
دمشق کا محاصرہ اٹھالیا اور اس خوف سے کہ مبادا دو دشمنون کے درمیان مین
نہ آجاؤن چلتا پھرتا نظر آیا۔ مگر افتکین اور بادشاہ قرامطہ نے نہایت تیزی سے طے

مسافت کرکے جوہر کو رملہ مین جاکے گہیرلیا۔ اور انکا پانی بند کردیا۔ جوہر رملہ چہوڑ کے عسقلان چلاگیا افتکین اور بادشاہ قرامطہ نے عسقلان پر بھی دہاوا کردیا اور اسپر بھی محاصرہ ڈالدیا۔ رسد و غلہ کی آمد بند ہوگئی۔ نہایت سختی سے بسر ہونے لگی جوہر نے افتکین سے مصالحت اور سازش کی بابت خط وکتابت شروع کی اور بادشاہ قرامطہ اسکو اس سے روک رہا تھا آخرکار جوہر نے ملاقات کرنے کی درخواست کی افتکین نے منظور کرلی دونون ایک مقام موعود پر ملے۔ جوہر کہنے لگا یہ قتل وخونریزی تمہاری وجہ سے ہوئی ہین تم کو برابر مصالحت کا پیام دے رہا تھا" افتکین نے جواب دیا "مین اس معاملہ مین معذور ہون یہ سارا ساختہ پرداختہ بادشاہ قرامطہ کا ہے" اسی قسم کی دونون مین تہوڑی دیر تک گفتگو ہوتی رہی آخرمین یہ طے پایا کہ افتکین محاصرہ اٹھالے اور جوہر اپنے آقا ر نامدار عزیز سے اس حسن سلوک کا معاوضہ دلوائے اس امر کے طے ہونے پر جوہر نے ایفاء وعدہ کی قسم کہائی۔ افتکین اپنے لشکرگاہ مین واپس آیا اور بادشاہ قرامطہ سے کل حالات بتلائے۔ بادشاہ قرامطہ نے افتکین کو اسپر نصیحت و فضیحت کی جوہر کی چالاکیان اور مکاری بیان کرتے ہوئے یہ کہا کہ محاصرہ اٹھالینے کے بعد جوہر اپنے آقا ر نامدار عزیز کے پاس جائیگا اور اس طیاری سے ہم لوگون پر حملہ آور ہوگا کہ جسکا جواب دینا ہمارے امکان سے باہر ہوگا۔ بہتر یہ ہے کہ تم اپنے قول واقرار سے منحرف ہوجاؤ۔ افتکین نے بادشاہ قرامطہ کی اس نصیحت پر توجہ نہ کی اور جوہر کو معہ اسکے ہمراہیون کے مصر جانے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ جوہر محاصرہ سے نجات پاکے مصر کیجانب روانہ ہوا۔ عزیز کے

نوٹ: شہر رملہ سے تین کوس کے فاصلہ پر نہر طواحین تھی اسی سے شہر مین پانی جاتا تھا افتکین اور بادشاہ قرامطہ نے اسی نہر پر اپنے مورچے قائم کئے تھے اور شہر مین پانی کا جانا بند کردیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۶۱ مطبوعہ مصر۔

دربار مین پہنچکے کل واقعات عرض کئے - اور سمجھا بوجھا کے ان لوگون پر فوجکشی کرنے پہ ابھار دیا - عزیز نے جوہر کے کہنے کے مطابق فوجین آراستہ کرکے چڑھائی کر دی - مقدمۃ الجیش پر جوہر تہا افتکین اور بادشاہ قرامطہ یہ خبر پا کے رملہ چلے آئے تھے اور فراہمی لشکر کی فکرین کرنے لگے اس عرصہ مین عزیز نے محرم ۳۶۸ھ مین پہنچکر رملہ کے باہر مورچے قایم کئے اور افتکین سے کہلا بھیجا کہ تم میری اطاعت قبول کرلو مین تم کو اپنے لشکر کا سردار مقرر کردونگا - جاگیرین دونگا - جس ملک کو پسند کروگے اسکی حکومت عطا کرونگا - اور اس امور کے طے کرنے کو مجھ سے آکر ملجاؤ افتکین صف لشکر سے نکلکر پیادہ پا دونون لشکرون کے درمیان مین آکے کھڑا ہوا اور عزیز کے قاصد سے کہا تم جاکر امیر المومنین سے بادب تمام میرا یہ پیام کہدو کہ اگر چند ساعت پیشتر یہ پیام مجھے ملجاتا تو مجھے اسکے تعمیل مین عذر نہ تھا مگر اب یہ ناممکن ہے - قاصد افتکین سے رخصت ہو کر عزیز کے لشکر کیجانب روانہ ہوا اور افتکین نے عزیز کے میسرہ پر حملہ کر دیا - اس حملہ مین عزیز کے میسرہ کو ہزیمت ہوئی ایک گروہ کثیر کام آیا - عزیز نے اس امر کا احساس کرکے اپنے میمنہ کو حملہ کرنے کا حکم دیا اور خود بھی حملہ آور ہوا - افتکین اور شاہ قرامطہ کو ہزیمت ہوئی مغربی فوجون نے تلوارین نیام سے کھینچ لین تقریباً بیس ہزار فوج منہزم گروہ کی کھیت رہی -

کامیابی کے بعد عزیز اپنے خیمہ مین واپس آیا فتحمند گروہ نے قیدیان جنگ کو پیش کرنا شروع کیا - جو شخص قیدی پیش کرتا تھا اسکو خلعت دیجاتی تھی - عزیز نے منادی کرادی کہ جو شخص افتکین کو گرفتار کرلائے گا اسکو ایک لاکھ دینار دیئے جائینگے - اتفاق سے مفرج بن دغفل طای سے اور افتکین سے ملاقات ہوگئی افتکین نے پیاس کی شکایت کی مفرج نے اسکو پانی پلایا اپنے جائے قیام مین ٹھیرا کے عزیز کے پاس گیا اور اسکو افتکین کا پتہ بتلا کے ایک

لاکھ دینار وصول کر لیے۔ پس جسوقت افتکین عزیز کے روبرو پیش کیا گیا۔ چونکہ عزیز کو اسکے مارے جانے کا یقین کامل ہو چکا تھا اسوجہ سے بیحد مسرت ہوئی اور کمال توقیر سے افتکین کے لئے خیمہ نصب کرایا۔ جو کچھ مال و اسباب اسکا لوٹ لیا گیا تھا وہ سب کا سب واپس کرا دیا اور معہ اسکے مراجعت کر کے مصر پہنچ کر خاص مصاحبت کا اعزاز عنایت کیا۔ حجابت کے عہدہ سے ممتاز فرمایا

بعد اسکے ایک شخص کو اعصم قرمطی بادشاہ قرامطہ کو بھی واپس لانے کی غرض سے مامور کیا چنانچہ اس شخص نے اعصم قرمطی سے طبریہ مین جا کے ملاقات کی اور اس سے عزیز کے پاس مصر چلنے کو کہا اعصم نے مصر جانے سے انکار کیا۔ اس شخص نے عزیز کو اس واقعہ سے مطلع کیا عزیز نے بیس ہزار دینار اعصم کو بھیجے اور اسیقدر ہر سال دینے کا وعدہ کیا مگر اعصم اسپر بھی مصر نہ کیا اور اوسیوقت طبریہ سے احسا کو چلا آیا۔

ان واقعات کے بعد افتکین کو وزیر یعقوب بن کلس نے اسوجہ سے کہ افتکین عزیز کے ناک کا بال ہو رہا تھا زہر دے دیا۔ عزیز کو اسکی خبر لگ گئی گرفتار کرا کے چالیس روز تک قید مین رکھا اور پانچ لاکھ دینار جرمانہ لے کے رہا کر دیا اور بدستور عہدۂ وزارت پر مامور کیا۔ ماہ ذی قعدہ ٣٨١ھ مین جوہر کاتب نے وفات پائی بجائے اسکے اسکا بیٹا حسن مقرر کیا گیا قائد القواد کا مبارک لقب مرحمت ہوا۔

افتکین نے اپنے زمانہ حکومت مین قسام نامی ایک شخص کو دمشق مین اپنی نیابت پر مامور کیا تھا افتکین کے دمشق چھوڑ دینے کے بعد اسکا رعب داب بڑھ گیا۔ کچھ لوگ اسکے مطیع و تابع ہو گئے رفتہ رفتہ چند شہروں پر قابض بھی ہو گیا۔ پس جب افتکین اور قرامطہ کو ہزیمت ہوئی تو عزیز نے اپنے نامی سپہ سالار ابو محمود بن ابراہیم کو والی دمشق مقرر کر کے دمشق روانہ کیا اسوقت دمشق اور اسکے قرب وجوار

کے شہرون پر قسام قابض و متصرف ہو رہا تھا - اور عزیز کے نام کا خطبہ پڑھ رہا تھا
اسکی موجودگی مین ابو محمود کی کچھہ پیش نہ گئی - قسام بدستور کرسی حکومت پر متمکن
رہا اسی اثنا مین ابو تغلب بن حمدان والی موصل عضد الدولہ سے شکست کھا کے
دمشق کی طرف آیا قسام نے اسکو اس خیال سے کہ مبادا یہ خود خواہ بحکم عزیز یا
دھینگ دھینگا پن سے شہر پر قبضہ نہ جمالے دمشق مین داخل ہونے نہ دیا اس
باعث سے مابین ابو تغلب اور قسام کے ناصافی پیدا ہو گئی اور نوبت جدال و قتال
کی پہنچ گئی - بالآخر ابو تغلب طبریہ چلا گیا اسکے بعد عزیز کا لشکر بسر گروہی سپہ سالار
فضل دمشق آپہنچا - اور قسام پر دمشق مین محاصرہ ڈالدیا - مگر اتفاق کچھہ ایسا پیش
آیا کہ یہ لشکر بے نیل مرام عزیز کے پاس چلا گیا تب عزیز نے ۳۶۵ھ مین ایک
دوسری فوج بسر کردگی سلیمان بن جعفر بن فلاح دمشق روانہ کی - سلیمان
نے دمشق کے باہر پڑاؤ کیا - قسام نے اپنے آدمیون کو اشارہ کردیا انہون
نے لڑکر سلیمان کو اس مقام سے جہانکہ اس نے پڑاؤ کیا تہا ہٹا دیا

انہین دنون مفرج بن جراح امیر بنی طے اور کل عرب سرزمین فلسطین
مین مقیم رہتے - انکی جماعت اور نیز شوکت و شان بڑھ گئی تھی - قرب و جوار کے سرحدی
شہرون کو قتل و غارتگری سے پامال کر رہے تہے عزیز نے ایک لشکر انکی سرکوبی
کو بسر افسری اپنے سپہ سالار بلتکین ترکی کے روانہ کیا چنانچہ یہ لشکر کوچ و
قیام کرتا ہوا رملہ کی جانب روانہ ہوا - قبیلہ قیس کا ایک گروہ کثیر اسکے
لشکر مین آملا بعد ازان مفرج بن جراح اور بلتکین سے مڈبھیر ہوئی بلتکین
نے چند دستہ فوج کو پہلے سے کمینگاہ مین بیٹھار کھا تھا مفرج کو اس وجہ سے
ہزیمت ہوئی - بھاگ کر انطاکیہ پہنچا - والی انطاکیہ نے اسکو پناہ دے دی
اس عرصہ مین بادشاہ روم نے قسطنطنیہ سے بلاد شامیہ کیجانب خروج کیا -

مفرج کو اس سے خطرہ پیدا ہوا بکجور خادم سیف الدولہ والی حمص کو اس واقعہ سے مطلع کر کے امداد طلب کی۔ بکجور نے مفرج کی استدعا منظور کر لی اور کماحقہ اسکی مدد کی۔

بعد اسکے بلتکین نے دمشق کی جانب رخ کیا اور قسام سے یہ کہلا بھیجا کہ مین کسی غرض سے نہین آیا محض اصلاح حال شہر کیوجہ سے آیا ہوا ہون۔ قسام کے ساتھ جیش بن صمصامہ ہمشیرہ زادہ ابو محمود بھی دمشق ہی مین موجود تھا۔ بعد ابو محمود کے سند حکومت دمشق اسیکو مرحمت ہوئی تھی۔ غرض قسام شہر دمشق سے نکلکے بلتکین کے پاس آیا بلتکین نے اسکو معہ اسکے ہمراہیون کے شہر کے باہر قیام کرنے کو کہا۔ اس سے قسام کو خطرہ پیدا ہوا فوراً شہر کیجانب لوٹ کھڑا ہوا اور لڑائی کی طیاری کر دی۔ خم ٹھونک ٹھونک کے دونون حریف میدان جنگ مین آگئے اتفاق یہ کہ اس معرکہ مین قسام کے ہمراہیون کو ہزیمت ہوئی۔ بلتکین نے اطراف شہر مین داخل ہو کے قتل و غارتگری کا بازار گرم کر دیا مکانات مین آگ لگا دی۔ اہل شہر نے گھبرا کر بلتکین سے امن کی درخواست کرنے کی راے قایم کی اور اسی غرض سے اسکی خدمت مین حاضر ہونے کی اجازت طلب کی بلتکین نے ان لوگون کو حاضری کی اجازت دے دی قسام کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی سنتے ہی بدحواس ہو گیا مگر چارہ کار کچھ نہ تھا۔ اہل شہر نے بلتکین کیخدمت مین حاضر ہو کے اپنے لئے اور نیز قسام کے لئے امن حاصل کر لی۔ ہنگامہ کارزار فرو ہو گیا۔ خلائق اپنے اپنے مکانات مین آ کے آباد ہوئی۔ بلتکین نے اپنی جانب سے خطلج نامی ایک امیر کو شہر کی حکومت پر مامور کیا۔ چنانچہ خطلج محرم ۳۷۶ھ مین امارت کا جھنڈا لئے ہوئے شہر مین داخل ہوا اسکے دوسرے دن قسام کسی خیال سے روپوش ہو گیا۔ بلتکین کے ہمراہیون نے قسام اور انکے مصاحبون کے مکانات لوٹ لئے قسام نے یہ خیال کر کے کہ اب جانبری دشوار

ہے اپنے کو بلتکین کے دربار مین حاضر کر دیا اور معذرت کی بلتکین نے
اسکی معذرت قبول کرلی اور اسکو بعزت اور احترام مصر روانہ کر دیا
عزیز نے اپنی بےنظیر فیاضی ورحم دلی سے اسکو بھی امن عنایت کی۔
بکجور جو کہ سیف الدولہ کا خادم اور اسکی جانب سے حمص کا گورنر تھا اُن
دنون جبکہ دمشق عزیز اور قسام کی فوجون کا میدان کارزار بنا ہوا تھا حمص سے
عزیز کے لشکر کو رسد وغلہ بھیج رہا تھا اور اپنی اس حسن خدمت کی اطلاع عزیز
کو دیتا جاتا تھا۔ بعد ان واقعات کے ۳۷۳ھ مین ابو المعالی اور بکجور مین
چل گئی۔ بکجور نے عزیز سے اسکی شکایت کی عزیز نے ابو المعالی کی گوشمالی
اور اسکو حکومت دمشق دینے کا وعدہ کیا اسی اثنا مین اتفاق یہ پیش آیا
کہ مغربیون نے مصر مین وزیر السلطنت ابن کلس کے خلاف بغاوت کر دی
اور اُسکے قتل پر تُل گئے۔ اس ہنگامہ کے فرو کرنے کی غرض سے عزیز کو دمشق
سے بلتکین کے بلانے کی ضرورت محسوس ہوئی چنانچہ عزیز نے بلتکین کو دمشق سے
طلب فرمالیا اور بجائے اسکے بکجور کو دمشق کی زمام حکومت سپرد کی۔
ماہ رجب ۳۷۳ھ مین بکجور علم حکومت لئے ہوئے دمشق مین داخل ہوا چونکہ
اسکو کسی ذریعہ سے یہہ معلوم ہو گیا تھا کہ ابن کلس وزیر السلطنت
عزیز کو منع کر رہا تھا کہ بکجور کو حکومت دمشق نہ دیجائے اس عداوت وکینہ سے
بکجور نے دمشق مین داخل ہوتے ہی ابن کلس کے اوردون اور اس کے
ہواخواہون کو پامال کرنا شروع کیا۔ تھوڑے دنون بعد رعایائے دمشق
کو بھی ایذائین پہونچانے لگا۔ ابن کلس کو اسکی خبر لگ گئی موقع پاکے
عزیز سے اسکی شکایت جڑ دی کہ بکجور والی دمشق بڑا متمرد وسرکش ہو گیا
ہے ظلم وجفاکاری اسکا شیوہ ہو رہا ہے اگر معزول نہ کیا جائے گا تو صوبہ

دمشق ویران ہوجائے گا پس عزیز نے ۳۷۳ھ مین ایک لشکر عظیم بسر افسری منیر خادم بکجور کو ہوش مین لانے کی غرض سے روانہ کیا روانگی کے بعد نزال والی طرابلس کو اسکی امداد کرنے کو لکھا۔ بکجور نے بھی اس واقعہ سے مطلع ہو کے گرد و نواح کے عرب کو مجتمع کرلیا اور آلات حرب سے ان کو مسلح کرکے خم ٹھونک کر میدان جنگ مین آگیا مگر پہلے ہی حملہ مین شکست کھا کے بھاگ کھڑا ہوا ادھر بکجور یہ خیال کرکے کہ مبادا نزال نہ آجائے اہل دمشق کے لئے امان حاصل کرکے رقہ چلا گیا اور اسپر مستولی و متصرف ہوگیا۔ اُدھر منیر نے بھی دمشق مین داخل ہوکے کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کرلیا۔ استقلال و استحکام سے حکمرانی کرنے لگا۔ اس واقعہ کے بعد بکجور نے دمشق سے رقہ مین پہنچکے سعد الدولہ والی حلب سے حمص کی حکومت کی درخواست کی سعد الدولہ نے کسی مصلحت سے اسکو منظور نہ کیا۔ اس بنا پر بکجور نے عزیز سے سعد الدولہ پر فوج کشی کرنے کی اجازت طلب کی عزیز نے بکجور کی درخواست منظور فرما کے فوجین عنایت کین اور نزال والی طرابلس کو اسکی کمک اور امداد کرنے کو لکھ بھیجا۔ چنانچہ بکجور نے فوجون کو مرتب کرکے سعد الدولہ پر چڑھائی کردی۔ سعد الدولہ نے بھی مدافعت و مقابلہ کی غرض سے فوجین فراہم کرین اور حلب سے نکلکے میدان جنگ مین آگیا نزال نے اپنے دل مین یہہ ٹھان لی تھی کہ جس طرح سے ممکن ہو جنگ کے وقت بکجور کو دغا دیجائے۔ اسکو اس امر پر عیسیٰ بن نسطورس وزیر السلطنت نے ابھارا تھا جو بعد ابن کلس کے قلمدان وزارت کا مالک ہوا تھا۔ انھین دنون عامل انطاکیہ نے بادشاہ روم سے امداد کی درخواست کی تھی اور اس نے ایک فوج کثیر التعداد اسکی کمک پر بھیجدی تھی۔ الغرض نزال نے اپنے منصوبہ کے مطابق ان عربون سے جو بکجور کے رکاب مین تھے معرکہ

جنگ کے وقت بھاگ جانے کی بابت سازش کرلی اور ان سے اس معاملہ کے انجام ہو جانے پر بڑے بڑے وعدے کئے۔ پس جسوقت دونون فوجون کا مڈبھیڑ ہوا۔ بکجور کو کسی ذریعہ سے اس سازش کی خبر لگ گئی مرنے پر کمر بستہ ہو کر بقصد سیف الدولہ حملہ آور ہوا اور لولو کبیر (سیف الدولہ کے خادم) کا ایک ہی وار سے کام تمام کر دیا سیف الدولہ نے لولو کبیر کو خاک و خون پڑ تپتا ہوا دیکھ کے بکجور پر حملہ کیا بکجور شکست کھاکے بعض قبائل عرب مین جا چھپا اور دو چار روز کے بعد اپنی حالت درست کر کے سیف الدولہ پر پھر حملہ آور ہوا مگر پہلے ہی حملہ مین خود بکجور کے میدان جنگ سے پاؤن اکھڑ گئے اور اثنا فرار وگیر مین مارا گیا۔ سعد الدولہ نے اسکے مال و اسباب کو ضبط کر کے رقہ کیجانب کوچ کیا اور اسپر قابض و متصرف ہوگیا بکجور کے لڑکون نے عزیز کو اپنے باپ کے مارے جانے کا واقعہ لکھ بھیجا اور اس سے سعد الدولہ سے سفارش کرنے کی بابت تحریک کی۔ چنانچہ عزیز نے سعد الدولہ کے پاس بکجور کے لڑکون کی سفارش کا خط بذریعہ ایک قاصد کے روانہ کیا اور یہ بھی تحریر کیا کہ بکجور کے لڑکون کو میرے پاس مصر بھیجو بصورت اس حکم کے تعمیل نہ کرنے کے دہمکی بھی دی تھی سعد الدولہ نے ایک بھی نہ سنی عزیز کی سفارت کو نہایت بُری طور سے واپس کیا۔ عزیز نے طیش مین آکے ایک جرار لشکر بسر افسری منجوتکین حلب کے محاصرہ کرنے کو روانہ کیا منجوتکین نے حلب پر پہنچکے محاصرہ ڈالدیا ان دنون حلب مین ابوالفضائل ابن سعد الدولہ اور لولو صغیر خادم سیف الدولہ تھا ان دونون نے بسیل بادشاہ روم کی خدمت مین بعض استمداد سفارت بھیجی اگرچہ اس وقت یہ جنگ بلغار مین مصروف تھا

مگر پھر بھی ابو الفضائل کی سفارت پہنچنے پر والی انطاکیہ کو حلب کے محصورون کی امداد کرنے کو لکھہ بھیجا والی انطاکیہ اس حکم کے مطابق پچاس ہزار فوج لیکے حلب کے بچانے کو روانہ ہوا رفتہ رفتہ جبس عاصی پہنچا منجوتکین کو اسکی خبر لگ گئی حلب سے محاصرہ اُٹھا کے کوچ کردیا اثنا راہ مین اس سے اور رومیون سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ منجوتکین نے انکو شکست دے دی اور قتل وقید کرکے انطاکیہ کی طرف بڑہا اطراف انطاکیہ مین ہنگامہ نمونہ قیامت برپا ہو گیا۔

اسی زمانہ غیر حاضری منجوتکین مین ابو الفضائل اطراف حلب مین بغرض فراہمی غلہ نکل کھڑا ہوا جس سے بیحد گرانی پیدا ہو گئی۔ جس قدر فراہم کر سکا فراہم کرلیا باقی جو رہگیا اسمین آگ لگا دی۔ پس جب منجوتکین حصار حلب کو پہر واپس آیا اور سر کرنے کی غرض سے فوجون کو حلب کے ارد گرد پہیلا دیا لولو صغیر نے ابو الحسن معدبی کی خدمت مین پیام مصالحت بہیجا۔ شرائط صلح طے ہو جانے پر باہم صلح ہو گئی منجوتکین نے دمشق کی جانب مراجعت کی۔ عزیز کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی سخت برہم ہوا۔ اسیوقت منجوتکین کو محاصرہ حلب پر واپس جانے اور وزیر (ابو الحسن) مغربی کے معزول کرنے کو لکھہ بہیجا۔ براہ دریا رسد غلہ بھی روانہ کیا۔ چنانچہ منجوتکین نے پہر حلب کا محاصرہ کرلیا۔ اہل حلب نے بادشاہ روم کے پاس استمداد و استعانت کی غرض سے سفارت بھیجی اور اسکو اس سلوک کا معاوضہ دینے کا بھی وعدہ کیا۔ رومی بادشاہ نہایت عجلت سے فوجون کو آراستہ کرکے حلب کیجانب روانہ ہوا لولو صغیر نے اس خیال سے کہ اسلامیون اور اسلام کو اس سے سخت صدمہ اور نقصان پہنچ جائے گا منجوتکین کو بادشاہ

روم کے آنے سے مطلع کردیا علاوہ برآین جاسوسون نے بھی یہہ خبر منجوتکین تک پہنچادی۔ منجوتکین نے مصلحتاً محاصرہ اٹھالیا متعدد بازارین محلسرائین اور حمامات اثنائے محاصرہ مین ویران و برباد ہوگئے اسکے بعد بادشاہ روم حلب پہنچا۔ ابوالفضائل اور لولو صغیر سے ملنے کو آئے۔ دو چار روز قیام کرکے ملک شام کیجانب کوچ کیا حمص اور شیرز کو مفتوح کرکے تخت و تاراج کردیا۔ چالیس یوم تک طرابلس کا محاصرہ کئے رہا۔ مگر کامیابی کی صورت نظر نہ آئی۔ مجبور ہوکر اپنے ملک کو واپس گیا۔ ان واقعات کی خبر عزیز تک پہنچی۔ بیحد شاق گزرا۔ جہاد کا اعلان کرکے ۳۸۱ھ مین قاہرہ سے خروج کردیا اتنے مین منیر نے دمشق مین عزیز کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ منجوتکین نے اس سے مطلع ہوکے اس ہنگامہ کے فرو کرنے کو دمشق کیجانب قدم بڑھایا۔

اخبار وزراء معزلدین اللہ علوی والی افریقیہ و مصر کا وزیر السلطنت یعقوب بن کلس تھا اصلاً یہودی تھا پھر ایمان لایا۔ اخشیدیہ کے دور حکومت مین مصر کے انتظامی امور کا ایک یہ بھی منصرم تھا ابوالفضائل بن فرات نے اسکو ۳۵۷ھ مین معزول کردیا اور کچھہ جرمانہ بھی کیا۔ یعقوب اسکو ادا نہ کرسکا روپوش ہوگیا۔ بعد چندے مصر سے مغرب بھاگ گیا اور معزلدین اللہ کی دربار مین پہنچکے رسوخ حاصل کیا اور اسکے ساتھہ مصر آیا رفتہ رفتہ قلمدان وزارت کا مالک بن گیا۔ دربار معزیہ مین اسکی بڑی عزت و توقیر تھی بعد معزلدین اللہ کے عزیز بن معزلدین اللہ سریر حکومت پر متمکن ہوا اسنے بھی یعقوب کو بدستور عہدۂ وزارت پر قایم و بحال رکھا تاآنکہ

سنہ ۳۸۰ھ مین یعقوب نے وفات پائی عزیز نے نماز جنازہ پڑھائی تجہیز وتدفین مین شریک ہوا۔ اسکی طرف سے اسکا دین (قرضہ) ادا کیا اور اسکی مفوضہ خدمات کو یون تقسیم کیا کہ عدالتی و انتظامی خدمت حسن بن عمار سردار کتامہ کو مرحمت ہوئی اور مالی خدمت عیسٰے ابن نسطورس کو سپرد کی گئی - اسیوقت سے دولت علویہ کی وزارت برابر اہل اقلام کے قبضہ مین رہی اور یہہ لوگ بڑے ذی رتبہ اور عظیم الشان تھے منجملہ انکے وزرا کے بارزی تھا۔ یہہ باوجود وزارت پناہ ہونے کے قاضی القضاۃ اور داعی الدعاۃ بھی تھا۔ اس سے یہ درخواست کیگئی تھی کہ اسکا نام سکہ پر مسکوک کیا جائے۔ اسنے اسکو نامنظور کیا اور بخیال اسکے کہ مین مجبور نہ کیا جاؤن غریب الوطنی اختیار کر لی۔ مقام تنیس مین کسی نے مار ڈالا۔

ابوسعید تستری بھی دولت علویہ کا ایک نامور وزیر تھا یہ پہلے یہودی تھا مگر عہدۂ وزارت پر پہنچنے سے مسلمان ہوگیا تھا۔

جرجانی بھی اسی سلسلہ کا ایک جلیل القدر شخص تھا اسکو کسی امر کی بابت لکھنے کو منع کیا گیا تھا اسنے اسکی تعمیل نہ کی اسپر حاکم نے اس کے ہاتھ کاٹنے کی قسم کھالی اور معزول کر دیا۔ مگر پھر اسکے تیسرے روز عہدۂ وزارت پر بحال کر دیا گیا۔ اور خلعت خوشنودی سے سرفراز وممتاز ہوا۔

ابن ابی کدینہ نے تیرہ مہینے وزارارت کی بعد ازان معزول ہوکر مار ڈالا گیا۔

ابو الطاہر بن باشاد وزیر السلطنت دیندار آدمیون سے تھا

اس نے وزارت سے استعفا دے کے جامع مصر مین گوشہ گزینی
اختیار کر لی۔ ایک روز رات کے وقت چھت پر سے گر کر مر گیا۔

وزیر السلطنت ابو القاسم بن مغربی آخری وزیر تھا اسکے بعد
بدر جمالی زمانہ حکومت خلیفہ مستنصر مین سیف الدولہ کے قلمدان وزارت
کا مالک ہوا۔ اسکے دور دولت مین بدر نے بہت بڑے زور و شور
سے وزارت کی اور اسکے بعد بھی بہت اسی حالت پر رہا جیسا کہ ان کے حالات
کے ضمن مین بیان کیا جائے گا۔

قضاۃ کے حالات نعمان بن محمد بن منصور بن احمد بن حیون زمانہ حکومت
معز لدین اللہ علوی مین قیروان کا قاضی تھا۔ جب معز مصر
مین آیا تو نعمان بھی اسکے رکاب مین تھا مصر مین پہنچکے معز لدین اللہ نے
نعمان کو عہدۂ قضا مرحمت کیا تا آنکہ اسنے اسی عہدہ پر وفات پائی بجائے
اسکا بیٹا علی مامور ہوا۔ ۳۷۴ھ مین یہ بھی مر گیا تو عزیز نے اسکے بھائی ابو عبد اللہ محمد
کو عہدۂ قضا پر مامور کیا۔ خلعت دی اور اپنے ہاتھ سے اسکے گلے مین
تلوار حمائل کی۔ معز نے اسکے باپ سے اسی محمد کو مصر مین عہدۂ قضا
دینے کا وعدہ کیا تھا۔ ۳۸۹ھ عہد خلافت حاکم مین اس نے بھی وفات
پائی۔ یہ شخص بہت بڑا جلیل القدر کثیر الاحسان اور عدالت و افتا
مین بحد محتاط تھا اسکا زمانہ قضا خلائق کے لئے رحمت الٰہی کا ایک نمونہ تھا
بعد اسکے اسکا چچا زاد بھائی ابو عبد اللہ حسین علی بن نعمان عہد خلافت
حاکم مین عہدۂ قضا سے سرفراز کیا گیا بعد چندے ۳۹۴ھ مین معزول
کر دیا گیا اور قتل ہو کر جلا دیا گیا۔ بعد اسکے مالک بن سعید الفارقی مامور ہوا
تا آنکہ ۴۰۵ھ اطراف قصور مین حاکم نے اسکو سزائے موت دی خلیفہ حاکم کی آنکھوں

مین اسکی بہت بڑی عزت تھی - امور سلطنت مین اسکو دخل تام ہتا اور خلوت وجلوت مین یہ خلیفہ حاکم کا ہمراز و مصاحب ہتا - ملکہ کے مارے جانے پر احمد بن محمد بن عبد اللہ بن ابی العوام عہدہ قضا سے سرفراز کیا گیا - یہی شخص دولت علویہ کے آخری دور تک عہدۂ قضا پر رہا -

قاضی کے متعلق دادرسی اور دعوت کی خدمت سپرد رہا کرتی تھی اور گاہے گاہے داعی الدعاۃ کا عہدہ قاضی سے لے لیا جاتا ہتا اور اس خدمت پر ایک دوسرا شخص مامور ہوا کرتا قاضی اُن عہدہ داران دولت سے ہتا جو جمعہ اور عیدون مین خلیفہ کے ساتھہ بوقت خطبہ دینے کے منبر پر چڑہا کرتے تھے -

حاکم بامر اللہ کی خلافت

ہم اوپر بیان کر آئے ہین کہ عزیز نے ۳۸۱ھ مین جہاد کا اعلان کیا ہتا اور رومیون پر جہاد کرنے کی غرض سے فوجین آراستہ کر کے خروج کر دیا ہتا کوچ و قیام کرتا ہو بلبیس پہنچا - بلبیس مین پہنچکے ایسے چند امراض مین مبتلا ہوا کہ انہین کے صدمہ سے آخری رمضان ۳۸۶ھ مین اپنی حکومت و خلافت کے ساڑھے گیارہ سال پورے کر کے مرگیا - بعد اسکے اسکا بیٹا ابو علی منصور سریر خلافت پر متمکن ہوا[۱] الحاکم بامر اللہ کا خطاب اختیار کیا -

ارجوان خادم اسکے عہد حکومت مین بھی امور سلطنت کا منصرم اور اسپر مستولی و متغلب ہتا جیسا کہ اسکے باب عزیز کے عہد حکومت مین ہتا اور ابو محمد حسن بن عمار ہر کام مین ارجوان کا ردیف و شریک ہتا - ارجوان محلسراے شاہی مین حاکم کے ساتھہ رہتا

---

[۱] ابو علی منصور کی عمر بوقت تخت نشینی گیارہ سال کی تھی - تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۸۳ مطبوعہ لیدن

تھا اور ابو محمد حسن امور سلطنت کی نگرانی کر رہا تھا اسنے آہستہ آہستہ
کل انتظامی اور مالی صیغون پر قبضہ کر لیا امین الدولہ کے لقب سے اپنے
کو ملقب کیا۔ کتامہ کی بن آئی رعایا کے مال و عزت کو بتی خواہشات نفسانی
کا شکار کرنے لگے۔ منجوتکین کو بہیدہ امراء و زیر ابو محمد کا کام مین پیش پیش
ہونا ناگوار گزرا ارجوان کو لکھ بھیجا کہ اگر تم میری موافقت کرو تو مین
علم حکومت کے خلاف بغاوت کا جھنڈا بلند کرون ارجوان کا دل
ابو محمد سے تو پک ہی گیا تھا منجوتکین سے سازش کر لی۔ چنانچہ
منجوتکین نے خودسری کا اظہار کرکے ایک فوج دمشق سے مصر
کو روانہ کی جسکا سردار سلیمان بن جعفر بن فلاح تھا ابو محمد کو اسکی
اطلاع ہوئی تو اسنے بھی مصری لشکر کو اس طوفان کے روک تھام
کرنے کو روانہ کیا۔ مقام عسقلان مین دونون فوجون کا مقابلہ ہوا ایک
سخت خونریز جنگ کے بعد منجوتکین کو ہزیمت ہوئی۔ دو ہزار آدمی اسکے
کھیت رہے اور خود بھی اثناء داروگیر مین گرفتار کر لیا گیا اور
پابزنجیر مصر بھیجدیا گیا۔ ابو محمد نے مصلحتاً مشرقی فوجون کو ملانے
کی غرض سے منجوتکین کو رہا کر دیا اور اپنی طرف سے ملک شام پر
ابو تمیم سلیمان بن فلاح کتامی کو مامور کیا اسنے طبریہ مین پہنچکے اپنے
بھائی علی کو سند حکومت عطا کرکے دمشق بھیجا اہل دمشق نے علی کی سرداری
تسلیم نہ کی لڑنے پر آمادہ ہوئے۔ ابو تمیم نے اہل دمشق کے پاس اپنی
سفارت بھیجی اور انکو سرکشی اور مخالفت کے عواقب امور سے ڈراتے
ہوئے اپنے جاہ و جلال کی دہمکی بھی دی۔ اہل دمشق نے ڈر کر اطاعت
قبول کر لی اور علی کی سرداری و حکومت تسلیم کرکے شہر پناہ کے

دروازے کھولدئے۔ علی نے شہر مین داخل ہوتے ہی دند مچادی خونریزی اور غارتگری کا بازار گرم کر دیا کسیکو قید کیا کسیکو قتل کیا۔ ابو تمیم کو اسکی خبر لگی فوراً دمشق آپہنچا اور اہل دمشق کو علی کے پنجہ غضب سے نجات دیکے علی کو دمشق سے طرابلس کی حکومت پر تبدیل کر دیا اور طرابلس کے سابق حکمران جیش بن صمصامہ کو معزول

جیش نے معزولی کے بعد مصر کا راستہ لیا۔ تہوڑے دنون کے سفر کے بعد مصر مین داخل ہوا ارجوان کے پاس آمد و رفت شروع کی جیش اور ارجوان نے متفق ہوکے یہہ رائے قایم کی کہ ابو محمد اور کل سرداران کتامہ کو جو اسکے مصاحب و مشیر ہین جس طرح سے ممکن ہو مملکت مصر سے نکال دینا چاہا۔ اس سازش مین شکر خادم عضد الدولہ بھی شریک تھا۔

شکر عضد الدولہ کا خادم خاص تھا بعد وفات عضد الدولہ وادبار شرف الدولہ برادر عضد الدولہ مصر چلا آیا تھا اور عزیز کے دربار مین پہنچکے ایک قسم کا رسوخ پیدا کر لیا تھا۔ اسی تعلق سے یہہ ارجوان اور جیش کے ساتھہ رہا کرتا تھا۔

اتفاق سے ابو محمد کو اس سازش کی اطلاع ہوگئی۔ اسنے بھی ارجوان وغیرہم اپنے مخالفین کے زیر کرنے کی تدبیرین شروع کردین۔ جاسوسون نے ارجوان تک یہہ خبر پہنچادی پہر کیا تھا دونون فریق مین فتنہ و فساد کی آگ مشتعل ہوگئی مشرقی اور مغربی فوجون نے تلوارین نیام سے کھینچ لین کشت و خون شروع ہوگیا۔ اس معرکہ مین مغربیون کو ہزیمت ہوئی۔ ابو محمد بخوف جان روپوش ہوگیا۔ ارجوان نے حاکم کی خدمت مین حاضر ہوکے

کل واقعات عرض کئے اور اسکو سریر خلافت پر جلوہ افروز کرکے اسکی خلافت وحکومت کی دوبارہ بیعت لی۔

تجدید بیعت کے بعد ارجوان نے سپہ سالاران دمشق کو ابو تمیم کی گرفتاری کی بابت ایک خفیہ تحریر بھیجدی کسیکو کانون کان خبر نہوئی سپہ سالاران دمشق اور اہل شہر نے دفعۃً یورش کرکے ابو تمیم کے گھربار اور خزانہ کو لوٹ لیا۔ کتامہ کی خونریزی شروع ہوگئی۔ فتنہ وفساد کا دروازہ کھل گیا ایک مدت تک دمشق مین اس فساد کی آگ مشتعل رہی عوام الناس اور بازاری امور سلطنت پر مستولی ہوگئے۔

بعد اسکے ارجوان نے ابو محمد کی تقصیر معاف کردی دربار شاہی مین حاضر ہونے کی اجازت دی اور اسکی تنخواہ مقرر کرکے بدستور قدیم مکان مین قیام کرنے کا حکم دیا۔

انہین واقعات کے اثنا مین اہل شام مین بغاوت پھوٹ نکلی۔ اہل صوبہ باغی ہوگئے ایک ملاح قلاقہ نامی کو اپنا امیر بنالیا۔ مفرج بن دغفل بن جراح نے بھی علم خلافت کی اطاعت سے انحراف کرکے خودسری اختیار کرلی۔ رملہ مین پہنچکے قتل وغارت گری شروع کردی۔ دوقس بادشاہ روم بھی جو ایسے مواقع کا منتظر اور حکومت اسلامیہ کا قدیمی رقیب تھا قلعہ افامیہ پر چڑھ آیا اور اسکا محاصرہ کرلیا۔ ارجوان نے ان واقعات سے مطلع ہوکے ایک عظیم فوج کو بسرافسری جیش بن صمصامہ رملہ کیجانب روانہ کیا اور دوسری فوج کو بسرکردگی ابو عبد اللہ حسین بن ناصر الدولہ بن حمدون صور کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ ابو عبد اللہ نے صور کے قریب پہنچکے بری اور بحری لڑائی شروع کردی۔ قلاقہ نے بادشاہ روم سے امداد

طلب کی بادشاہ روم نے ایک بیڑہ جنگی کشتیون کا قلاقہ کی کمک پر بہیجدیا
بہت بڑی خونریزی کے بعد اسلامی بیڑہ کو فتحیابی نصیب ہوئی - رومی
شکست کہاکے بہاگے اہل صوبہ نے بمجبوری گردن اطاعت جہکا دی
ابو عبد اللہ نے صور پر قبضہ کرکے قلاقہ کو گرفتار کرلیا اور پا بزنجیر ایک
دستہ فوج کی حراست مین مصر روانہ کردیا - مصر مین پہنچنے کے بعد
قلاقہ کی کہال کہینچ لیگئی اور صلیب پر چڑہا دیا گیا -

جیش بن صمصامہ مفرج بن دغفل کی سرکوبی کو رملہ بہیجا گیا تہا
مفرج یہ خبر پاکے جیش کے مقابلہ سے بہاگ کہڑا ہوا - جیش کوچ و
مقام کرتا ہوا دمشق پہونچا - اہل دمشق ملنے کو آئے جیش بعزت و احترام
ان لوگون سے ملا ان کے ساتہہ احسانات کئے - انکے تکالیف رفع کی اور
پہر وہان سے افامیہ کی جانب کوچ کیا جہان پر کہ دوقش بادشاہ
روم معہ اپنے لشکر کے پڑاؤ کئے ہوئے تہا اور بلاد اسلامیہ کو پامال کر رہا تہا - افامیہ
پر عساکر اسلامیہ اور رومی لشکر سے صف آرائی ہوئی - اولاً جیش اور اسکے
ہمراہی شکست کہاکے بہاگے صرف بشارت اخشیدی بن فمرارہ
پندرہ سو سوارون کے ساتہہ میدان جنگ مین ٹہیرا ہوا لڑتا رہا - اور
دوقش بادشاہ روم اپنے جہنڈے کے نیچے معہ اپنے لڑکون اور چند
غلامون کے کہڑا ہوا رومیون کی قتل و غارتگری اور مسلمانون کی پامالی
دیکہہ رہا تہا اخشیدی کے ہمراہیون مین سے ایک کردی لوہے کا لٹہ موسوم بہ خشت
لئے ہوئے دوقش کی جانب چلا دوقش نے یہ خیال کرکے کہ شاید یہ امن
حاصل کرنے کی غرض سے آرہا ہے اپنی حفاظت نہ کی کردی نے قریب پہنچکے
دوقش پر حملہ کردیا اور پہلے ہی حملہ مین اسکو مار ڈالا - دوقش کے

مارے جانے سے رومی لشکر بھاگ کھڑا ہوا اور حبیش کی فوج نے جو میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی تھی پھر لوٹ پڑی انطاکیہ تک قتل وقید کر لی اور ان کے مال واسباب کو لوٹتی ہوئی چلی گئی۔

اس فتحیابی کے بعد حبیش نے دمشق کے باہر ایک میدان مین قیام کیا کسی مصلحت سے دمشق مین نہ گیا۔نوجوانان دمشق کے سردارون کو جو بانی مبانی ہنگامہ کے ہوئے تھے طلب کر کے اپنی مصاحبت کا اعزاز عنایت کیا اور انہین مین سے ایک گروہ کو اپنا حاجب بھی بنایا روزانہ ان لوگون کے کے لئے نفیس نفیس کھانے پکواتا اور کمال دریا دلی سے ان کو معہ ان لوگون کے جو ان کے ساتھ ہوتے کھلواتا تھا۔ اسی طریقہ سے ایک زمانہ گذر گیا۔ بعد چندے ایک روز جب یہہ لوگ کھانے کے کمرے مین گئے اپنے غلامون کو اشارہ کر دیا انھون نے دروازے بند کر کے تلوارین نیام سے کھینچ لین اور ان لوگون کے جان وتن کا فیصلہ کرنے لگے تقریباً تین ہزار آدمی مارے گئے۔ان لوگون کے مارے جانے سے حبیش کے قلب کو اطمینان حاصل ہوا۔معہ اپنی فوج کے دمشق مین گیا اور اسکا چکر لگا کے شرفا ورؤسا شہر کو دربار مین حاضر ہونے کی اجازت دی۔جب وہ لوگ دربار مین آگئے تو ان لوگون کے روبرو نوجوانان دمشق کے سردارون کے قتل کروایا اور انہین شرفا ورؤسا شہر کو بطور وفد کے مصر کیطرف روانہ کیا۔ اس سے فتنہ وفساد کی آگ جو مدت مدید سے مشتعل ہو رہی تھی فرو ہو گئی لوگ امن وامان سے اپنے اپنے مکانون مین رہنے لگے۔

ان واقعات کے چند دنون بعد جیش نے بعارضہ بواسیر وفات پائی بجائے اسکے اسکا بیٹا محمود بن جیش دمشق مین حکمرانی کرنے لگا جیش کی وفات سے ارجوان کے بازو کمزور پڑ گئے سیل بادشاہ روم سے نامہ و پیام کرکے دس برس کے لئے مصالحت کر لی - اور ایک فوج برقہ اور طرابلس غرب کے مفتوح کرنے کو روانہ کی چنانچہ اس فوج نے ان دونون مقامات کو بزور تیغ فتح کر لیا - ارجوان نے ان کی حکومت پر یانس صقلی کو متعین کیا -

چونکہ ارجوان کو حاکم والی مصر کی مزاج مین درخور زیادہ پیدا ہو گیا تھا - سیاہ وسفید جو چاہتا تھا کر گزرتا تھا اور یہ امر اب حاکم کو نامطبوع ونا پسند معلوم ہونے لگا - نتیجہ اسکا یہہ ہوا کہ ۳۸۹ھ مین حاکم نے ایک الزام بیجا لگا کے ارجوان کو سزائے موت دیدی -

ارجوان ایک خواجہ سرا تھا اور قدرتی مخنث تھا اسکا وزیر فہد بن ابراہیم نصرانی تھا حاکم نے بعد قتل ارجوان فہد کو اپنے قلمدان وزارت کا مالک بنایا - بعد چندے حسین بن عمار کو بعد ازان حسین بن جوہر سپہ سالار افواج کو بھی قتل کر ڈالا - پھر یہ خبر پا کے کہ حسان بن مفرج طائی اطراف حلب مین لوٹ مار کر رہا ہے چند فوجین لسرافسری یارختکین حلب کی طرف روانہ کین جسوقت یہ فوجین غزہ سے عسقلان کی جانب بڑہین حسان اور اسکے باپ مفرج نے دفعتہً ان پر حملہ کر دیا - یارختکین اور اس کے رکاب کی فوج کو ہزیمت ہوئی - یارختکین کے ہمراہیون مین سے کثیر التعداد آدمی کام آئے - حسان نے عسقلان کے قرب وجوار کو تخت وتاراج کیا رملہ پر قابض ہو گیا - فوجی قوت بھی بڑہا لی - اور ابوالفتوح

حسن بن جعفر (علوی حسنی) امیر مکہ کو مکہ معظمہ سے طلب کرکے خلافت وامارت کی بیعت کی امیر المومنین کے لقب سے مخاطب کرنے لگا پھر حاکم نے حسان اور مفرج کو بحکمت عملی نامہ وپیام بھیجکے ملالیا چنانچہ ان لوگون نے ابو الفتوح کو مکہ معظمہ واپس کردیا اور بدستور قدیم حاکم کا غاشیہ اطاعت اپنے دوش پر لے لیا ابو الفتوح نے بھی مکہ معظمہ مین پہنچکے حاکم کے نام کا خطبہ پڑھا اور اسکے علم حکومت کا مطیع ہوگیا

حاکم نے ان لوگون کی متحدہ قوت کے توڑنے کے بعد اپنی فوجون کو زیر کردگی علی بن جعفر بن فلاح شام کی جانب روانہ کیا۔ علی نے سب کے پہلے رملہ پر چڑھائی کی۔ حسان بن مفرج مقابلہ نکرسکا ہزیمت کھا کے بھاگا۔ علی نے ان شہرون پر قبضہ کرکے اسکے مال و اسباب کو لوٹ لیا اور نیز ان کل قلعات پر جو جبل شرات مین حسین کے قبضہ مین تھے قبضہ کرلیا۔ ماہ شوال ۳۹۰ھ مین قرب وجوار کے شہرون کو فتح کرتا ہوا دمشق پہونچا اور اسپر بھی کامیابی کے ساتھ قابض ومتصرف ہوگیا۔ مفرج اور اسکا بیٹا حسان تقریباً دو برس تک بحالت فقر وفاقہ ادھر ادھر مارا پھرا۔ تاآنکہ مفرج نے اسی حالت مین انتقال کیا۔ حسان کی رہی سہی توانائی جاتی رہی گھبراکر حاکم والی مصر سے امن کی درخواست کی حاکم نے اسکو امن دی اور جاگیر بھی مرحمت کی۔ تھوڑے دنون بعد حسان بطور وفد حاکم کے دربار مین حاضر ہوا حاکم نے اسکی عزت افزائی کی اور جائزہ مرحمت کیا۔

خروج ابو رکوہ	ابو رکوہ کی نسبت یہ گمان کیا جاتا ہے کہ اسکا نام ولید

تھا ہشام بن عبدالملک بن عبدالرحمن اموی تاجدار اندلوسیہ عظمی کا
بیٹا تھا جبوقت منصور بن ابی عامر اندلوسیہ عظمی پر مستولی ہوگیا اور
شاہزادگان بنوامیہ کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر قتل کرنے لگا اُس
وقت یہہ ابورکوہ جبکی عمر غالباً بیس برس کی رہی ہوگی بخوف جان
چھپکر قیروان بھاگ گیا اور وہین پر چندے بیٹہا ہوا لڑکون
کو پڑھاتا رہا بعد ازان مصر چلا آیا۔ اور حدیث کی کتابت شروع
کردی پہر یہان سے بھی برداشتہ خاطر ہو کر مکہ و یمن ہوتا ہوا شام پہونچا
اور اپنے باپ ہشام کے لڑکون مین سے قایم کی امارت کی ترغیب
دینے لگا

اسکی کنیت ابورکوہ اس وجہ سے ہوئی کہ یہہ صوفیونکی عادت
کے مطابق کوزۂ آب اپنے ہمراہ رکھتا تھا۔

شام مین تھوڑے دنون قیام کرکے پہر اطراف مصر
مین واپس آیا اور ہلال بن عامر کے بادیہ مین بنی قرہ کے پاس مقیم ہوا
لڑکون کو قرآن کی تعلیم دیتا اور لوگون کی امامت کرتا تھا۔ اس حالت
سے ایک مدت گزر گئی جب بنی قرہ سے مراسم اتحاد پیدا ہوگئے
تو جو کچھ اسکے دل مین تھا اسکو ظاہر کرکے قایم کی امارت و حکومت
کی دعوت دینے لگا چونکہ حاکم بامر اللہ علوی نے ہر طبقہ کے آدمیون پر قتل و
غارت کا ہاتھ صاف کرنا شروع کردیا تھا امرار و شرفار
اور روسار ملک وملت تنگ آگئے تھے بنی قرہ کے ایک گروہ کو بھی
بوجہ انکے فتنہ و فساد کے قتل کرکے جلا دیا تھا۔ اسوجہ سے ان لوگون
نے ابورکوہ کے کہنے کو بسر و چشم تسلیم کیا اور اسکے مطیع و منقاد ہوگئے

اسکے ہاتھہ پر بیعت کرلی - امین اور لواتہ مزاتہ اور زناتہ مین جو اسکے ہمسایہ تھے لڑائیان تھین مگر ان سبھون نے ان لڑائیون کو بالائے طاق رکھہ کے بالاتفاق ابورکوہ کے علم کی اطاعت کرتی تھی نیال والی برقہ نے حاکم علوی والی مصر کو اس کی اطلاع کی حاکم نے ان لوگون سے متعرض نہونے کو لکھہ بھیجا - بعد اسکے ان لوگون نے مجتمع ہو کے برقہ پر چڑھائی کردی - والی برقہ سے اور ان سے زمادہ مین صف آرائی کی نوبت آئی - اتفاق یہہ کہ والی برقہ کو اس معرکہ مین ہزیمت ہوئی سارا مال واسباب اور آلات جنگ اس کے لوٹ لئے گئے اور اثنا ر دار وگیر مین خود بھی مارڈالا گیا -

ابورکوہ نے اس کامیابی کے بعد داد وہش اور عدل گستری شروع کردی - حاکم کو اس ہزیمت کی خبر لگی تو اسکے بھی ہوش درست ہوگئے اپنے سپاہیون اور عمال کو جور و تعدی اور قتل و غارتگری کی ممانعت کردی اور ایک قلیل مدت مین پانچہزار سوارون کو مرتب و مسلح کرکے لبراعنری ابوالفتوح فضل بن صالح سپہ سالار کے ابورکوہ کی سرکوبی کو روانہ کیا ابوالفتوح منزل بمنزل سفر کرتا ہوا ذات الحمام تک پہونچا ذات الحمام اور برقہ مین دو منزل کی مسافت تھی مگر یہہ مسافت نہایت دشوار گزار تھی پانی کا کہین نام و نشان نہین تھا - ان منزلون مین نہ دریا تھا اور نہ نہر - کنوئون مین بدقت تمام بہت دور پانی نکلتا تھا اور وہ بھی قلیل - ابورکوہ نے یہہ سنکے

کہ ابو الفتوح پانچہزار سواروں کی جمعیت سے آرہا ہے اپنے
ایک سپہ سالار کو حکم دیا کہ دونوں منزلوں کے کنووں کا پانی اس
قدر نکال لو کہ وہ عدم کے حکم مین ہو جائین سپہ سالار مذکور
نے اس حکم کی کمال مستعدی سے تعمیل کی بعد ازان ابورکوہ
نے جس وقت کہ حریف حملہ آور اس دشوار گزار منزل مین آگیا
مدافعت و مقابلہ کی غرض سے اپنی سپاہ کو مرتب کیا اور اس میدان
مین آپہونچا جہانکہ شدت تشنگی سے ابو الفتوح اور مصری فوج کا بُرا
حال ہو رہا تھا - ابورکوہ کی فوج حریف مقابل سے بہتر
کئی ابورکوہ کھڑا ہوا جنگ کا تماشہ دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ کتامہ کے
ایک گروہ نے حاضر ہو کے اطاعت کی گردن جھکا دی ابورکوہ نے
امن دی اور اپنے لشکر مین داخل کر لیا - اس سے حاکم کا لشکر بہت
بے سروسامانی سے ہزیمت اٹھا کر مصر کی جانب بھاگا ہزارہا
آدمی مارے گئے - ابورکوہ مظفر و منصور برقہ واپس آیا - اور
متعدد فوجین شبخون مارنے اور غارتگری کرنے کو صعید اور سرزمین
مصر کی جانب روانہ کین - حاکم کو اس واقعہ سے بجید صدمہ ہوا خود
کردہ پر پچھتایا ادھر اس نے فوجین آراستہ کر کے علی
بن فلاح کو امیر بنا کے ابورکوہ کے سر کرنے کو بھیجا اُدھر
اہل مصر نے درپردہ ابورکوہ کو لکھ بھیجا کہ ہم لوگ حاکم کے جور و تعدی
سے تنگ آگئے ہین آپ مصر پر حملہ کیجئے ہم لوگ ساتھ دینے کو طیار ہین
منجملہ ان لوگون کے جنھون نے اس قسم کی خط و کتابت ابورکوہ سے کی تھی حسن
بن جوہر کمانڈر انچیف تھا ابورکوہ اس اندرونی حالت سے مطلع ہو کے برقہ

سے صعید کی جانب بڑھا۔ حاکم نے یہ خبر پا کے اپنے ممالک محروسہ
کی کل فوجین طلب کر لین اور ان کو سامان جنگ عطا کر کے ابورکوہ کے
مقابلہ پر روانہ کیا۔ اس فوج مین علاوہ عرب کے سولہ ہزار
جنگ آور تھے فضل بن عبد اللہ اسکا افسر اعلے تھا۔ سب کے پہلے
بنی قرہ سے صف آرائی کی نوبت آئی۔ اس معرکہ مین بنی قرہ کو ہزیمت
ہوئی ان کے سردارون مین سے عبد العزیز بن مصعب، رافع
بن طرا اور محمد بن ابی بکر مارے گئے۔ بعد اس کے فضل نے اپنی
حکمت عملیون سے سرداران بنی قرہ کو ملانا شروع کیا اس مین
بھی اسکو کامیابی حاصل ہوئی چنانچہ ماضی بن مقرب نے جو بنی قرہ
کا سربرآوردہ سردار تھا سازش کر لی۔ اتنے مین علی بن فلاح
بھی آگیا اسنے ایک دستہ فوج فیوم کی طرف روانہ کیا بنی قرہ
نے اسپر حملہ کر کے اسکو پسپا کر دیا۔ حاکم نے مصر سے ایک تازہ دم
فوج اس ہزیمت خوردہ لشکر کی کمک کو روانہ کیا۔ ابورکوہ نے اس سے
مطلع ہو کے اس امدادی فوج کو روکنے کی غرض سے ہرمین کی جانب
کوچ کیا اور اسی دن لوٹ بھی آیا ماضی نے فضل کو اسکی خبر کر دی اس نے
بھی جنگ و مقابلہ کرنے کی غرض سے فیوم کی جانب کوچ کیا اثناء راہ
مین مقام راس برکہ پر دونون حریفون کا مقابلہ ہو گیا ابورکوہ کی فوج
میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی بنی کلاب وغیرہم فضل سے امن حاصل
کر کے ابورکوہ سے علیحدہ ہو گئے۔ علی بن فلاح تو میدان کارزار سے اپنے
لشکرگاہ مین واپس آیا اور فضل ابورکوہ کی تلاش و تعاقب مین بڑھا
ماضی نے پہلے بنی قرہ کو دم پٹی دے کے ابورکوہ کی ہمراہی سے

علیحدہ کر دیا بعدہ خود بھی ابورکوہ کو یہ سمجھا کے کہ تم اب نوبہ مین جا کے اپنی جان بچاؤ علیحدہ ہوگیا۔ ابورکوہ بحال پریشان نوبہ کے ایک قلعہ پر پہنچا اہل قلعہ نے قلعہ مین داخل ہونے سے روکا ابورکوہ نے کہا "مین خلیفہ حاکم بامر اللہ کا قاصد ہون والی قلعہ کے پاس پیام لایا ہون" اہل قلعہ نے جواب دیا ہم بادشاہ نوبہ سے تمھاری بابت دریافت کر لین تو قلعہ مین آنے کی اجازت دین ابورکوہ یہ سنکے دروازہ قلعہ پر بیٹھ گیا اہل قلعہ نے اسکی حراست کا انتظام کر کے بادشاہ کو اس واقعہ سے آگاہ کیا۔ بادشاہ نوبہ اس وقت ایک صغیر السن لڑکا تھا جو اپنے باپ کے انتقال کے بعد سریر حکومت پر متمکن ہوا تھا۔ شدہ شدہ فضل کو اس کی خبر لگ گئی فضل نے بادشاہ نوبہ کے پاس اپنی سفارت بھیجی ابورکوہ کو اس سے طلب کیا۔ چنانچہ بادشاہ نوبہ نے ابورکوہ کو شجرہ بن مینا اپنے سرحدی صوبہ دار کے پاس بھیجدیا اور یہ لکھدیا کہ اسکو حاکم بامر اللہ کے نائب کو دیدو بس شجرہ نے ابورکوہ کو فضل کے سفیر کے حوالہ کر دیا۔ فضل نے اسکے لئے ایک خیمہ علیحدہ نصب کرایا اور دوسرے دن سوار کرا کے مصر روانہ کر دیا۔ مصر پہنچنے پر حاکم نے اونٹ پر سوار کرا کے سارے شہر مین اسکی تشہیر کرائی بعد ازان قتل کرنے کی غرض سے قاہرہ کے باہر لے جانے کا حکم دیا ہنوز مقتل مین نہ پہنچنے پایا تھا کہ اسکا طائر روح قفس عنصری چھوڑ کر پرواز کر گیا۔ پھر بھی سر اوتار کر اسکی نعش کو صلیب پر چڑھایا یہ واقعات ۳۹۷ھ کے ہین۔

حاکم نے اس حسن خدمت کے صلہ مین فضل کی کمال عزت افزائی کی مدارج علیا پر پہنچایا بعد ازان کسی بات پر ناراض ہو کر قتل کر ڈالا۔

بقیہ اخبار حاکم حاکم بامر اللہ کے عہد حکومت کا ناظم و مدبر حسن بن عمار رہتا
جو کتامہ کا سردار اور پشت پناہ تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے
ہین اور ارجوان خادم اسکے ناک کا بال ہو رہا تھا۔ خادمان خلافت
پناہی اور کتامیون مین ایک مدت سے رقابت اور باہم چشمک چلی جاتی تھی
بسا اوقات یہ رنجش و کشیدگی جدال و قتال کی صورت اختیار کر لیا کرتی
تھی۔ چنانچہ ۳۸۷ھ مین مغربیون اور خادمون مین چل گئی اُدھر سے
حسن سوار ہو کر آمادہ جنگ و پیکار ہوا ادھر سے ارجوان۔ دونون حریف مین
سخت لڑائیان ہوئین آخر کار دونون حریف قتل و خونریزی سے رک گئے
حسن معزول کر دیا گیا۔ ساری عزت و توقیر خاک مین ملگئی خانہ نشین ہو گیا
اور ارجوان امور سلطنت کا نظم و نسق کرنے لگا۔ کاتب بن فہد بن ابراہیم کو
دادرسی کی خدمت سپرد کی گئی اور بجائے صندل کے برقہ کی حکومت یانس
افسر پولیس کو مرحمت ہوئی۔ اس اثنا مین ۳۸۹ھ کا دور آگیا اور ارجوان
خادم قتل کر ڈالا گیا۔ زمام انتظام حکومت سپہ سالار عبد اللہ بن حسین بن
جوہر کے قبضہ اقتدار مین دیگئی۔ کاتب بن فہد بدستور سابق اپنا مفوضہ
کام کرتا رہا۔

۳۹۰ھ مین منصور بن بلکتین بن زیری والی افریقیہ کی دائرہ حکومت
سے طرابلس نکال لیا گیا۔ عزیز کے خادمون مین سے یانس نامی ایک
شخص مامور کیا گیا۔ جون ہی یانس وارد طرابلس ہوا منصور کے گورنر عضولہ
بن بکار نے زمام حکومت یانس کے سپرد کر دی اور خود معہ اپنے اہل
و عیال اور مال و اسباب کے حاکم کی خدمت مین حاضر ہونے کو چل کھڑا ہوا
بیان کیا جاتا ہے کہ عضولہ کے ساٹھ سے زائد لڑکے تھے پینتیس حرم

(لونڈیان) تہین حاکم نے اسے بعزت اور احترام ملاقات کی قیام کے لئے محل سرا ر خاص مین جگہ عنایت فرمائی - جاگیرین اور وظائف مقرر کئے پھر بعد چندے صوبہ دمشق کی سند حکومت عنایت فرما کے دمشق کیجانب روانہ کردیا - مگرافسوس ہے کہ عضولہ کی زندگی کا حکومت دمشق حاصل ہونے کے ایک برس بعد خاتمہ ہوگیا -

سنہ ۳۹۲ھ مین فلفول بن حزرون مغراوی نے حاکم والی مصر کو یہ اطلاع دی کہ طرابلس پھر منصور بن بلکین کے دائرہ حکومت مین داخل ہوگیا ہے - حاکم نے ایک عظیم فوج بسرافسری یحیےٰ بن علی اندلسی طرابلس کی حمایت کو روانہ کیا -

یحیےٰ کا بھائی جعفر جو خلفاء عبیدین کی طرف سے زاب کا گورنر تھا وہ اس سے پیشتر علم حکومت عبیدین سے منحرف ہو کے بنو امیہ کے ہوا خواہون مین داخل ہوگیا تھا - چنانچہ یہہ اور اسکا بھائی یحیےٰ اس وقت سے برابر حکمرانان بنو امیہ کی ہوا خواہی کرتے چلے آتے تھے تاآنکہ منصور بن ابی عامر نے کسی الزام مین جعفر کو قتل کرڈالا اُس وقت اسکا بھائی یحیےٰ مصر مین عزیز کے پاس چلا آیا اور اسکی خدمت مین رہنے لگا پس جب حاکم بامر اللہ کا دور حکومت آیا اور فلفول کی اطلاعی عرضداشت مشعر بایں مضمون کہ اہل طرابلس نے منصور بن بلکین کی اطاعت پھر قبول کرلی ہے دربار حکومت مصر مین پہونچی تو حاکم نے اسی یحیےٰ کو اس مہم کا سردار بناکے طرابلس کی جانب روانہ کیا جیسا کہ ابھی ہم اوپر بیان کرآئے ہین

بنو قرہ سے اور یحیےٰ سے مقام برقہ مین مقابلہ ہوا - بنو قرہ

نے یحییٰ کی جماعت کو منتشر کردیا یحییٰ نے مجبوری مصر کی جانب مراجعت کی اور بانس نے برقہ سے طرابلس کی طرف کوچ کیا۔

عضولہ والی دمشق کے انتقال کے بعد مفلح خادم مامور کیا گیا اور مفلح کے بعد علی بن فلاح نے زمام حکومت دمشق اپنے ہاتھ میں لی اور برقہ کی حکومت بعد بانس کے صندل اسود کو مرحمت ہوئی۔

۳۹۸ھ میں بن جوہر وزیر صیغہ جنگ کسی وجہ سے معزول کردیا گیا امور سلطنت کا نظم ونسق صالح بن علی بن صالح رودباری کے سپرد ہوا۔ حسین کی بد اقبالی صرف معزولی ہی پر منتہی نہوئی بلکہ اسکے تھوڑے ہی دنون بعد قتل کرڈالا گیا۔ حسین کو قتل ہوئے زیادہ زمانہ گزرنے نپایا تھا کہ اسکا جانشین صالح بھی بار حیات سے سبکدوش کردیا گیا۔ بجائے اسکے کافی بن نصر بن عبدون سیاسی امور کا منصرم ہوا۔ پھر اس سے بھی بعد چندے زمام حکومت لیلی گی زرعہ بن عیسےٰ بن نسطورس حکمرانی کرنے لگا مگر اسکی وزارت اور دور حکومت کو بھی استحکام حاصل نہوسکا وزارت کے تھوڑے ہی دنون بعد معزول ہو کر خانہ نشین ہو گیا تب ابو عبد اللہ حسن بن طاہر وزان قلمدان وزارت کا مالک ہوا۔

ان سب تغیرات اور وزارت کی تبدیلیون کا سبب یہہ تھا کہ حاکم بامر اللہ ایک متلون مزاج شخص تھا ظلم وجور کی بھی عادت تھی سختگیر اسدرجہ تھا کہ ارکین سلطنت ہر وقت لرزان رہتے تھے۔ جرجرای وغیرہ کے ہاتھ کٹوائے قتل کروادیا۔ اکثر بخوف جان وآبرو شہر چھوڑ کر بھاگ گئے کچھ لوگون نے امان کی درخواست کی۔ چنانچہ حاکم نے

ان لوگون کو امان نامہ لکھدیا - غرض کہ جور وعدل اور خوف وامن اور پابندی مذہب وغیر پابندی مذہب مین اسکی حالتین بدلتی رہتی تھین باقی رہا اسکے کفر کا قائل ہونا سو جہ کہ اس نے نماز پنجگانہ کے چھوڑ دینے کا فرمان جاری کیا تھا غیر صحیح ہے اور کوئی صاحب عقل اس کا قائل نہین ہوسکتا اور بفرض تقدیر اگر حاکم سے اس قسم کے افعال سرزد ہوتے تو اسی وقت قتل کر ڈالا جاتا - ہان اسکا مذہبا رافضی ہونا یہہ البتہ معروف ومشہور ہے - مگر باوجود اسکے اس معاملہ مین بھی اسکے تلون مزاجی کی وہی کیفیت تھی - کبھی تراویح پڑہنے کی اجازت دیتا تھا اور گاہے قطعی ممانعت کر دیتا تھا علم نجوم مین اسکو دخل تام تھا اور اسکے احکام وتاثیرات کو بھی دل سے مانتا تھا اسکی نسبت یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اسنے عورتون کو بازارون مین نکلنے کی ممانعت کر دی تھی - ایک مرتبہ اس سے شکایت کیگئی کہ روافض نے اہل سنت جماعت سے نماز تراویح اور نماز جنازہ پڑھنے کی حالت مین تعرض کیا اور اون پر پتھر برسائے - اس نے اسیوقت ایک فرمان لکھوایا جو آیندہ جمعہ کو جامع مصر کے منبر پر پڑھا گیا وہو ہذا -

اما بعد فان امیر المومنین یتلو علیکم ایۃ من کتاب اللہ المبین لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی فمن یکفر بالطاغوت ویومن باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقی لا انفصام لہا	اما بعد امیر المومنین تمہارے روبرو اللہ تعالے کی روشن کتاب (قرآن) کی آیت تلاوت کرتے ہین ہوین کی بابت زبردستی نہین ہے ہدایت اور گمراہی واضح ہو چکی ہے پس جو کوئی مفسد سے منکر ہوا اور اللہ پر ایمان لائے

والله سميع عليم مضى امس بما فيه وانى
اليوم بما يقتضيه معاشر المسلمين نحن
الايمة وانتم الامة انما المومنون اخوة
فاصلحوا بين اخويكم اتقوا الله لعلكم ترحمون
من شهد الشهادتين - ولا يجعل ثمرة
بين اثنين تجمعهم هذه الاخوة عصم
الله بها من عصم وحرم بها ما حرم من
كل محرم من دم ومال ونكاح الصلاح
والاصلاح بين الناس اصلح والفساد
والافساد من العباد قبيح يطوى
ما كان فيما مضى فلا ينشر ويعرض عما
انقضى فلا ينبه ويغضي على ما مر
من اجراء الامور على ما كانت
عليه في الايام الخالية ايام ابائنا الائمة
المهتدين سلام الله عليهم اجمعين
مهديهم بالله وقائمهم بامر الله و
منصورهم بالله ومعزهم لدين الله
وهم اذ ذاك بالمهدية والمنصورية
واحوال القيروان تجري فيها ظاهرة
غير خفية ليست بمستورة عنهم
ولا مطوية يصوم الصائمون على

تو اسنے بیشک مضبوط رسی پکڑ لی ہے جو ٹوٹنے
والی نہیں ہے اور اللہ سنتا ہے اور جانتا ہے کل
کا دن معہ لواحق کے گزر گیا اور آج کا دن معہ
اپنے ضروریات کے آگیا - اے گروہ مسلمانان ہم لوگ
امام ہیں اور تم لوگ امت ہو مسلمان جو ہیں وہ بھائی ہیں پس
اپنے بھائیوں میں میل جول کرا دو اور اللہ سے ڈرتے رہو
شاید تمپر رحم ہووے جو شخص توحید و رسالت کا اقرار کرے
اور دو شخصوں میں نفاق نڈالے وہ سب اس اخوت
اسلامی میں داخل ہیں اسکی وجہ سے اللہ کو بچانا ہو بچایا
اور جسکو روکنا ہو روکا اسکو محرمات خون مال و جائیداد عورت
ہو گیا صلاحیت اور اصلاح خلق بہتر و عمدہ ہے اور فساد و
فتنہ پردازی خلائق نازیبا و قبیح ہے گذشتہ باتوں کا تذکرہ
کیا جاوے اور زمانہ ماضیہ سے اعراض کرکے اسکا ذکر ترک
کر دیا جاوے اور جو اس سے پیشتر گزر چکا اسکو پیش نظر نکرنا
چاہیے - ان امور اور واقعات سے جو زمان ماسبق میں
گزر گئے علی الخصوص ہمارے آبا و مہتدین کے عہد حکومت
کے تذکرے سے اللہ تعالی انکا سلام اون سب پر ہو وہ کون
ہیں کہ مہدی باللہ قائم بامر اللہ منصور باللہ اور معز لدین اللہ
وغیرہم ہیں اور وہ سب راستے پر تھے اور منصور تھے
اور قیروان کا حال ظاہر غیر پوشیدہ ہے نہ انکو لوگوں سے
وہ مخفی ہے نہ سربستہ راز ہے - روزہ دار اپنے حساب سے

فروری ۱۹۰۶ء (۱)

حسابهم ويفطرون ولايعارض اهل
الروية فيما هم عليه صايمون و
مفطرون صلاة الخمس للذين بها
جاءهم فيها يصلون وصلاة الضحى و
صلاة التراويح لامانع لهم منها و
لاهم عنها يدفعون يخمس فى التكبير على
الجنايز المخمسون ولايمنع من التكبير
عليها المربعون يوذن بحى على
خير العمل الموذنون ولايوذى من
بها يوذنون لايسب احد من السلف
ولايحتسب على الواصف فيهم بما
يوصف والخالف فيهم بما خلف لكل
مسلم مجتهد فى دينه اجتهاده والى ربه
ميعاده عنده كتابه وعليه حسابه ليكن
عباد الله على مثل هذا عملكم منذ اليوم
لايستعلى مسلم على مسلم بما اعتقده
ولايعترض معترض على صاحبه
فيما اعتمده من جميع ما نصه
امير المومنين فى سجله هذا وبعده
قوله تعالى يا ايها الذين امنوا عليكم
انفسكم لايضركم من ضل اذا

روزے رکھیں اور افطار کریں اہل روایت روزہ دار
ہونیکی وجہ سے افطار کرنیوالوں سے تعرض نکریں
نماز پنجگانہ جو نمبرہا فرض ہے ادا کیا کرین نماز چاشت
اور نماز تراویح سے انکو کوئی مانع نہیں ہے اور نہ اس سے
انکو کوئی روکتا ہے۔ نماز جنازہ پر پانچ تکبیرین
کہنے والے کہین اور چار تکبیرین کہنے والے بھی چار
تکبیرین کہنے سے منع کئے جائین موذنین اذان
مین حی علی خیر العمل پڑہین اور جو شخص اذان
مین اسکو نہ کہے وہ ستائے نہ جائین۔ گذشتہ صحابہ
کو گالی نہ دیجائے اور نہ انکی تعریف کرنیوالوں سے
جیسا کہ انکی تعریف کیجاتی ہے مواخذہ کیا جائے
اور اس بارہ مین جو انکا مخالف ہو وہ مخالف رہے
ہر مسلمان مجتہد دینی معاملات مین اپنے اجتہاد کا ذمہ
دار ہے اور اللہ تعالی کے سامنے اسکو جانا ہے اسکے پاس
اسکی کتاب ہے اور اسی پر اسکا حساب ہے۔ چاہیئے کہ اپنے
بندگان خدا آج کے دن سے جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے
تم عمل درآمد کرو اور کوئی مسلمان دوسرے مسلمان پر اسکی
اعتقادات مین دست اندازی نکرے اور نہ کوئی شخص اپنے
اپنے دوست کے مذہبی خیالات سے متعرض ہو کل وہ امور
جنکو امیر المومنین نے اپنے اس فرمان مین تحریر فرمایا ہے
اور بعد اسکے قول اللہ تعالی کا یہ ہے اے ایمان والو

اپنی ذات کا خیال رکھو۔ جو شخص گمراہ ہو جائیگا وہ تمکو کچھ ضرر نہ پہنچا سکیگا جبکہ تم ہدایت پر ہوگے۔ تم سب کو اللہ تعالی کیطرف مرجع ہے پس تمکو وہ آگاہ کرتا ہے جو تم کر رہے ہو والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔	اهتديتم الی الله مرجعکم جميعا فينبئكم بما كنتم تعملون والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته۔

یہ فرمان ماہ رمضان المبارک ۳۹۳ھ کو لکھا گیا تھا۔

ظاہر کی تخت نشینی بعد ان واقعات کے حاکم بامر اللہ ابو علی منصور بن عزیز باللہ نزار بن معز علوی والی مصر جسکی سوانح اور عہد حکومت کے حالات ابھی تم اوپر پڑھ آئے ہو مقام برکت بحیش مصر مین مقتول پایا گیا۔ یہ اکثر شب کیوقت گدہے پر سوار ہو کر شہر کا چکر لگایا کرتا تھا اور کوہ مقطم پہ ایک مکان بنا رکھا تھا اسمین عبادت کی غرض سے تنہا جا کر رہا کرتا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ روحانیت کواکب کی جذب کرنے کو وہان جاتا تھا چنانچہ ستائیسوین شوال ۴۱۱ھ کو حسب دستور رات کے وقت اپنے گدہے پر سوار ہو کر چلا۔ دو سوار ساتھ ہو لئے۔ اسنے دونون سوارون کو یکے بعد دیگرے واپس کر دیا اور خود غائب ہوگیا پھر لوٹ کر نہ آیا۔ چند دنون ارکین دولت اسکے آنیکا انتظار کرتے رہے۔ بالآخر مظفر صقلی، قاضی اور بعض مصاحبین ڈھونڈھنے کو کوہ مقطم کیطرف روانہ ہوے۔ جون ہی پہاڑ پر چڑھے اسکی سواری کے گدہے کو دیکھا کہ ہاتھ پاؤن کٹا ہوا ادھر پڑا ہے۔ نشان پا لیتے ہوئے آگے بڑھے تو اسکے کپڑے کو پایا جو پارہ پارہ ہوگیا تھا اور جسمین چھریون کے زخم کے چند نشانات موجود تھے۔ اس سے ان لوگون نے اسکے قتل ہو جانے کا یقین کر لیا۔

[1] حاکم بامر اللہ مقام قاہرہ مین شب پنجشنبہ تیسوین ربیع الاول ۳۷۵ھ کو پیدا ہوا ۳۸۳ھ مین اسکی ولیعہدی کی بیعت اسکے باپ کے حالت حیات مین لیگئی۔ ۳۸۶ھ مین بعد وفات اپنے باپ کے تخت نشین ہوا متلون طبع غیر مستقل مزاج آدمی تھا۔ اسکے واقعات عجیب و غریب ہین۔ ابن خلکان جلد ۲ صفحہ ۱۲۰ مطبوعہ مصر

بیان کیا جاتا ہے کہ حاکم کی بہن نسبت حاکم کے کانون تک یہہ خبر پہونچی کہ اسکے پاس اجنبی مرد آیا جایا کرتے ہین اس بنا پر حاکم نے اپنی بہن کو دھمکایا۔ حاکم کی بہن نے ناراض ہو کر سپہ سالاران کتامہ سے ابن دواس نامی سپہ سالار کو بلا بھیجا اور جب وہ آگیا تو کہنے لگی مرا بھائی بدعقیدہ ہو گیا ہے اسکی بدعقیدگی سے مسلمانون کے قدم ڈگے جاتے ہین بہتر یہ ہے کہ اسکو تم مارڈالو دیکھو اگر تم اس راز کو افشا کر دوگے تو نہ ہماری جان کی خیر ہے اور نہ تمھاری جان کی اگر تم اس خدمت کو پوری طور سے انجام دے دوگے تو مین تمکو بہت بڑا عہدہ دونگی اور جاگیرین بھی عنایت کرونگی،، ابن دواس تو حاکم سے مخالف ہی تھا اور حاکم کو مارڈالنے سے تمام آئندہ خطرات سے اسکو نجات ملتی تھی بے تامل حاکم کے قتل پر طیار ہو گیا چنانچہ دو شخصون کو حاکم کے قتل کرنے کو اسکی خلوت خاص مین بھیجا اور جب ان لوگون نے اسکو مارڈالا اور ارکین دولت کو اسکے مارے جانے کا یقین ہوا تو سب کے سب مجتمع ہو کے اسکی بہن بنت الملک کے پاس گئے۔ ابن دواس بھی حاضر ہوا۔ سبھون نے متفق ہو کے علی بن حاکم کو سریر خلافت پر متمکن کیا اس وقت یہہ ایک نوعمر لڑکا تھا ہنوز سن بلوغ کو نہین پہونچا تھا غرض علی بن حاکم نے بیعت خلافت لینے کے بعد الظاہر لاعزاز دین اللہ کا خطاب اختیار کیا۔ تمام ممالک محروسہ مین گشتی فرامین بیعت خلافت لینے کی غرض سے روانہ کئے گئے۔

بیعت لینے کے دوسرے دن ابن دواس سپہ سالار معہ اور سپہ سالارون کے بنت الملک ہمشیرہ حاکم کی خدمت مین حاضر ہوا بنت الملک نے اپنے خادم کو اشارہ کر دیا اسنے لپک کے ابن دواس کو تلوار پر اٹھا لیا تا آنکہ انھین سپہ سالارون کے روبرو ابن دواس مارڈالا گیا بنت الملک برابر کہتی جاتی

تھی۔ یہہ حاکم کے خون کا بدلہ ہے۔ یہہ حاکم کے خون کا بدلہ ہے! کسی نے دم تک نہ مارا۔

ابن دواس کے مارے جانے اور خلیفہ ظاہر کی تخت نشینی کے بعد بنت الملک امور سلطنت کی نگرانی اور تدبیر کرنے لگی۔ چار برس تک زمام حکومت اسکے قبضہ مین رہی بعد ازان مرگئی تب معضاد اور تافرین وزان خدام نظم ونسق کرنے لگے۔ اور قلمدان وزارت ابوالقاسم بن احمد جرجرای کے سپرد ہوا۔ اسنے اپنے عہد وزارت مین زمام حکومت اپنے قبضہ مین لے لی تھی کسی کی کچھہ نہین چلتی تھی۔

انھین واقعات کے اثنار مین ملک شام مین بغاوت چھوٹ نکلی۔ بنی کلاب سے صالح بن مرداس نے حلب پر قبضہ کرلیا اور بنو جراح نے اسکے گرد و نواح کو تخت و تاراج کرنا شروع کردیا۔ ظاہر کو اسکی اطلاع ہوئی فوجین مرتب و آراستہ کرکے ۲۰؁ھ کو زبری والی فلسطین کو شام کی جانب روانہ کیا۔ صالح بن جراح سے اور اس سے مقابلہ ہوا صالح اور اسکا ایک چھوٹا لڑکا مارا گیا زبری نے دمشق پر قبضہ کرلیا اور حلب کو بھی شبل الدولہ نصر بن صالح کے قبضہ سے نکال کے اسکو قتل کرڈالا۔

قبل اس واقعہ کے جبکہ شبل الدولہ فلسطین مین تھا مابین اسکے اور ابن جراح کے اَن بن ہوگئی تھی، اور متعدد لڑائیان ہوئی تھین تاآنکہ شبل الدولہ رملہ سے قیساریہ بھاگ گیا اور وہین جاکے پناہ گزین ہوگیا۔ ابن جراح نے رملہ کو جلاکے خاک وسیاہ کردیا اور شبخون مارنے کی غرض سے قرب وجوار مین اپنی فوج کو پھیلادیا اس لوٹ اور غارتگری کا سیلاب بڑھتے بڑھتے عریش تک پہونچا! اہل بلبیس اور اہل قراقہ بخوف جان وآبرو جلا وطن ہوکر مصر چلے گئے بعد اسکے صالح بن مرداس نے عرب کو مجتمع کرکے دمشق پر چڑھائی کی ان دنون دمشق مین ذوالقرنین ناصر الدولہ

بن حسین حکومت کر رہا تھا۔ حسان بن جراح نے یہ خبر پا کے ذوالقرنین کی کمک پر فوجین روانہ کین۔ اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ فریقین مین مصالحت ہو گئی۔ صالح بن مرداس نے دمشق سے محاصرہ اٹھا کے حلب پر فوج کشی کر دی اور اسکو شعبان کتامی کے قبضہ سے نکال کر قبضہ کر لیا تا آنکہ خلیفہ ظاہر والی مصر نے مغربی فوجین بسر افسری زبریری روانہ کین جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو اور اسنے دمشق پر قبضہ کر لیا۔

مستنصر کی خلافت پندرھوین شعبان ۴۲۷ھ کو خلیفہ الظاہر لاعزاز دین اللہ ابوالحسن علی بن حاکم علوی والی مصر نے وفات پائی تقریباً سولہ برس خلافت کی ۳۲ سال کی عمر پائی ہے۔

خلیفہ ظاہر کے انتقال کے بعد اسکا بیٹا ابو تمیم معد نے سریر خلافت پر قدم رکھا المستنصر باللہ کا خطاب اختیار کیا۔ زمام حکومت ابو القاسم علی بن احمد جرجرای وزیر السلطنت نے اپنے ہاتھ مین لی جو سابق خلیفہ کے عہد حکومت مین بھی عہدہ وزارت سے سرفراز تھا۔

ان دنون حکومت دمشق پر زبریری مامور تھا جسکا نام اصلی نام انوشتکین تھا اسنے اپنے عادلانہ برتاو سے ملک مین امن و سکون پیدا کر دیا تھا۔ ملک کے کسی گوشہ سے بغاوت اور فتنہ وفساد کی آواز تک نہین سنی جاتی تھی مگر وزیر السلطنت ابوالقاسم کو اس سے دلی عناد تھا اور ہمیشہ اسکی بیخکنی کی فکر مین رہا کرتا تھا ایک مدت کے غور و تامل کے بعد زبریری کی سکریٹری (ابو سعید) سے خط وکتابت شروع کی اور اسکے ذریعہ سے زبریری کو علم حکومت علویہ کی مخالفت پر ابھارنے لگا زبریری اس مخالفت کو غیر مستحسن تصور کر کے ابو سعید کو اپنے دربار سے نکلوا دیا اس وجہ سے مابین ابو سعید اور زبریری کشیدگی اور منافرت پیدا ہو گئی اتفاق سے انہین ایام مین زبریری کے لشکر کے چند سپاہی کسی ضرورت سے مصر آئے

ہوئے تھے۔ وزیر السلطنت نے ان لوگون کو بھی دم پٹی دے کے اپنا بنا لیا چنانچہ ان سپاہیون نے بعد واپسی بقیہ لشکریون کو سمجھا بوجھا کے زریری پر دفعتہً حملہ کرنے پر امادہ و طیار کر لیا زریری کو کسی ذریعہ سے اسکی خبر ہو گئی زریری نے انکی اصلاح کی کوشش کی مگر جب اسمین اسکو کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو دمشق کو خیر آباد کہہ کے بعلبک کی طرف روانہ ہو گیا یہ واقعہ ۴۳۲ھ کا ہے گورنر بعلبک نے زریری کو شہر مین داخل ہونے دیا تب اسنے حماۃ کی طرف قدم بڑھایا۔ والی حماۃ نے بھی اسکی حمایت نہ کی زریری کو اس سے غصہ آگیا۔ آمادہ بجنگ ہو گیا۔ اثنا رجنگ مین رسد و غلہ کی فراہمی کی غرض سے قرب وجوار کے شہرون پر غارتگری کا ہاتھ بھی صاف کر دیتا تھا۔ چند دنون بعد فوج کی کمی محسوس ہوئی۔ کفر طاب سے اپنے ایک دوست[1] کو اپنی کمک پر بلا بھیجا عرصہ زیادہ نہ گذرا ہو گا کہ والی کفر طاب دو ہزار پیادے سے لئے ہوئے امداد کو آ پہونچا زریری نے معہ ان لوگون کے حلب کی جانب کوچ کر دیا اور وہان پر پہنچکے ماہ جمادی الآخرہ سنہ مذکور مین جان بحق تسلیم کر دی۔

زریری کی وفات سے شام کے امن عامہ مین اختلال و تغیر پیدا ہو گیا قرب وجوار کے باشندگان عرب کو طمع دامنگیر ہو گئی۔ وزیر السلطنت ابو القاسم نے انتظاماً حکومت دمشق پر حسین بن حمدان کو مامور کیا اس کی آخری اور انتہائی کوشش یہ بھی کہ یہہ شام کو باغیان دولت علویہ کے حملون سے بچاتا رہا۔ مگر کامیاب نہو احسان بن مفرج طائی نے فلسطین کو دبا لیا اور معز الدولہ بن صالح کلابی نے حلب پر فوج کشی کر کے شہر پر قبضہ کر لیا۔ باقی رہا قلعہ حلب وہ چند دنون تک مفتوح نہو اہل قلعہ نے دروازے بند کر لئے اور بارگاہ خلافت مصر سے امداد کی درخواست

[1] اس شخص کا نام مقلد بن منقذ کنانی تھا۔ تاریخ کامل ابن اثیر مطبوعہ لیدن جلد ۹ صفحہ ۳۴۳

کی - جب دربار خلافت سے کوئی امداد وکمک نہ پہونچی تو اہل قلعہ نے قلعہ کو اپنے حریف
معز الدولہ بن صالح کے سپرد کردیا پس اسنے قلعہ پر بھی قبضہ کرلیا -

عرب افریقیہ مین

سنہ ۴۴۳ھ مین معز بن بادیس نے ملک افریقیہ مین علم حکومت عبیدیین
کی مخالفت کا جھنڈا بلند کیا خلیفہ مستنصر علوی کا خطبہ و سکہ موقوف کرکے خلیفہ عباسی
کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا - خلیفہ مستنصر نے اس واقعہ سے مطلع ہوکے تہدید آمود
خط لکھا جسکا معز نے بھی جواب ترکی بہ ترکی دیا -

اس واقعہ کے بعد ہی مصر کی وزارت مین تبدیلی واقع ہوئی - ابو القاسم وزیر السلطنت
معزول کردیا گیا بجاے اسکے حسین بن علی تازوری قلمدان وزارت کا مالک ہوا
چونکہ یہہ خاندان وزارت سے نہ تھا اسوجہ سے خلیفہ مستنصر نے اسکو ان خطابات
سے مخاطب نہ کیا جن خطابات سے وزراء سابق کو خطاب کیا کرتا تھا - اس سے پیشتر
وزراء کو "عبدہ" سے مخاطب کرتا تھا اور اسکو "صنیعتہ" سے خطاب کیا - تازوری کو یہہ ناگوار
گذرا در پردہ خلافت علویہ کی بیخکنی کرنے لگا - ادھر قبائل زغبہ اور ریاح بطون ہلال
مین باہم مصالحت کرکے افریقیہ کی جانب روانہ کیا اور ان سے یہہ عہد و پیمان
لیا کہ جن جن ملکون کو تم فتح کرلوگے وہ سب تمہارے مقبوضہ اور مملوکہ تصور کئے
جاینگے - ادھر معز الی افریقیہ کو یہہ پیام بھیجا - اما بعد فقد ارسلنا الیک خیولا وحملنا
علیھا رجالا فحولا لیقضی اللہ امرا کان مفعولا -

غرض عرب کا یہہ گروہ کوچ و قیام کرتا ہوا برقہ کی سرزمین مین پہنچا ملک سرسبز
و شاداب تھا مگر ویران پڑا ہوا تھا - وجہ یہہ تھی کہ معز نے برقہ کے قدیم رہنے والے
قبیلہ زناتہ کو جلا وطن کردیا تھا - پس عرب نے برقہ مین پہنچکے نہایت اطمینان سے اقامت [illegible]
اور رہنے لگے رفتہ رفتہ معز تک یہہ خبر پہنچی - حقارت کی نگاہ سے عرب کے اس
گروہ کو دیکھ کے غلامون کی خریداری شروع کردی تھوڑے دنون مین تقریباً

غلام خرید کر لیئے۔ اس اثنا میں بنو رغبہ نے طرابلس پر ۴۴۶ھ میں قبضہ حاصل کر لیا۔ بنو رباح اتبج میں اور بنو عدی افریقیہ میں قتل و غارتگری کرتے ہوئے گھس پڑے۔ سارا ملک خونریزی اور لوٹ مار سے بھر گیا۔ بعد اسکے انھیں عربوں کے امرا میں سے چند لوگ بطور وفد (ڈیپوٹیشن) معزکی دربار خلافت میں گئے۔ اس وفد کا سردار بنی مرداس کا ایک شخص یونس بن یحیٰے نامی تھا۔ معز نے اس وفد کی بڑی آؤبھگت کی۔ جایزے دیے صلے مرحمت کئے اور انعام و اکرام کے ساتھ رخصت کیا مگر اس تواضع اور مدارات نے کچھ بھی کام نہ کیا۔ دربار معز سے نکلتے پھر وہی کام کرنے لگے جو اس سے پیشتر کر رہے تھے اسوقت افریقیہ مصیبتوں اور طرح طرح کی بلاؤں کا مورد بنا ہوا تھا ایسی خونریزی ایسی غارتگری افریقیہ میں کبھی نہ دیکھی گئی اور نہ سنی گئی۔ بمجبوری معز نے ان لوگوں کی سرکوبی کی غرض سے فوجیں مرتب کیں صنہاجہ اور سودان کے تیس ہزار جنگ آوروں کو ساتھ لیا اور افریقیہ کے بچانے کو نکل کھڑا ہوا۔ اسکے مقابلہ[1] پر عرب تین ہزار کی جمعیت سے آیا ہوا تھا۔ اتفاق یہ کہ باوجود کثرت فوج کے معز کو ہزیمت ہوئی۔ صنہاجہ کا گروہ بیحد پامال ہوا۔ معز نے بھاگ کر قیروان میں دم لیا۔ بعد اسکے بروز عید قربان جب وقتیکہ عرب کا گروہ نماز میں مشغول تھا معز نے پھر حملہ کیا عرب نے اس واقعہ میں بھی معز کو پسپا کر دیا۔ یہ ہزیمت پہلی ہزیمت سے بڑھی چڑھی تھی۔ پھر سے بارہ معز نے زناتہ اور صنہاجہ کی فوجوں کو فراہم کر کے عرب پر حملہ کیا۔ اور ناکامی کے ساتھ

[1] یہہ مقابلہ مقام جندران میں ہوا تھا یہ ایک پہاڑ ہے جس سے تین یوم کی مسافت پر قیروان واقع ہے عرب کا گروہ اسقدر اس ٹڈی دل لشکر کو دیکھ کے گھبرا گیا تھا۔ یونس نے اس امر کا احساس کر کے کہا آج کا دن بھاگنے کا نہیں ہے "عرب کے گروہ نے جواب دیا اچھا پھر ہم ان پر کس طرح نیزہ ماریں کیونکہ یہہ لشکر از سرتاپا لوہے میں غرق ہے یونس نے جواب دیا "ان کی آنکھوں میں نیزے مارو" پس عرب نے وقت جنگ ایسا ہی کیا اور اسی مناسبت سے اس لڑائی کا نام یوم العین ہوا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۳۰۹ مطبوعہ لیدن۔

سپا ہوا اس واقعہ مین اسکے لشکر کے تین ہزار آدمی کام آے - عرب کا فتحمند
گروہ ہزیمت خوردون کا مصلا سے قیروان تک تعاقب کرتا چلا آیا اور وہ ہزیمت پر
ہزیمت اُٹھاتے ہوئے بھاگے جاتے تھے ایک گروہ کثیر منہزم گروہ کا مارا
گیا بمجبوری معز نے اپنے سپاہیون کو رسد و غلہ کی فراہمی کی غرض سے
قیروان مین داخل ہونے کی اجازت دی - جون ہی معز کا لشکر قیروان مین داخل
ہوا عوام الناس سے مڈبھیڑ ہوگئی اس واقعہ نے سبھون کا وارا نیارا کردیا -

۴۴۶ھ مین عرب نے قیروان پر حملہ کیا معز نے اگرچہ حفاظت کا بخوبی انتظام
کرلیا تھا مگر پھر بھی یونس بن یحیے سردار عرب نے شہر باجہ پر قبضہ کرلیا معز نے
گھبرا کے اہل قیروان کو مہدیہ مین جا کے قلعہ نشین ہوجانے کا حکم دیا اور
اس سے پیشتر ۴۴۵ھ مین معز نے اپنے بیٹے تمیم کو مہدیہ کی حکومت پر متعین کیا
تھا - ۴۴۹ھ مین خود بھی عرب کی روزانہ چھیڑ چھاڑ سے تنگ آکے قیروان
سے مہدیہ چلا گیا عرب کی بن آئی - غارتگری شروع کردی - قیروان اور
اسکے قرب وجوار کے کل بلاد اور قلعات کو آزادی کے ساتھ تخت تاراج
کرنے لگے جیسا کہ آئندہ انکے حالات کے ضمن مین بیان کیا جائیگا -

بعد اسکے دار الخلافت بغداد مین بساسیری دیلمی بویہ کا ایک غلام تھا کیوجہ
سے بوقت انقراض حکومت بنی بویہ و مغلوبیت سلاطین سلجوقیہ خلیفہ مستنصر علوی
مصری کے نام کا خطبہ پڑھا گیا جیسا کہ ہم انکے حالات مین بیان کرنے والے ہین

قتل ناصر الدولہ

خلیفہ مستنصر کی ماں اگرچہ عورت تھی مگر امور سلطنت مین اسکی
حکومت کا سکہ بیٹھا ہوا تھا وزارت کی تبدیلی اور تقرری اسیکے قبضہ مین تھی
وزراء دولت متغلب اور متصرف ہونے کے لئے ترکون کو اپنی فوج مین بھرتی
کرلیا کرتے تھے لیکن جس سے کشیدہ خاطر ہوجاتی اسکو اپنی جان سے

لالے پڑ جاتے تھے۔ اسکے بایئن ہاتھہ کا یہہ کھیل تھا کہ جس سے ناراض ہوتی اسکی نسبت خلیفہ مستنصر کو اشارہ کر دیتی تھی اور خلیفہ مستنصر اسکو فوراً قتل کروا ڈالتا تھا ابتداً قلمدان وزارت ابو الفتح فلاحی کے سپرد ہوا بعد چندے مادر مستنصر کو اس سے ناراضی پیدا ہوئی۔ خلیفہ مستنصر نے اپنی مان کے اشارہ سے ابو الفتح کو گرفتار کر کے قید حیات سے سبکدوش کر دیا۔ تب ابو البرکات حسن بن محمد کو عہدۂ وزارت عطا ہوا۔ زیادہ زمانہ نہ گزرنے پایا تھا کہ یہہ بھی معزول کیا گیا بجائے اسکے ابو محمد تازوری[1] اس عہدۂ جلیلہ سے ممتاز ہوا۔ اسنے بھی چند دنون امور سلطنت کا انتظام و انصرام کیا آخرکار مار ڈالا گیا بعدہٗ ابو عبد اللہ حسین بن بابلی قلمدان وزارت کا مالک ہوا۔

دولت علویہ کے سوڈانی غلامون مین سے ناصر الدولہ بن حمدان نامی ایک شخص تھا کتامہ اور مصامدہ اسکی طرف مائل اور اسکے ہوا خواہ ہوگئے ایک روز کسی بات پر ترکون اور بارگاہ خلافت کے غلامون مین چل گئی۔ پچاس ہزار غلام جنگ کرنے کو مجتمع ہوگئے۔ ترکون کی تعداد صرف چھہ ہزار تھی۔ ترکون نے خلیفہ مستنصر سے غلامون کی شکایت کی خلافت مآب نے کچھہ خیال نہ فرمایا۔ مجبورانہ ترکون کو بھی آمادۂ جنگ ہونا پڑا مقام کوم الریش مین مقابلہ کی ٹھیری۔ ترکون نے کچھہ لوگون کو ایک کمینگاہ مین بٹھا دیا اور بقیہ کو مرتب کرکے سینہ بسینہ لڑنے کو نکلے۔ لڑتے لڑتے پیچھے ہٹے۔ غلامون نے جوش کامیابی مین تعاقب کیا اور فتحیابی کے غرہ مین بڑھتے چلے آئے جس وقت غلامون کا لشکر کمینگاہ سے آگے بڑھا ترکون نے جنگ کی تُری بجائی اور نقارہ پہ چوپ مارا غلامون کا لشکر یہہ خیال کرکے کہ یہہ خلیفہ مستنصر کی فوج ہے بھاگ کھڑا ہوا۔ سیکڑون غلام مارے گئے اور تقریباً

---

[1] تازور مقامات رملہ مین ایک گانون کا نام ہے۔ منہ رحمہ اللہ

چالیس ہزار دریا میں ڈوب گئے۔

اس واقعہ سے ترکون کی قوت بڑھ گئی نظام حکومت کا شیرازہ درہم وبرہم ہوگیا فتنہ وفساد کے دروازے کھل گئے۔ شاہی لشکر ملک شام وغیرہ سے مجتمع ہوکے غلامون کی کمک کو آیا اور غلامون کے ساتھ ہوکے ترکون کی سرکوبی کو نکلا۔ اس لشکر کی تعداد پندرہ ہزار تھی۔ اس وقت ترکون کا گروہ جیرہ مین تھا چنانچہ شاہی لشکر جیرہ کی طرف بڑھا ترک بھی مقابلہ پر آئے۔ ناصر الدولہ بن حمدان ان ترکون کی سرداری کر رہا تھا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ اس معرکہ مین بھی ترکونکو فتح نصیب ہوئی شاہی لشکر شکست کھاکے صعید کیجانب لوٹا اور ناصر الدولہ معہ ترکون کے مظفر ومنصور اپنے قیام گاہ مین واپس آیا۔

بعد اسکے غلامون نے صعید مین گروہ بندی شروع کردی اور ترکون کا گروہ عذر خواہی کی غرض سے محلسرائے خلافت مین حاضر ہوا۔ مادر مستنصر نے محلسرا کے غلامون کو ترکون کے قتل کا اشارہ کردیا غلامون نے اس غرض کے حاصل کرنے کو ہلڑ مچایا ترک اسکو تاڑ گئے محلسرائے خلافت سے نکلکر باہر چلے آئے ناصر الدولہ بھی ان کے ہمراہ تھا ارکین اور ہوا خواہان دولت سے جنگ شروع ہوگئی ترکون نے ان کو ہزیمت دے کے اسکندریہ اور دمیاط پر قبضہ کرلیا۔ ان دونون شہرون اور کل بلاد ریف سے خلیفہ مستنصر کی خلافت جاتی رہی خطبہ وسکہ موقوف کردیا گیا دار الخلافت بغداد مین تاجدار خلافت عباسیہ سے خط وکتابت ہونے لگی اس شورش کی وجہ سے اہل قاہرہ شہر چھوڑ چھوڑ کر ادھر ادھر بھاگ نکلے خلیفہ مستنصر نے یہہ رنگ دیکھ کے شہر کی اصلاح کیجانب توجہ کی قاہرہ مین آیا اور امن وامان کی منادی کرائی۔ ماور مستنصر نے پچاس ہزار دینار پر ناصر الدولہ سے مصالحت کرلی۔

مصالحت ہو جانیکی وجہ سے ناصر الدولہ کے اکثر ہمراہی اور نیز اسکی اولاد ادہر ادہر منتشر ہو گئی اب اس وقت خلیفہ مستنصر کو اپنے قدیمی کینہ کے بدلہ لینے کا موقع ملگیا۔ ترکی سرداروں کو ملاکے دولت علویہ کے خطبہ وسکہ جاری کرانے کی تحریک کی۔ ان لوگون نے جواب دیا کہ جب تک ناصر الدولہ ہم مین موجود ہے یہہ امر ناممکن ہے خلیفہ مستنصر نے کہا "اسی نے تو تمکو لڑا کے تباہ و برباد کیا ہے اسکا وارانیارا کردو"۔ سرداران ترک اس فقرہ مین آگئے۔ رات کے وقت ناصر الدولہ کے مکان پر پہونچے آواز دی ناصر الدولہ کو چونکہ ان لوگون سے کسی خطرہ کا اندیشہ نتہا باہر نکل آیا۔ ترکی سردار تلوارین نیام سے کھینچکے اسپر ٹوٹ پڑے تا آنکہ وہ مرگیا سر اوتار کے اسکے بہائی کے مکان پر آئے اور اسکو بہی قتل کر کے سر اوتار لیا دونون بہائیونکا سر لئے ہوئے خلیفہ مستنصر کی خدمت مین حاضر ہوئے یہہ واقعہ سنہ ۴۶۵ھ کا ہے۔ ناصر الدولہ کے مارے جانے کے بعد ترکون نے الذکر نامی ایک شخص کو امیر بنا لیا چنانچہ یہہ دولت علویہ کا انتظام اور انصرام کرنے لگا۔

بدر جمالی بدر جمالی ارمنی الاصل دولت علویہ کا ساختہ پرداختہ اور اسکا خادم تھا پہلے یہہ والی دمشق کا حاجب مقرر کیا گیا بعد چندے دار الامارت کے سوا سارے شہر کی نظامت پر مامور ہوا۔ پھر جب والی دمشق نے وفات پائی تو بدر نے زمام حکومت دمشق اپنے ہاتھ مین لی تا آنکہ ابن منیر والی دمشق ہوکر دمشق مین آیا پس ابن منیر کے آنے کے بعد بدر دار الخلافت مصر چلا آیا اور ترقی کرتے کرتے عکا کا والی ہوا۔ زمانہ حکمرانی مین بدر نے حد درجہ کی کفایت شعاری کی۔ قابل حکمرانون مین شمار کیا جانے لگا۔

جس وقت مستنصر کے ساتھ ترکون کے جھگڑے پیدا ہوئے اور آئے

دون ترکون نے مستنصر کو تنگ کرنا شروع کیا اس وقت مستنصر نے بدر جمالی کو امور سلطنت
کے انتظام و انصرام کی غرض سے دار الخلافت مصر مین طلب کیا بدر نے رپورٹ
کی کہ مجھے مصری لشکر کی زیر کرنے کی غرض سے زیادتی فوج کی اجازت دیجائے خلافت
مآب نے اجازت دے دی تب بدر نے ایک عظیم الشان فوج ارمینیون کی طیار
و مرتب کر کے معہ دس جنگی کشتیون کے عکا سے براہ دریا مصر کیطرف کوچ کیا
تھوڑے دنون بعد مصر مین داخل ہوا بارگاہ خلافت مین حاضر ہوکر خلافت مآب کی
دست بوسی کا شرف حاصل کیا خلیفہ مستنصر نے ماوراء باب مجلسرائے خلافت کل شہر
کی حکومت عنایت کی خلعت فاخرہ سے سرفراز فرما کے بجائے طوق کے جواہر
کا گلوبند مرحمت کیا اور مثل والی دمشق کے "السید الاجل امیر الجیوش" کا خطاب دیا علاوہ
اسکے "کافل قضاۃ المسلمین" اور "داعی دعاۃ المومنین" کے خطاب بھی دیئے۔ قلمدان وزارت
بھی بدر کے سپرد کیا غرض علم اور قلم دونون کا مالک بنایا۔ کل امور سلطنت کے
نظم و نسق کا اختیار اسکو دیا۔ جسکو جو کچھ دربار خلافت مین عرض و معروض کرنا
ہوتا اسکے ذریعہ سے کرتا۔ خلیفہ مستنصر نے ان سب امور کے بابت بدر سے عہد
و پیمان کر لیا تھا۔ دعاۃ اور قضاۃ کی تقرری بھی اسکے قبضہ مین تھی۔ یہہ مذہب امامیہ کا
ایک غالی اور متعصب فرد تھا۔ پس اسنے امور سلطنت کا نظم و نسق شروع
کر دیا۔ اطراف و جوانب کے امراء نے جن جن ملکون کو اپنی سینہ زوری سے
دبا لیا تھا واپس لے لیا۔ مثلاً ابن عمار سے طرابلس کو، ابن معرف سے عسقلان کو
اور بنی عقیل سے صور کو۔ بعد اسکے سپہ سالاران لشکر اور ارکین دولت کیجانب
متوجہ ہوا۔ اور ان لوگون سے بھی جس قدر مال و زر ان لوگون نے زمانہ فتنہ مین
خلیفہ مستنصر سے لیا تھا۔ ایک ایک کر کے وصول کر لیا۔ دمیاط پر ایک جماعت
مفسدین عرب کی قابض ہو رہی تھی بدر نے ان کی بھی سرکوبی کی اور دمیاط کو ان

لوگون کے قبضے سے نکال لیا۔ لواتہ کی بھی گوشمالی کی ان کے مردون کو قتل اور عورتون اور لڑکون کو گرفتار کرکے لونڈی غلام بنایا بعد ازان جہینہ کی طرف بڑھا .... ان لوگون کے ساتھ ایک گروہ بنی جعفر کا تھا طرخ العلیا مین فریقین کا ۴۶۹ھ مین مقابلہ ہوا۔ بدر نے ان کو بھی فاش شکست دے کے ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ اس مہم سے فارغ ہوکے اہواز کیجانب کوچ کیا اہواز پر کنز الدولہ محمد قابض ہو رہا تھا۔ بدر نے اسکو قتل کرکے اہواز پہ قبضہ کر لیا۔ الغرض نہایت قلیل مدت مین دولت علویہ کو اندرونی اور بیرونی فسادات سے پاک و صاف کرکے ایک متمدن اور باسیاست ملک بنا دیا۔ رعایا کو مرفع الحال بنانے کی غرض سے تین برس خراج معاف کر دیا جس سے دولت علویہ اس عروج اور شائستگی پر ہوگئی جیساکہ اس سے پیشتر تھی۔

شام پر ترکون کا قبضہ سلاطین سلجوقیہ اور انکی فوجین ان دنون خراسان عراقین اور بغداد پر متصرف و قابض ہو رہی تھین۔ اس وقت انکا بادشاہ طغرلبک تھا۔ ایسا کوئی ملک نہ تھا جہان پر ترکون کا لشکر نہ پہنچا ہو۔ اتسز بن اوق نے جو سلطان ملک شاہ کی فوج کا ایک نامور سردار تھا ۴۶۳ھ بلکہ ۴۶۲ھ مین شام پر حملہ کیا۔

اتسز کو شامی اقسفس کے نام سے یاد کرتے تھے۔ صحیح یہ ہے کہ یہ ترکی نام ہے ہکذا قال ابن الاثیر۔

اتسز نے رملہ اور بیت المقدس کو بزور تیغ فتح کرکے دمشق کا محاصرہ کیا اور اسکے قرب و جوار کے قصبات اور دیہاتون کو غارتگری سے تخت و تاراج کرنے لگا ان دنون دمشق کی زمام حکومت خلافت مصر کی طرف سے معلی بن حیدرہ کے قبضہ اقتدار مین تھی۔ معلی نے نہایت حزم و احتیاط سے قلعہ بندی کر لی اتسز نے اگرچہ

نوٹ۔ اصل کتاب مین یہ جگہ خالی ہے۔ مترجم۔

لوٹ مار سے دمشق کے مضافات کو ویران و خراب کر دیا مگر دمشق مفتوح نہوا ۴۶۸ھ
تک دمشق پر حملے کرتا رہا۔ شدت حصار اور رسد و غلہ و امداد کی آمد و رفت مسدود
ہونیکی وجہ سے اہل دمشق نے معلّی کے خلاف بغاوت کر دی۔ بیچارہ معلّی اپنی جان
بچا کے بلبیس بھاگ گیا اور وہان سے مصر چلا گیا خلیفہ مستنصر نے اسکو گرفتار
کر کے جیل مین ڈالدیا تا آنکہ بحالت قید مر گیا۔

دمشق سے معلّی کے چلے جانے کے بعد مصامدہ نے مجتمع ہو کے انتصار
بن یحییٰ کو امارت کی کرسی پر متمکن کیا اور وزیر الدولہ کا لقب دیا۔ مگر تھوڑے ہی دنون بعد
بوجہ گرانی اہل دمشق مین اضطرابی حالت پیدا ہو گئی اس اثنا ایک امیر قدس شریف
سے آگیا اور اسنے دمشق پر محاصرہ ڈالدیا۔ اہل دمشق نے مجبور ہو کر امان طلب
کر کے شہر کو اپنے حریف محاصر کے سپرد کر دیا۔ فتحمند امیر نے وزیر الدولہ کو
قلعہ بانیاس مین لیجا کے نظر بند رکھا اور خود مظفر و منصور ماہ ذی قعدہ مین داخل دمشق
ہوا خلافت عباسیہ کا پھریرہ دمشق کے قلعہ پر اڑایا گیا جامع مسجد مین خلیفہ مقتدی
کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

بعد اسکے ۴۶۹ھ مین اتسز نے مصر پر فوجکشی کی بدر نے گرد و نواح کی عربی
فوجون کو فراہم کر کے اتسز کا مقابلہ کیا ایک خونریز و سخت جنگ کے بعد
اتسز کو ہزیمت ہوئی اسکے اکثر ہمراہی اس معرکہ مین کام آگئے اور اتسز شکست
اٹھا کے شام کیجانب لوٹا دمشق پہنچکر اہل دمشق کا شکریہ ادا کیا اور ۴۶۹ھ کا
خراج معاف کر دیا اس حسن خدمت کے صلے مین کہ اہل دمشق نے اسکے زمانہ
غیر حاضری مین دمشق کی عمدہ طور سے محافظت و نگرانی کی تھی اہل قدس
نے چونکہ اسکے زمانہ عدم موجودگی مین سرکشی اور بغاوت کی اس وجہ سے ان لوگون پر
محاصرہ ڈالدیا اور بزور تیغ قتل و غارت کرتا ہوا شہر مین گھس پڑا۔ ہزیمت یافتون کا

ایک گروہ مسجد داود علیہ السلام مین جاکے پناہ گزین ہوا مگر اُن جان باختون کو وہان بھی پناہ نہ ملی ہزارہا آدمی مسجد اقصیٰ مین مارے گئے۔ اس اثنا مین امیر الجیوش بدر جمالی نے ایک عظیم فوج بسر افسری اپنے سپہ سالار نصیر الدولہ مصر سے دمشق کیجانب روانہ کی چنانچہ نصیر الدولہ نے دمشق پر پہونچکے محاصرہ ڈالدیا رسد وغلہ کی آمد بند کردی آئے دن لڑائیون سے اہل دمشق کو تنگ کرنے لگا۔

سلطان ملک شاہ تاجدار سلجوقیہ نے ۴۷۰ھ مین اپنے بھائی تتش کو بلاد شام کی زمام حکومت سپرد کی تھی ساتھہ ہی اسکے یہہ بھی ارشاد کیا تھا کہ جن جن شہرون کو تم بلاد شام کے بزور تیغ مفتوح کرلوگے وہ سب تمہارے مقبوضہ تسلیم کیے جاینگے چنانچہ تتش نے ملک شام مین پہونچکے حلب پر فوج کشی کی۔ ایک عظیم فوج ترکمانون کی اسکے رکاب مین تھی۔ اہل حلب کو اس محاصرہ اور حملہ سے سخت مصیبت کا سامنا کرنا پڑا۔ ہنوز کسی فریق کے قسمت کا آخری فیصلہ نہونے پایا تھا کہ اتسز نے دمشق سے کہلا بھیجا کہ مصری فوجون نے دمشق کا محاصرہ کرلیا ہے رسد وغلہ کی آمد بند کردی ہے۔ اگر آپ میری مدد نکرینگے تو مجھے بمجبوری شہر کو فریق مخالف کے حوالہ کردینا پڑیگا۔ تتش نے یہہ پیام پاکے دمشق کیجانب کوچ کردیا۔ مصری سپہ سالار کو جو یہہ خبر لگی تو وہ بھی محاصرہ اٹھاکے ہزیمت خوردہ گروہ کی طرح چلتا پھرتا نظر آیا اتنے مین تتش حلب سے قریب پہونچگیا۔ اتسز اسکی آمد کی خبر سنکے اس سے ملنے کو دمشق سے باہر آیا تتش نے اسکو قتل[۱] کرکے شہر پر قبضہ کرلیا۔ یہہ واقعہ ۴۷۱ھ کا ہے

[۱] اس واقعہ کا سبب یہہ بیان کیا جاتا ہے کہ تتش نے حلب کے قریب پہونچکے مصری فوج کا جب کوئی اثر و نشان نہ پایا تو اتسز کی اس حرکت سے کہ اسنے بلا ضرورت امداد طلب کی تھی ناراضگی ظاہر کی اتسز نے عذرات پیش کیے جسکو تتش نے قبول نکیا اور اسی وقت گرفتار کرکے مارڈالا۔ حافظ ابو القاسم بن عساکر دمشقی نے لکھا ہے کہ یہہ واقعہ ۴۷۲ھ کا ہے۔ تاریخ ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۷ مطبوعہ لیدن۔

بعد اسکے ملک شاہ نے حلب پر بھی قبضہ حاصل کرلیا۔ غرض اسی طرح آہستہ آہستہ تاجدار سلجوقیہ کل ملک شام پر قابض و متصرف ہوگیا امیر الجیوش بدرجمالی کو تاجدار سلجوقیہ کی یہہ کامیابیان شاق گزر رہی تھین۔ گرد و نواح کی فوجون کو فراہم و مرتب کرکے دمشق پر چڑہائی کی۔ ان دنون دمشق مین تاج الدولہ تتش سلطان ملک شاہ کا بھائی حکومت کر رہا تھا اسنے مصری فوج کی آمد کی خبر پاکے نہایت حزم و احتیاط سے قلعہ بندی کرلی جس سے حملہ آور گروہ کی ایک بھی نہ چل سکی خائب و خاسر ہوکے واپس گیا۔ پھر سنہ ۴۷۲ھ مین مصری فوج کے سپہ سالار نے ملک شام کیجانب یلغار کیا۔ اس مرتبہ شہر صور کو قاضی عین الدولہ بن ابی عقیل کے قبضہ سے واپس لے لیا اور بعد اسکے شہر صیدا اور شہر جمیل کو بھی یکے بعد دیگرے فتح کرکے اپنی جانب سے عمال مقرر کئے۔

سنہ ۴۸۴ھ مین فرانس نے جزیرہ صقلیہ کو مسلمانون کے قبضہ سے نکال لیا اور سنہ ۴۸۶ھ مین منیر الدولہ جیوشی والی شہر صور نے علم مخالفت بلند کیا جسکو بدرجمالی نے دولت علویہ کیجانب سے صور کی ولایت پر مامور کیا تھا۔ چنانچہ بدرجمالی نے ان کی سرکوبی کو ایک لشکر روانہ کیا۔ جسوقت یہہ لشکر شہر صور کے قریب پہونچا اہل صور نے یہہ خبر پاکے کہ شاہی لشکر منیر الدولہ باغی کی سرکوبی کو آگیا ہے شہر کے اندر بھی ایک ہنگامہ برپا کردیا۔ منیر الدولہ سے کچھ بن نہ آئی گھبرا گیا مصری لشکر نے بلا مزاحمت و مخاصمت بدی شہر پر اہل شہر کی امداد سے قبضہ کرلیا اور منیر الدولہ کو گرفتار کرکے معہ تنے مصاحبون کے مصر روانہ کردیا۔ جون ہی یہہ لوگ مصر پہونچے بارگاہ خلافت سے ان قیدیون کے قتل کا حکم صادر ہوا۔ جو نہایت مستعدی اور تعجیل سے تعمیل کیا گیا

ان واقعات کے بعد ماہ ربیع الاول سنہ ۴۸۷ھ مین امیر الجیوش بدرجمالی نے انتقال کیا اسی مرحلے عمر کے طے کئے۔ اسکے دو خانہ زاد تھے ایک کا نام امین الدولہ لاویز تھا اور دوسرے کا نصیر الدولہ افتکین۔ بدر کے مرنے کے بعد خلیفہ مستنصر نے

امین الدولہ لاوینؔ کو بجائے بدر مقرر کرنے کا قصد ظاہر کیا۔ نصیر الدولہ کو یہہ امر ناگوار گزرا فوج کو طیاری کا حکم دیکے سوار ہوگیا۔ سارے شہر مین ایک بڑا سا مچگیا۔ بلوائیون اور بازاریون نے قصر خلافت کو جاکے گھیر لیا۔ اور خلیفہ مستنصر کو سخت و ناملایم کلمات سنانے لگے۔ خلیفہ مستنصر نے مجبور ہو کر اپنی راے سابق سے رجوع کیا اور بدر کے لڑکے محمد ملک ابو القاسم کو بجائے بدر مامور فرماکے قلمدان وزارت سپرد کیا۔ اسکے باپ بدر کیطرح الافضل کا خطاب دیا۔

ابو القاسم بن مقری عہد وزارت بدر مین نیابت کا کام کرتا تھا چنانچہ بعد انتقال محمد ملک ابو القاسم کے قلمدان وزارت کا یہی مالک بنایا گیا۔

محمد ملک ابو القاسم عہدۂ وزارت سے ممتاز ہوکے اسیطرح طور وطریقہ سے امور سلطنت کا انصرام وانتظام کرنے لگا جیسا کہ اسکے باپ بدر کا رویہ تھا اسکی وزارت کے بعد ہی خلیفہ مستنصر نے وفات پائی۔

مستعلی کی خلافت خلیفہ مستنصر باللہ ابو تمیم ابو الحسن علی الظاہر لاعزاز دین اللہ علوی والی مصر وشام نے یوم الترویہ (آٹھوین ذی حجہ) ۴۸۷ھ کو جان بحق تسلیم کی ساٹھہ برس اور بروایت بعض مورخین پینسٹھہ سال خلافت کی۔ اسنے اپنے ابتداے زمانہ خلافت مین بڑے بڑے مصائب اُٹھاے طرح طرح کی تکالیف برداشت کین۔ مال وخزانہ لٹ گیا۔ بے سر وسامانی اس حد تک پہونچگئی تھی کہ اس کے پاس سواے اُس ایک فرش کے جسپر کہ یہہ بیٹھا کرتا تھا اور کوئی سامان واسباب باقی نرہگیا تھا۔ براے نام خلیفہ تھا اصل یہہ ہے کہ اسکی معزولی مین کوئی حالت منتظرہ باقی نرہی تھی کہ دفعتہً اسنے اپنے ہوش وحواس کو درست کرکے امور سیاست کی تدارک کی جانب توجہ کی عکا سے بدر جمالی کو بلا بھیجا اور جب بدر جمالی آگیا تو کل امور سلطنت کے سیاہ وسفید کرنے کا اسکو اختیار دے دیا۔ بدر نے تھوڑے ہی دنون مین

بدنظمیان دفع کرکے اسکے ممالک مقبوضہ کو ایک متمدن اور مہذب ملک بنا دیا اور شاہی اختیارات کو اسی پیمانہ سے برتنے لگا جیسا کہ لازم دستور تھا۔

مستنصر نے اپنی وفات پر تین لڑکے چھوڑے۔ احمد نزار اور ابوالقاسم۔ کہا جاتا ہے کہ مستنصر نے نزار کو اپنا ولیعہد بنایا تھا چونکہ نزار اور محمد ملک ابوالقاسم وزیر السلطنت مین ان بن تھی وزیر السلطنت نے یہ خیال کرکے کہ مبادا نزار کرسی خلافت پر متمکن ہوکر کسی قسم کا مجھکو نقصان نہ پہنچاے مستنصر کی بہن کو یہ پٹی دی کہ آپ ابوالقاسم کی خلافت کی تحریک کیجئے مین آپ سے وعدہ کرتا ہون کہ امور سلطنت ہمیشہ آپکی راے اور ذمہ داری سے انجام پذیر ہوا کرینگے۔ مستنصر کی بہن نے اس سازش کی بناء پر قاضی اور داعی کے روبرو ابوالقاسم کی ولیعہدی کا اظہار دیا اور قسم بھی کھائی۔ پس ارکین دولت نے ابوالقاسم کے ہاتھ پر خلافت و امارت کی بیعت کرلی "المستعلی باللہ" کے مبارک لقب سے یاد کرنے لگے۔

نزار کو جو مستعلی سے بڑا تھا یہ امر ناگوار گزرا بیعت خلافت لینے کے تیسرے دن مصر کو چھوڑ کر اسکندریہ چلا گیا۔ اس وقت اسکندریہ مین نصیر الدولہ افتکین بدر جمالی کا غلام حکمرانی کررہا تھا جسنے محمد ملک ابوالقاسم کی وزارت کی تحریک کی تھی نصیر الدولہ یہ سنکے کہ ابوالقاسم سریر خلافت پر متمکن کیا گیا ہے باغی ہوگیا اور خلیفہ مستنصر کی ولیعہدی کے مطابق نزار کی خلافت کی بیعت کرکے "المصطفی لدین اللہ" کے خطاب سے مخاطب کرنے لگا دربار خلافت مصر مین اسکی خبر ہوئی وزیر السلطنت نے ایک فوج مرتب کرکے نزار کی گوشمالی کی غرض سے کوچ کردیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا اسکندریہ پہنچا اور اپنے حریف مقابل پر محاصرہ ڈالدیا۔ ایک مدت کے محاصرہ و جنگ کے بعد محصورون نے امان حاصل کرکے شہرپناہ کا دروازہ کھولدیا فتحمند گروہ نے شہر مین داخل ہوگے اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑدیا اور نزار کو کشتی پر سوار کراکے قاہرہ روانہ کردیا۔ خلیفہ مستعلی

نے نزار کو پہونچتے ہی قید حیات سے سبکدوشی دے دی اس کے بعد ہی وزیر السلطنت افضل معہ افتگین کے مصر مین واپس آیا۔ ایکو حسب حکم خلافت مآب افتگین کو دربار خلافت مین پیش کیا۔ خلیفہ مستعلی نے اسکو بغاوت اور سرکشی پر زجر و توبیخ کی افتگین نے گستاخانہ جواب دیا خلیفہ مستعلی کو اس سے اشتعال پیدا ہوا بغاوت اور سرکشی کے الزام مین قتل کر ڈالا۔ افتگین نے قتل کے وقت خلیفہ مستعلی کو مخاطب کر کے کہا۔ "حضرت والا! یہہ قتل و خونریزی کفارہ یمین (قسم) نہین ہوسکتا"

بیان کیا جاتا ہے کہ حسن بن صباح جو فرقہ اسماعیلیہ کا عراق مین ایک نامور سردار تھا سوداگرون کے لباس مین خلیفہ مستنصر کی خدمت مین حاضر ہوا تھا اور ملک عجم مین اسکی حکومت و خلافت کی منادی کرنیکی اجازت طلب کی تھی۔ چنانچہ خلیفہ مستنصر نے اجازت دی علی سبیل تذکرہ حسن نے خلیفہ مستنصر سے دریافت کیا تھا "آپ کے بعد میرا امام کون ہوگا؟" جواب دیا "میرا بیٹا نزار" بعد اسکے حسن ملک عجم چلا گیا اور درپردہ لوگون مین خلیفہ مستنصر کی خلافت کی منادی کرنے لگا۔ تھوڑے دنون بعد اسنے ہاتھہ پاؤن نکالے اور وہان کے اکثر قلعات مثل قلعہ موت وغیرہ پر قابض و متصرف ہوگیا جیسا کہ ہم آئندہ اسماعیلیہ فرقہ کے حالات مین اسکو بیان کرینگے۔ یہہ واقعات ان کے اہم اور اعظم اخبار سے ہین یہہ لوگ نزار کی امامت کے قائل ہین۔

الغرض خلیفہ مستعلی نے جون ہی سریر خلافت پر قدم رکھا سرحدی شہرون مین بغاوت پھوٹ نکلی کسیلہ نامی ایک شخص جو صور کا والی تھا علم خلافت سے منحرف و باغی ہوگیا خلیفہ مستعلی نے ایک فوج اسکی سرکوبی کو روانہ کی۔ پس اس فوج نے صور پر پہونچکر محاصرہ ڈال دیا۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی آخر کار شاہی لشکر فتحیاب ہوا اور کسیلہ کو شکست فاش اٹھانا پڑی شاہی لشکر نے اسکو گرفتار

کرکے نامہ بشارت فتح کے ساتھہ مصر روانہ کردیا - خلافت مآب نے پہونچتے ہی کسیلہ کو قتل کرڈالا یہہ واقعہ ۴۹۱ھ کا ہے -

تاج الدولہ تتش والی شام کے انتقال پر اسکے دونوں لڑکوں رضوان اور دقاق میں خانہ جنگی کا بازار گرم ہوا - دقاق دمشق میں رہتا تھا اور رضوان حلب میں رضوان نے اپنے صوبہ میں چند دنوں تک خلیفہ مستعلی کے نام کا خطبہ پڑھا تھا - مگر پھر خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھنے لگا -

عیسائیوں کا بیت المقدس پر قبضہ

بیت المقدس کی حکومت پر تاج الدولہ تتش نے امیر سقمان بن ارتق ترکمانی کو مامور کیا تھا - اسکے بعد ہی ۴۹۰ھ میں عیسائیوں نے ملک شام کی طرف قدم بڑہائے عیسائی کروسیڈروں کی جماعت رفتہ رفتہ قسطنطنیہ پہنچی اور اسکے خلیج کو عبور کیا - والی قسطنطنیہ نے انکو راہ دیدی تاکہ وہ اس سے اور امرار سلجوقیہ و ترک والیان شام کے بیچ میں پڑ جائیں چنانچہ عیسائیوں نے پہلے انطاکیہ پر پہونچکے لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا اور اسکو باغیسیان سپہ سالار سلجوقیہ کے قبضہ سے نکال لیا باغیسیان انطاکیہ کو حریف مقابل کے محاصرہ میں چھوڑکر بھاگ نکلا - کسی ارمنی نے اثنا راہ میں اسکو مار ڈالا اور سر اوتار کے عیسائیوں کے پاس انطاکیہ میں لے آیا - اس واقعہ سے لشکر شام پر عیسائیوں کے رعب و داب کا سکہ بیٹھہ گیا اور اسکے سرداروں کے آنکھوں میں آیندہ خطرات کی تصویریں پھرنے لگیں اولاً کربوقا والی موصل فوجیں مرتب کرکے عیسائی کروسیڈروں سے بدلہ لینے کو نکلا اور مرج دابق میں پہونچکے پڑاو کیا دقاق بن تتش - سلیمان بن ارتق طغتکین اتابک والی حمص اور والی سنجار بھی آآکے کربوقا کے پاس مجتمع ہوئے - گرد و نواح کے ترکوں اور عربوں کو مجتمع کرکے فوجیں آراستہ کیں اور انطاکیہ عیسائیوں کے تیرہ یوم قبضہ کرنے کے بعد

انطاکیہ کے چھوڑا سے کو کوچ کیا۔ عیسائیون نے بھی ہر چہار طرف سے عیسائی
مجاہدون کو مجتمع کرلیا تھا۔ یورپ کے بڑے بڑے بادشاہ اس جنگ مین شریک
تھے ان سبھون کا سردار بمیند نامی ایک عیسائی بادشاہ تھا۔ عساکر اسلامیہ
اور عیسائی فوجون سے صف آرائی کی نوبت آئی سخت خونریزی کے بعد مسلمانون کو
ہزیمت ہوئی۔ ہزارون مسلمانون کو عیسائی کروسیڈرون نے تہ تیغ کیا
اور انکے لشکرگاہ پر قبضہ کرکے معرۃ النعمان کیجانب بڑھے ایک مدت تک
اسپر محاصرہ ڈالے رہے بالآخر اسکے اعوان وانصار اپنی کامیابی سے ناامید
ہوکر بھاگ کھڑے ہوئے تقریباً ایک لاکھ مسلمان کام آئے اور ابن منقذ
نے شیرزد یکر عیسائیون سے مصالحت کرلی بعد اس مصالحت کے عیسائیون
نے حمص کو جاگھیرا۔ جناح الدولہ نے شہر کو اپنے حریف محاصرے کے
سپرد کرکے صلح کرلی پھر ان عیسائیون نے عکہ پر پہنچکر محاصرہ ڈالا مدتون
عکہ مفتوح نہوا آخر کی اسلامی فوج مقیم عکہ کو بڑے بڑے مصائب کا سامنا
کرنا پڑا جو احاطہ تحریر وتقریر سے باہر ہے اس پر آشوب زمانہ مین اہل
مصر کو سلجوقیہ اور ترکون کے زیر کرنیکا شوق پیدا ہوا وزیر السلطنت افضل
بن بدر جمالی فوجین مرتب کرکے بیت المقدس کے واپس لینے کو روانہ ہوا اور
سفر وقیام کرتا ہوا بیت المقدس پر پہنچکے محاصرہ ڈالدیا۔ بیت المقدس
مین ان دونون سقمان اور ایلغازی پسران ارتق اور اسکا بھتیجا یاقوتی اور برادر
چچازاد سوتج بھی تھا۔ افضل نے چالیس منجنیق قلعہ شکن بیت المقدس کے
فتح کرنے کو نصب کرائین تھین۔ تقریباً چالیس روز تک محاصرہ کئے رہا
بعد ازان سنہ ۴۸۹ھ مین امان کے ساتھ مفتوح کرلیا۔ افضل نے فتحیابی کے بعد
سقمان، ایلغازی اور ان لوگون کے ساتھ جو ان کے ساتھ تھے اچھے برتاؤ

گئے اور ان کو چلے جانے کی اجازت دی۔ کسی قسم کی ان سے مزاحمت نہ کی
پس سقمان شہر الرہا چلا گیا اور ایلغازی نے عراق کا راستہ لیا ان لوگونکی
روانگی کے بعد افضل نے بہ اطمینان تمام بیت المقدس پر قبضہ حاصل کرکے
اپنے آتش شوق کو بجھایا اور فتحیابی کا پھریرہ لئے ہوئے مصر کیجانب واپس آیا۔
اس عارضی فتحیابی کے بعد عیسائی کروسیڈون نے بیت المقدس کا قصد کیا
چالیس روز تک اسکا محاصرہ کئے رہے۔ قلعہ شکن منجنیقین ہر چہار طرف نصب کین
شہر پناہ کی دیوار منہدم کرنے کی غرض سے دو بڑے بڑے برج بنائے
تھے جبپر آتشباری کا کوئی اثر نہین پہونچتا تھا۔ لڑتے بھڑتے شمالی جانب سے
بیت المقدس مین جبکہ سات راتین ماہ شعبان ۴۹۲ھ کے تمام ہونے کو باقی رہگئی
تھین گھس پڑے۔ مفتوحون عام خونریزی اور کشت وخون کا ہنگامہ گرم اور
جاری رہا۔ مسلمانون نے محراب داود علیہ السلام مین جاکے پناہ لی اور یہ سمجھکے وہان
جا چھپے تھے کہ شاید اب خونریزی اور قتل سے ہم بچ جائینگے۔ مگر ان اجل
رسیدون کو وہان بھی پناہ نہ ملی۔ عیسائی فوجون نے پہلے انکو امان دی اور
جب اونہون نے دروازہ کھولا تو قتل کرنے لگے۔ مسجد اقصےٰ اور صخرہ مین ستّر
ہزار مسلمان شہید کئے گئے۔ مسجد اقصےٰ کی چالیس قندیلین نقرئی جو تین تین ہزار
اور چھ چھ سو درہم وزن مین تھین اور ایک تنور نقرئی (جو وزن مین چالیس رطل
شامی تھا) اور ایکسو پچاس قندیلین طلائی لوٹ لین۔ علاوہ اسکے اور مال واسباب
اور قیمتی قیمتی سامان لوٹ لئے گئے جو شمار و اعداد سے باہر ہے۔ بقیۃ السیف
جو اس عام خونریزی سے بچگئے تھے وہ بحال پریشان گریان و نالان بغداد پہنچے
اور اُن مصائب کو بالتفصیل بیان کیا جو اسلام اور اسلامیون پر بیت المقدس
اور سرزمین شام مین قتل، غارتگری اور قید ہونے کے گزرے تھے خلافت مآب

نے سر برآوردہ علماء کے ایک گروہ کو سلطان برکیا روق اور اسکے برادران محمد اور سنجر
کے پاس جہاد پر جانے کی غرض سے بھیجا۔ لیکن یادگاران سلاطین سلجوقیہ مین باہمی تنازعات
اور مخالفت کیوجہ سے اس قدر قوت باقی نہ رہی تھی کہ عیسائی کروسیڈرون کے
مقابلہ پہ تلوار اٹھا سکتے اور بیت المقدس کو ان کے قبضہ سے نکالنے کی کوشش کرتے
چاروناچار علماء کا وفد بے نیل مرام واپس آیا۔

وزیر السلطنت افضل بن بدر جمالی امیر الجیوش نے یہ خبر پا کے فوجین آراستہ
کین اور عیسائی کروسیڈرون کو بیت المقدس سے نکال باہر کرنے کی قصد سے مصر
سے کوچ کیا۔ عیسائی فوجین بھی اس سے مطلع ہو گئے افضل کے لشکر سے مزاحمت کرنے کو
بڑھین اور بحالت ادر غفلت انپر حملہ کر کے ان کو پسپا کر دیا۔ مصری لشکر کا ایک گروہ
متفرق و منتشر ہو کر گولرون کے گنجان باغ مین جا چھپا عیسائیون نے اسمین آگ لگا دی۔
سب کے سب جل گئے اور جو گھبرا کر باغ سے باہر نکلا اسکو عیسائیون نے
قتل کر ڈالا۔

اس ہوش ربا واقعہ کے بعد عیسائی فوجون نے عسقلان کی طرف مراجعت کی
اور پہنچتے ہی اسپر محاصرہ ڈالدیا تا آنکہ بیس ہزار دینار تاوان جنگ لے کے واپس
ہوئین۔

آمر کی خلافت بعد اسکے خلیفہ مستعلی ابو القاسم احمد بن مستنصر باللہ علوی نے
نصف ماہ صفر ۴۹۵ھ کو اپنی خلافت کے سات سال پورے کر کے مرگیا بجائے
اسکے اسکا بیٹا ابو علی جسکی عمر اس وقت پانچ برس کی تھی سریر خلافت پر متمکن
کیا گیا اور الآمر باحکام اللہ کا خطاب اختیار کیا۔ خلفاء علویہ مین سے کوئی شخص اس سے
اور مستنصر سے کم سن زیادہ خلیفہ نہین بنایا گیا۔ اسکی یہ حالت تھی کہ اکیلا گھوڑے پر
سوار نہو سکتا تھا۔

فروری ۱۹۰۰ء (۴)

عیسائیون اور مصریون کا مقابلہ

پھر ۴۹۶ھ مین افضل امیر الجیوش مصر یہ نے فوجین آراستہ کر کے عیسائیون سے جنگ کرنے کو شام کیجانب روانہ کین سعد الدولہ طواشی نامی ایک امیر جو اسکے باپ کا مملوک تھا اس مہم کا سردار بنایا گیا۔ مابین رملہ اور یافا عیسائی کروسیڈرون سے معرکہ آرائی ہوئی عیسائیون کے سردار کا نام بغدوین تھا اتفاق یہ کہ پہلے حملہ مین عیسائیون نے مصری لشکر کو ہزیمت دے دی اثنار دار وگیر مین سعد الدولہ مارا گیا۔ عیسائیون نے اسکے خیمہ اور لشکر گاہ پر قبضہ کر لیا اور وہان پر جو کچھ مال و اسباب پایا لوٹ لیا۔ افضل کو اس واقعہ کی خبر لگی تو اسنے اپنے بیٹے شرف المعالی کو فوج کا سردار بنا کے روانہ کیا۔ قریب رملہ عیسائیون سے مڈبھیڑ ہوئی۔ اس معرکہ مین عیسائیون کو ہزیمت ہوئی بغدوین بخوف گرفتاری و قتل گنجان درختون مین چھپ رہا اور جب ہنگامہ دار وگیر فرو ہو گیا تو چند عیسائی سردارون کے ساتھ نکلکے چپکے سے رملہ چلا گیا شرف المعالی نے اس مہم کو سر کر کے رملہ پر فوج کشی کی پندرہ یوم تک محاصرہ کئے رہا تا آنکہ بزور تیغ اسکو مفتوح کر لیا۔ چار سو عیسائیون کو قتل کر ڈالا اور تین سو عیسائی سردارون کو گرفتار کر کے مصر روانہ کر دیا۔ مگر بغدوین اس واقعہ سے بھی بچکر یافا چلا گیا۔ اسی اثنار مین عیسائی زائران کا ایک گروہ کثیر بیت المقدس کی زیارت کو آگیا تھا۔ بغدوین نے ان کو صلیبی لڑائی لڑنے کی ترغیب دی اور جب وہ آمادہ و طیار ہو گئے تو انکو مرتب و طیار کر کے عسقلان کیجانب بڑھا۔ شرف المعالی یہہ خبر پا کے اپنے باپ افضل امیر الجیوش کے پاس چلا گیا اور عیسائیون نے عسقلان پر بلا جدال و قتال قبضہ حاصل کر لیا۔

بعد اسکے شرف المعالی نے خشکی اور بحری فوجین مرتب کین اپنے باپ کے نامور مملوک تاج العجم کو عظیم فوج کے ساتھ براہ خشکی عیسائیون کے مقابلہ پر عسقلان کیطرف

روانہ کیا اور بسر افسری قاضی ابن قادوس جنگی کشتیون کا بیڑہ براہ دریا یافا کیجانب بھیجا چنانچہ تاج العجم نے عسقلان کے قریب پہنچکے پڑاؤ کیا - قاضی قادوس نے تاج العجم کو کہلا بھیجا "آؤ ہم اور تم متفق ہو کر عیسائیون پر حملہ کرین"۔ تاج العجم نے اس سے انکار کیا - رفتہ رفتہ افضل امیر الجیوش کو اس واقعہ کو اطلاع ہو گئی - افضل نے اسیوقت قاضی ابن قادوس کو تاج العجم کے گرفتار کر لینے کو لکھبھیجا اور اپنے خادمون مین سے جمال الملک کو عسقلان کیجانب روانہ کیا اور عساکر شامیہ کی سرداری بھی اسیکو مرحمت ہوئی -

انھین واقعات پر ۴۹۶ھ تمام ہو جاتا ہے آیندہ ۴۹۷ھ مین مصری اور عیسائیون فوجون مین باہم کسی قسم کی چھیڑ چھار نہین ہوئی ۴۹۸ھ مین وزیر السلطنت افضل نے اپنے دوسرے بیٹے سناء الملک حسین کو عیسائیون کے مقابلہ پر روانہ کیا اور جمال الملک کو اسکے ساتھ جانے کا حکمدیا - چنانچہ سناء الملک پانچہزار فوج کی جمعیت سے عیسائیون سے لڑنے کو روانہ ہوا طغتکین اتابک والی دمشق سے کمک طلب کی - طغتکین نے تیرہ سو سوار بھیجدیے عسقلان اور یافا کے درمیان عساکر اسلامیہ اور عیسائی فوجون سے مقابلہ ہوا - جسمین کے ہزارہا آدمی کام آگئے بعد اسکے دونون فریق ایک دوسرے سے خود بخود علیحدہ ہو گئے عساکر اسلامیہ نے عسقلان اور دمشق کیجانب مراجعت کی ۴۹۷ھ سے بکتاش بن تتش عیسائیون مین جا ملا تھا - سبب یہہ پیدا ہوا تھا کہ طغتکین نے اپنے دوسرے برادرزادہ دقاق بن تتش کو حکومت کی کرسی پہ بٹھانے کا قصد کر لیا تھا اسیوجہ سے اس نے عیسائیون سے سازش کر لی اور انھین جا ملا -

طرابلس و بیروت پر عیسائیون کا قبضہ

طرابلس پر خلافت علویہ کی حکومت کا پھریرہ اوڑ رہا تھا - اس زمانہ پر آشوب و فتن مین عیسائیون نے اسکا بھی محاصرہ کر رکھا تھا - محصورون کی امداد اور کمک مصری دار الخلافت سے آرہی تھی - ۵۰۳ھ کے دور مین

ایک بیڑہ جہازات کا براہ دریا عیسائی مقبوضات سے ساحل طرابلس پر پہونچا جسکا سردار قمص کبیر یعنی ریمنڈ بن صنجیل تھا۔ اس بیڑہ جہازات مین غلہ و رسد اور کافی مقدار فوج کی تھی اس سے پیشتر سروانی ہمشیرہ زادہ صنجیل طرابلس پر محاصرہ ڈالے ہوئے تھا سروانی اور ریمنڈ مین ان بن ہو گئی۔ مگر بغدوین والی بیت المقدس نے بہت جلد دونون مین مصالحت کرا دی۔ ادہران دونون نے مجتمع ہو کے طرابلس پر حملہ کیا اُدہر مصر سے محصورون کی آمد و رفت بند ہو گئی۔ عیسائیون نے طرابلس کے شہر پناہ پر چڑھنے کی غرض سے چند برج بنائے تھے جنکو آہستہ آہستہ لڑتے ہوئے شہر پناہ کی دیوار سے جا کے ملا دیا۔ عیسائی فوجین اسکے ذریعہ سے شہر پناہ کی دیوار پر چڑھ گئین اور بزور تیغ دوسری ذی الحجہ ۵۰۳ھ کو مفتوح کر لیا۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی ہزارہا قید و گرفتار کر لئے گئے۔ والی طرابلس نے قبل مفتوح ہونے کے معہ اپنے چند سرداران لشکر کے امن حاصل کر لی تھی اور اس واقعہ جانکاہ سے پہلے دمشق چلا گیا تھا۔

اس فتحیابی کے بعد ایک دوسرا بیڑہ کشتیون کا طرابلس کے ساحل پر پہنچا جسپر ایک سال کے خرچ کا غلہ بھرا ہوا تھا پس اسکو عیسائیون نے صور صیدا اور بیروت کے محاصرہ فوجون پر تقسیم کر دیا اور اس طریقہ سے عیسائیون نے کل سواحل شام پر قبضہ کر لیا۔

ہمنے ان واقعات کو دولت علویہ کے تذکرہ مین اس وجہ سے بالتخصیص تحریر کیا ہے کہ ان مقامات پر خلافت علویہ کا قبضہ و تصرف تھا۔ بقیہ حالات کو عیسائیون کے اخبار کے ضمن مین بیان کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ۔

مصریون کا عسقلان پر قبضہ

عسقلان پر علم خلافت علویہ مصریہ کا قبضہ تہا اور شمس الخلافۃ نامی ایک امیر کے قبضہ اقتدار مین اسکی زمام

حکومت تھی۔ بغدوین عیسائی بادشاہ بیت المقدس نے شمس الخلافت سے سازش کرکے علم خلافت علویہ مصریہ سے اسکو علیحدہ کرلیا۔ رفتہ رفتہ اسکی خبر دربار خلافت مصر تک پہونچی امیر الجیوش افضل نے ایک فوج مرتب کرکے عسقلان کیجانب روانہ کی اور امیر لشکر کو یہ ہدایت کردی کہ جس وقت شمس الخلافہ لشکر مین آوے فوراً گرفتار کرلینا۔ اتفاق یہ کہ کسی ذریعہ سے شمس الخلافت کو اسکی اطلاع ہوگئی کھلم کھلا علم خلافت علویہ کا مخالف ہوگیا۔ اور جسقدر اہل مصر اس کے شہر مین تھے سبھون کو نکال دیا۔ وزیر السلطنت امیر الجیوش افضل نے یہہ خیال کرکے کہ مبادا شمس الخلافت عسقلان کو عیسائیون کے حوالہ نکردے اُسکو اسکے عہدہ پر بحال رکھا مگر شمس الخلافت کا دل وزیر السلطنت کی طرف سے صاف نہوا ساتھہ ہی اسکے اہل عسقلان کیجانب سے بھی مشکوک ہوگیا اسوجہ سے اپنی فوج مین ارمینیون کو کثرت سے داخل کرلیا اہل عسقلان کو اس سے کشیدگی منافرت پیدا ہوگئی۔ سبھون نے مشورہ کرکے حملہ کردیا اور اسکو گرفتار کرکے قتل کر ڈالا۔ بعد ازان خلیفہ آمر باحکام اللہ اور وزیر السلطنت افضل کے دربار مین اس واقعہ کی اطلاع کی خلیفہ آمر نے دار الخلافت مصر سے ایک شخص کو امیر مقرر کرکے عسقلان روانہ کیا۔ اس امیر نے عسقلان مین پہونچکے اہل عسقلان کے ساتھہ نہایت رحم و انصاف کے برتاؤ کیے شورش و بغاوت جسقدر تھی فرو ہوگئی۔ انتظامات درست ہوگئے۔

عیسائیون کا صور پر حملہ

بعد اس واقعہ کے بغدوین عیسائی بادشاہ بیت المقدس نے شہر صور پر حملہ کیا۔ صور بھی خلافت علویہ مصریہ کے مقبوضات سے تھا۔ عز الملک الاعز نامی ایک امیر اس شہر کا والی تھا ارمنیون کا لشکر اسکی محافظت

۱ یہ واقعہ سنہ ۵۰۲ھ کا ہے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ مطبوعہ لیدن۔ مترجم

کر رہا تھا۔ عیسائیون نے اس شہر پر ہر چہار طرف سے محاصرہ ڈالکے لڑائی شروع کردی۔ اہل صور نے طغتکین اتابک والی دمشق سے امداد کی درخواست کی چنانچہ طغتکین اتابک معہ اپنے فوج کے اہل صور کی کمک پر آیا۔ مدتون حصار اور لڑائی کا سلسلہ جاری اور قایم رہا تاآنکہ زمانہ طیاری فصل کا آگیا۔ عیسائی بادشاہ اس خوف سے کہ طغتکین والی دمشق عیسائی مقبوضات کے طیارشدہ فصل کو لوٹ نہ لے محاصرہ اوٹھا کے عکہ چلا گیا اور اللہ تعالی نے اپنے فضل وکرم سے اہل صور کو اسکے شر سے یون بچالیا۔

پھر ماہ ذی الحجہ ۵۱۱ھ مین بغدوین بادشاہ بیت المقدس نے فوجین مرتب کرکے مصر پر چڑھائی کی کوچ وقیام کرتا ہوا تنیس تک پہونچا ایک روز تیرنے کی غرض سے نیل مین اوترا۔ وقت موت قریب آگیا تھا اسکے زخم قدیم نے زور پکڑا مجبورانہ بیت المقدس کی جانب مراجعت کی چنانچہ بیت المقدس پہونچکر مرگیا اور بیت المقدس کی بادشاہی کی وصیت قمص والی الرہا کے حق مین کرگیا اگر اس وقت ملوک سلجوقیہ مین خانہ جنگیان اور باہمی منزاعات پیدا نہو گئے ہوتے تو ان لوگون نے عیسائیون سے وہ کل بلاد شامیہ کو واپس لے لیا ہوتا جنپر وہ قابض ومتصرف ہوگئے تھے مگر اللہ جل شانہ نے اس نیک نامی کو صلاح الدین بن ایوب فاتح بیت المقدس کے لئے رکھ چھوڑا اور یہہ سہرا اسیکے سر پر باندھا گیا۔

وزیر السلطنت کا قتل ہم اوپر بیان کرآئے ہین کہ وزیر السلطنت افضل نے بعد وفات خلیفہ مستعلی کے خلیفہ آمر باحکام اللہ کو جسوقت کہ اسکاسن پانچ برس کا تھا سریر خلافت پر متمکن کیا۔ پس جب خلیفہ آمر سن شعور کو پہونچا اور اسکی حکومت وسلطنت کو ایک گونہ استحکام استقلال حاصل

ہوگیا اس وقت خلیفہ آمر کو افضل کا ہر کام مین پیش پیش رہنا ناگوار گزرنے لگا۔
اپنے مصاحبون سے وزیر السلطنت افضل کے قتل کے بابت مشورہ کیا اسکا
چچازاد بھائی عبد المجید جو اسکا ولیعہد بھی تھا بولا خلافت مآب اس خیال سے
باز آیئن یہہ بہت بڑی بدنامی کی بات ہے۔ ایک زمانہ دراز سے یہہ اور اسکا
باپ علم حکومت کی خیر خواہی کرتا چلا آتا ہے جس وقت لوگون کو یہہ امر
معلوم ہوگا کیا کیا خیالات انکے نہ پیدا ہونگے علاوہ بریں قبل اس فعل کے کرنے
کے کسی شخص کو اسکا قایم مقام کرلینا چاہیے۔ تاآنکہ آیندہ خطرات سے محفوظ رہین
خلیفہ آمر یہہ سنکے خاموش ہوگیا تھوڑی دیر کے بعد عبد المجید نے یہہ راے دی
"ابو عبد اللہ بن بطائحی کے ذریعہ سے اس اہم کام کو انجام دینا چاہیے ابو عبد اللہ
اسکا معتمد علیہ اور مصاحب بھی ہے وہی اس کام کو کچھہ اچھا کریگا اور وہی ایسے
لوگون کو متعین کردے گا جو افضل کو قتل کرڈالینگے" چنانچہ خلیفہ آمر نے ابو عبد اللہ
کو اپنے محلسرا سے خلافت مین طلب کرکے وزیر السلطنت افضل کے قتل
کرڈالنے کی استدعا کی اور بعد قتل وزیر السلطنت ابو عبد اللہ کو بجاے
اس کے عہدۂ وزارت پر مقرر کرنے کا وعدہ کیا۔ پس ابو عبد اللہ نے دو شخصون
کو وزیر السلطنت کے قتل پر مامور کیا جنہون نے اسکو مصر مین قتل کرڈالا جبکہ وہ
اپنے موکب کے ساتھہ قاہرہ کو مصر سے جارہا تھا۔ یہ واقعہ ۵۱۵ھ کا ہے۔
واقعہ یون پیش آیا کہ حسب دستور قدیم عید کے روز وزیر السلطنت معہ
اپنی فوج و خدام کے قاہرہ کے خزانۃ السلاح کو انعام و اکرام تقسیم کرنے کی غرض
سے جارہا تھا۔ کثرت و اژدحام خلایق کیوجہ سے گرد و غبار بکثرت اوٹھہ رہا تھا۔
وزیر السلطنت کو اس سے تکلیف ہوئی حکم دیا کہ ہمارے ساتھہ کوئی شخص نہ آے
کل فوج ہم سے اس قدر فاصلہ پر رہے کہ ما بدولت تک گرد و غبار نہ پہونچے

سکے - چنانچہ فوج پیچھے رہگئی اور آپ آگے بڑھہ گیا وہ شخص جنکو ابو عبد اللہ نے اسکے قتل پر مامور کیا تہا - ایک گوشہ سے نکلکے وزیر السلطنت کی طرف لپکے ایک نے تلوار چلائی دوسرے نے نیزہ مارا - زخمی ہوکر گھوڑے سے زمین پر آ رہا قاتلون نے بھاگنے کی کوشش کی لیکن اس مین ان کو کامیابی ہوتی نظر نہ آئی تو خودکشی کرلی وزیر السلطنت محلسراے وزارت مین اوٹھا لایا گیا اسوقت اسمین کچھہ دم باقی تہا خلیفہ آمر عیادت کو آیا - دریافت کیا تمھارا مال کہان کہان ہے عرض کی ،، جسقدر میرا ظاہری مال و خزانہ ہے اسکو ابو الحسن بن اسامہ جانتا ہے (یہ شخص حلب کا رہنے والا تھا اور اسکا باپ اسامہ قاہرہ کا قاضی تھا) اور جو مال پوشیدہ اور دفینہ ہے اس سے بطائحی واقف ہے ،، پس جب اپنی وزارت کے اٹھائیسوین سال امیر الجیوش افضل داعی اجل کو لبیک کہہ کے راہی ملک عدم ہوا تو خلیفہ آمر نے اس کے مال و اسباب و خزانہ کی پوری طور سے نگرانی کی چھہ ہزار توڑے اشرفیان کے پچاس ہزار توڑے روپیون کے رنگ برنگ کے ریشمی کپڑے بغدادی ، اسکندری اسباب ، ہندی ظروف طلائی و نقرئی طرح طرح کی خوشبودار چیزین عنبر اور مشک بے شمار برآمد ہوئے - اسکے ذخائر و اسباب مین دندان فیل اور آبنوس کے ٹکڑون کا مصنوعی پہاڑ ملا جسپر چاندی جڑی ہوئی تھی پہاڑ پر ایک مثمن دہشت انگیز چبوترہ عنبر کا تہا جسکا وزن ایک ہزار رطل کا تہا - اور اس چبوترہ پر سونے کی چڑیا بنی ہوئی تھی جسکے پاؤن مرجان سرخ کے چونچ زمرد کی اور آنکھین یاقوت کی تھین امیر الجیوش افضل اس چبوترہ کو اپنے محلسراے وزارت مین رکھتا تہا جس سے سارا مکان معطر ہو جاتا تہا مال کار اسکا یہہ ہوا کہ یہہ سب چیزین صلاح الدین کے قبضہ مین چلی گئین -

ایک رطل ۳۳ تولہ کا ہوتا ہے بحساب وزن رایج الوقت - مترجم

بطائحی کی وزارت ابن اثیر لکھتا ہے کہ بطائحی کا باپ عراق مین وزارت مآب افضل کے مخبرون مین تھا زمانہ طفلی مین اسکے سر سے اسکے باپ کا سایہ اوٹھ گیا اور کوئی متروکہ نچھوڑا سن شعور کو نہ پہونچنے پایا تھا کہ مان بھی مرگئی پہلے تو اسنے معماری کا کام سیکھا پھر حمالی کا کام کرنے لگا اکثر اوقات مال واسباب اوٹھا کر محلسرائے وزارت مین لایا کرتا تھا - امیر الجیوش افضل کو اسکی غربت وکمزوری پر رحم آگیا فراشون کے زمرہ مین نوکر رکھ لیا ترقی کرتے کرتے حجابت کے عہدہ پر پہونچ گیا - پس جب امیر الجیوش افضل مارا گیا تو خلیفہ آمر نے اسکو بجائے افضل کے وزارت کے عہدہ سے سرفراز فرمایا - پہلے ابن فاتک اور ابن قائد کے نام سے مشہور تھا خلیفہ آمر نے جلال الاسلام کا لقب مرحمت کیا خلعت دی - وزارت کے دوسرے برس المامون کا خطاب دیا - تھوڑے دنون بعد افضل کیطرح ہر امور سلطنت مین چیرہ دستی شروع کردی اور خلیفہ آمر کو دبانے لگا اس سے خلیفہ آمر کو کشیدگی پیدا ہوئی مامون کو بھی اسکی کشیدگی سے منافرت اور وحشت پیدا ہو چلی - مامون کا ایک بھائی ملقب بہ موتمن تھا مامون نے خلیفہ آمر سے اجازت حاصل کرکے موتمن کو اسکندریہ کی حفاظت ونگرانی کے لئے روانہ کیا - اسکے ہمراہ سپہ سالارون کا ایک گروہ بھی گیا حسین علی بن سالار تاج الملوک سناء الملک الجمل اور دری الحروب وغیرہم تھے - موتمن اوران لوگون کی روانگی اسکندریہ کے بعد مامون قاہرہ مین ٹھیرا ہوا فوج آرائی اور ترتیب لشکر کی فکرین کرتا رہا لوگون نے خلیفہ آمر سے اسکی شکایت کرنی شروع کردی کہ یہہ اپنے کو نزار کی اولاد سے بتلاتا ہے کہتا ہے کہ مین نزار کی لونڈی کے بطن سے ہون جو محلسرائے خلافت سے حاملہ نکل آئی تھی - ساتھہ ہی اسکے یہ خبر بھی خلیفہ آمر کے کان تک پہونچا دی کہ مامون

نے نجیب الدولہ کو یمن مین اپنی امارت کی بنا قایم کرنے کو روانہ کیا ہے چنانچہ آمر
نے اس امر کے انکشاف کی غرض سے چند لوگون کو یمن روانہ کیا۔

قتل بطائحی

جس وقت خلیفہ آمر کا دل مامون کی شکایتین سنتے سنتے فکر و تردد
سے بھر گیا اور طرح طرح کے خیالات اسکے دماغ کو پراگندہ کرنے لگے اس
وقت اسنے اُن سپہ سالارون کو قاہرہ مین بلا بھیجا جو مامون کے بھائی کے
ساتھ اسکندریہ مین مقیم تھے ...... علی بن سلار کو اس سے تردد
پیدا ہوا مگر خلافت مآب کا حکم تھا خلاف ورزی کی کس مین طاقت تھی سب کے
سب ماہ رمضان ۵۱۹ھ مین دار الخلافت قاہرہ چلے آئے بعد ان کے موتمن
بھی اجازت حاصل کر کے اسکندریہ سے قاہرہ آگیا۔ حسب دستور افطار
کرنے کو قصر خلافت مین حاضر ہوئے مامون اور موتمن بھی افطار کو قصر خلافت مین
آئے ہوئے تھے خلیفہ آمر نے ان دونون بھائیون کو گرفتار کر کے
جیل مین ڈالدیا۔ اگلے دن ایوان خلافت مین دربار عام کر کے ان دونون
بھائیون کے حالات اور بیجا کارروائیون کو ظاہر کیا۔ اور عہدہ وزارت
پر کسیکو مقرر نفرمایا دفتر وزارت سے دو شخصون کو خراج، زکاۃ اور ٹکس کے
وصول کرنے پر مامور کیا بعد چندے ان دونون آدمیون کو بھی ظلم کے وجہ
سے معزول و معطل فرمایا بعد اسکے وہ لوگ دربار خلافت مین حاضر
آئے جو یمن مین انکشاف حال مامون کی غرض سے گئے ہوئے تھے اور نجیب الدولہ
کو لاکے حاضر کیا۔ کل واقعات عرض کئے خلیفہ آمر نے نجیب الدولہ و مامون
و موتمن دونون بھائیون کو قتل کر کے صلیب پر چڑھا دیا۔

حافظ لدین اللہ کی خلافت

خلیفہ آمر اپنی خواہشات نفسانیہ مین ڈوبا ہوا تھا مگر بایں ہمہ ترقی
کا خواہان تھا ظاہرہ یہ ہے کہ دلی کوشش بھی نکرتا تھا کبھی کبھی

عراق جانے کا قصد کرتا تھا پھر رک جاتا تھا کہ یہ کاتب دو چار اشعار بھی
کہہ لیا کرتا تھا ازانجملہ یہہ دو شعر ہین۔

اصبحت لا ارجو ولا اختشی	مجکو نہ کسی سے کوئی تمنا ہے او نہ کسی کی خشیت ہے
الا الہی ولہ الفضل ÷	سوائے اپنے اللہ کے اور وہ فضل والا ہے
جدی نبی وامامی ابی	میرا دادا نبی ہے اور میرا باپ امام ہے
ومذہبی التوحید والعدل	اور میرا مذہب توحید اور عدل ہے

فرقہ فدائیہ اکثر اسکے قتل کا قصد کرتا تھا لیکن موقع نہ ہاتھ آنے سے رک جاتا تھا چند دنون بعد انہین سے دس آدمیون نے ایک مکان مین مجتمع ہوکے خلیفہ آمر کے قتل کا مشورہ کیا۔ ایک روز خلیفہ آمر سوار ہوکر روضہ کی طرف جا رہا تھا اس پل سے ہوکر گزرا جو جزیرہ اور مصر کے مابین تھا۔ اُن دسون آدمیون کو اسکی خبر لگ گئی آگے بڑھ کے اثنائے راہ مین چھپ کر کھڑے ہوگئے پس جس وقت خلیفہ آمر پل پر گزرا تنگی راہ کی وجہ سے لشکر سے علیحدہ ہوکر چلا تھا تو ان کو موقع ملگیا دفعتہً تلوارین تول کر ٹوٹ پڑے اور بات کی بات مین قتل کر ڈالا۔ یہہ واقعہ ۵۲۴ھ کا ہے۔ ساڑھے انتیس برس خلافت کی۔ چونتیس برس کی عمر پائی۔

برغش عادل اور برغوار دہریہ مملوک اسکے دو خادم خاص تھے انہین کے ذریعہ سے وہ امور سلطنت کو انجام دیتا تھا۔

پس جب خلیفہ آمر نے وفات پائی چونکہ اسکی کوئی اولاد نہ تھی اسوجہ سے اسکے چچا کے بیٹے میمون عبدالمجید بن امیر ابو القاسم بن خلیفہ مستنصر باللہ کو جانشین کیا۔ کہتے ہین کہ خلیفہ آمر نے وصیت کی تھی کہ میری فلانہ بیوی حاملہ ہے اور مین نے خواب دیکھا ہے کہ اسکے بطن سے لڑکا پیدا ہوگا پس

میرے بعد وہی لڑکا سریر خلافت پر متمکن کیا جائے اور میمون عبد المجید اسکی نگرانی و پرداخت کرتا رہے۔ چنانچہ اراکین دولت نے میمون کے ہاتھہ پر بطور نایب خلیفہ کے بیعت کی اور "حافظ لدین اللہ" کا خطاب دیا اور حسب وصیت مرحوم خلیفہ ہزبر الملوک کو قلمدان وزارت سپرد کیا اور سعید یانس جو وزیر السلطنت افضل کے خادمونسے تھا اسکو داروغہ محلسراے خلافت بنایا اس انتظام کے بعد محلسراے خلافت مین اسی مضمون کا فرمان پڑھا گیا۔

وزارت کی تبدیلی اور وزرا کا قتل

جسوقت یہہ امر طے پاگیا کہ عہدۂ وزارت ہزبر الملوک کو مرحمت کیا جائے اور اس بنا پر ہزبر الملوک کو خلعت عنایت ہوئی تو لشکریون اور امراء لشکر کو ناگوار گزرا۔ اس ناراضی مین سب سے بڑا حصہ رضوان بن ولخش نے لیا تھا جو عساکر مصریہ کا سردار اور افسر اعلے تھا۔ ابو علی بن افضل اسوقت قصر خلافت مین موجود تھا برغش عادل نے لشکریون اور امراء لشکر کی ناراضی کا احساس کرکے ابو علی کو وزیر السلطنت کے خلاف ابھار دیا چنانچہ ابو علی نے وزارت حاصل کرنے کی غرض سے قصر خلافت سے خروج کیا جون ہی محلسراے خلافت کے باہر آیا لشکری اور امراء لشکر متفق الکلمہ ہوکے چلا اٹھے "ہذا الوزیر ابن الوزیر ہذا الوزیر ابن الوزیر" اور ہاتھون ہاتھہ ابو علی کو اپنے کیمپ مین لے گئے مابین قصر خلافت و قصر وزارت ابو علی کے قیام کے لئے خیمہ نصب کیا تمام شہر مین ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ قصر خلافت کے دروازے بند کردیے گئے ہر طبقہ کے لوگون مین اضطرابی کیفیت پیدا ہو گئی خلیفہ حافظ نے بمجبوری ہزبر الملوک کو عہدۂ وزارت سے معزول کیا اور جب اسپر بھی ہنگامہ فرو نہوا تو اسکے قتل کرنے پر مجبور ہوا اور قلمدان وزارت ابو علی احمد بن افضل کے سپرد کیا۔

پس ابو علی عہدۂ وزارت سے سرفراز ہو کر نہایت خوبی سے اس عہدہ

سے اہم امور کو انجام دینے لگا اور جیسا کہ اس عہدہ جلیل القدر کی مقتضیات سے تھی اسکو پورا کیا - آدمی منتظم اور ہوشیار تھا خلیفہ حافظ کو اپنے حسن انتظام سے دبا لیا اسکے کل تصرفات چھین لئے - جو چاہتا تھا کر گزرتا تھا - خزانہ اور ذخائر شاہی سے نقد اور جنس اپنے مکان مین اوٹھا لایا - یہہ امامیہ مذہب رکھتا تہا اور حد درجہ کا متعصب اور سخت تہا فرقہ امامیہ کے تحریک سے اس نے قایم منتظر (یعنی مہدی موعود) کی دعوت قایم کی دراہم پر اللہ الصمد الامام محمدؑ مسکوک کرایا - اسمٰعیل اور خلیفہ حافظ کے نامون کو خطبہ سے نکال دیا - اذان مین حیّ علےٰ خیر العمل کے کہنے کی ہدایت کی - اور خطیبون کو حکم دیا کہ میرے نام کو ان اوصاف سے ممبرون پر ذکر کرو دماغ مین نخوت اس قدر سما گئی تھی کہ خلیفہ حافظ کے قتل کر اڈالنے کا قصد کر لیا اور اسی وجہ سے اُن لوگون سے سازش کر لی تہی جن لوگون نے خلیفہ آمر کو قتل کیا تہا مگر اس امر پر قادر نہوا خلیفہ حافظ کو خلافت سے معزول کرکے ایک مکان مین قید کر دیا ہوا خواہان خلافت علویہ شیعہ کو یہ امر شاق گزرا - لشکریون کو ملا کے اسکے قتل کا باہم عہد و پیمان کر لیا چنانچہ ابو علی ایک روز جمعہ اپنے لشکر کے شہر کے باہر چوگان کھیلنے کو گیا چند سپاہی ایک کمینگاہ مین چھپ رہے جسوقت ابو علی اس طرف سے ہوکر گزرا ان سپاہیون نے کمینگاہ سے نکلکے ابو علی پر نیزے چلائے جس سے ابو علی زخمی ہوکر گر پڑا اور اسیوقت تڑپ کر دم توڑ دیا -

ابو علی کے مارے جانے کے بعد امراء لشکر نے خلیفہ حافظ کو قید سے نکالا اور دوبارہ اسکے ہاتھ پر خلافت و امارت کی بیعت کی - لشکریون نے ابو علی کا مکان لوٹ لیا - باقی جو رہگیا اسکو خلیفہ حافظ تجدید بیعت کے بعد قصر خلافت مین اُٹھا لایا -

خلیفہ حافظ نے بعد قتل ابو علی قلمدان وزارت ابو الفتح یانس حافظی کو مرحمت

فرمایا "امیر الجیوش" کا خطاب دیا۔ یہہ شخص بہت بارعب و ذی وجاہت تھا اسنے
بھی تھوڑے دنون بعد خلیفہ حافظ کو دبالیا۔ اس سے فریقین مین کشیدگی پیدا
ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ خلیفہ حافظ نے اسکے غسل خانہ مین زہر آلود پانی رکھوا دیا جسکی
وجہ سے یانس کی موت وقوع مین آئی یہہ واقعہ آخری ذی الحجہ ۵۲۶ھ کا ہے

وزیر السلطنت یانس کے ہلاک ہونے کے بعد خلیفہ حافظ نے یہہ قصد کرلیا
کہ آئندہ یہہ عہدہ جلیلہ کسی غیر کو نہ دیا جائے تاکہ آئندہ خطرات
کا جنکا سامنا گذشتہ ایام مین حکومت کو کرنا پڑا تھا نکرنا پڑے چنانچہ اس خیال
سے وزارت کے اہم ذمہ داریون کے امور پر اپنے بیٹے سلیمان کو مامور کیا
اتفاق ایسا پیش آیا کہ دو مہینے بعد سلیمان مرگیا تب اپنے دوسرے بیٹے حسن
کو اس خدمت پر متعین کیا۔ حسن نے یہہ گل کھلائے کہ اسنے دعوای خلافت کردیا
اور اپنے باپ خلیفہ حافظ کے قید کرلینے کا قصد کیا لشکریون نے اس ارادے
مین اسکی اطاعت کی کسی ذریعہ سے خلیفہ حافظ کو اسکی خبر لگ گئی بحکمت عملی
اسکے مصاحبون اور ہواخواہون مین نفاق پیدا کردیا۔ بیان کیا جاتا ہے
کہ اس شب مین خلیفہ حافظ نے چالیس آدمیون کو یکے بعد دیگرے قتل کیا بعد
ازان اپنے ایک خادم کو قصر خلافت سے حسن کے قتل کرنے کو روانہ کیا حسن
نے اسکو نیچا دیکھا دیا اب اسوقت خلیفہ حافظ تنہا بے یار و مددگار رہ گیا
سارا کارخانہ درہم وبرہم ہوگیا مجبور ہوکر بہرام ارمنی کو پیام دیا کہ ارمنی فوج
کو ہماری مدد پر آمادہ کردو چنانچہ بہرام نے ارمنیون کو ابھار دیا ارمینیون نے حسن پر
یورش کی اور مابین قصر خلافت و قصر وزارت صف آرا ہوئے۔ قصر وزارت
جلانے کی غرض سے لکڑیان جمع کین حسن یہہ خبر پاکے قصر وزارت سے
نکل آیا اور ارمینیون سے لڑنے لگا۔ بالآخر ارمینیون نے اسکو گرفتار کرکے

خلیفہ حافظ کے روبرو پیش کیا خلیفہ حافظ نے اپنے ہاتھہ سے اسکو قتل کرکے اپنے کلیجے کو ٹھنڈا کیا یہہ واقعہ ۵۲۹ھ کا ہے۔

حسن بن حافظ کے مارے جانے کے بعد ارمینیون نے مجتمع ہوکے بہرام کی وزارت کی تحریک کی خلیفہ حافظ نے انکی درخواست پر بہرام کو خلعت وزارت مرحمت فرمائی اور امور سلطنت کے سیاہ وسفید کرنے کی اجازت دی بہرام نے عہدۂ وزارت سے ممتاز ہوکے ارمینیون کو انتظامی اور مالی صیغون مین بھرنا شروع کیا اور مسلمانون کی اہانت کرنے لگا۔ رضوان بن ونخش کو جوکہ داروغہ محلسرا ے خلافت تھا اور دولت علویہ کا ایک نامور خیرخواہ تھا بہرام کی وزارت سے کشیدگی پیدا ہوئی اکثر اوقات بہرام کے طرز عمل اور وزارت پر نکتہ چینیان کرتا تھا۔ بہرام نے مصلحتاً رضوان کو صوبہ غربیہ کی سند حکومت دے کے قاہرہ سے نکال باہر کیا رضوان نے تھوڑے دنون بعد ایک فوج مرتب کرکے قاہرہ کا قصد کیا۔ بہرام یہہ سنکے دو ہزار ارمینیون کے ساتھہ قوص بھاگ گیا۔ قوص پہنچکے اپنے بھائی کو مقتول پایا مگر باین ہمہ اہل قوص سے کسی قسم کا مواخذہ نہ کیا بعد چندے قوص سے نکلکے اسوان کیجانب آیا کنز الدولہ والی اسوان نے شہر پناہ کے دروازے بند کرلئے اور بہرام کو شہر مین داخل ہونے نہ دیا۔ رضوان نے ایک دستہ فوج بسر افسری اپنے بھائی ابراہیم ا وحد کے بہرام کی گرفتاری کو روانہ کیا چنانچہ ابراہیم نے بہرام کو معہ اُن ارمینیون کے جو اسکے ہمراہ تھے امان دے کے گرفتار کرلایا خلیفہ حافظ نے اسکو اپنے قصر خلافت مین نظر بند رکھا تا آنکہ وہ اپنے اسی مذہب ودین پر مرگیا اور رضوان قلمدان وزارت کا مالک ہوا۔ الافضل کا لقب اختیار کیا۔ یہہ سنی المذہب تھا اور اسکا بھائی ابراہیم امامیہ مذہب رکھتا تھا۔

رضوان نے بھی عہدہ وزارت سے ممتاز و سرفراز ہوکے ہاتھہ پاون نکالے امور سلطنت پر غالب اور متصرف ہونے کا قصد کیا۔ ایک ہاتھہ مین سیف لی اور ایک ہاتھہ مین قلم۔ غرض مالی اور انتظامی دونون صیغونکی نگرانی کرنے لگا۔ ٹکس اور بہت سے محصولات معاف کردیے اور جو شخص اسکے خلاف مرضی ٹکس قایم کرتا یا محصول وصول کرتا تہا اسکو سزائین دیتا تہا۔ ان امور سے خلافت مآب کو ناراضگی پیدا ہوگی داعی الدعاۃ اور فقہاء امامیہ کو طلب کرکے رضوان کی معزولی کی بابت مشورہ کیا ان لوگون نے خلافت مآب کی راے سے اتفاق کیا تب خلیفہ حافظ نے پچاس سوارون کو گلی کوچہ مین رضوان کی مخالفت اور اسکے برخلاف ہنگامہ کرنے کی تحریک کرنے اور ترغیب دینے پر مامور فرمایا۔ رضوان کے کان تک یہہ افواہین پہنچین پندرہوین شوال ۵۳۳ھ کو قاہرہ سے بخوف جان بہاگ نکلا بازاریون اور لشکریون نے اسکے محلسرا کو لوٹ لیا۔ خلیفہ حافظ سوار ہوکے قصر وزارت کیجانب آیا۔ فتنہ و فساد فرو ہوگیا۔ جو کچھہ مال غارتگری سے بچگیا تہا اسکو قصر خلافت مین اٹھوالایا۔

رضوان قاہرہ سے نکلکے شام کیطرف ترکون سے امداد طلب کرنے کو چلا گیا تہا۔ منجملہ اور لوگون کے اسکے ہمراہیون مین سے شاور نامی ایک شخص تہا جو اسکے معتمد علیہ اور منتخب اصحاب سے تھے۔ خلیفہ حافظ نے اس سے مطلع ہوکے کہ رضوان ترکون سے مدد طلب کرنے کو شام جارہا ہے امیر بن مصیال کو رضوان کے واپس لانے کو بہیجا چنانچہ امیر نے سمجھا بوجھا کے اور امان دیکے رضوان کو قاہرہ کیجانب واپس کیا جون ہی قصر خلافت مین خلیفہ حافظ کی دست بوسی کو حاضر ہوا خلیفہ حافظ نے قید کرلینے کا اشارہ کردیا۔

بعضے کہتے ہین کہ رضوان قاہرہ سے نکلکے سرخد چلا گیا تہا۔ والی سرخد

امین الدولہ گمشتکین نے رضوان کی بڑی آو بھگت کی۔ ایک مدت تک رضوان سرخند مین ٹھیرا رہا بعدازان ۵۳۴ھ مین مصر واپس آیا اور قصر خلافت کے دروازہ پر شاہی لشکر سے لڑا اور اسکو ہزیمت دی مگر اسکے بعد ہی اسکے ہمراہیون مین نفاق پیدا ہوگیا ایک دوسرے سے علیحدہ ہوگیا۔ کچھہ لوگون نے شام کیجانب معاودت کا قصد کیا اور چند لوگون نے شاہی لشکر سے میل جول پیدا کر لیا۔ خلیفہ حافظ نے اس امر کا احساس کر کے امیر بن مضیال کو بھیجکے رضوان کو گرفتار کر کے قید کر دیا ۵۴۳ھ تک قید مین رہا بعد اسکے ایک روز جیل مین نقب لگا کر کے بھاگ گیا۔ جیرہ پہونچا۔ مغربیون کو مجتمع کر کے قاہرہ کیجانب مراجعت کی جامع ابن طولون کے قریب شاہی لشکر سے معرکہ ارائی ہوئی۔ رضوان نے شاہی لشکر کو ہزیمت دے دی اور کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے قاہرہ مین داخل ہوکر جامع اقمر کے قریب مقام کیا اور خلیفہ حافظ سے کہلا بھیجا کہ لشکریون کے انعام تقسیم کرنے کو روپیہ بھیجدو چنانچہ خلیفہ نے پہلے حسب دستور قدیم بیس ہزار دینار بھیجے بعدازان بیس بیس ہزار کیکے بعد دیگرے اور روانہ کئے۔ رضوان کو اب اس سے ایک گونہ اطمینان حاصل ہوگیا مگر خلیفہ حافظ اسکے استیصال مین لگا رہا۔ انہین واقعات کے اثنا رمین سودانیون کے ایک گروہ کو رضوان کے قتل پر متعین کر دیا۔ جنہون نے موقع پا کے رضوان کو مار ڈالا اور سر اوتار کے خلافت مآب کے پاس لائے خلیفہ حافظ نے سجدہ شکر ادا کیا اور اپنی دولت و سلطنت کے کاروبار کو بنفس نفیس انجام دینے لگا۔ بعد اسکے پھر مرتبہ وزارت پر کسیکو مامور و مقرر نہ کیا یہہ عہدہ خالی ہی رہا۔

ظافر کی خلافت ۵۴۴ھ مین خلیفہ حافظ لدین اللہ عبدالحمید بن امیر ابوالقاسم

احمد بن مستنصر نے جبکہ خلافت کو ساڑھے انیس سال گزر چکے تھے وفات پائی۔ ابو العالیہ سے روایت ہے کہ اسنے اپنے عمر کے ستر مرحلے طے کئے تھے۔ یہ اپنے آخر زمانہ خلافت مین بلا وزیر کے امور سلطنت کو انجام دیتا رہا۔ اسکے مرنے پر اسکا بیٹا ابو منصور اسماعیل اسکا ولیعہد سریر خلافت پر متمکن ہوا اور "الظافر بامر اللہ" کا خطاب اختیار کیا۔

وزارت ابن مضیال و عادل

خلیفہ حافظ نے بوقت تقرر ولیعہدی اپنے آیندہ جانشین کو امیر بن مضیال کی وزارت کی وصیت اور ہدایت کی تھی پس خلیفہ ظافر حسب وصیت چالیس روز تک امیر بن مضیال سے وزارت کا کام لیتا رہا بعد اسکے عادل بن سلار والی اسکندریہ عہدۂ وزارت حاصل کرنے کی غرض سے اسکندریہ سے قاہرہ کی طرف بڑھا اتفاق یہ کہ امیر بن مضیال وزیر السلطنت کسی ضرورت سے ان دنون سودان گیا ہوا تھا عادل نے قاہرہ مین پہونچکے قصر وزارت پر قبضہ کرلیا اور قلمدان وزارت کا مالک ہوگیا۔

عادل نے قلمدان وزارت کے مالک ہونے کے بعد عباس بن ابو الفتوح بن یحیے بن تمیم بن معز بن بادیس صنہاجی کو جو کہ اسکا ربیب بھی تھا ایک لشکر کے ساتھ امیر بن مضیال معزول وزیر سے جنگ کرنے کو روانہ کیا چنانچہ عباس نے امیر بن مضیال پر بزور تیغ فتحیابی حاصل کی اور اسکو مار بھی ڈالا امیر کے قتل کئے جانے سے عادل کی وزارت کو استقلال اور استحکام ہوگیا۔

عادل بن سلار کے ہمراہ بلارہ بنت قاسم بن تمیم بن معز بن بادیس اور اسکا بیٹا عباس بھی تھا۔ بلارہ پہلے ابو الفتوح بن یحیے کے نکاح مین تھی۔ ۵۰۹ھ مین

علی بن یحییٰ بن تمیم بن معز والی افریقیہ نے اپنے بھائی ابوالفتوح مذکور کو کسی وجہ سے افریقیہ سے نکال دیا تھا چنانچہ ابوالفتوح معہ اپنی زوجہ بلارہ اور اپنے بیٹے عباس کے دیار مصریہ مین آیا اس وقت یہہ نہایت کم عمر تھا۔ ابوالفتوح نے دیار مصریہ مین پہونچکے اسکندریہ مین عادل بن سالار کے پاس قیام کیا عادل نے اسکو عزت و احترام سے ٹہیرایا۔ چند دنون کے قیام کے بعد ابوالفتوح مرگیا تب اسکی بیوی بلارہ نے عادل بن سلار سے نکاح ثانی کرلیا اور عباس نے اسیکے پاس نشو و نما پائی بڑا ہوا اور اسکے ساتھہ ساتھہ جبوقت یہ عہدۂ وزارت حاصل کرنے کو قاہرہ آیا تھا قاہرہ آیا۔ دربار خلافت مین حاضر ہوا اور بعد عادل کے عہدہ وزارت سے سرفراز کیا گیا۔

الغرض عادل نے رتبہ وزارت حاصل کرکے امور سلطنت کی نگرانی کیجانب توجہ کی۔ خلافت مآب کی اسکے سامنے کچھہ بھی نہ چلتی تھی۔ جو چاہتا تھا کر گزرتا تھا اور خلیفہ ظافر منہ تکتا رہجاتا تھا۔ انہین وجوہات سے خلیفہ ظافر کو وزیر السلطنت سے کشیدگی اور منافرت پیدا ہوئی مگر وزیر السلطنت برابر خلیفہ ظافر کو اونچا نیچا سمجھاتا تھا اور اپنے فرائض منصبی کو نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے انجام دیتا جاتا تھا۔ ایک مرتبہ چند لونڈون نے جو خلیفہ ظافر کیخدمت مین رہا کرتے تھے وزیر السلطنت کے قتل کا قصد کیا۔ وزیر السلطنت کو کسی ذریعہ سے اسکی خبر لگ گئی۔ اسیوقت ان سبھون کو گرفتار کرکے جیل مین ڈالدیا اور ایک گروہ کو انمین سے قتل کرڈالا۔ خلیفہ ظافر نے دم تک نہ مارا اور نہ وزیر السلطنت کو اس فعل سے روک سکا۔ اسکے زمانہ وزارت مین عسقلان پر عیسائیون نے چڑہائی کی۔ اس نے عسقلان کے بچانے کو اکثر اوقات فوجین روانہ کین الات حرب اور رسد و غلہ بھیجتا رہا مگر

عیسائی حملہ آورون نے عسقلان پر قبضہ کرہی لیا[1] جس سے دولت علویہ کی کمزوری بڑہ گئی اور عوام الناس کے خیالات اسکی طرف سے بدل گئے۔

عباس بن ابو الفتوح سے جو وزیر السلطنت عادل کا ربیب تہا اور خلیفہ ظافر سے بیحد بنتی تہی اکثر محلسرائے خلافت مین شب کو رہجاتا تہا۔ اسکا ایک بیٹا نصیر نامی تہا خلیفہ ظافر نے اسکو اپنا مخصوص خادم بنا رکہا تہا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ خلیفہ ظافر اسکو محبت کی آنکہون سے دیکہتا تہا۔ عادل نے عباس کو سمجہایا اپنے بیٹے نصیر کو خلیفہ ظافر کی صحبت مین آنے جانے اور اس سے مخالطت پیدا کرنے سے منع کردو عباس نے اسپر کچہ توجہ نہ کی تب عادل نے اسکی دادی یعنی بلارہ مادر عباس کو ہدایت کی کہ نصیر کو اپنے پاس نہ آنے دو۔ یہ امر نصیر اور عباس کو شاق گزرا اور عادل کی طرف سے انکے دلون مین میل آگئی اس اثنا مین عیسائیون نے عسقلان پر فوج کشی کردی۔ پس عادل نے فوجین مرتب کرکے معہ سامان جنگ اورالات حرب عباس بن ابو الفتوح کو عسقلان کیجانب روانہ ہونے کا حکم دیا اس سے عباس کو اپنے لینہ کے نکالنے کا موقع ملگیا۔ خلیفہ ظافر کی خدمت مین حاضر ہوا اور کل واقعات عرض کئے اتفاق وقت سے موید الدولہ اسامہ بن منقذ امیر شیرز بہی دربار خلافت مین موجود تہا جو عباس کا دوست اور ہوا خواہ تہا اس نے عادل کے قتل کرڈالنے کی رائے دی۔ خلیفہ ظافر اور عباس نے اس سے موافقت کی بالآخر عباس تو معہ فوج کے بلبیس چلاگیا اور اپنے بیٹے نصیر کو عادل کے قتل کی ہدایت کرتا گیا۔ چنانچہ نصیر معہ ایک گروہ کے اپنی دادی کے مکان مین آیا عادل اس وقت سورہا تہا۔ پہنچتے ہی عادل پر تلوار چلائی عادل بستر خواب سے

[1] عادل کے قتل کے بعد عیسائیون نے عسقلان پر قبضہ کیا تہا جیسا کہ تم آئندہ پڑہوگے۔ مترجم

اٹھہ تک نہ سکا سوتا کا سوتا رہا - بعد اسکے عباس معہ فوج کے بلبیس سے واپس آیا اور خلیفہ ظافر کے قلمدان وزارت کا مالک بن گیا - زمام حکومت اپنے قبضہ مین سے کے نظم و نسق کرنے لگا - اہل عسقلان کو اس وقت تک عیسائیون کے محاصرہ مین ایک مدت گزر چکے تھے اور اب تک وہ امداد کی امید مین اپنے محاصرون کی مدافعت کی کوشش کرتے جاتے تھے مگر جب ان کو اس واقعہ کی خبر ہوئی اور ان کو دربار خلافت کی امداد سے ناامیدی ہوئی تو انھون نے طویل محاصرہ کے بعد شہر عسقلان کو عیسائیون کے حوالہ کردیا یہ کل واقعات ۵۴۸ھ کے ہین -

فائز کی خلافت نصیر بن عباس جیساکہ تم اوپر پڑھ آئے ہو خلیفہ ظافر کا ندیم خاص اور شب و روز کا مصاحب تھا اور خلیفہ ظافر بھی اسکو پیار کرتا تھا اس وجہ سے لوگون کے خیالات اسکے طرف سے برے ہو رہے تھے - جسکے منہ مین جو آتا تھا کہتا تھا اسامہ بن منقذ کو جو کہ عباس کا دوست اور خیر خواہ تھا ان خبرون اور لوگون کے خیالات سے صدمہ پہنچتا تھا - ایک روز عباس سے نصیر کی بابت لوگون کے خیالات ظاہر کرکے کہنے لگا کہ اگر تم خلیفہ ظافر کا خاتمہ کردو تو اس ننگ و عار سے تمکو نجات ملجائے ورنہ قیامت تک تمپر یہ الزام رہے گا - عباس نے اپنے بیٹے نصیر کو بلا کے اسکی بدافعالی اور فعل شنیع کے ارتکاب پر برا بھلا کہا لوگون کے خیالات اور انکی سرگوشیون کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ رائے دی کہ اگر تم خلیفہ ظافر کو کسی حیلہ سے قتل کرڈالو تو تمہارے دامن سے یہ داغ مٹ جائے گا ورنہ قیامت تک لوگ کیا کچھہ نہ کہین گے - اس گفت و شنود سے نصیر کے دل مین بھی غیرت آگئی - دعوت کے بہانہ سے خلیفہ ظافر کو اپنے مکان مین بلا بھیجا اور جب وہ قصر خلافت سے

نصیر کے مکان مین آگیا تو نصیر نے اسکو معہ اُن لوگون کے جو اسکے ساتھہ آئے تھے قتل کرکے اسی مکان مین دفن کرادیا یہ واقعہ ماہ محرم ۵۴۹ھ کا ہے
خلیفہ ظافر کے قتل کے دوسرے دن عباس قصر خلافت مین گیا اور خدام خلافت سے خلیفہ ظافر کو دریافت کیا ان لوگون نے لاعلمی ظاہر کی عباس نے محلسرا ے خلافت سے جون ہی مراجعت کی خدام خلافت خلیفہ ظافر کے بھائیون یوسف اور جبرئیل کے پاس گئے اور خلیفہ ظافر کے سوار ہوکر نصیر کے مکان جانے اور پھر واپس نہ آنے کا حال بتلاتا۔ یوسف اور جبریل نے کہا اس واقعہ کو تم لوگ جاکر وزیر السلطنت سے بیان کرو۔ پس جب اسکے دوسرے روز عباس پھر محلسرا ئے خلافت مین آیا ان لوگون نے بیان کیا کہ خلیفہ ظافر سوار ہوکر آپکے بیٹے نصیر کے مکان پر گئے تھے اور پھر وہان سے واپس نہین آئے عباس کو اس خبر کے سننے سے سخت غصہ پیدا ہوا مگر ضبط کرکے کہنے لگا معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ ظافر کے دونون بھائی یوسف اور جبریل اس واقعہ قتل مین سازش کئے ہوئے ہین یہہ کہکر اپنے خدام کی طرف متوجہ ہوا اور اسیوقت ان دونون بھائیون کو طلب کرکے قتل کر ڈالا اور انھین کے ساتھہ حسن بن حافظ کے دونون لڑکون کو بھی مار ڈالا۔

ان لوگون کے قتل سے فارغ ہوکر خلیفہ ظافر کے بیٹے ابو القاسم عیسے کو محلسرا ے خلافت سے طلب کرکے اپنے کندھے پر لیا اور سریر خلافت پر لاکے بٹھا دیا اس وقت اسکی عمر تقریباً پانچ سال یا اس سے کچھہ زیادہ کی تھی۔ سریر خلافت و امارت کی بیعت کی۔ نذر گزرانی اور الفایز بنصر اللہ کا لقب دیا۔ عباس کو ان تغیرات سے موقع ملگیا جو کچھہ مال و اسباب اور خزانہ قصر خلافت مین تھا سب کا سب اپنے مکان مین اٹھا لایا۔

جس وقت عباس خلیفہ ظافر کے دونون بھائیون کو قتل کرکے باہر نکلا مقتولون کے لاشین دیکھکر اس قدر متاثر اور پریشان ہوا کہ عارضہ صرع (مرگی) مین گرفتار ہوگیا اور تمام عمر اسی مین مبتلا رہا

وزارت صالح بن زریک خلیفہ ظافر اور اسکے دونون بھائیون کے قتل کئے جانے کے بعد قصر خلافت کی بیگمات نے طلائع بن زریک کو یہہ واقعات لکھہ بھیجے طلائع ان دنون اشمونین اور بہنسہ کا والی تھا۔ اسی اثنا مین اسکو یہہ بھی خبر لگی کہ انھین واقعات کے وجہ سے لوگون مین عباس کی طرف سے ناراضگی اور بددلی پیدا ہوگئی ہے پس طلائع نے فوجین مرتب کرکے قاہرہ کا قصد کیا ماتمی سیاہ کپڑے پہنے نیزون پر اُن بالون کو لگایا جسکو قصر خلافت کی بیگمات نے بغرض اظہار ماتم بھیجا تھا۔ جس وقت صالح نے دریا کو عبور کیا وزیر السلطنت عباس اور اسکا بیٹا نصیر جس قدر مال وزر اور آلات حرب لے سکا لیکر شام کی جانب نکل کھڑا ہوا ان دونون کے ہمراہ انکا دوست اسامہ بن منقذ بھی تھا۔ اتفاق یہہ کہ اثنا راہ مین عیسائیون سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ ایک دوسرے سے گتھہ گیا۔ عباس مارا گیا۔ اسکا بیٹا نصیر گرفتار کرلیا گیا اور اسامہ کسی طرح سے اپنی جان بچا کے شام کیطرف بھاگ گیا۔

وزیر السلطنت عباس کے نکل جانے کے بعد طلائع ماہ ربیع الثانی ۵۴۹ھ مین داخل قاہرہ ہوا اور پیادہ پا قصر خلافت مین آیا بعد ازان عباس کے مکان کیطرف گیا اسکے ہمراہ وہ خادم بھی تھا جو بوقت قتل ظافر موجود تھا۔ ظافر کی لاش کو قبر سے نکال کے اسکے اباء واجداد کے مقابر مین لاکے دفن کیا خلیفہ فایز نے خوش ہوکے وزارت کی خلعت عنایت کی اور الملک الصالح کا خطاب مرحمت کیا۔

صالح مذہب امامیہ رکھتا تھا۔ بہت بڑا ادیب تھا۔ کاتب تھا عہدۂ وزارت سے
ممتاز ہو کر امور سلطنت کی طرف متوجہ ہوا اخراج کی فراہمی اور صوبجات کے
گورنرون کی نگرانی کرنے لگا۔

اوحدین تمیم نامی ایک شخص قرابت مندان عباس سے تنیس کا والی
تھا اسنے عباس کے حالات سنکے فوجین مرتب کین اور قاہرہ کے قصد سے روانہ
ہوا مگر اسکے پہنچنے سے پہلے طلائع قاہرہ مین داخل ہو چکا تھا اور قلمدان
وزارت پر استقلال کے ساتھ قبضہ کر لیا تھا پس طلائع نے اوحد کو
اسکے صوبہ دمیاط اور تنیس کیجانب واپس کر دیا۔

بعد اسکے صالح نے عیسائیون سے نصیر بن عباس کو زر معاوضہ دیکے
لے لیا اور جب وہ قاہرہ مین آیا تو قتل کر کے باب زویلہ پر صلیب دیدی
نصیر کے قتل سے فارغ ہو کر ان امرار کی طرف متوجہ ہوا جو دولت
علویہ سے وقتاً فوقتاً مزاحمت اور مخاصمت کا برتاؤ کیا کرتے تھے ان لوگون
مین سب سے زیادہ تاج الملوک قایماز اور ابن غالب ہر کام مین آڑے آتے
تھے ان دونون کی سرکوبی کو فوجین مامور کین۔ تاج الملوک اور ابن غالب
یہ خبر پا کے بھاگ گئے۔ لشکریون نے انکے مکانات لوٹ لئے۔
غرض اسیطرح کل امرار کبار کو یکے بعد دیگرے کمزور اور مضمحل کر دیا تا آنکہ
دولت علویہ مین کوئی امیر ایسا نہ بچا جو اسکے کام مین کچھ بھی دخل
درمعقولات کر سکتا دربان، خدام اور حجاب اپنی طرف سے قصر خلافت مین مقرر
کئے مال و اسباب اور سامان آرایش جسقدر محلسرائے خلافت مین تھا سب کا
سب اپنے مکان مین اوٹھا لایا خلیفہ فایز کی پھوپھی یہ رنگ دیکھ کے وزیر السلطنت
صالح کے قتل کی کچھ تدبیر نکالی اور اس امر کے انجام دہی کو روپیہ اور مال

بہی خرچ کیا۔ مگر ہنوز اپنے ارادہ مین کامیاب نہونے پائی تہی کہ کسی ذریعہ سے وزیر السلطنت تک یہہ خبر پہونچ گئی سوار ہوکر قصر خلافت مین آیا۔ داروغہ محلسرا اور خدام خلافت کو اشارہ کردیا انہون نے ایسے طریقہ سے خلیفہ فایز کی پہوپہی کو قتل کرڈالا کہ کسیکو کانون کان خبر تک نہوئی اسکے قتل کے بعد خلیفہ فایز اپنی چہوٹی پہوپہی کی کفالت اور نگرانی مین پرورش پانے لگا رفتہ رفتہ سن شباب کو پہونچا اور امور سلطنت کے نیک و بد کو سمجہنے لگا۔ امرا اور ارکین دولت کو علے قدر مراتب حکومتین عنایت کین اہل ادب کی ایک مجلس قایم کی جسکا کام محض داستان گوئی تہا کبہی کبہی کچہہ نظم بہی کرلیتا تہا لیکن فن شاعری مین اسکو چندان دخل نہ تہا شاور سعدی شعر گوئی ہی کے لئے مقرر کیا گیا تہا۔ خلیفہ فایز کے بعض مصاحبین نے شاور کی علیحدگی کی تحریک کی چنانچہ خلیفہ فایز نے شاور سے اس معاملہ مین کچہہ گفتگو کی شاور نے جواب دیا اگر آپ مجہے اس کام سے معزول کردینگے تو مین توبہ چلا جاونگا خلیفہ فایز یہہ سنکے خاموش ہورہا اور اسکو علیحدہ نہ کیا۔

اسیکے عہد حکومت مین الملک العادل سلطان نورالدین محمود زنگی نے دمشق کو بنی طغتکین اتابک تتش کے قبضہ سے ۵۴۹ھ مین نکال لیا تہا۔

عاضد کی خلافت ۵۵۵ھ خلیفہ فایز بنصر اللہ ابوالقاسم عیسے ابن ظافر اسماعیل والی مصر نے وفات پائی۔ چہہ سال خلافت کی۔

بعد وفات خلیفہ فایز وزیر السلطنت صالح بن رزیک قصر خلافت مین آیا اور خدام خلافت کو خاندان خلافت کے لڑکون کے پیش کرنے کا حکم دیا اس غرض سے کہ انمین سے کسیکو منتخب کرکے سریر خلافت پر متمکن کرے مسن رسیدہ اور ذی شعور لوگون سے اسوجہ سے اعراض کیا کہ ان لوگون کے

سریرِ خلافت پر متمکن ہونے سے اسکی کچھہ پیش نہ جایئگی لڑکون اور کم سنون کو خلیفہ بنانے سے امورِ سلطنت پر خود غالب اور متصرف رہیگا پس اس نے ابو محمد عبد اللہ بن یوسف بن حافظ کو عبا رِ خلافت پہنایا اور سریرِ خلافت پر متمکن کرکے حکومت و خلافت کی بیعت کی "العاضد لدین اللہ" کا لقب دیا اور اپنی بیٹی سے نکاح کرکے اس قدر جہیز دیا کہ احاطہ تقریر و تحریر سے باہر ہے خلیفہ عاضد اس وقت قریب سن بلوغ تہا۔

قتل صالح و وزارت رزیک

خلیفہ عاضد کی کم سنی اور نیز اسوجہ سے کہ وزیر السلطنت صالح ہی کا یہ خلیفہ بنایا ہوا تہا وزیر السلطنت صالح کے قدم حکومت و سلطنت پر استقلال اور استحکام کے ساتھہ جم گئے۔ امورِ سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کا کلی اختیار اسکے قبضہ اقتدار مین آگیا۔ فراہمی مال و وصولی خراج کا بہی مالک ہو گیا۔ خلیفہ عاضد برائے نام خلیفہ تہا محلسرائے خلافت کے اندر و باہر اسیکا حکم نافذ و جاری تہا۔ اراکین دولت اور خدام محلسرائے خلافت کو یہہ امر نا مطبوع ہوا امرا کبار اس کے قتل کی فکرین کرنے لگے۔ خلیفہ عاضد کی چھوٹی پہوپہی نے جو خلیفہ فایز کی کفیل تہی اس امر اہم کے کرنے کا بیڑہ اٹھایا۔ اس نے سپہ سالاران سودانیہ اور قصرِ خلافت کے خدام کو جمع کرکے وزیر السلطنت کے قتل کر ڈالنے کا ذمہ دار بنایا چنانچہ ان لوگون نے متفق ہو کر صالح کے قتل کا عہد و پیمان کیا ابن الداعی اور امیر بن قوام الدولہ اس امر مین زیادہ ساعی تہے۔ ایک روز یہ دونون قصرِ خلافت کے دہلیز مین چھپ کر کہڑے ہو گئے جون ہی وزیر السلطنت اس طرف سے ہو کر گذرا ابن الداعی نے لپک کر تلوار کا وار کیا۔ امیر نے بڑہکر نیزہ مارا صالح زخمی ہو کر زمین پر گر پڑا۔ لوگ اوٹہا کے محلسرائے وزارت مین لائے اسوقت تک

اسمین دم باقی تھا۔ خلیفہ عاضد کے پاس کہلا بھیجا "خلافت مآب نے میرے خون سے اپنے ہاتھ کو ناحق رنگ لیا۔ اسکا نتیجہ اچھا نہوگا" خلیفہ عاضد نے جواب دیا "مین اس سے بری ہون میری پھوپھی نے اس شرمناک فعل کو کیا ہے" اس جواب آنے کے بعد وزیر السلطنت نے دم توڑ دیا۔ بوقت وفات اپنے بیٹے زریک کو طلب کر کے قلمدان وزارت سپرد کیا اور خلیفہ عاضد کو بجائے اپنے زریک کو وزیر بنانے کی وصیت کر گیا پس خلیفہ عاضد نے بعد موت صالح اسکے بیٹے زریک کو عہدۂ وزارت عطا فرمایا اور "العادل" کا خطاب دیا۔

زریک نے عہدۂ وزارت حاصل کر کے خلیفہ عاضد کی اجازت سے خلیفہ عاضد کی پھوپھی اور امیر بن قوام الدولہ اور استاد عنبر ریقی کو بعوض اپنے باپ کے قتل کرا دیا اور حکومت و سلطنت کا نظم و نسق کرنے لگا۔ بے سمجھے بوجھے شاور کی معزولی کی تحریک کی اس وقت شاور صعید کا والی تھا حالانکہ زریک کے باپ صالح نے شاور کو اسکے عہدہ پر بحال رکھنے کی وصیت کی تھی اور یہہ کہا تھا کہ مین اسکو سند حکومت دے کے بہت پچھتایا اور پھر مین اسکو معزول نکر سکا۔ مگر زریک نے اس وصیت پر مطلق خیال نہ کیا۔ شاور کی معزولی کا حکم بھیجدیا اور بجائے اسکے امیر بن رفعہ کو صعید کا حاکم مقرر کیا۔ شاور کو اس سے سخت صدمہ ہوا۔ فوجین مرتب کر کے قاہرہ کی طرف بڑھا۔ زریک کو اسکی خبر لگی مقابلہ کی طاقت اپنے مین نہ دیکھہ کے معہ اپنے چند غلامون کے کسیقدر مال و اسباب لیکے نکل بھاگا۔ کوچ و مقام کرتا ہوا طفیحہ پہونچا اتفاق سے ابن نصر ملگیا اس نے زریک کو گرفتار کر لیا اور پابزنجیر شاور کی خدمت مین لا کے حاضر کرا دیا شاور نے اسکو اور نیز اسکے بھائی کو نظر بند کر دیا بعد چندے زریک نے جیل سے نکل جانے کا قصد کیا زریک کے بھائی

نے شاور تک یہ خبر پہنچادی پس شاور نے زریک کو اسکی وزارت کے ایک برس بعد اور اسکے باپ کی وزارت کے نوین سال قتل کرڈالا۔

وزارت شاور وضرغام

۵۵۸ھ مین شاور مظفر و منصور قاہرہ مین داخل ہوا۔ سعید السعداء کے مکان پر جاکے اترا۔ اسکے ہمراہ اسکے بیٹے علی طے اور کامل بھی تھے۔ دارالوزارت پر شاور کے غالب ہوجانے کے وجہ سے خلیفہ عاضد نے قلمدان وزارت شاور کے حوالہ کردیا۔ امیر الجیوش کا خطاب عنایت کیا اور بنی زریک کے مال و اسباب اور مکانات پر متصرف ہوجانیکی اجازت دے دی چنانچہ شاور نے بنی زریک کے مال و اسباب، مکانات اور خزانون پر قبضہ کرلیا۔ بنظر تالیف قلوب وظیفہ خواران دولت علویہ کے وظائف بڑہائے۔ اراکین دولت کو انعامات اور صلے دیے۔

صالح بن زریک نے اپنے عہد وزارت مین امرا کا ایک گروہ بنایا تہا جنکو برقیہ کے نام سے موسوم کرتا تہا اس گروہ کا سردار ضرغام نامی ایک شخص تہا جو اس سے پہلے داروغہ مجلس تہا اسنے شاور کی وزارت کے نوین مہینے وزارت کا دعوے کیا اور لڑ جہگڑ کر شاور کو مصر سے نکالدیا اور خود دارالوزارت پر قابض ہوگیا۔ شاور نے مصر سے نکلکے شام کو راستہ لیا بعد روانگی شاور مصر مین ضرغام نے قتل عام کا بازار گرم کردیا شاور کے بیٹے علی کو مارڈالا علاوہ اسکے اور بہت سے امرا مصریہ کو تہ تیغ کیا جو دولت علویہ کے جان نثارون سے تہے۔ اسیوجہ سے دولت علویہ کے قواے حکمرانی ضعیف ہوگئے اور حکومت مدبرون اور سیاسی رجال سے خالی ہوگئی جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ تہوڑے ہی دنون بعد اس مرد بیمار نے دم توڑدیا۔

شیرکوہ اور لشکر نوریہ مصر مین

شاور نے شام مین پہونچکے الملک العادل سلطان نورالدین محمود زنگی کی شرف حضوری دمشق مین حاصل کی اور اپنی سرگذشت بیان کرکے امداد کا خواستگار ہوا اور شرط کی کہ اگر یہہ خادم عہدۂ وزارت پر بدستور بحال وقایم ہوجاےگا تو علاوہ امرا لشکر کے جاگیرون کے ثلث ملک مصر پر دولت نوریہ کو قبضہ دلا دےگا شیرکوہ سلطان نورالدین محمود کی فوج کا افسر اعلے تھا اس واقعہ کو کہ یہہ کیونکر سلطان نورالدین محمود کے خدمت مین پہنچا اپنے محل پہ ہم تحریر کرینگے - غرضکہ ماہ جمادی الآخرہ ۵۵۹ھ مین سلطان نورالدین محمود نے اسدالدین شیرکوہ کو ایک عظیم فوج کے ساتھ شاور کی کمک پر روانہ کیا کہ مصر مین پہونچکے غاصب وزیر ضرغام وزارت سے معزول کردیا جاے اور شاور عہدۂ وزارت پر مامور و بحال کیا جاے اور جو شخص اس کام کے انجام دہی مین مزاحم ومخاصم ہو اس سے جنگ کیجاے -

اسدالدین شیرکوہ کی روانگی کے بعد سلطان نورالدین محمود اس خیال سے کہ مبادا اس سرحدی عیسائی فوجین اسدالدین شیرکوہ سے روک ٹوک نکرین فوجین آراستہ کرکے ممالک عیسائیہ کی طرف روانہ ہوگیا

شیرکوہ اور شاور نے ملک مصر مین پہنچکے بلبیس مین پڑاو کیا ناصرالدین ہمام اور فخرالدین ہمام برادران ضرغام مصری فوج لے کے مقابلہ پر آئے شیرکوہ نے ان دونون کو فاش شکست دے دی اور مصری فوج کو پامال اور امرار برقیہ کو تہہ تیغ کرتا ہوا قاہرہ کی طرف بڑھا - یہہ امرار برقیہ وہی تھے جنھون نے شاور کے خلاف ضرغام سے سازش کی تھی - اثناء دار وگیر مین ضرغام کے بھائی گرفتار کرلئے گئے - شیرکوہ معہ ان قیدیون کے مظفر ومنصور

قاہرہ مین داخل ہوا۔ ضرغام دارالوزارت چھوڑکر بہاگ نکلا پل پر قریب مشہد سیدہ نفیسہ مارڈالاگیا اوراسکے دونون بہائی ناصرالدین اور فخرالدین بہی قتل کرڈالے گئے۔ شاور بدستور سابق عہدۂ وزارت پر بحال کیاگیا مگر زیادہ زمانہ گذرنے نپایا تہاکہ اس نے اسدالدین شیرکوہ سے بدعہدی کی اور شیرکوہ بوجوہ ملک شام کی طرف لوٹ کہڑا ہوا۔

شیرکوہ اور شاور

شیرکوہ مصر سے شام مین واپس آکے ایک مدت تک نورالدین محمود کی خدمت مین حاضر رہا بعد چندے ۵۶۲ھ مین نورالدین محمود سے مصر پر فوج کشی کرنے کی اجازت طلب کی چنانچہ نورالدین محمود نے شیرکوہ کو مصر پر فوج کشی کی اجازت دی اور فوجین مرتب وآراستہ کرکے روانہ کیا۔ شیرکوہ کوچ وقیام کرتا اور عیسائی ممالک سے گزرتا ہوا اطفیح (بلاد مصر) پہونچکے ٹہیر گیا۔ دریاے نیل کو غربی ساحل سے عبور کرکے جیزہ مین قیام کردیا۔ تقریباً پچاس یوم تک ٹہیرا ہوا مصر کے غربی بلاد پر حکمرانی اور تصرف کرتا رہا۔ شاور نے عیسائیون سے مدد طلب کی اور انکی فوج کو مصر مین لے آیا اور انکے ساتھہ ہوکر شیرکوہ کے مقابلہ پر نکلا۔ مقام صعید مین دونون حریفون کا مڈبہیر ہوا۔ پہلے شیرکوہ کو مصریون اور عیسائیون کی کثرت سے خطرہ پیدا ہو لیکن پہر اس نے اپنے دل کو مضبوط کرکے توکل علی اللہ میدان جنگ کا راستہ لیا اور باوجود کمی فوج کے کہ جسکی تعداد دو ہزار تک نہین پہونچی تہی مصری فوج اور عیسائی لشکر کو ہزیمت دے دی۔

شیرکوہ نے اس کامیابی کے بعد اسکندریہ کی طرف قدم بڑہایا۔ بہ اطمینان خراج اور مالگذاری وصول کرتا ہوا اسکندریہ پہنچا اہل اسکندریہ نے امن حاصل کرکے شہر کو اپنے حریف کے حوالہ کردیا۔ شیرکوہ نے

اپنے بہائی نجم الدین ایوب کے بیٹے صلاح الدین کو اسکندریہ کا حاکم مقرر کرکے صعید کا رخ کیا۔ مصری اور عیسائی امیرون نے یہہ خبر پاکے اپنی اپنی فوجون کو قاہرہ مین مجتمع اور آراستہ کیا اور اس ناگہانی مصیبت کے دفع کرنے کو اسکندریکجانب بڑھے اور اسکندریہ پر پہونچتے ہی صلاح الدین کا محاصرہ کرلیا۔ شیرکوہ کو اسکی خبر لگی تو اس نے صعید سے اسکندریہ کی طرف اپنے بھتیجہ صلاح الدین کی حمایت کو کوچ کیا۔ اس واقعات کے اثناء مین شاور نے بعض ترکمانون کو جو شیرکوہ کے ہمراہ تھے ملا لیا تھا اسیوجہ سے ان بعض ترکمانون نے روزانہ جنگ سے بیدلی ظاہر کرنا شروع کردی تہی ہنوز شیرکوہ نے کوئی فیصلہ قطعی نہین کیا تہا کہ مصریون اور عیسائیون نے مصالحت کا پیام بہیجا نامہ وپیام کے بعد شیرکوہ نے اسکندریہ کو ان لوگون کے حوالہ کردیا اور تاوان جنگ لے کے دمشق کی جانب مراجعت کی آخری ماہ ذی قعدہ ۵۶۲ھ مین دمشق پہونچا

عیسائیون نے شیرکوہ کی واپسی کے بعد مصریون کے روبرو یہہ شرائط پیش کیے (۱) عیسائی فوجین قاہرہ مین مقیم رہین (۲) انکی طرف سے ایک سیاسی ناظم قاہرہ مین رہا کرے۔ (۳) شہرپناہ کے دروازون پر عیسائیون کا قبضہ رہے تاکہ نورالدین کا لشکر شہر مین داخل نہو سکے (۴) اس انتظام اور حسن کارگزاری کے معاوضہ مین ایک لاکھ دینار سالانہ حکومت مصر عیسائی بادشاہ کو ادا کیا کرے حکومت مصر نے ان کل شرائط کو بخوشی ورغبت منظور کرلیا۔

شیرکوہ کی وزارت بعد اسکے عیسائیون کو ملک مصر پر قبضہ کرلینے کی طمع دامنگیر ہوئی اور اہل مصر پر جا وبیجا حکمرانی کرنے لگے۔ بلبیس کو دبالیا۔ قاہرہ پر قبضہ کرلینے پر مستعد وآمادہ ہوئے۔ شاور نے عیسائیون کے خوف سے مصر کو ویران

کر دیا شہر مین آگ لگادی - بازارون کو اہل شہر نے لوٹ لیا - اس اثنا مین عیسائی فوجین قبضہ کر لینے کے قصد سے قاہرہ پر آاترین - خلیفہ عاضد نے سلطان نورالدین محمود کے پاس یہہ حال کہلا بہیجا اور امداد طلب کی شاور اس خیال سے کہ مبادا خلیفہ عاضد اور نورالدین محمود باہم متفق اور متحد نہو جایئن عیسایئون سے مصالحت کا نامہ وپیام کرنے لگا - بالآخر دو لاکہہ دینار مصریہ نقد اور دس ہزار اردب غلہ پر مصالحت ہوئی - مگر اس قدر کثیر رقم کا فراہم ہونا اس زمانہ مین جبکہ شاور نے بخوف عیسایئون کے اس سے پیشتر مصر کو ویران وخراب کر دیا تہا دشوار ہتا نوبت جبر وتعدی کی پہونچی -

شاور اور عیسائیون مین سفارت کا کام جلیس بن عبدالقوی اور شیخ موفق کاتب سروی کر رہے تہے اور خلیفہ عاضد اس مصالحت کا مخالف تہا شاور نے قاضی فاضل عبدالرحیم بیسانی کو خلافت مآب کے سمجہانے اور اسکو صلح کر لینے پر راضی کرنے کی غرض سے دربار خلافت مین روانہ کیا اور یہہ کہلا بہیجا کہ عیسائیون کو جزیہ وخراج دینا بہتر ہے اس سے کہ ترکون کا تسلط اور دخل ان شہرون مین ہو اور وہ انکے حالات سے مطلع ہون خلیفہ عاضد نے اس کا کچہہ جواب ندیا اور شاور فراہمی مال وزر مین مصروف رہا -

خلیفہ عاضد کے قاصد کے پہونچنے پر نورالدین محمود نے لشکر کو طیاری کا حکم دیا اور اسدالدین شیرکوہ کو بہت سامال واسباب جنگ مرحمت کر کے مصر کیجانب خلیفہ عاضد کی کمک پر روانہ کیا اس مہم مین صلاح الدین دشیرکوہ کا بہتیجہ) بہی شیرکوہ کی درخواست پر مامور کیا گیا علاوہ اس کے

ایک جماعت امرائے نوریہ کی شیرکوہ کے ہمراہ مصر آئی ہوئی تھی ۔
جس وقت عیسائیون کو لشکر نوریہ کی آمد کی خبر لگی فوراً قاہرہ چھوڑکر اپنے
ملک کو واپس گئے ۔

ابن طویل مورخ دولت عبیدین لکھتا ہے کہ شیرکوہ نے قاہرہ مین
عیسائی لشکر کو شکست دیکے اسکے کیمپ کو لوٹ لیا تھا اور ماہ جمادی الاولی
۵۶۴ھ مین مظفر و منصور قاہرہ مین داخل ہوا پس خلیفہ عاضد نے خلعت
خوشنودی عطا کی اور شیرکوہ باریاب ہوکے اپنے لشکرگاہ مین واپس آیا۔
شاور بدستور اپنے عہدہ پر تھا مگر خوف اسکے دل پر غالب ہو رہا تھا
طرح طرح کے خیالات اسکے دماغ اور دل کو پریشان کر رہے تھے - ہنوز
کوئی قطعی رائے نہین قایم کی تھی کہ خلیفہ عاضد نے شیرکوہ کو شاور کے
قتل کا اشارہ کیا اور یہہ ارشاد فرمایا کہ یہہ (یعنی شاور) ہمارا خانہ
زاد ہے اسکے باقی رکھنے مین نہ مابدولت واقبال کا کوئی فائدہ ہے اور نہ آپ کو
چنانچہ شیرکوہ نے اپنے بھتیجہ صلاح الدین بن ایوب اور عزالدین جردیک کو اس
کام کے سرکرنے پر متعین کیا - ایک روز شاور حسب دستور شیرکوہ سے ملنے
کو آیا - شیرکوہ اس وقت امام شافعی کے قبر پر گیا ہوا تھا شاور بھی
یہہ خبر پاکے امام شافعی کے مقبرہ کی طرف روانہ ہوا - اثنار راہ مین صلاح الدین
اور عزالدین جردیک سے مڈبھیڑ ہوگئی ان دونون نے اسکو قتل
کرکے سر اوتار لیا اور خلیفہ عاضد کی خدمت مین جاکے پیش کر دیا -
عوام الناس نے شاور کے مکانات لوٹ لئے اسکے دونون بیٹے کامل
اور طے معہ ان لوگون کے جو قصر وزارت مین اسکے ہوا خواہ تھے گرفتار کرکے
جیل مین ڈالدیے گئے - خلیفہ عاضد نے خوش ہوکے شیرکوہ کو وزارت

کا عہدہ عنایت کیا ”المنصور امیر الجیوش“ کا خطاب مرحمت فرمایا۔

شیرکوہ نے عہدہ وزارت سے ممتاز ہوکے قصر وزارت مین اجلاس کیا ملک کے نظم ونسق کی جانب توجہ کی۔ دولت و حکومت علویہ پر متغلب اور متصرف ہوا۔ لشکریون کو جاگیرین دین اپنے مصاحبون اور امرا لشکر کو حکومتین عطا کین۔ اہل مصر کو مصر مین آباد کرنے کو واپس بلایا اور انکے اس فعل سے جو کہ انہون نے اسکی بربادی اور ویرانی مین کیا تھا ناراضگی ظاہر کی

بعد اسکے شیرکوہ کئے بار خلیفہ عاضد سے ملنے کو گیا۔ ایک روز جوہر استاد نے خلیفہ عاضد کی طرف سے کہا ”مولانا امیر المومنین فرماتے ہین کہ ہمکو یقین کامل ہے کہ اللہ جل شانہ نے بمقابلہ دشمنان خلافت ہماری مدد کا سہرہ تمہارے سر پر باندہا ہے۔ ہمکو امید ہے کہ تم ہمیشہ اپنی خیرخواہی کا دولت علویہ کو عمدہ ثبوت دیتے رہوگے“ شیرکوہ نے اس قدر افزائی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے عرض کیا ”انشاء اللہ تعالے جیسے توقع ہے اس سے زیادہ مین اپنے کو ثابت کرتا رہونگا“ خلیفہ عاضد نے خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا اور جلیس بن عبد القوی کے برابر بیٹھنے کی جگہ مقرر کی۔ جلیس بن عبد القوی داعی الدعاۃ اور قاضی القضاۃ بہی تہا شیرکوہ نے اسکو اسکے عہدہ پر بحال وقایم رکہا۔

شیرکوہ کی وفات
صلاح الدین کی وزارت

بعد اسکے اسد الدین شیرکوہ نے اپنی وزارت کے دو مہینے چند دنون بعد اور بعضے کہتے ہین کہ گیارہ مہینے بعد وفات پائی۔ بوقت وفات اپنے مصاحبون اور امرا لشکر کو وصیت کرگیا کہ کسی وقت مین تم لوگ قاہرہ چھوڑنے کا قصد نکرنا

شیرکوہ کے انتقال کے وقت امرار نوریہ سے عین الدولہ فاروقی

قطب الدین ینال، سیف الدین مشطوب ہکاری اور شہاب الدین محمود حارمی قاہرہ مین موجود تہا یہ لوگ رتبۂ وزارت اور ریاست کے حاصل کرنے مین باہم جہگڑ پڑے - ہر فریق نے دوسرے کے مغلوب کرنے کی غرض سے اپنے اپنے ہواخواہون کو مجتمع کر لیا - لیکن خلیفہ عاضد اس خیال سے کہ صلاح الدین بوجہ کم سنی و کمزوری طبیعت امور سلطنت کو بغیر مشورہ ارکین خلافت انجام نہین دے سکے گا صلاح الدین کی وزارت کی طرف مائل ہوا - اکثر ارکین دولت نے اس خیال کی موافقت کی بعضون کی یہہ رائے ہوئی کہ ترکون کے لشکر بلاد شرقیہ کی طرف واپس کر دیا جائے اور انپر قراقوش کو حکومت دی جائے خلیفہ عاضد نے کثرت رائے کے مطابق صلاح الدین کو محلسرائے خلافت مین طلب کر کے قلمدان وزارت مرحمت فرمایا اس سے امراء نوریہ مین سخت بیدلی پیدا ہو گئی - مگر فقیہ عیسے ہکاری کی عاملانہ تدابیر سے جو صلاح الدین کا دلی خیرخواہ تہا کل امراء نوریہ صلاح الدین کی طرف مائل اور اسکے مطیع ہو گئے عین الدولہ فاروقی ایک ضدی آدمی تہا اسنے کسی طرح اطاعت قبول نہ کی ترک رفاقت کر کے شام چلا گیا۔

الغرض صلاح الدین مصر مین خلیفہ عاضد کی وزارت کا کام انجام دینے لگا اسکو سلطان نور الدین محمود زنگی کے دربار سے بہی تعلق تہا - اسکی طرف سے صلاح الدین مصر مین بطور ایک نائب کے رہتا تہا - نور الدین اسکو امیر سپہ سالار کے خطاب سے یاد کرتا تہا خط و کتابت مین بجائے اسکے نام کے لکہنے کے "امیر سپہ سالار و جمیع امراء نوریہ مقیم دیار مصریہ" کے تحریر کرنے پر اکتفا کیا کرتا تہا - رفتہ رفتہ صلاح الدین کل امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کے اختیارات اپنے قبضۂ اقتدار مین لیتا گیا اور خلیفہ عاضد کے قوائے حکمرانی کمزور

مضمحل ہوتے گئے۔ مصر کے دارالمعونہ کو جو کوتوال مصر کے رہنے کا مکان اور قیدخانہ بھی تھا منہدم کرا دیا شافعیہ کا مدرسہ تعمیر کرایا۔ اسیطرح دار العزل کو بھی مسمار کرا کے مالکیہ کا مدرسہ بنوایا۔ شیعی قاضیون کو معزول کر کے شافعی قضاۃ مقرر کئے اور اپنی طرف سے کل بلاد مصریہ مین ایک ایک نائب مامور کیا

عیسائیون کا محاصرۂ دمیاط

جس وقت اسد الدین شیرکوہ معہ امرا نوریہ کے مصر مین آرہا اور عہدۂ وزارت حاصل کر کے مصر کے ملک پر قابض و متصرف ہوگیا اور عیسائیون سے ملک مصر کو خالی کرالیا اس وقت عیسائیون کو اپنی زیادتیون پر ندامت ہوئی اور جو کچھہ بطور خراج ان کو ملک مصر سے ملتا تھا وہ بھی موقوف ہوگیا طرہ یہہ ہوا کہ ان کو بیت المقدس پر قبضہ رکھنے مین بھی ائندہ خطرات کا خیال پیدا ہوا۔ عیسائیان صقلیہ اور اندلس کو یہہ واقعات لکھہ بھیجے اور ان سے امداد طلب کی۔ چنانچہ تھوڑے دنون کے بعد عیسائی مجاہدون کا ایک عظیم گروہ عیسائیان شام کی کمک پر آگیا اس سے عیسائیان شام کے حوصلے بڑھ گئے مرتب اور مسلح ہو کے ۵۶۵ھ مین دمیاط آاُترے اور اسکا محاصرہ کرلیا۔ دمیاط کی حکومت پہ ان دنون شمس الخواص منکور نامی ایک امیر مامور تھا۔ اس نے صلاح الدین کو اس واقعہ سے مطلع کیا صلاح الدین نے بہار الدین قراقوش کو بسر افسری ایک فوج کے اہل دمیاط کی مدد کو روانہ کیا خزانہ مال و اسباب اور بیشمار آلات حرب مرحمت کئے ساتھہ ہی اسکے سلطان نورالدین محمود زنگی سے بھی امداد طلب کی شیعون اور سودانیون کیوجہ سے مصر نہ چھوڑنے اور اس مہم پر نہ جانے کی معذرت لکھی۔ پس نورالدین محمود نے بھی وقتاً فوقتاً تھوڑی تھوڑی سی فوجین اہل دمیاط کی امداد کو روانہ کین اور انکی قوت تقسیم کرنے کے خیال سے خود بھی سواحل شام پر حملہ آور ہوا اور اپنے پڑوس

حملون سے عیسائیون کو تنگ کرنے لگا نتیجہ یہہ ہوا کہ عیسائی کروسیڈرون نے گہبرا کر پچاس یوم کے محاصرہ کے بعد دمیاط سے محاصرہ اوٹہا لیا لوٹ کر اپنے شہرون مین آئے تو انکو ویران اور خراب پایا۔

خلیفہ عاضد نے اس کامیابی پر صلاح الدین کی بیحد مدح وثنا کی۔ بعد اسکے صلاح الدین نے اپنے باپ نجم الدین اور کل اپنے اصحاب اور احباب کو شام سے مصر مین طلب کر لیا خلیفہ عاضد ان لوگون سے ملنے کو آیا اور بڑی آؤ بہگت کی۔

سودانیون اور عمارہ کی بغاوت جس وقت صلاح الدین کے قدم استقلال کے ساتہہ حکومت مصر پر جم گئے شیعان مصر اور اُن کے ہوا خواہونکو بیحد ناراضگی پیدا ہو گئی۔ ایک گروہ انجمن سے جنمین عویرس، قاضی القضاۃ ابن کامل، امیر معروف عبد الصمد کاتب اور عمارہ یمنی زیدی شاعر تہا صلاح الدین کے خلاف مشورہ کرنے کی غرض سے مجتمع ہوا ان سبھون کا سرگروہ اور پیشوا بہی عمارہ یمنی تہا۔ ان لوگون نے بعد بحث و مباحثہ کے یہ رائے قرار دی کہ مصر سے ترکون کے نکال باہر کرنے کو عیسائیون سے امداد لینا چاہئے اور اس صلہ مین ملک مصر کے مالیہ سے انکا ایک حصہ مقرر کر دیا جائے۔ اس صلاح وشوری مین سودانی غلام اور قصر خلافت کے خدام بہی شریک تہے۔ قصر خلافت کے خدام کا سردار موتمن الخلافتہ نے جسکی خلیفہ عاضد نے پرورش اور تربیت کی تہی اور اس سے رشتہ و امادی بہی قایم کر لیا تہا کتے سُننے سے اس امر کا بیڑہ اٹہا لیا تہا کہ عیسائیون کے سفیر کو مین خلیفہ عاضد کے دربار تک پہونچا دونگا چنانچہ عہد وپیمان کرنے کی غرض سے اپنے مکان مین عیسائی سفیر کو خلیفہ عاضد سے ملایا حالانکہ وہ خلیفہ عاضد نہ تہا

عیسائی سفیر یہ خیال کرکے کہ خلیفہ عاضد نے میرے ساتھہ عہد و پیمان کیا ہے معاودت کی۔ رفتہ رفتہ اسکی خبر نجم الدین بن مضیال تک پہونچی جو شیعون کا ایک نامور سرگروہ تہا۔ اسکو صلاح الدین سے خاص تعلق ہواخواہی کا پیدا ہوگیا تہا۔ صلاح الدین نے اسکو اسکندریہ کی حکومت عطا کی تہی چونکہ بہاء الدین قراقوش سے اور اس سے کسی بات پر کشیدگی پیدا ہوگئی تہی شیعون نے یہ خیال کرکے کہ اب نجم الدین کو صلاح الدین سے ہمدردی باقی نہین رہی کل حال بالتفصیل بتلا دیا کہ تم کو وزارت دی جاے گی۔ عمارہ یمنی کو عہدہ کتابت مرحمت ہوگا سکرٹیریٹ کا دفتر بھی اسیکے چارج مین رہے گا۔ فاضل بن کامل قاضی القضاۃ داعی الدعاۃ موقوف و معزول کیا جاے گا۔ عبد الصمد خراج پر متعین ہوگا اور عوریشس اسکی نگرانی کرتا رہے گا نجم الدین نے یہ سن کے مسرت ظاہر کی اور بطیب خاطر ان لوگون کی ارادہ سے موافقت کا اظہار کیا۔ لیکن موقع پاکے چپکے سے صلاح الدین کو اس سے مطلع کر دیا صلاح الدین نے ان سب لوگون کو اور نیز عیسائیون کے سفیر کو گرفتار کرالیا اور متعدد مجلسون اور مواقع مین ان کے الزامات کی تفتیش کی محلسراے خلافت کے خواجہ سراون اور دربانون کو طلب کرکے نہایت سختی سے دریافت کیا کہ خلیفہ عاضد محلسراے خلافت سے کیونکر نکلکر نجاح (موتمن الدولہ) کے مکان پر گیا ان لوگون نے بحلف بیان کیا کہ خلیفہ عاضد نے محلسراے خلافت سے باہر قدم نہین نکالا اپ تک یہہ خبر غلط طور سے پہنچائی گئی ہے۔ اسپر صلاح الدین نے خلیفہ عاضد کے مواجہہ مین نجاح کو طلب کرکے حلفی اظہار لیا اسنے بھی بیان کیا کہ خلیفہ عاضد میرے مکان پر تشریف نہین لیگئے اور نہ عیسائیون کے سفیر سے ملاقات کرنے کا خلافت مآب کو موقع ملا۔ نجاح کے

اظہار سے صلاح الدین کے دل پر خلیفہ عاضد کی برات کی تصویر کھینچ گئی

عمارہ یمنی اکثر شمس الدولہ تورانشاہ کی خدمت مین آیا جایا کرتا تھا تورانشاہ نے اپنے بھائی صلاح الدین سے بر سبیل تذکرہ بیان کیا کہ عمارہ نے خلیفہ عاضد کی مدح مین ایک قصیدہ لکھا ہے جسمین اسکو یمن جانے اور اہل یمن کے پامال کرنے کی ترغیب دی ہے اور اس قصیدہ مین خاندان نبوت پر بھی چوٹ کی ہے جس سے اسکا خون مباح اور قتل واجب ہوتا ہے۔ اشعار کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

"تم اپنے لئے ایسا ملک پیدا کرو جسمین تمکو دوسرون کی احتیاج باقی نرہجائے"

"اور تم آتش جنگ کو لڑائی کے جھنڈے کے ذریعہ سے مشتعل کرو"

"اس بے شعور کی حکومت اس طریقہ کی ہے جیساکہ زبان زد عوام ہے"

"کہ کمزور کی بیوی تمام عالم کی بھاوج ہوتی ہے

ابتدا اسکی بنیاد ایسے شخص نے ڈالی ہے۔ جو اپنی کوششو نسے سردار عالم کہلایا ہے"

پس صلاح الدین نے بعد تفتیش حال کل مجرمون کو ایک روز مابین قصر خلافت و قصر وزارت جمع کر کے قتل کروایا اور نعشون کو صلیب پر چڑھوا دیا ابن کامل کو ان لوگون کے بیسوین روز قتل کروایا۔ باقی رہا عمارہ جس وقت اسکے قتل اور دار پر چڑھ جانے کا حکم صادر ہوا۔ پا بزنجیر قاضی فاضل کے مکان کی طرف سے ہو کر نکالا گیا عمارہ نے قاضی فاضل سے ملنے کی درخواست کی قاضی فاضل نے انکار کر دیا۔ عمارہ اپنا سا منہ لیکے رہ گیا اور یہہ کہتا ہوا مقتل کی جانب چلا

عبد الرحیم قد احتجب	عبد الرحیم (قاضی فاضل) روپوش ہو گیا
ان الخلاص ھو العجب	اب رہائی منجملہ عجبات سے ہے

کتاب ابن اثیر مین لکہا ہے کہ صلاح الدین کو ان لوگون کی حرکات سے یون
اطلاع ہوئی تہی کہ ان لوگون نے جو خط عیسائیون کو لکہا تہا وہ کسی ذریعہ سے صلاح الدین
کے کسی مصاحب کے ہاتہہ آگیا اس نے اس خط کو پڑہ کے معہ اسکے لیجانے
والے کے صلاح الدین کی خدمت مین پیش کر دیا۔ پس صلاح الدین نے پہلے
موتمن الخلافتہ کو اس جرم کے پاداش مین قتل کرایا بعدازان کل خدام محلسرائے
خلافت کو معزول کرکے اپنے جانب سے خدام مقرر کئے اور بہاء الدین قراقوش
کو ان کی سرداری عنایت فرمائی۔ سودانیون کو اس سے اشتعال
پیدا ہوا تقریبا پچاس ہزار سودانیون نے مجتمع ہوکے صلاح الدین کے خلاف
ہنگامہ کر دیا چنانچہ صلاح الدین کے لشکر اور سودانیون سے مابین قصر خلافت و
قصر وزارت معرکہ آرائی کی نوبت آئی۔ سودانی شکست کہا کے بہاگے۔ فتحمند
گروہ نے انکے گہرون مین آگ لگادی انکے مال و اسباب کو جلا کے خاک
و سیاہ کر دیا۔ ہزارہا سودانی تہ تیغ ہوئے باقی ماندگان نے امان کی درخواست
کی امان دے دیگئی اور جیزہ مین ٹہیرنے کا حکم دیا گیا شمس الدولہ تور انشاہ
کو اسکی خبر نہ تہی مسلح ہوکے ان کی طرف گیا اور جی کہول کے
ان کو پامال کیا۔

دولت علویہ کا خاتمہ جس روز سے صلاح الدین کی حکومت کا سکہ
ملک مصر مین استقلال و استحکام کے ساتہہ چلنے لگا تہا اور قصر خلافت پر بہی
قابض ہو گیا تہا اور ساتہہ ہی اسکے خلیفہ عاضد کی حکومت و خلافت کے مشین
کے پرزے ڈہیلے اور ایک دوسرے سے جدا ہوگئے تہے اسی دن
سے نور الدین عادل تحریک کر رہا تہا کہ مصر سے خلافت علویہ کا خطبہ موقوف
کر دیا جائے اور خلیفہ مستضی کے نام نامی سے مساجد کے ممبرون کی زینت

دیجائے۔ مگر صلاح الدین اس خوف سے کہ مبادا نور الدین مصر پر مستولی
ومتصرف ہوجائے بلطائف الحیل ٹال رہا تھا اور یہہ معذرت کرتا جاتا تھا کہ
کہ اہل مصر اس کارروائی کے مخالف ہوجاینگے۔ نور الدین نے اس معذرت
پر مطلق توجہ نہ کی ڈانٹ کا خط تحریر کیا اور خلیفہ عاضد سے سازش کرنے
کا الزام لگایا تب صلاح الدین نے اپنے مصاحبون سے اس بابت مشورہ
کیا مصاحبون نے رائے دی کہ نور الدین کی مخالفت اچھی نہین ہے جیسا
حکم ہو اسکی تعمیل کرنا مناسب اور باعث بہبودی آئندہ ہے۔ اسی اثنا مین
علماء عجم کی طرف سے فقیہ حبشانی بطور خود صلاح الدین کی خدمت مین حاضر
ہوا یہہ شخص "الامیر العالم" کے لقب سے مخاطب کیا جاتا تھا اس نے
اس امر کا احساس کرکے کہ صلاح الدین اور اسکے ہمراہی خلافت عباسیہ
کے خطبہ پڑہنے مین پس وپیش کرتے ہین حاضرین کو مخاطب کرکے کہا "یہہ میرا
کام ہے مین خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑہونگا" چنانچہ محرم ۵۶۷ھ کے پہلے جمعہ
مین خطیب سے بیشتر منبر پر چڑھ گیا اور خلیفہ مستضی کے لئے دعا کی کسی نے
دم تک نہ مارا دوسرے جمعہ مین صلاح الدین نے مصر وقاہرہ کے
خطیبون کو خلیفہ عاضد کے نام کا خطبہ موقوف کرنے اور خلیفہ مستضی
کے نام کا خطبہ پڑہنے کا حکم دیا چنانچہ کل خطیبون نے اس حکم کی تعمیل
کی اور ایک گشتی فرمان تمام ممالک مصر مین مشعر مضمون بالا بہیجدیا۔ خلیفہ عاضد
اس وقت سخت علیل تھا۔ کسی نے اسکو اس امر کی اطلاع نہ کی
تاآنکہ یوم عاشورا (دسوین محرم) سنہ مذکور کو اس نے وفات پائی
صلاح الدین نے عزاداری کا دربار کیا اور قصر خلافت کے کل مال
واسباب کو ضبط کرلیا۔ بہاء الدین قراقوش مال واسباب کے فراہم

کرنے اور انکے اٹھا لانے پر مامور تھا۔

شاہی خزانہ اور محلسرائے خلافت مین اس قدر قیمتی قیمتی اسباب تھے کہ آج تک نہ آنکھون دیکھے گئے اور نہ کانون سنے گئے۔ یاقوت، زمرد، طلائی زیورات، نقرئی وطلائی ظروف، قیمتی قیمتی کپڑے، طرح طرح کی خوشبودار اشیاء، اور شیشہ آلات بے شمار ہاتھ آئے۔ ایک لاکھ بیس ہزار کتابین ملین جسکو صلاح الدین نے فاضل عبدالرحیم بیسانی کو دے دیا جو اسکا سکریٹری اور قاضی تھا آلات حرب سامان جنگ بھی بیحد اور بے پایان اور زر نقد لاانتہا ہاتھہ لگا مال واسباب ضبط کرنیکے بعد مردون اور عورتون کو قید کردیا تاآنکہ وہ سب مر گئے۔

زمانہ حکومت عزیز اور حاکم حکمرانان مصر مین دولت علویہ اہل کتامہ سے بھری ہوئی تھی اور یہ لوگ تمام بلاد مشرق مین پھیلے ہوئے تھے مگر شیعوں کے سلسلہ حکومت منقطع ہونے اور خلیفہ عاضد آخری خلیفہ کے مرنے سے ان لوگون کا بھی خاتمہ ہوگیا۔ زمانہ کے فراز ونشیب اور واقعات کے تغیرات نے ان لوگون کو ایسا کھا لیا کہ ڈکار تک نہ لی جیسا کہ ہمیشہ سے دولت وحکومت کی قدیم زمانہ سے یہی رفتار چلی آتی ہے۔

خلیفہ عاضد کے مرنے پر مصر مین خلافت عباسیہ کی حکومت کا پھریرہ کامیابی کی ہوا مین اوڑنے لگا۔ شیعان مصر کو یہ امر ناگوار گزرا ان مین سے ایک گروہ نے مجتمع ہو کے داود بن عاضد کے ہاتھہ پر خلافت وامارت کی بیعت کی اتفاق یہ کہ کسی ذریعہ سے صلاح الدین کو اسکی خبر لگ گئی سبھون کو گرفتار کرکے قتل کر ڈالا اور داود کو قصر خلافت سے نکال دیا یہ واقعہ ۵۶۹ھ کا ہے۔

اس واقعہ کے ایک مدت کے بعد داؤد بن عاضد کے بیٹے سلیمان نامی نے صعید مین سر اوٹھایا مگر سر اوٹھاتے ہی گرفتار کرلیا گیا تاآنکہ بحالت قید مر گیا بعدازان اطراف فاس مین محمد بن عبداللہ بن عاضد خلافت و امارت کا دعوے دار ہوا۔ "مہدی" کے لقب سے اپنے کو ملقب کیا لیکن اس کو بھی پھلنے پھولنے کا موقع نہ ملا اُٹھتی کونپل قتل کیا گیا صلیب پر چڑہایا گیا۔

ان لوگون کے قتل ہوجانے سے عبیدیین کا کوئی ممبر کہین نہ باقی رہا البتہ بلاد عجیثیہ عراق مین جو فرقہ فدایہ کے نام سے موسوم تھے اور بلاد اسماعیلیہ مین جنکی امارت وحکومت سرزمین عراق مین تھی اور جنکا لیڈر (پیشوا) حسن بن صباح قلعہ موت وغیرہ مین تھا کچھ لوگ خلافت علویہ کے باقی رہ گئے تھے جیسا کہ ہم ان کے حالات کے ضمن مین بیان کرینگے۔ تاآنکہ ان باقی ماندہ ممبران خاندان خلافت علویہ کی حکومت کا سلسلہ بھی خلافت عباسیہ بغداد کے ساتھ جس وقت کہ ۶۵۵ھ مین ہولاکو اولاد چنگیز خان بادشاہ تاتار کے ہاتھ یہ حکومت تخت وتاراج ہورہی تھی جاتا رہا والامر للہ وحدہ

یہی حالات خلفار فاطمیین کے تھے جنکو ہم نے کتاب ابن اثیر اور ان کی تاریخ حکومت تالیف ابن طویل اور کسی قدر ابن مسیحی کی روایات سے انکا ملخص کرکے اس مقام پر جمع کیا ہے

اخبار بنی حمدون ملوک مسیلہ وزاب
جو خلافت عبیدیین کے بازوے حکومت تھے

علی بن حمدون بن سماک بن مسعود بن منصور جذامی معروف بہ ابن اندلسی اندلسیہ عظمے کا رہنے والا تھا علی بن حمدون کسی اتفاق زمانہ سے عبیداللہ اور ابوالقاسم کے پاس مشرق مین حکومت علویہ قایم ہونے سے پیشتر چلا آیا تھا ان لوگون نے

علی بن حمدون کو طرابلس سے عبداللہ شیعی کے پاس بھیجدیا۔ عبداللہ شیعی علی بن
حمدون سے بہ کمال حسن خلق ملا اور بہ عزت و احترام پیش آیا چنانچہ علی بن حمدون
اس زمانہ تک ان لوگون کی خدمت مین رہا جب تک کہ یہہ لوگ سجلماسہ
مین مقیم رہے پس جب ان لوگون کی حکومت و ریاست کو ایک گونہ استحکام
اور استقلال ہوگیا اور ابو القاسم ۳۱۵ھ مین مغرب کی طرف واپس آیا
اور شہر مسلیہ کا بنیادی پتھر رکھا اس وقت اس نے علی بن حمدون کو اس شہر کے
اباد و تعمیر کرنے پر متعین کیا اور اس شہر کا محمدیہ نام رکھا۔ جب اسکی تعمیر ختم
ہو چکی تو اس نے علی بن حمدون کو زاب کی سند حکومت عطا کی اور وہین
قیام کرنے کا حکم دیا۔ پھر جسوقت منصور پر ابو یزید صاحب الحمار نے جبل کتامہ
مین محاصرہ ڈالا اس وقت اس نے اس شہر کو رسد و غلہ اور آلات حرب
سے معمور کر دیا اس وقت سے برابر یہی اس شہر کی حکومت کرتا چلا آیا۔ اسکے
دونون بیٹے جعفر اور یحیےٰ نے ابو القاسم کے یہان پرورش اور
تربیت پائی۔ پھر جب ابو یزید نے دوبارہ سر اوٹھایا اور تمام بلاد افریقیہ
مین آتش فساد مشتعل و روشن ہوگئی اور اطراف و جوانب کے ہوا خواہان
دولت علویہ کے دلون مین پامالی کی مہیب صورتین جاگزین ہوگئین تو منصور نے
علی بن حمدون کو لکھہ بھیجا کہ قبایل بربر کی فوجین مرتب کر کے ہم سے آملو چنانچہ
علی بن حمدون نے فوجین مرتب کر کے قسنطینہ سے مہدیہ کیجانب کوچ کیا
اثناء راہ مین جو بلاد ملتے تھے انکو تخت و تاراج کرتا ہوا ناریہ پہونچا پھر یہان
سے کوچ کر کے باجہ پر جا کے پڑاؤ کیا اس وقت باجہ مین ایوب بن ابو یزید
ایک لشکر عظیم نکاریہ اور بربر کا لئے ہوئے پڑا تھا علی نے ایوب پر حملہ کیا فریقین
مین گھمسان لڑائی ہونے لگی ایک روز اثناء جنگ مین شب کے وقت ایوب

نے علی بن حمدون کے لشکر پر چھاپہ مارا جس سے علی کا لشکر گھبرا کر بھاگ نکلا
علی بن حمدون بھی اپنی فوج سے علیحدہ ہو کر ایک پہاڑ کی چوٹی پر چلا گیا اور وہین
سنہ ۳۳۴ھ مین مر گیا۔

ہر گاہ ابو یزید کا زمانہ شورش و فساد منقضی ہو گیا اس وقت منصور نے
مسیلہ اور زاب کی کرسی حکومت پر جعفر بن علی بن حمدون کو متمکن کیا اور وہین
پر اسکو اور اسکے بھائی یحیٰی کو قیام کرنے کی ہدایت کی۔ چنانچہ جعفر و یحیٰی
نے مسیلہ اور زاب مین اپنی حکومت و ریاست کی بنا رڈالی۔ دفاتر اور
محکمے قایم کئے محلسرائین بنوائین حمامات تعمیر کئے۔ ایک مدت
تک ان لوگون کی حکومت اس شہر مین قایم رہی۔ دور دراز ملکون سے
علماء و شعراء ان کے دربار مین آئے ازانجملہ ابن ہانی شاعر اندلسی تھا
اس کے قصائد مدحیہ جو اس نے جعفر و یحیٰی کے شان مین لکھے تھے
معروف و مشہور ہین۔

اس جعفر اور زیری بن مناد مین بیحد عداوت تھی دونون مین حکومت
و ریاست کے بابت متعدد لڑائیان ہوئین جسکی وجہ سے زیری کو جبکہ
زیری بوجہ سرکشی و بغاوت زناتہ مغرب سے واپس آ رہا تھا سخت نقصان
کا سامنا کرنا پڑا۔ بعد اسکے جب معز نے ۳۶۰ھ مین قاہرہ آنے کا قصد کیا
تو جعفر کو مسیلہ سے بلا بھیجا۔ جعفر کو اس سے خطرہ پیدا ہوا معہ اپنی
فوج کے معز کے آنے سے پیشتر زناتہ سے جا ملا۔ اس سے اور صنہاجہ
اور خلیفہ معز سے خط و کتابت کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ غرض جعفر نے زناتہ
کو مجتمع کر کے معز کی مخالفت پر ابھارا اور خلیفہ مستنصر کے علم حکومت
کی اطاعت کی ترغیب دی۔ زناتہ نے بخوشی و رغبت تمام جعفر کی تحریک

پر عمل درآمد کیا۔ اتنے مین زیری بن مناد آپہونچا اور اس سے ہنگامہ کارزار گرم
کردیا اتفاق یہہ کہ اس مین زیری کو ہزیمت ہوئی۔ اثناء دار وگیر مین
امراء زناتہ سے کسی نے زیری پر تلوار چلائی زیری زخمی ہوکر گھوڑے
سے گر پڑا قاتل نے لپک کر سر اوتار لیا۔ خاتمہ جنگ کے بعد جعفر نے
زیری کے سر کو چند امراء زناتہ کے ساتھہ خلیفہ مستنصر کی خدمت مین
بھیجدیا خلیفہ مستنصر نے ان لوگون کی بیحد عزت افزائی کی اور زیری
کے سر کو بغرض عبرت بازار قرطبہ مین آویزان کرادیا۔ اس واقعہ سے
یحیے بن علی کی مستنصر کے دربار مین قدر و منزلت بڑہ گئی جعفر کو بنظر قدر
افزائی دربار خلافت مین حاضر ہونے کی اجازت دی۔

بعد چندے زناتہ کو یہ خبر لگی کہ یوسف بن زیری اپنے مقتول باپ
کے خون کا بدلہ لینے کی طیاری کر رہا ہے۔ کمزوری طبیعت کے وجہ سے
گھبرا گئے مقابلہ سے جی چرانے لگے عوام کا کیا ذکر ہے روسا اور
امراء زناتہ بھی بوجہ فتنہ و فساد اپنے آنے والے حریف کی مدافعت سے
عاجز و مجبور ہوگئے اس سے جعفر کو خطرہ پیدا ہوا کشتیون پر مال و اسباب
حشم و خدم اور جس قدر خزانہ شاہی تہا اسکو بار کرکے براہ دریا
دار الخلافت قرطبہ کا راستہ لیا جعفر کے ساتھہ بڑے بڑے امراء
زناتہ جو دولت امویہ اندلوسیہ کے مطیع اور ہوا خواہ تھے قرطبہ چلے
آئے تاجدار دولت امویہ اندلوسیہ ان لوگون سے بعزت و احترام
ملا۔ انعامات دیے۔ توقیر و عزت سے ٹھہرایا۔ جب بعد ایک مدت
کے یوسف بن زیری کا طوفان بے امتیازی فرو ہوگیا اور تمام بلاد مین امن
و امان کی ہوا چلنے لگی تو ان لوگون نے معاودت کی۔ چنانچہ تاجدار دولت

اموبیہ نے ان لوگوں کو عزت و احترام کے ساتھہ رخصت کیا۔ یہ لوگ اپنے اپنے دلوں میں دولت اموبیہ کی محبت اور ہوا خواہی لئے ہوئے واپس ہوئے۔

واپسی میں علی بن حمدون والی زاب و مسیلہ کی اولاد ان لوگوں کے ساتھہ شریک نہیں ہوئی اس نے مصلحتاً دار الخلافت میں قیام کر دیا خلیفہ وقت نے براہ قدر افزائی وزیروں کے گروہ میں ان لوگوں کو داخل کر لیا اور ان کو وہی جاگیریں اور وظائف عطا کئے جو وزرا کو دئے جاتے تھے پس یہ لوگ باوجودیکہ اس گروہ میں نئے داخل ہوئے تھے مگر خلیفہ وقت کی قدر دانی کی وجہ سے قدیمی ہوا خواہان دولت میں شمار کئے جانے لگے۔

اسکے تھوڑے دنوں بعد یہ واقعہ پیش آیا کہ بنظر تادیب علی بن حمدون کی اولاد کو جیل کی سیر کرنا پڑی ان لوگوں نے اتفاق وقت سے ایک روز کسی امر میں بحث و مباحثہ کرتے ہوئے آداب خلافت کا لحاظ چھوڑ دیا جسکی وجہ سے عتاب شاہی میں گرفتار ہو گئے قصر خلافت میں طلب ہو کر قید کر دیے گئے۔ پھر چند ہی دنوں بعد جبکہ خلیفہ حکم بعارضہ فالج مبتلا ہوا اور مغرب میں مروانیوں کا مطلع حکومت غبار آلود ہو چلا اور حکومت کو سرحدی حفاظت اور دشمنان خلافت کی مدافعت کی ضرورت محسوس ہوئی تو علی بن حمدون کی اولاد کو قید سے رہائی دی گئی۔ یحیےٰ بن محمد بن ہاشم سرحدی مقامات سے طلب کیا گیا (یہ فاش اور مغرب کا والی تھا) حاجب مصحفی نے رائے دی کہ جعفر بن علی بن حمدون بلاد مغربیہ کے سرحد پر بھیجا جائے کیونکہ یہ ایک مدت تک زناتہ مغرب کے ساتھہ

رہا ہے پس اولاد علی بن حمدون زاویہ نکبت اور بدبختی سے باہر نکال کے عزت کی کرسی پر متمکن کئے گئے جعفر اور اسکے بھائی یحییٰ کو مغرب کی سند حکومت عطا کی گئی۔ شاہانہ خلعتین دی گئین۔ دونون بھائیون کو بیحد مال و اسباب دیا گیا۔ الغرض جعفر ۳۶۵ھ مین بلاد سرحدی کے انتظام اور اسکو دشمنون کے حملون سے بچانے کو مغرب کی طرف روانہ ہوا اور پہونچتے ہی بدنظمی دفع کرنے لگا ملوک زناتہ بنی یفرن، مغراوہ اور مکناسہ نے حاضر ہو کر علم خلافت کی اطاعت قبول کرلی۔

خلیفہ حکم کے مرنے پر ہشام نے سریر حکومت پر قدم رکھا اسکے عہد خلافت مین منصور بن ابی عامر کے ہاتھ مین زمام حکومت تھی۔ اسنے اپنے ابتدائے زمانہ حکمرانی مین بلاد سرحدی مین سے صرف سبتہ کے انتظام پر اکتفا کیا شاہی لشکر اور ارکین دولت کی عنان توجہ اسی شہر کے طرف منعطف ہوئی اہل علم و سیف کے قبضہ مین اس شہر کا انتظام دیا گیا۔ علاوہ اسکے اور شہرون کی جانب سے بے پروائی کیگئی۔ ملوک زناتہ بدستور علی بن حمدون کے اولاد کے زیر انتظام و نگرانی رہے خلعتین اور جایزے دربار خلافت سے آتے رہے وفود کی آمد و رفت جاری و قایم رہی۔

انہین واقعات کے اثنا مین مابین جعفر اور یحییٰ پسران علی بن حمدون ان بن ہو گئی یحییٰ نے اپنے بھائی جعفر سے علحدگی اختیار کر کے شہر بصرہ کو دبا لیا اور معہ اکثر امرا و سرداران لشکر کے بصرہ چلا گیا اسکے بعد اسکے بنو غواطہ کی بدولت جعفر کا جہاز تباہی مین پڑ گیا۔ ڈوبنے کے قریب پہونچگیا تھا کہ محمد بن ابی عامر نے عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لیتے ہی جعفر کو اسکی مستعدی اور کارگزاری کی وجہ سے دار الخلافت

مین طلب کیا[۱] . . . . . چونکہ جعفر کو خلیفہ حکم تاجدار اندلس کی بدولت اس سے پیشتر اکثر مصائب کا سامنا کرنا پڑا تہا اس وجہ سے محمد بن ابی عامر کے حکم کی تعمیل مین ذرا تاخیر سے کام لیا لیکن پہر کچہہ سمجہہ بوجہکر ملک مغرب کی حکومت اپنے بہائی کے لئے چہوڑ کے براہ دریا محمد بن ابی عامر کی جانب روانہ ہوا - جس وقت یہ دار الخلافت مین پہونچا اسکی بیحد آؤ بہگت کی گئی - عزت و احترام سے شاہی محل مین ٹہیرایا گیا - بعد چندے جب بلکین نے سنہ ۳۶۹ھ مغرب پر فوج کشی کی تو محمد بن ابی عامر نے قرطبہ سے فوجین آراستہ کر کے بلکین کی مدافعت کی غرض سے جزیرہ کی جانب کوچ کیا اور جعفر بن علی نے سبتہ کی حفاظت پر کمر ہمت باندہی تاجدار اندلس نے ایک سو اونٹ اسباب جنگ سے لدے ہوئے اسکی کمک کو روانہ کیا ملوک زناتہ بہی مستعد و آمادہ ہو کر اس سے آملے جس سے بلکین بے نیل مرام واپس ہوا جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کرینگے ؛

جعفر کے واپس آنے پر محمد ابی عامر کسی معاملہ مین جعفر سے مشکوک ہو گیا رفتہ رفتہ یہ شک اس حد تک بڑہا کہ محمد بن ابی عامر نے چند لوگون کو جعفر کے قتل پر مامور کر دیا جنہون نے اُسکو اسکے گہر مین گُہس کے سنہ . . . . . . مین قتل کر ڈالا -

ان واقعات کے بعد یحیے ابن علی مصر چلا گیا عزیز باللہ کے محل مین اترا - عزیز باللہ نے کمال احترام سے ٹہیرایا چنانچہ ایک مدت تک اسی عزت و توقیر سے مصر مین مقیم رہا - پس جس وقت فلفول بن خرزون نے عہد حکومت حاکم بامر اللہ مین طرابلس کو صنہاجہ کے قبضہ سے نکالنے کی تحریک کی تو اس وقت خلیفہ حاکم نے جو فوجین مرتب و آراستہ کے طرابلس کیجانب روانہ کی تہین اسکی سرداری کا علم یحیے بن علی ہی کو عطا کیا تہا - مقام برقہ مین پہونچ کے ہلالیون مین سے بنو قرہ

[illegible] ۱۹۰۶ (۲)

نے مزاحمت کی جس سے یحیے کی جمعیت متفرق و منتشر ہوگئی بمجبوری مصر واپس آیا اور وہین ٹہیرا رہا تاآنکہ مصر ہی مین مرگیا واللہ وارث الارض ومن علیہا وھو خیر الوارثین ط

قرامطہ کے حالات جنہون نے بحرین مین حکومت قایم کی تہی تا زمانہ انقراض

اس دعوت کا اظہار نہ تو علویہ مین سے کسی نے کیا اور نہ طالبین مین سے کوئی شخص اسکا حامی و مددگار رہوا - اس حکومت کے بانی مبانی اہل بیت مین سے مہدی کے ایلچی ہوئے ہین باوجودیکہ وہ دربارۂ تعین مہدی باہم مختلف تھے جیسا کہ آئندہ ذکر کیا جائے گا -

قرامطہ کی دعوت کا دارومدار دو شخصون پر تہا ایک کا نام فرج بن یحیےٰ بن عثمان قاشانی تہا یہ شخص مہدی کے ایلچیون مین تہا یہ ذکرویہ بن مہرویہ کے لقب سے بہی ملقب کیا جاتا ہے یہہ وہی شخص ہے جو سواد کوفہ مین بعد ازان عراق و شام مین اس مذہب کا پہیلانے والا اور حکومت قرامطہ کا بانی مبانی تہا مگر باوجود اسکی سعی و کوشش حکومت و دولت کی بنا رنہ قایم ہوئی - دوسرے کا نام ابو سعید حسن بن بہرام جنابی تہا - اسنے بحرین مین قرامطہ کے مذہب پہیلانے اور حکومت و ریاست کی بناء قایم کرنے کی کوشش کی چنانچہ یہ اس ارادہ مین کامیاب ہوا یہان پر اسکی اور اسکی آئندہ نسلون کی حکومت قایم و جاری ہوئی - بعض لوگون نے اسکو فرقہ اسماعیلیہ کے ایلچیون مین شمار کیا ہے جنکی حکومت و سلطنت قیروان مین تہی جیسا کہ آئندہ تم پڑہوگے -

ان قرامطہ کے اعتقادیات اور مذہبی مسائل نہایت مضطرب و مختل اور شریعت حقہ اسلامیہ کے منافی و مخالف ہین - سب کے پہلے ۲۷۵ھ مین ایک

شخص سواد کوفہ مین ظاہر ہوا۔ بظاہر زہد ورع اور طہارت وعبادت کا بہت پابند تھا۔ اسکا یہ زعم تھا کہ مین مہدی موعود کی حکومت کا ایلچی ہون ایک گروہ کثیر اسکا تبع ہوگیا یہ اپنے کو قرمط کے لقب سے ملقب کرتا تھا۔ جو شخص اسکی جماعت مین شریک ہوتا تھا اس سے ایک دینار امام موعود کے لئے لیتا تھا اس جماعت پر بہت سے نقیب مقرر کئے تھے جنکو حواریون کے نام سے موسوم کرتا تھا۔ ہزارہا بندگان اللہ جل ذکرہ اس فتنہ مین مبتلا ہوگئے۔ گورنر کوفہ نے اسکو گرفتار کرکے جیل مین ڈالدیا۔ بعد چندے محافظین کی غفلت سے بھاگ گیا جسکی بعد کو پھر کوئی خبر نہ ملی کہ کیا ہوا۔ اس سے اسکے تبعین اور فتنہ مین پڑگئے۔ بعضون نے اسمین سے یہ خیال جمالیا کہ یہہ وہی شخص ہے ہے جسکی بشارت احمد بن محمد بن حنفیہ نے دی تھی اور یہ کہ احمد نبی تھے۔ اس مذہب نے سواد مین بیحد ترقی کی ان لوگون مین ایک کتاب کی تلاوت کیجاتی ہے جسکی نسبت انکا یہ زعم ہے کہ اسکو مہدی کا ایلچی لایا تھا اس کتاب مین نماز کی ترکیب یون لکھی تھی کہ بعد بسم اللہ کے ہر رکعت مین ان فقرون کو پڑھے۔

”الحمد للہ بکلمتہ وتعالی باسمہ المتخذ لاولیایہ باولیائہ قل الاھلۃ“
”مواقیت للناس ظاہرہا لیعلم عدد السنین والحساب والشہور“
”والایام وباطنہا اولیای الذین عرفوا عبادی سبیلی اتقونی یا اولی“
”الالباب وانا الذی لا اسال عما افعل وانا العلیم الحکیم وانا الذی“
”ابلو عبادی وامتحن خلقی فمن صبر علی بلای ومحنتی واختیار سے“
”القیتہ فی جنتی واخلدتہ فی نعمتی ومن زال عن امری وکذب“
”رسلی اخلدتہ مہانا فی عذابی واتممت اجلی واظہرت علی السنۃ“

رسلی فانا اللذی لاتیکبر علی جبار الا وضعتہ ولا عزیز الا ذللۃ ابلیس فلیس اللذی اصر علی امرہ ودام علی جہالتہ وقال لن نبرح علیہ عاکفین وبہ مومنین اولئک ھم الکافرون

بعد ازان رکوع کرے رکوع مین دوبار سبحان ربی ورب العزۃ تعالی عما یصف الظالمون پڑہے پہر سجدہ کرے سجدہ مین "اللہ اعلیٰ" دوبار اور ایک بار "اللہ اعظم" کہے سال مین دو روز روزہ رکہے ایک یوم مہرجان مین دوسرا یوم نیروز مین - نبیذ کا پینا حرام تہا - شراب حلال تھی - جنابت زنا پاکی امین بجائے غسل کے وضو کرلینا کافی تہا - کل دُم دار اور پنجہ دار جانورون کا کہانا حرام تہا جو شخص اس مذہب کا مخالف ہوا اور برسر جنگ آئے اسکا قتل واجب اور جو شخص برسر جنگ نہ آئے اس سے جزیہ لیا جاے اُس کتاب مین اسی قسم کے مسائل اور دعاوی شنیعہ متعارضہ بالکل مگر جس سے انکا کذب محض ہونا روز روشن کی طرح معلوم ہوتا ہے تحریر تھے

اس گروہ کو جس امر نے ایسے خرافات خیالات مذہبی قایم کرنے پر ابہارا ہے وہ شیعہ کی روایات مشہورہ ہین جو دربارہ مہدی احادیث کی صورت مین بیان کیجاتی ہین جسکے تخریج کے اسباب وعلل ہمنے مقدمہ تاریخ باب الفاطمی مین تحریر کئے ہین پس یہ گروہ مہدی اور اسکی دعوت کی طرف کچہ ایسے گرویدہ ہوئے کہ جس نے مہدویت کا دعوے کیا اسکے یہ دل وجان سے سچائی کے ساتہ معین ومددگار ہوگئے اگرچہ وہ اپنے استحقاق ودعوے مین جہوٹا رہا ہو اور بعضون نے اس امر کی بنا محض کذب اور افترا پر دنیا کمانے کی غرض سے قایم کی . . ۱ . . . .

---

۱ اصل کتاب مین اس قدر جگہ خالی ہے - مترجم

کہا جاتا ہے کہ اس شخص (یحیے بن فرج) کا ظہور قبل واقعہ قتل صاحب زنج کے ہوا تھا اور وہ اسکے پاس امان حاصل کرکے گیا تھا اور اس امر کا اظہار کیا تھا کہ میرے قبضہ مین اس وقت ایک لاکھ تلوارین ہین آؤ ہم اور تم مناظرہ کرین عجب نہین کہ ہم اور تم ایک مذہب کی پابند ہوجاوین اور ایک دوسرے کا معین و مددگار ہوجائے۔ مگر اتفاق کچھ بیش آیا کہ دونون مین مخالفت ہوگئے قرمط (یحیے بن فرج) لوٹ آیا یہ اپنے کو "قایم بالحق" کے لقب سے ملقب کرتا تھا اور بعضون کا یہ خیال ہے کہ یہہ ازارقہ خوارج کا مذہب رکھتا تھا

غرض جب اس مذہب کا شیوع اور اسکے متبعین کی کثرت ہوئی تو احمد بن محمد طائی والی کوفہ نے اس طوفان کے روک تھام کرنے کی غرض سے پیش قدمی کی اور فوجین آراستہ کرکے قرامطہ پر حملہ کردیا جس سے یہ جماعت منتشر ہوگئی اور متواتر حملون و پیہم تعاقب کے وجہ سے اکثر نیست و نابود ہوگئے۔ سردار قرامطہ نے بھاگ کر قبائل عرب مین جاکے دم لیا اور ان لوگون کو اپنے مذہب کی تعلیم دینے لگا۔ مگر کسی نے اس عجوبہ مذہب کو قبول نہ کیا اس وقت یہ ایک چٹیل میدان کے باولی مین چھپ رہا جسکو اسنے خود اسی غرض کے لئے بنایا تھا اس باولی کا دروازہ لوہے کا تھا اور دروازہ کے پہلو مین تنور تھا تا کہ ڈھونڈھنے والے کو یہ گمان بھی نہ ہو کہ کوئی شخص اس باولی مین ہے۔ اس باولی مین چھپ جانے کے بعد اسنے اپنے بیٹون کو قبیلہ کلب بن وبرہ کی طرف بھیجا اور یہ ہدایت کی کہ تم لوگ اپنے کو اسماعیل امام کی اولاد سے ظاہر کرنا اور یہ بھی ظاہر کرنا کہ ہم لوگ تمہارے پاس پناہ گزین ہوکر آئے ہین۔ چنانچہ اسکے بیٹے کلب بن وبرہ کے قبیلہ مین گئے اور آہستہ آہستہ اپنے مذہب کو پھیلانے اور اسکی تعلیم دینے لگے۔ یہہ لوگ تین نفر تھے

یحیئے حسین اور علی ۔ قبیلہ کلب بن وبرہ مین سے کسی بطن نے اس مذہب
کو قبول نہ کیا مگر بنو قلیص بن ضمضم بن علی بن جناب اسکے دام تزویر مین آگئے
اور یحییٰ کے ہاتھ پر اس خیال سے بیعت کرلی کہ یہ یحیی بن عبداللہ بن محمد
بن اسماعیل امام ہے ۔ "ابوالقاسم" اسکی کنیت رکھی گئی اور شیخ کا لقب دیا
گیا ۔ تھوڑے دنون کے بعد اسنے اپنا نام تبدیل کردیا اور یہہ ظاہر کیا کہ مین
محمد بن عبداللہ ہون اور مصلحتاً اس نام کو چھپاتا تھا اور میری ناقہ من جانب اللہ
مامور ہے جو شخص اسکی اتباع کرے گا وہ فتحمند ہوگا سبک (یا شبل) خلیفہ معتضد
کے غلام نے قرامطہ پر فوج کشی کی اور پہلے ہی حملہ مین ناکام ہوکر پسپا ہوا
اثنار دار وگیر مین مارا گیا ۔ تب محمد بن احمد طائی نے چڑہائی کی اس معرکہ مین
قرامطہ کو ہزیمت ہوئی بعض قرامطہ گرفتار کرلئے گئے ۔ جو خاتمہ جنگ کے
بعد دربار خلافت مین پیش کئے گئے خلافت مآب نے قیدیان قرامطہ سے
خطاب کرکے ارشاد کیا "کیا تمہارا یہ زعم ہے کہ اللہ تعالی کی روح اور اسکے
انبیاء کرام کی روحین تم مین حلول کرگئی ہین جسکی وجہ سے تم لوگ خطا و لغزش
سے معصوم رہتے ہو اور اعمال صالح کے کرنے کی توفیق ہوتی ہے" قرامطہ
کے سردار نے جواب دیا "مجھے تعجب ہے کہ اپکو اس تذکرہ سے
کیا حاصل اگر مجھہ مین روح ابلیس حلول کرگئی ہے تو اس سے اپکو کیا فائدہ
ہے جسکے تذکرہ سے کوئی فائدہ نہو اسکو ترک کیجئے اور اس طرف توجہ کیجئے
جس سے کچھہ منفعت ہو" خلافت مآب نے ارشاد فرمایا "اچھا تم ہی مطلب
کی بات کہو" سردار قرامطہ بولا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی
در انحالیکہ تمہارے مورث اعلے عباس بن عبدالمطلب زندہ تھے مگر انہون
نے حکومت و خلافت کی تمنا نہ کی اور نہ کسی نے انکے ہاتھہ پر امارت و حکمرانی

کی بیعت کی بعد ازان ابو بکر کا انتقال ہوا انہون نے عمر کو اپنا جانشین کیا اور عمر نے حالانکہ عباس بن عبد المطلب اس وقت موجود اور انکی آنکھونکے سامنے تھے نہ تو ان کو اپنا ولیعہد بنایا اور نہ ارباب شورے مین داخل کیا ارباب شورے صرف چھہ بزرگ تھے جنمین قریب و دور کے رشتہ دار تھے ان لوگون نے بھی بہ اجماع تمہارے دادا کو منتخب نہ کیا پھر فرمائیے کہ کس ذریعہ سے آپ خلافت و امارت کے مستحق ہوئے خلیفہ معتضد نے اسکا کچھہ جواب نہ دیا۔ سر سنگون کو اشارہ کردیا وہ لوگ سردار و قیدیان قرامطہ پر ٹوٹ پڑے۔ بند بند علیحدہ وجدا کرکے گردن اوتار لی۔

اس واقعہ کے بعد قرامطہ نے دمشق کیجانب ۲۹۰ھ مین پیشقدمی شروع کی ان دنون دمشق کی عنان حکومت طغج (احمد بن طولون کے غلام) کے قبضہ مین تھی۔ طغج نے اپنے آقا کے بیٹے والی مصر سے امداد طلب کی چنانچہ مصری سپاہ اسکی کمک پر آگئی قرامطہ سے متعدد لڑائیان ہوئین۔ انہین لڑائیان مین یحیےٰ ابن ذکرویہ موسوم بہ شیخ معہ ایک گروہ کثیر کے مارا گیا۔ قرامطہ کے بقیتہ السیف نے اسکے بھائی حسین موسوم بہ احمد کے پاس جاکے پناہ لی اسکی کنیت ابو العباس تھی چونکہ اسکے منہ پہ ایک تل تھا جسکے نسبت اسکا یہ گمان تھا کہ (یہ اللہ تعالیٰ کی ایک نشانی ہے) [۱] .... یہ اپنے کو مہدی امیر المومنین کے لقب سے ملقب کرتا تھا تھوڑے دنون بعد اسکا چچازاد بھائی عیسےٰ ابن مہدی (عبد اللہ) ابن احمد بن محمد بن اسمٰعیل امام اسکے پاس آگیا۔ چنانچہ اس نے عیسےٰ کو اپنا ولیعہد بنایا اور المدثر کا خطاب دیا۔ گمان یہ تھا کہ یہ وہی مدثر ہے جسکا ذکر قرآن مجید مین آیا ہے اسنے اپنے خاندان مین سے

۱ اصل کتاب مین یہ جگہ خالی ہے تاریخ ابو الفدا جلد ثانی صفحہ ۶۳ مطبوعہ قسطنطنیہ مین نے عبارت ملاحظہ کے ترجمہ کیا ہے مترجم

ایک لونڈے کو مطوق کا لقب دیا تہا۔ چپکے چپکے اپنے مذہب کی تلقین اور تعلیم دینے لگا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ایک زمانہ کے بعد بادیہ نشینون کے اکثر قبائل نے اسکے مذہب کو قبول کر لیا۔ تب اسنے ان لوگون کو مرتب و مسلح کر کے دمشق پر چڑہائی کردی۔ عرصہ دراز تک محاصرہ کیے رہا تا آنکہ اہل دمشق نے کچھ زر نقد دے کر مصالحت کر لی بعد ازان اس نے حمص، حماۃ، معرہ اور بعلبک پر فوج کشی کی۔ بہت بڑی خونریزی کا مرتکب ہوا۔ عورتون اور بچون تک کو قتل سے نہ چھوڑا آخر کار ان شہرون کو پامال اور تخت و تاراج کر کے سلیمہ کے جانب بڑہا سلیمہ مین ایک گروہ بنی ہاشم کا مقیم تہا ان لوگون کو بہی اس نے تہ تیغ کیا۔ مکتب کے چھوٹے چھوٹے بچے اور چوپائے تک اسکے تیغ ستم سے جانبر نہوئے۔ رفتہ رفتہ دربار خلافت مین اسکی خبر پہونچی خلیفہ مکتفی نے بنفس نفیس لشکر آراستہ کر کے اسکی سرکوبی پر کمر باندہی اور اپنی فوج کے تیرول کو بڑہنے کا حکم دیا چنانچہ شاہی فوج نے اسکی فوج پر حماۃ کے باہر ایک میدان مین حملہ کیا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد اسکو ہزیمت ہوئی بقیۃ السیف نے حلب مین جا کے دم لیا (یہ واقعہ ۲۹۱ھ کا ہے)

خاتمہ جنگ کے بعد خلیفہ مکتفی نے برقہ کی جانب کوچ کیا اور ابن طولون کا آزاد غلام بدر نامی قرامطہ کے تعاقب مین روانہ ہوا۔ منزل بہ منزل قرامطہ کو بدر شکست دیتا جاتا تہا اور قرامطہ کمال بے سر و سامانی سے بہاگے جاتے تہے۔ اسی اثنا مین خلافت مآب نے ایک دوسری فوج قرامطہ کے تعاقب اور سرکوبی کو روانہ فرمایا یحیے ابن سلیمان کاتب اس فوج کا سردار تہا حسین بن حمدان تغلبی اور بنو شیبان کے نامی نامی جنگ آور اس فوج مین شامل تہے ۲۹۱ھ مین اس فوج سے اور قرامطہ سے مدبہیڑ ہوئی۔ قرمطی کے نامی نامی ہمراہی مارے

گئے اسکا بیٹا ابو القاسم کسیقدر سامان و اسباب لیکر بہاگ گیا اور یہ خود اطراف کوفہ مین بخوف جان روپوشس ہوگیا - مدثر اور مطوق بہی اسکے ہمراہ تہا چہپے چہپے بہ تبدیل لباس رحبہ پہنچا کسی نے والی رحبہ سے اسکی آمد کی خبر کردی اسنے ان لوگون کو گرفتار کرکے خلافت مآب کی خدمت مین مقام رقہ مین بہیجدیا - خلافت مآب نے سردار قرامطہ یعنی حسین صاحب شامہ کو پہلے دو سو دُرّے پٹوائے بعد ازان ہاتہہ اور پانون کاٹ کر صلیب پر چڑہا دیا - یہی برتاؤ اسکے باقی ہمراہیون کے ساتہہ بہی کیا گیا بعد اسکے خلافت مآب نے معہ اپنے لشکر ظفر پیکر کے بغداد کی جانب مراجعت کی -

علی بن ذکرویہ اپنے بہائی یحییٰ کے مارے جانے کے بعد فرات کیجانب بہاگ گیا تہا قرامطہ کی منتشر جماعت آہستہ آہستہ اسکے پاس مجتمع ہو رہی تہی جب ایک کافی مقدار پر قرامطہ مجتمع ہوگئے تو علی نے طبریہ کی طرف پیشقدمی شروع کی اور پہونچتے ہی اسکو لوٹ لیا - حسین بن حمدان نے یہ خبر پاکے علی کی گوشمالی پر کمر باندہی - علی معہ اپنے ہمراہیون کے یمن بہاگ گیا اور وہین اپنے دعاۃ (ایلچیون) اور ہواخواہون کو مجتمع کرنے لگا رفتہ رفتہ یمن کے اکثر شہرون پر قبضہ کرلیا صنعاء کی جانب بڑہا یعفر والی صنعاء شہر چہوڑ کر نکل بہاگا - پس علی نے جی کہولکر صنعاء کو تخت و تاراج کیا انہین واقعات کے اثناء مین علی کے باپ ذکرویہ نے بنی قلیص کے پاس جنہون نے سماوہ مین ایک مدت سے قیام اختیار کرلیا تہا عبد اللہ بن سعید موسوم بہ ابو غانم کو خط لیکر ۲۹۳ھ مین روانہ کیا اس خط مین یہ ظاہر کیا تہا کہ مجہے بذریعہ وحی معلوم ہوا ہے کہ صاحب الشامہ (حسین موسوم بہ احمد) اور اسکا

(۱۲) اپریل ۱۹۰۰ء

بہائی یحییٰ موسوم بہ شیخ عنقریب پہر آنے والا ہے اور بعد ان کے امام زمان ظاہر ہونگے اور تمام روئے زمین کو عدل و انصاف سے معمور کر دینگے چنانچہ ابو غانم نے قبیلہ کلب مین پہونچکے ان خیالات کو پہیلایا اور ان لوگون کو مذہبی سپاہی بنا کے شام کا رخ کیا پہلے بصری کو لوٹا بعد ازان اذرعات کی پامالی کیجانب بڑہا اور اسکو بہی پامال کر کے دمشق پر جا اوترا ان دنون دمشق کی عنان حکومت احمد بن کیغلغ کے قبضہ اقتدار مین تہی گو اتفاق وقت سے یہ دمشق مین موجود نہ تہا۔ خلیجی کی بغاوت و سرکشی کی وجہ سے جو کہ بنی طولون کے ہوا خواہون سے تہا شاہی لشکر کی کمک کو مصر گیا ہوا تہا مگر اس کے نائبون نے نہایت مستعدی اور ہوشیاری سے ابو غانم کا مقابلہ کیا اور اسکو مار بہگایا۔ اکثر ہمراہی اسکے مارے گئے باقی ماندگان معہ ابو غانم کے اردن کیطرف بہاگے۔ والی اردن کو انکی یورش کی خبر نہ تہی ابو غانم نے دفعتہ حملہ کر دیا والی اردن مقابلہ نکر سکا مارا گیا۔ اس سے ابو غانم کے حوصلے بڑہ گئے طبریہ کی طرف بڑہا اور اسکو بہی لوٹ لیا۔ دربار خلافت مین ان واقعات کی خبر پہونچی خلیفہ مکتفی نے ایک عظیم لشکر بسرافسری حسین بن حمدان ان باغیون کی سرکوبی کو روانہ کیا۔ ابو غانم یہ خبر پا کر سماوہ کی جانب بہاگا۔ شاہی سپاہ نے تعاقب کیا ہزارہا قرمطی شدت تشنگی سے مر گئے بالآخر حسین ان لوگون کو گرفتار کر کے رحبہ کیجانب لوٹا بیان کیا جاتا ہے کہ شاہی لشکر نے ابو غانم کو گرفتار کر لیا تہا اور قتل کر ڈالا تہا۔ جس سے اسکی جمعیت منتشر ہو گئی یہ واقعہ سنہ ۲۹۳ھ کا ہے۔

ذکرویہ کا ظہور وقتل

بعد ان واقعات کے قرامطہ مجتمع ہو کر اُس بادلی کی طرف گئے جہانکہ ذکرویہ مدت بیس سال سے چہپا

ہوا تہا اور اسکو باولی سے نکالکر باہر لائے۔ اطراف وجوانب سے جو ایلچی اسکے مذہب کی تعلیم او تلقین کرتے پہرتے تھے وہ سب بہی آکے اسکے پاس مجتمع ہوئے پس ذکرویہ نے اون پر اپنی جانب سے احمد بن قاسم بن احمد کو بطور اپنے نائب کے مقرر کیا اور ان لوگون کو ان کے وہ فرائض وحقوق بتلائے جوان پر واجب تھے اور نیز یہ بہی ہدایت کی کہ ان کی دینی اور دنیوی فلاح اسی مین ہے کہ یہ لوگ اپنے امیر کے دائرۂ اطاعت سے ذرا بھی قدم باہر نہ نکالین۔ ان دعاوی کے ثبوت مین ذکرویہ نے آیات قرآنی پیش کین جنکے معانی ومطالب مین حسب خواہش تاویل وتحریف کی تھی۔ اس قدر تعلیم وتلقین کرکے ذکرویہ پہر روپوش ہوگیا یہ لوگ اسکو سید کے نام سے موسوم کرتے تھے اور کل کاروبار کا انجام دینے والا اور منصرم احمد بن قاسم تہا۔ خلیفہ مکتفی نے ان کی سرکوبی کو فوجین[1] روانہ کین۔ قرامطہ نے ان کو سواد مین پسپا کر دیا ان کے لشکرگاہ کو لوٹ لیا۔ اسکے بعد قرامطہ نے حاجیون کے قافلہ کے لوٹنے کو بڑہے حلوان کو تخت وتاراج کرتے ہوئے واقصہ کو جا کے گہیر لیا۔ اہل واقصہ نے قلعہ بندی کرلی قرامطہ نے اسکے مضافات کے چشمون اور چاہات کے پانی کو خراب کردیا۔ دربار خلافت مین اس کی خبر پہونچی تو خلیفہ مکتفی نے ایک فوج بسرافسری محمد ابن اسحاق بن کنداج قرامطہ کی گوشمالی کو روانہ کی اتفاق یہ کہ اس فوج سے

---

[1] یہ فوجین وصیف بن صوارتکین ترکی، فضل بن موسے بن بی، بشر خادم افشینی اور رابق جزری کے روانگی گئی تہین شاہی لشکر کا ایک گروہ کثیر اس معرکہ مین کام آگیا تہا۔ ۲۹۳ھ کا یہ واقعہ ہے۔ تاریخ ابوالفدا جلد ۲ صفحہ ۶۴ مطبوعہ قسطنطنیہ۔

اور قرامطہ سے مڈبھیڑ ہوئی بے نیل مرام واپس آئے۔ قرامطہ نے
حاجیون سے چہیڑ چھاڑ کی حاجیون نے باوجودیکہ تین دن کے بے آب و
دانہ تھے جی توڑ کر مقابلہ کیا لیکن قرامطہ کی بڑہی ہوئی قوت کا مقابلہ نکر سکے
امن کے خواستگار ہوئے قرامطہ نے انکو امن دیکے انکے مال واسباب
کو لوٹ لیا اور جہان تک ان لوگون کی قوت نے یاری دی حاجیون کو تہ تیغ کیا
ان حاجیون کے مال واسباب کے ساتھہ سوداگرون اور بنی طولون کے
قیمتی قیمتی اسباب بھی تھے جنکو بنی طولون نے مصر سے مکہ روانہ کیا
تھا اور پہر مکہ سے بغداد بہیج رہے تھے۔ بعد اسکے قرامطہ نے بقیۃ السیف حجاج
کا حمص مین محاصرہ کیا ہزارون بیگناہ حاجی مارے گئے مال واسباب
لوٹ لیا گیا۔ خلیفہ مکتفی نے ایک عظیم فوج بسر افسری وصیف بن صوارتکین
کے روانہ کی اس فوج مین نامی نامی سپہ سالار بہیجے گئے تھے۔ براہ
خفان یہہ فوج روانہ ہوئی۔ کوچ و قیام کرتی ہوئی قرامطہ تک پہونچگئی ایک
دوسرے سے گتھ گیا دو یوم کے جنگ کے بعد شاہی فوج نے قرامطہ
کو شکست دے دی ذکرویہ سردار قرامطہ کے سر پر زخم کاری
لگا جسکی وجہ سے بہاگ نہ سکا گرفتار ہو کر شاہی لشکرگاہ مین لایا گیا۔ اسکے
ساتھہ اسکا نائب احمد بن قاسم اسکا بیٹا۔ اسکی بیوی اور اسکا سکریٹری
بہی گرفتار کر لیا گیا تھا۔ پانچ روز زندہ رہکر چھٹی شب مین مر گیا۔ وصیف نے
نامہ بشارت فتح کے ساتھہ اسکی نعش کو دار الخلافت بغداد کو بہیجدیا خلافت مآب
کے حکم سے نعش کو تو صلیب پر چڑہا دیا اور سر کاٹ کر خراسان مین اون
حاجیون کے دیکہنے کو روانہ کیا جنکو اس نے قتل کیا تھا اور لوٹا تھا۔ اس
واقعہ سے قرامطہ کا گروہ کثیر صفحہ ہستی سے نیست و نابود ہو گیا جو

کچھہ باقی رہ گئے تھے انہون نے شام کا راستہ لیا۔ حسین بن حمدان کو اسکی خبر لگ گئی۔ اس نے ان جان باختون پر حملہ کر دیا تمام ملک شام اور عراق مین انکے قتل وخونریزی کا بازار گرم ہوگیا زمین باوجود فراخی کے ان پر تنگ ہو گئی تا آنکہ سب کے سب پامال کر ڈالے گئے یہ واقعہ ۲۹۴ھ کا ہے۔

دولت بنی جنابی

۲۸۱ھ مین یحیٰے بن مہدی نامی ایک شخص قطیف مضافات بحرین مین آیا اور یہ ظاہر کیا کہ مین امام زمان مہدی کا فرستادہ ہون اور عنقریب وہ خروج کیا چاہتے ہین۔ علی بن معلی بن حمدان وبادی نے جو نہایت غالی شیعہ تھا شیعان قطیف کو ایک جلسہ مین مجتمع کر کے مہدی کے اس خط کو پڑھ کے سنایا جسکو یحیٰے نے پیش کیا تھا۔ تھوڑے دنون مین یہ خبر تمام مضافات بحرین مین پھیل گئی سبھون نے بکمال خلوص واطاعت شعاری سے اس خبر کو سنا اور امام زمان مہدی کے ساتھہ خروج کو طیار ہو گئے۔ انہین لوگون مین ابو سعید جنابی بھی تھا نام اسکا حسن بن بہرام تھا یہ ان لوگون مین ایک سربر آوردہ اور ممتاز شخص تھا۔

بعد اسکے یحیٰے ان لوگون سے غائب ہوگیا بعد ایک مدت کے ایک دوسرا خط مہدی کا لئے ہوئے آیا جسمین مہدی نے ان لوگون کا شکریہ ادا کیا تھا اور یہ حکم دیا تھا کہ ہر شخص چھتیس ۳۶ چھتیس دینار یحیٰے کو ادا کرے پس ان لوگون نے نہایت خوشی سے اس حکم کی تعمیل کی۔ دینار وصول کرکے یحیٰے پھر چلتا پھرتا نظر آیا بعد ایک مدت کے ایک تیسرا خط لئے ہوئے پہونچا جس مین لکھا تھا کہ ہر شخص اپنے مال کا پانچوان حصہ امام زمان کے لئے یحیٰے کے حوالہ کر دے سبھون نے اس حکم کی بھی تعمیل کی اب یحیٰے

ان مین لوگون مین رہنے لگا اور قبائل قیس مین آمد و رفت شروع کی۔

۲۸۳ھ یا ۲۸۶ھ مین ابو سعید جنابی نے بحرین مین اس دعوت کا اظہار و اعلان کیا گرد و نواح کے قرامطہ اور بادیہ نشینان عرب کا گروہ اسکے پاس آکے مجتمع ہو گیا۔ ابو سعید نے ان سب کو فوجی صورت مین مرتب کر کے قطیف سے بصرہ کی طرف کوچ کیا اندنون بصرہ کی زمام حکومت احمد بن محمد بن یحیے واثقی کے قبضہ اقتدار مین تھی۔ احمد نے ابو سعید کی نقل و حرکت سے مطلع ہو کے بحکم خلافت مآب بصرہ کا شہر پناہ از سر نو تعمیر کرایا۔ دربار خلافت سے عباس بن عمر غنوی والی فارس دو ہزار سوارون کی جمعیت سے بصرہ کے بچانے کو روانہ کیا گیا یمامہ اور بحرین اسکو بطور جاگیر اس مہم کے سر کرنے کے صلہ مین عنایت ہوا تھا۔ چنانچہ عباس اور ابو سعید سے مڈبھیڑ ہوئی۔ میدان ابو سعید کے ہاتھ رہا عباس شکست کھا کے بھاگا اثناء دار و گیر مین گرفتار کر لیا گیا ابو سعید نے اسکے لشکرگاہ کو لوٹ لیا اور قیدیون کو آگ مین جلا دیا بعد چندے عباس کو رہا کر دیا عباس رہا ہو کر رملہ پہونچا اور وہان سے بغداد کو روانہ ہو گیا۔

اس کامیابی کے بعد ابو سعید نے ہجر کا قصد کیا اور اسپر بھی کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر لیا اس سے اور نیز عباس کی ہزیمت سے اہل بصرہ مین بیحد اضطراب پیدا ہو گیا۔ بصرہ چھوڑ کر نکل جانے پر آمادہ ہو گئے مگر واثقی (امیر بصرہ) کے روکنے سے رک گئے۔

ابن سعید نے اپنی تاریخ مین قرامطہ بحرین کے حالات کلام طبری سے خلاصہ کر کے جیسا کہ اس نے لکھا ہے یہ ہے کہ قرامطہ کا ابتدا ظہور ۲۸۰ھ مین ہوا واللہ اعلم۔

ابو سعید نے اپنے بڑے بیٹے سعید کو اپنا ولیعہد بنایا تھا پس بہین ۱ ...... اسپر اسکے چھوٹے بہائی ابو طاہر سلیمان نے یورش کی اور اسکو قتل کرکے قرامطہ پر حکومت کرنے لگا۔ عقد ونیہ نے بہی اسکی حکومت کی اسکے ہاتہہ پر بیعت کرلی استنے مین عبید اللہ المہدی کا خط شعر حکومت ابو طاہر آپہونچا جس سے ہر طرح کا اطمینان اسکو حاصل ہوگیا۔

۲۸۶ھ مین ابو القاسم قایم مصر پہونچا اور ابو طاہر قرمطی کو بلا بہیجا ہنوز ابو طاہر نہین آنے پایا تہا کہ مونس خادم نے علم خلافت کیجانب سے حملہ کر دیا کہیت مونس کے ہاتہہ رہا ابو طاہر شکست کہاکے مہدیہ کی طرف لوٹ گیا اگلے سال ۲۸۷ھ مین اس نے بصرہ پر دہاوا کیا اور اسکو خاطر خواہ پامال وتخت وتاراج کرکے واپس ہوا اس سے دار الخلافت بغداد مین بیحد تشویش پیدا ہوئی خلیفہ مقتدر نے شہر پناہ کے درست کئے جانے کا حکم صادر فرمایا جون ہی شہر پناہ کی مرمت تمام ہوئی کہ ۳۱۱ھ مین ابو طاہر نے پہر بصرہ پر چڑہائی کر دی بازارون کو لوٹ لیا قتل وغارتگری سے بصرہ کو بہر دیا۔ جامع مسجد ویران ہوگئی اور ایک مدت تک منہدم ومسمار پڑی رہی۔ پہر ۳۱۲ھ مین حاجیون کے قافلے لوٹنے کو ابو طاہر نکلا اور بحالت غفلت اون پر حملہ آور ہوا شاہی سپہ سالارون کو جو قافلے کے ہمراہ تھے ہزیمت ہوئی ابو طاہر نے امیر قافلہ یعنی سردار لشکر ابو الہیجار بن حمدان کو گرفتار کرلیا عورتون اور بچون کو قید کرلیا۔ مال واسباب لوٹ کے بقیہ حجاج کو اسی کف دست میدان مین چہوڑکے ہجر کیجانب مراجعت کردی۔ حاجیون مین سے اکثر شدت تشنگی سے اسی میدان مین

۱؎ اصل کتاب مین اس مقام پر کچہ نہین ہے۔ مترجم

مر گئے باقی ماندگان بہزار خرابی و دقت بسیار بغداد پہونچے - پھر ۳۱۲ھ
مین ابوطاہر نے عراق کی طرف خروج کیا سواد کو لوٹتا ہوا کوفہ مین داخل
ہوا اور بصرہ سے زیادہ اسکو پامال اور تخت وتاراج کیا - اسی سنہ مین
مابین عقدانیہ اور اہل بحرین مخالفت ہوگئی - ابوطاہر نے بحرین سے
نکلکے شہر احسا تعمیر کرایا اور اسکو مومینہ کے نام سے موسوم کیا مگر اس
نام سے سوائے اسکے اور کسی نے موسوم نہ کیا اس شہر مین اس نے
اپنے لئے اور اپنے ہمراہیون کے لئے محلسرائین بنوائین ۳۱۵ھ مین
اس نے عمان پر قبضہ کرلیا والی عمان براہ دریا فارس بھاگ گیا ۳۱۶ھ
مین فرات کیجانب اس نے پیشقدمی شروع کی اور اسکے شہرون
کو تخت وتاراج کرنے لگا خلیفہ مقتدر نے آذربیجان سے یوسف بن ابی
الساج کو طلب فرما کے واسطی کی عنان حکومت عطا کی اور ابوطاہر سے
جنگ کرنے کو روانہ فرمایا - کوفہ کے باہر ابوطاہر اور یوسف نے
صف آرائی کی کامیابی کا سہرہ ابوطاہر کے سر رہا یوسف کے رکاب
کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کہا گئی اثنا روا روگیر مین یوسف
گرفتار کرلیا گیا اس سے دار الخلافت مین سب بے اطمنانی سے پہیل گئی -

ابوطاہر اس واقعہ کے بعد کوفہ سے ابنار کی طرف روانہ ہوا - دربار
خلافت سے فوجین اسکے روک تھام کو روانہ ہوئین مونس مظفر اور ہارون
بن غریب الحال اس مہم کے سردار تھے - ہرچند ان لوگون نے ابوطاہر
کی مدافعت کی کوشش کی مگر کامیاب نہوئے مجبورانہ مونس وغیرہ نے
بغداد کیجانب مراجعت کی اور ابوطاہر رحبہ کی طرف بڑھا - رحبہ کو بھی اس نے
پامال کیا اور بلاد جزیرہ کو بھیم اور متواتر شبخون مارنے سے ویران وخراب

کر ڈالا بعد ازان کوفہ ہوتا ہوا برقہ پہونچا اہل برقہ نے شہر پناہ کے دروازہ
بند کر لئے اور قلعہ نشین ہو کر مدتون لڑتے رہے - جزیرہ کے بادیہ نشینان
عرب پر سالانہ خراج قایم کیا گیا جسکو وہ لوگ ہجر بہیجا کرتے تھے رفتہ
رفتہ اسکے مذہب مین ایک گروہ بنی سلیم بن منصور اور بنی عامر بن صعصعہ
داخل ہو گیا - اسکے بعد ہارون بن غریب الحال نے دار الخلافت بغداد
سے ایک عظیم فوج کیساتھ ابو طاہر کی مدافعت کی غرض سے خروج کیا
ابو طاہر نے خبر پا کے میدانون اور جنگلون کا راستہ لیا ہارون
کا قرامطہ کے ایک گروہ سے ڈبہیڑ ہو گیا جسکو ہارون نے تہ تیغ
کر کے دار الخلافت بغداد کی جانب مراجعت کی -

۳۱۷ھ مین ابو طاہر نے مکہ معظمہ پر فوج کشی کی - بیشمار حاجیون کو قتل
کیا کل اہل مکہ کے گہر بار اور مال و اسباب کو لوٹ لیا - خانہ کعبہ کے دروازہ
اور میزاب کو اوکہاڑ ڈالا - غلاف کعبہ کو اپنے ہمراہیون مین تقسیم کر دیا
اور حجر اسود کو اوکہاڑ کے لوٹ کہڑا ہوا روانگی کے وقت اعلان کرتا
گیا کہ آئندہ حج میرے یہان ہوا کرے گا -

اس سانحہ قیامت خیز کی اطلاع عبید اللہ المہدی کو پہونچی تو اسنے
قیروان سے ڈانٹ کا ایک خط تحریر کیا اور بصورت مال و اسباب
واپس نکرنے اور حجر اسود نہ لوٹانے کے دہمکی دی - ابو طاہر نے معذرت
کی کہ مال و اسباب تو میرے قبضہ مین نہین ہے لشکریون کے تصرف
مین ہے اور اسکا واپس ہونا دشوار ہے باقی رہا حجر اسود - مین اسکو
مکہ معظمہ مین پہر بہیجدونگا - چنانچہ ۳۳۹ھ مین جبکہ منصور اسمعیل نے قیروان
سے اسکے واپس کرنے کی بابت بکرات و مرت خط و کتابت کی واپس

ایڈیشن ۱۹۰۶ع (۲)

کردیا حالانکہ وہ امرار دولت جو زمانہ خلافت مستکفی مین امور سلطنت پر متصرف اور سیاہ وسفید کرنے کے مالک ومختار تھے پچاس ہزار دینار سرخ حجراسود کے واپس کرنے کے عوض مین قرامطہ کو دے رہے تھے قرامطہ نے واپس کرنے سے انکار کیا اور یہہ خیال فاسد قایم کیا کہ حجراسود کو وہ لوگ اپنے امام عبید اللہ المہدی والی افریقیہ کے حکم سے اوٹھا لائے ہین اور اسیکے یا اسکے نائب کے حکم سے اسکو واپس کرینگے

الغرض ابوطاہر بحرین مین ٹہیرا ہوا عراق وشام کو روزانہ حملون سے تخت وتاراج کرتا رہا تاآنکہ بغداد اور دمشق مین بنی طغج پر اسکے لیے سالانہ ٹکس مقرر کیا گیا۔

ان واقعات کے بعد ۳۳۲ھ مین اکتیس برس حکومت کرکے ابوطاہر مرگیا۔ بوقت وفات دس لڑکے چھوڑ گیا سب سے بڑا سابور تھا بعد ابوطاہر کے اسکا بڑا بھائی احمد بن حسن قرامطہ کی سرداری کرنے لگا۔ بعض عقدانیہ نے اس سے مخالفت کی اور سابور بن ابوطاہر کی حکومت وسرداری کی طرف مائل ہوئے چنانچہ اس بابت قایم (والی افریقیہ) کو لکھا۔ اس نے ابوطاہر کے بھائی احمد کی حکومت تسلیم کی اور یہہ تحریر کیا کہ بعد اسکے سابور کرسی حکومت پر متمکن کیا جائے گا۔ اس تحریر کے مطابق زمام حکومت احمد کے قبضہ مین رہی قرامطہ اسکو ابومنصور کی کنیت سے یاد کرتے تھے اسی نے حجراسود کو مکہ معظمہ واپس کیا تھا جیسا کہ ابھی ہم اوپر تحریر کرآئے ہین۔

بعد اسکے سابور نے اپنے چچا ابومنصور کو اپنے بھائیون کی موافقت

سے گرفتار کرکے جیل مین ڈالدیا یہہ واقعہ ۳۵۸ھ کا ہے۔ پہر اسکے بہائیون نے اسپر یورش کی اور ابو منصور کو جیل سے نکال لائے۔
ابو منصور نے جیل سے نکلکے پہلے سابور کو قتل کیا بعد ازان اس کے بہائیون اور کل ہوا خواہون کو ایک ایک کرکے جزیرہ اوال کی طرف جلاوطن کردیا اس اثنا مین ۳۵۹ھ کا دور آگیا اور ابو منصور نے جان بحق تسلیم کردی۔ کہا جاتا ہے کہ سابور کے ہوا خواہون نے اسکو زہر دیدیا تہا
ابو منصور کے مرنے پر اسکا بیٹا ابو علی حسن بن احمد ملقب بہ اعصم بروایت بعض اغنم نے سریر حکومت پر قدم رکہا۔ اسکا دور حکومت زیادہ دنون تک رہا۔ اسکے بڑے بڑے وقایع ہین۔ اسنے ابو طاہر کے لڑکون کے ایک گروہ کو جلاوطن وشہر بدر کیا تہا بیان کیا جاتا ہے کہ جزیرہ اوال مین اولاد ابو طاہر اور اسکے ہوا خواہ تقریباً تین سو مجتمع ہوگئے تہے اعصم نے بنفسہ حج بہی کیا تہا اور حاجیون کے قافلون سے کسی قسم کی چہیڑ چہاڑ نہین کی تہی اور خلیفہ مطیع کے خطبہ پڑہے جانے پر ناک بہون نہین چڑہایا تہا۔

جنگ قرامطہ ومعز علوی

جس وقت جوہر سپہ سالار خلیفہ معز لدین اللہ علوی مصر پر اور جعفر بن فلاح کتامی دمشق پر قابض ومتصرف ہوگیا۔ حسن ملقب بہ اعصم نے وہ خراج یا سالانہ ٹکس طلب کیا جو اسکو والی دمشق ادا کیا کرتا تہا اہل دمشق اور نیز جدید والی دمشق نے دینے سے انکار کیا۔ کشیدگی اور منافرت سے نوبت صف آرائی کی پہونچی خلیفہ معز نے حسن کو تہدید آمود خط تحریر کیا اور ساتہہ ہی اسکے ہوا خواہان ابو طاہر قرمطی کو خط وکتابت کرکے یہہ دم دے کے ملالیا کہ سریر حکومت

پر ابوطاہر کی اولاد کو مین متمکن کرا دونگا۔ کسی ذریعہ سے حسن کو اسکی خبر لگ گئی۔ چنانچہ حسن نے ۳۶۰؁ھ مین علم خلافت علویہ سے انحراف واعراض کرکے خلیفہ مطیع عباسی کے نام کا خطبہ اپنے مقبوضہ بلاد مین پڑہنا شروع کیا اور علم خلافت عباسیہ کی اتباع مین سیاہ کپڑے پہنے بعد ازان فوجین آراستہ کرکے دمشق پر یلغار کیا۔ جعفر بن فلاح والی دمشق مقابلہ پر آیا گھمسان لڑائی ہوئی کہیت حسن کے ہاتھہ رہا جعفر کی سپاہ کو ہزیمت ہوئی اثناء دار وگیر مین جعفر مارا گیا اور حسن کامیابی کا پہریرہ لئے ہوئے دمشق مین داخل ہوا اہل دمشق کو امان دی۔ مالی اور فوجی انتظام کرکے مصر کی طرف بڑہا اندنون مصر مین جوہر سپہ سالار معز حکمرانی کر رہا تھا۔ ایک مدت تک حسن کا محاصرہ کئے رہا۔ اثناء محاصرہ مین عرب کی سپاہ اس سے بگڑ گئی اور اسکی ہمت کا محاصرہ اُٹھا لیا مجبورانہ حسن بہی محاصرہ اوٹہاکے شام کی جانب چلتا پہرتا نظر آیا۔ کوچ وقیام کرتا ہوا رملہ پہونچا۔ خلیفہ معز نے دہمکی اور زجر و توبیخ کا خط حسن کے نام تحریر کیا اور اسکو قرامطہ کی سرداری سے معزول کرکے بنی طاہر کو مامور فرمایا پس بنی طاہر نے جزیرہ اوال سے نکلکے حسن کے زمانہ غیر حاضری مین احسار کو تخت وتاراج کیا۔ جون ہی دربار خلافت بغداد مین یہہ خبر پہونچی۔ خلیفہ طائع عباسی نے بنی طاہر کو تحریر کیا کہ دایرہ اطاعت سے قدم باہر نہ نکالو اور اپنے چچازاد بہائیون کے ساتھہ مخاصمانہ برتاو کرنے سے باز آو۔ اس فرمان کے روانہ کرنے کے بعد خلیفہ طائع نے ایک اپنے معتمد علیہ کو بہی اون لوگون مین مصالحت کرانے کی غرض سے بہیجا مگر نتیجہ کچھہ نہوا۔

ان واقعات کے بعد حسن نے پہر شام پر فوج کشی کی مدتون قرامطہ اور

سغر بی سپاہ سے لڑائیان ہوتی رہین آخرکار جوہر نے حسن کے رکاب کی عربی فوج کو بہت سازوسامان دیکے ملالیا۔ عربی فوج نے حسن کو میدان جنگ مین حریف کے مقابلہ پر چھوڑ دیا جس سے حسن کو ہزیمت ہوئی جوہر نے اسکے لشکرگاہ کو لوٹ لیا۔

بعد اسکے خلیفہ معز افریقیہ سے ۳۶۳ھ مین قاہرہ چلا آیا اور اپنی سپاہ کو تمام ملک شام مین دایرہ حکومت کے توسیع کرنے کو پھیلا دیا پس معز کی سپاہ نے نہایت تھوڑی مدت مین ملک شام پر قبضہ حاصل کر لیا۔ حسن قرمطی اس سیلاب کے روکنے کو اٹھا اور کمال مردانگی سے خلیفہ معز کی فوج سے جنگ کرتا رہا بالآخر کل ملک شام کو علم خلافت علویہ کی حکومت سے نکال لیا اور فوجون کو ازسرنو مرتب ومسلح کر کے مصر کی طرف بڑھا۔ خلیفہ معز نے اسکے روک تھام پر اپنے بیٹے عبداللہ کو مامور کیا۔ مقام بلبیس مین مڈبھیڑ ہوئی ایک سخت وخونریز جنگ کے بعد حسن کو ہزیمت ہوئی ہزار ہا ہمراہی اسکے مارے اور قید کر لئے گئے جنکی تعداد تین ہزار ظاہر کی جاتی ہے۔ حسن شکست کھا کے احسا کیجانب واپس ہوا اور خلیفہ معز نے بنی جراح امرا شام کو جو کہ قبیلہ طے سے تھے اون کل ممالک پر جنپر کہ قرامطہ مستولی ہو رہے تھے متعدد لڑائیون اور محاصرون کے بعد اپنی طرف سے مامور کیا۔

بعدہ ۳۶۵ھ مین خلیفہ معز کا زمانہ وفات آگیا۔ حسن کو اس اتفاقی تغیر سے فائدہ اوٹھانے کا موقع ملگیا۔ فوجین مرتب کر کے ملک شام پر قبضہ کرنے کو اُٹھہ کھڑا ہوا۔

افتکین ترکی معزالدولہ ابن بویہ کا خادم تھا اسکو بختیار بن معزالدولہ سے عضدالدولہ کے بغداد مین آنے کے وقت بغداد مین ہزیمت ہوئی

اور یہہ (افتکین) شکست کہا کے دمشق پہونچا- اہل دمشق نے اس وقت ریان خادم کو جو معز علوی کی طرف سے حکمرانی کر رہا تہا حکومت دمشق سے معزول کر دیا ہتا- اس وجہ سے افتکین کو بوجہ معرفت سابقہ حکومت کی کرسی بیٹھا دیا- خلیفہ معز نے یہ خبر پا کے دمشق پر فوج کشی کی طیاری کی اتفاق یہ ہوا کہ معز کی موت آگئی اور اسکا بیٹا عزیز سریر حکومت پر جلوہ آرا ہوا اس نے اپنی طرف سے جوہر کو اس مہم کے سر کرنے پر مقرر کیا- جوہر نے دمشق پر پہونچکے محاصرہ ڈالدیا- افتکین نے حسن قرمطی کو یہ حالات لکھہ بہیجے اور اسکو شام پر قبضہ کر لینے کی غرض سے بلا بہیجا- اس بنا پر حسن نے ۳۶۶ھ مین بعد وفات معز شام کا قصد کیا جیسا کہ تم ابہی اوپر پڑہ آئے ہو- اس مہم مین حسن کے رکاب مین افتکین بہی تہا- پہلے ان دونون نے رملہ کا محاصرہ کیا اور اسکو بزور تیغ جوہر کے قبضہ سے نکال لیا- بعد اسکے عزیز نے خود ان لوگون پر چڑہائی کی اور اپنے پر زور حملون سے ان کو پسپا کر دیا- اثنا ر دار وگیر مین افتکین گرفتار کر لیا گیا اور اعصم (حسن) نے بہاگ کر طبریہ مین دم لیا- پہر طبریہ سے احسا چلا گیا- اہل احسا اور نیز قرامطہ کو اسکا یہ فعل کہ اسنے علم خلافت عباسیہ کی اطاعت قبول کر لی تہی ناگوار و نامطبوع گذرا سبہون نے متفق ہو کے عنان حکومت ابو سعید جنابی کے قبضہ اقتدار سے نکال لی اور اپنی گروہ مین سے دو شخصون جعفر و اسحاق کو حکومت کی کرسی پر متمکن کیا- ابو سعید جنابی کی اولاد جلا وطن ہو کر جزیرہ اوال پہونچی جزیرہ اوال مین ابو طاہر قرمطی کی اولاد اس سے پہلے سے مقیم تہی- ان لوگون کو احمد (ابو منصور) ابن حسن اور اسکی اولاد سے منافرت اور کشیدگی تو

پہلے ہی سے تہی پس جو شخص انمین کا یا انکے ہوا خواہون کا جزیرہ اوال مین گیا اسکو ان لوگون نے بے تامل مارڈالا۔

الغرض جعفر اور اسحاق بالمشارکت قرامطہ پر حکمرانی کرنے لگے اور عنان حکومت اپنے ہاتہہ مین لیتے ہی علم خلافت علویہ کے مطیع ہوگئے اور جنگ نہی بڑ[1] . . . . اور ۳۷۴ھ مین جعفر اور اسحاق نے کوفہ پر قبضہ کرلیا صمصام الدولہ بن بویہ نے انکی سرکوبی کو ایک سپاہ بہیجی جسکو جعفر اور اسحاق نے لب فرات ہزیمت دے دی ایک گروہ کثیر اس خروج کا کام آگیا۔ قادسیہ تک فتحمند گروہ ہزیمت یافتون کا تعاقب کرتا چلا گیا۔ بعد اسکے جعفر اور اسحاق مین مخالفت پیدا ہوگئی ہر ایک ریاست و حکومت کا بجز و می اپنے رفیق کے خواستگار اور دعوے دار رہا۔ جس سے انمین نفاق مادہ پیدا ہوگیا شیرازہ حکومت منتشر ہوگیا۔ اتحادی صورت جاتی رہی تا آنکہ اصغر بن ابو الحسن ثعلبی کا دور حکومت آگیا اور اسنے احسا کو انکے قبضہ و تصرف سے نکال کے انکی دولت و حکومت کو کان لم یکن کردیا۔ اسوقت سے پہر احسا مین خلیفہ مطیع تاجدار خلافت عباسیہ کے نام کا خطبہ پڑہا جانے لگا اور یہان پر اسکی اور نیز اسکے آیندہ نسلون کی حکومت و دولت قایم ہوگئی۔

اخبار حکمرانان عرب جنہون نے بعد قرامطہ کے بحرین مین حکومت کی

صوبہ بحرین مین عرب کا ایک عظیم گروہ رہتا تہا۔ جن سے قرامطہ وقتاً

---

[1] اصل کتاب مین اس جگہ پر کچہہ نہین لکہا ہے۔ مترجم

فوقتاً بوقت ضرورت بمقابلہ اپنے دشمنون کے امداد طلب کیا کرتے تھے اور اکثر لڑائیون مین انکی اعانت سے کامیابی حاصل کرتے تھے۔ گاہے گاہے قرامطہ ان سے لڑ بھی جاتے تھے اور انکے رشتہ مراسم و اتحاد کو منقطع کر دیتے تھے۔ عرب کے بڑے قبائل جو اس وقت بحرین مین مقیم تھے بنو ثعلب، بنو عقیل اور بنو سلیم تھے اور ان مین بلحاظ کثرت وعزت بنو ثعلب سب سے بڑھے چڑھے تھے۔ پس جبوقت قرامطہ کی حکومت کو بحرین مین تنزلزل ہو چلا اور بعد انقراض حکومت جنابی ما بین ان کے اور بنی بویہ کی عداوت مستحکم ہو گئی اور یہ عداوت و مخالفت جن دنون خلافت عباسیہ کی دعوت بحرین مین کی گئی بیحد ترقی پذیر ہوئی اسوقت بعض قرامطہ اور انکے اکثر ایلچیون نے اپنی حکومت و ریاست کو زوال پذیر دیکھہ کے علم خلافت عباسیہ کی اطاعت قبول کرلی۔ بنی مکرم نے اکثر روسا عمان کو ان خیالات مین اپنا ہم خیال بنا لیا۔ اسی زمانہ مین اصغر بحرین پہ مستولی و متصرف ہو گیا چنانچہ اسکی آیندہ نسلون نے بذریعہ وراثت اس صوبہ کے حکمرانی کی اور بنی مکرم عمان پر قابض ہو گئے بعد اسکے بنو ثعلب اور بنو سلیم مین چل گئی بنو ثعلب نے بنی عقیل کی اعانت و امداد سے بنو سلیم کو بحرین سے نکالدیا۔ بنو سلیم بحرین سے جلا وطن ہو کر مصر چلے گئے پھر مصر سے افریقیہ کا راستہ لیا جیسا کہ آئندہ تم پڑھو گے۔

پھر بعد ایک مدت کے بنی ثعلب اور بنی عقیل مین مخالفت پیدا ہو گئی۔ بنی ثعلب نے بنی عقیل کو بھی بحرین سے نکالدیا۔ عراق چلے گئے کوفہ اور اکثر بلاد عراقیہ کے مالک بن بیٹھے۔ بحرین مین زمانہ دراز تک اصغر کی حکومت کا سکہ چلتا رہا۔ جزیرہ اور موصل کو بھی اپنے دایرہ حکومت مین داخل و شامل

کر لیا تھا۔ ۴۳۰ھ مین راس عین مضافات جزیرہ مین بنی عقیل سے اور اصغر سے پہر معرکہ آرائی کی نوبت آئی۔ نصیر الدولہ بن مروان والی میافارقین و دیار بکر کو اس پر افروختگی پیدا ہوئی۔ ہر چہار طرف کے امرا ملک کو جمع اور سپاہ کو فراہم کر کے اصغر پر چڑہائی کی کہیت اصغر کے ہاتہ رہا۔ اصغر نے نصیر الدولہ کو گرفتار کر لیا پہر بعد چندے آزاد کر دیا۔ مر گیا حکومت بحرین اسکی آیندہ نسلون کے قبضہ مین رہی تا آنکہ یہ سب ضعیف ہو گئے اور ان کی حکومت کا شیرازہ درہم برہم ہو گیا انہین ایام مین بنی عقیل کی حکومت بہی بلاد جزیرہ مین مضمحل اور کمزور ہو گئی تہی۔ ارکین دولت سلجوقیہ نے ان کو بلاد جزیرہ سے نکال کے ان کے اصلی وطن بحرین کی طرف ان کو واپس کیا یہہ وہ زمانہ تہا کہ بنی تغلب پر ضعف طاری ہو گیا تہا اور ان کی حکمرانی کے مشین کے پرزے ڈہیلے ہو چلے تہے پس بنی عقیل نے ان کو دبا لیا اور مغلوب کر دیا۔

ابن سعید نے لکہا ہے کہ مین نے اہل بحرین سے ۶۵۱ھ مین مدینہ منورہ مین بوقت ملاقات استفسار کیا تہا کہ بحرین مین اب کسکی حکومت ہے؟ جواب دیا بنی عامر بن عوف بن عامر بن عقیل حکمرانی کر رہے ہین اور بنی تغلب ان کے رعایا ہین۔ اور بنی عصفور جو انہین مین سے ہین۔ احسار کے مالک و حکمران ہین۔

اب ہم اس مقام پر قرامطہ کے کاتبون اور بحرین و عمان کے شہرونکے حدود بیان کیا چاہتے ہین کیونکہ یہ بہی اخبار قرامطہ کے متعلقات سے ہے۔

کاتب دسکرہ بحری) ان قرامطہ کا ابو الفتح حسین بن محمود معروف بہ کشاجم تہا یہ نامی شعرا سے تہا۔ ثعالبی نے یتیمہ مین اور جعفری نے زہر الاداب

مین لکہا ہے کہ یہہ بغدادی المولد ہے۔ قرامطہ کی ملازمت کیوجہ سے یہ مشہور ہوا تہا جیساکہ بیہقی نے ذکر کیا ہے بعد اسکے اسکا بیٹا ابوالفتح نصر قرامطہ کا کاتب ہوا اسکو بہی اسکے باپ کی طرح کشاجم کے لقب سے سب یاد کرتے تہے یہ اعصم قرمطی کا کاتب تہا۔

بحرین ایک ملک ہے جو اپنے شہر کے نام سے موسوم ہے اور گاہے یہ ہجر کے نام سے بہی موسوم کیا جاتا ہے جو اس ملک کا ایک دوسرا شہر ہے۔ اسی ملک کا حضریہ نامی ایک شہر تہا جسکو قرامطہ نے ویران کردیا تہا اور بجائے اسکے احسار کو آباد کیا۔ اس ملک کی مسافت ایک مہینہ کی ہے بحر فارس کے کنارے درمیان بصرہ اور عمان کے واقع ہے اسکے مشرق مین بحر فارس ہے۔ غربی جانب اسکا یمامہ سے متصل اور ملحق ہے اسکے شمال مین بصرہ ہے جنوب مین عمان۔ سرسبز وشاداب ملک ہے ہر طرح کے میوے اور ترکاریان پیدا ہوتی ہین۔ گرمی زیادہ پڑتی ہے جابجا ریگ کے ٹیلے بہی ہین تیز ہوا چلنے سے مکانات مین ریگ بہر جاتی ہے۔ یہ ملک اقلیم ثانی سے ہے اور بعض حصہ اسکا اقلیم ثالث مین ہے۔

زمانہ جاہلیت مین یہ ملک عبدالقیس اور بکر بن وائل قبیلہ ربیعہ کے قبضہ مین تہا پہر شاہان فارس نے اسپر قبضہ کرکے اپنی جانب سے منذر بن ساوی تمیمی کو بطور گورنر کے مقرر کیا بعد ازان شروع زمانہ اسلام مین بنی جارودی اسکے حکمران ہوئے۔ گورنران خلافت عباسیہ کے کبہی ہجر مین نہین رہتے تہے تاآنکہ ابوسعید قرمطی نے تین برس کے محاصرہ وجنگ وآتش زنی وقتل وغارت کے بعد اسپر قبضہ حاصل کیا۔

بعد اسکے بنو طاہر نے شہر احسار کی تعمیر کی اور قرامطہ کی حکومت ایک مدت تک مسلسل قایم رہی - بعدہ بنی ابو الحسن بن ثعلب کے قبضہ مین اسکی عنان حکومت گئی بعد اسکے بنو عامر بن عقیل حکمرانی کی کرسی پر متمکن ہوئے ابن سعید کہتا ہے کہ ان دنون ان لوگون مین سے اسکی زمام حکومت بنو عصفور کے ہاتھہ مین ہے -

احسار - اسکی تعمیر ابو طاہر قرمطی نے تیسری صدی مین کی تھی - چونکہ اس ملک مین اونٹون کی چراگاہین اور ریگستان مین پانی کے چشمے بکثرت ہین اسوجہ سے اسکو احسار کے نام سے موسوم کیا - یہان پر قرامطہ کی حکومت و دولت تھی اسی مقام سے قرامطہ نکلکے اطراف شام، عراق، مصر اور حجاز مین پہیلے تھے اور شام و عمان پر قابض و متصرف ہوئے تھے -

دارین ملک بحرین کے متعلقات اور مضافات سے ہے اسی مقام کی طرف خوشبو منسوب کیجاتی ہے جیسا کہ نیزہ خطیہ کیجانب منسوب کیا جاتا ہے کہا جاتا ہے مشک دارین اور نیزہ خطیہ -

عمان جزیرہ نما رعرب کا ایک حصہ ہے جو یمن، حجاز، شحر، حضرموت اور عمان پر مشتمل ہے - عمان بحر فارس پر آباد ہے اسکی غربی جانب سے ایک ماہ کی مسافت ہے - اسکے شرق مین بحر فارس واقع ہے جنوب مین بحر ہند، غرب مین بلاد حضرموت اور شمال مین بحرین - اسمین بکثرت میوے اور نخلستان ہین - یہان پر موتیان بہی پیدا ہوتے ہین - اس شہر کو عمان اس مناسبت سے کہتے ہین کہ سب کے پہلے عمان بن قحطان اپنے بہائی یعرب کی طرف سے حاکم ہوکر یہان پر آکر مقیم ہوا تھا - بعد سیل عرم

سکے ازد اسکے حاکم ہوئے۔ پہر جب دور اسلام آیا تو اس وقت بنو جلندی
اسکے مالک و حاکم تھے۔ یہان پر خوارج بکثرت ہین۔ بنو بویہ سے اور ان سے
اکثر لڑائیان ہوا کین۔ اس ملک کا دار السلطنت تروی ہین تھا۔ بدفعات
ملوک فارس نے براہ دریا اسپر فوجکشی کی اور فتحیاب ہوکر اسکی حکمرانی
کرتے رہے۔ یہ اقلیم ثانی مین ہے۔ اسمین پانی کے چشمے، باغات،
بازرات، اور نخلستان بکثرت ہین۔ عہد اسلام مین اسکے حکمران
بنی سامہ بن لوی بن غالب ہوئے۔ مگر اکثر نسابہ قریش انکے اس
نسب سے انکار کرتے ہین۔ بہرکیف سب سے پہلے محمد بن قاسم
شامی نے حسب ہدایت خلیفہ معتضد اس ملک پر فوج کشی کی اور بزور
تیغ فتح کرکے قابض و متصرف ہوا خوارج جلاوطن ہوکر تروی کے
پہاڑون کے چوٹی پہ چلے گئے۔ اس وقت سے یہان پر علم خلافت
عباسیہ کا خطبہ پڑہا جانے لگا۔ بعد اسکے بوراثت اسکے بیٹون نے
اس ملک پر حکمرانی کی اور سنت کے شعایر ظاہر کئے بعد ازان ۳۰۵ھ
مین ان لوگون مین مخالفت پیدا ہوئی۔ باہم لڑے۔ انھین سے بعض قرامطہ
سے جا ملے۔ باقی ماندگان اسی فتنہ و فساد مین پڑے رہے تا آنکہ ابوطاہر
قرمطی ان پر ۳۱۷ھ مین جب کہ یہ حجر اسود کو مکہ سے اکھاڑ لایا تھا غالب
ہوگیا اور عبید اللہ مہدی کے نام کا خطبہ پڑہا۔ اس زمانہ سے قرامطہ کے
حکمران ۳۷۵ھ تک آتے جاتے رہے پہر ان پہ خوارج اہل تروی
غالب آئے اور جس قدر یہان پر روافض اور قرامطہ تھے سبھون کو
قتل کر ڈالا اس وقت سے یہان کی ریاست انھین کے قبضہ مین رہی اور
بنی ازد اسکی حکمرانی کرتے رہے بعد ازان رؤسا عمان سے بنو مکرم دار الخلافت

بغداد گئے - اور بنی بویہ کی ملازمت اختیار کی اور بہران کی امداد و اعانت سے بنو مکرم نے عمان پر چڑھائی کر دی - بہت بڑی خونریزی ہوئی آخر کار خوارج جلا وطن ہو کر پہاڑون پر چلے گئے اور بنی مکرم عمان پر قابض ہو گئے - خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھا جانے لگا - بعد اسکے جب بغداد مین بنو بویہ کی حکومت مین ضعف آگیا تو بنی مکرم نے عمان مین خود سری و خود مختاری کی حکومت قایم کر لی اور اسکی کرسی حکومت پر اسکی آیندہ نسلین متمکن ہوئین انہین مین سے موید الدولہ ابو القاسم علی بن ناصر الدولہ حسین بن مکرم تھا - یہ سخی ممدوح اور بادشاہ تھا ایسا ہی جیسے ثعالبی اور مہیار دیلمی وغیرہ نے اسکی مدح کی ہے - ۴۲۸ھ مین ایک زمانہ دراز حکومت کرنے کے بعد اس نے وفات پائی - سنہ ۴۴۲ھ مین بنی مکرم مین ضعف آگیا - عورتین اور غلام امور سلطنت مین پیش پیش ہو گئے - خوارج نے اس امر کا احساس کر کے حملہ کر دیا - بنی مکرم تاب مقاومت نہ لا سکے کمال ابتری کے ساتھ پسپا ہوئے خوارج کو کامیابی حاصل ہوئی - عمان پر قبضہ حاصل کر کے بقیۃ السیف کو بھی تہ تیغ کیا شاہی کا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹ گیا وہان کے باشندے حجاز کے دیہاتون مین جا بسے - یہ ملک بالکل بنجر اور شور ہے یہ بھی عمان کا ایک حصہ ہے جو اقلیم ثانی سے بحر فارس پر آباد ہے اور جہان کہ شہر اور تجارت ملتے ہین اسکے شمال مین بحرین تک منزلون کی مسافت ہے قدرتی طور سے وہ بڑے بڑے پہاڑون کے درمیان واقع ہے اسی وجہ سے کسی شہر پناہ کے بنانے کی ضرورت محسوس نہین ہوئی - اسپر خاندان شاہی سے زکریا بن عبد الملک ازدی نے

سنہ ۴۴۹ھ مین قبضہ کیا تہا خوارج تہروہی شہر شراۃ مین انلوگون کو مذہبی تعلیم دیتے تہے اور یہ خیال کرتے تہے کہ یہہ لوگ جلندی کی اولاد سے ہین۔

اخبار اسماعیلیہ والی قلعات

عراق، فارس، و شام

یہ مذہب قرامطہ کا مذہب ہے جو حد سے گذرا ہوا رافضیون کا ایک گروہ ہے۔ جیسا کہ تم اوپر پڑہ آئے ہو اسکے مذہب مین سخت اضطراب اور اختلاف ہے۔ اس مذہب والے ہمیشہ اطراف عراق، خراسان فارس اور شام مین ایک مقام سے دوسرے مقام پر نقل و حرکت کرتے رہتے تہے۔ بعضون مین بوجہ اختلاف زمانہ اور شہرون کے اختلاف بہی پیدا ہوگیا تہا پہلے اس مذہب والے قرامطہ کے نام سے موسوم کئے جاتے تہے بعد ازان عراق مین باطنیہ کے نام سے پکارے جانے لگے پہر اسماعیلیہ کہلائے چونکہ عہد خلافت مستنصر علوی مین اسکے بیٹے نزار نے بیعت نہ کرنے پر اسماعیلیہ کے ہوا خواہون کو قتل و تہ تیغ کیا تہا اور حسن بن صباح نامی ایک شخص نے جو اسی فرقہ کا اسکے پاس رہتا تہا اسکے بعد کے ائمہ کی امامت سے مصر مین انکار کیا تہا اسیوجہ سے اسکے گروہ والون کو لوگون نے نزاریہ کے نام سے موسوم کیا۔

بعد قتل ذکرویہ اور افتراق جماعت اس مذہب والے تمام ممالک اسلامیہ مین پہیل گئے اور در پردہ و خفیہ طور سے اپنے مذہب کی تعلیم

وتلقین کرنے لگے۔ اسی مناسبت سے یہ لوگ فرقہ باطنیہ کے نام سے موسوم کئے گئے۔ پھر انکی ایذیت وتکلیف دہی تمام ممالک اسلامیہ مین عام ہوگئی کیونکہ انکا اعتقاد یہ تھا کہ غیر مذہب کا خواہ مسلم ہی کیون نہو قتل کرنا مباح ہے۔ پس اس وجہ سے فرقہ باطنیہ والے نامی نامی آدمیون کو قتل کرتے پھرتے تھے اور اپنے اس مقصد کے حاصل کرنے کو ایک گروہ باطنیہ کا مجتمع ہوتا اور مکانات کے دہلیزون مین چھپ رہتا اور جب موقع ملجاتا تو اپنے شرمناک مقصد کو حاصل کرلیتا۔ رفتہ رفتہ انکا یہ فتنہ وفساد زمانہ سلطان ملکشاہ مین جبکہ دیلم اور سلجوقیہ ممالک اسلامیہ پر حکمرانی کر رہے تھے بہت زیادہ بڑھ گیا۔ خلفا روقت انکی گوشمالی اور سرکوبی سے مجبور ہوگئے اور اسکے آتش فساد وشرارت کو بجھا نسکے تھوڑے ہی دنون مین تمام ممالک اسلامیہ مین پھیل گئے۔ اسی زمانہ مین ایک گروہ باطنیہ کا ساوہ اطراف ہمدان مین مجتمع ہوا اور نماز عید پڑھی۔ شحنہ ہمدان نے ان کو گرفتار کرکے جیل مین ڈالدیا۔ اسکے چند ہی دنون بعد رہا کردیا بعد اسکے اس فرقہ والے مضبوط مضبوط قلعات اور شہرون پر مستولی ومتصرف ہوگئے۔ سب سے پہلے جس قلعہ پر فرقہ باطنیہ مستولی ومتصرف ہوا وہ فارس کے قریب ایک قلعہ تھا جسکا والی اسی مذہب کا پابند ومقلد تھا چنانچہ اس فرقہ والے اسکے پاس جاکے پناہ گزین ہوئے اور رفتہ رفتہ وہان سب کے سب مجتمع ہوئے۔ آنے جانے والے قافلہ کو لوٹنے لگے نہایت قلیل مدت مین انکا ضرر اس اطراف وجوانب مین عام طور سے پھیل گیا پھر فرقہ باطنیہ نے قلعہ اصفہان کو دبالیا اس قلعہ کا نام شاہ در تھا سلطان ملکشاہ

سے اسکو تعمیر کرایا تھا اور اپنی طرف سے ایک شخص کو اسکا والی مقرر کیا تھا - احمد بن عطاش نامی ایک شخص فرقہ باطنیہ کا حاکم قلعہ کے خدمت مین جاکے رہنے لگا - احمد کا باپ فرقہ باطنیہ کا پیشوا تھا اسی سے حسن بن صباح وغیرہ نے تعلیم پائی تھی - فرقہ باطنیہ احمد کی اسکے باپ کے وجہ سے اور نیز اسکے ذی علم ہونے کے سبب سے بہت عزت کرتا تھا حتے کہ اس فرقہ والون نے بہت سا مال و زر جمع کرکے احمد کے پیش نظر کیا اور نہایت تپاک سے اپنا پیشوا بنایا احمد ان لوگون سے رخصت ہوکر والی قلعہ کے پاس گیا اور اپنے نمایان خدمات کے وجہ سے والی قلعہ کے آنکھون مین اس قدر عزیز و محترم ہوگیا کہ اسنے کل امور کے سیاہ و سفید کرنے کا احمد کو اختیار دے دیا پھر جب والی قلعہ مرگیا تو احمد بن عطاش قلعہ شاہ در کا والی ہوگیا - اسنے اپنے کل ہم مذہب کو جو اس قلعہ کے مضافات مین مقید تھے رہا کردیا ان لوگون کے رہا ہوتے ہی ہر چہار طرف سے امن و امان کا سایہ عاطفت اٹھہ گیا دن دہاڑے قافلے لٹنے لگے - بعد اسکے فرقہ باطنیہ اطراف قزوین مین قلعہ موت پر قابض ہوگیا - اس اطراف کو طالقان بھی کہتے تھے - یہ ممالک جعفری کے زیر حکومت تھے جعفری نے ایک علوی کو اپنے نیابت کا اعزاز دے رکھا تھا اور رے کا حاکم ابو مسلم تھا جو نظام الملک طوسی کا سسرالی رشتہ دار تھا حسن بن صباح جوڑ توڑ لگاکے ابو مسلم کے پاس آکے رہنے لگا چونکہ علوم نجوم و سحر مین حسن کو ید طولےٰ تھا اور عطاش والی قلعہ اصفہان کے نامی شاگردون مین تھا اس وجہ سے اس نے ابو مسلم کے دلمین نہایت قلیل مدت مین

اپنی جگہہ کرلی لیکن تھوڑے دنون بعد ابو مسلم نے حسن پر یہ الزام لگایا کہ یہہ مصریون کے ایلچیون سے جو اس وقت وہان تھے سازش کئے ہوئے ہے حسن یہ سنکر بھاگ نکلا۔ مختلف شہرون مین ہوتا ہوا مصر پہونچا خلیفہ مستنصر علوی بڑی آؤ بھگت سے پیش آیا اور اسکو یہ ہدایت کی کہ لوگون کو میری امامت کی تعلیم دو حسن نے عرض کیا آپ کے بعد میرا کون امام ہوگا" مستنصر نے جواب دیا" میرا بیٹا نزار" حسن مصر سے واپس ہو کر شام، جزیرہ، دیار بکر اور بلاد روم کی سیر کرتا ہوا قلعہ موت واقع خراسان مین پہونچا اور علوی کے پاس مقیم ہوا جسکو جعفری نے اپنا نائب بنایا تھا۔ علوی نے اسکی بیحد عزت کی اور اسکے قیام کو باعث نزول برکت ورحمت الہی تصور کیا۔ حسن ایک مدت تک قلعہ موت مین ٹھیرا ہوا قلعہ مذکور پر قبضہ کرلینے کی در پردہ تدبیرین کرتا رہا پس جب حسب مرضی تدبیرین ہوگئین تو حسن نے علوی کو قلعہ موت سے نکال کے قبضہ کرلیا۔ اس کی خبر نظام الملک تک پہونچی فوراً ایک سپاہ حسن کے محاصرہ پر روانہ کی۔ محاصرہ نہایت سرگرمی اور مستعدی سے کیا گیا لڑائیان شروع ہوئین اثنا رجنگ مین حسن نے فرقہ باطنیہ کے ایک گروہ کو نظام الملک کے قتل کرنے پر مامور کر دیا چنانچہ اس گروہ نے نظام الملک کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ جو فوجین محاصرہ پر تھین نظام الملک کے شہادت کے وجہ سے واپس آئین۔ پھر کیا تھا فرقہ باطنیہ کی بن آئی۔ قلعہ طبس اور نیز قوہستان کے قلعات ازدون وقایدیر جو اسکے جوار وقرب مین تھے قبضہ کرلیا۔

قوہستان کا رئیس منور نامی ایک شخص تھا جو بنی سجطامراء خراسان

ملوک سامانیہ کی نسل سے تھا گورنر قوہستان نے منور کو اپنے
یہان بلایا اور اسکی بہن کو جبراً لے لینے کا قصد کیا منور نے اسماعیلیہ
کو اپنی امداد پر بلا بھیجا چنانچہ فرقہ اسماعیلیہ باطنیہ نے پہونچکر قوہستان
کے قلعات پر بھی اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ اسی زمانہ مین قلعہ خالنجان
پر بھی فرقہ باطنیہ قابض ہو گیا تھا یہ قلعہ اصفہان سے نو کوس کے فاصلہ
پر تھا۔ پہلے یہ موید الملک بن نظام الملک کے قبضہ مین تھا بعد ازان
جاولی سقاوہ کے قبضہ مین چلا گیا جو ترکون کا ایک نامور امیر تھا
اور اسکی جانب سے کوئی ترکی امیر اس قلعہ کا حاکم ہوا۔ فرقہ
باطنیہ مین دو ایک شخص حاکم قلعہ کی خدمت مین گئے اور مستعدی سے
اسکی خدمت کرتے رہے رفتہ رفتہ اس قدر رسوخ بڑھا لیا کہ حاکم
قلعہ کے ناک کے بال ہو گئے حاکم قلعہ نے قلعہ کی کنجیان حوالہ کر دین
ان لوگون نے احمد بن عطاش والی قلعہ شاہ در کو لکھ بھیجا۔ پس احمد معہ اپنی
فوج کے بحالت غفلت اس قلعہ پر آ پہونچا۔ حاکم قلعہ گھبرا کر بھاگ
کھڑا ہوا احمد بن عطاش نے قلعہ پر قبضہ کر لیا اور جس قدر فوج وہان تھی سب
کو تہ تیغ کیا۔ اس قلعہ پر قبضہ کر لینے سے فرقہ باطنیہ کی قوت بڑھ گئی اہل
اصفہان ان سے دبنے لگے تا آنکہ ان لوگون نے اہل اصفہان پر
خراج قایم کیا۔

اس فرقہ (باطنیہ) کے مقبوضہ قلعات سے استونا وند بین الرے اور
قلعہ آمد تھا جنپر فرقہ باطنیہ نے بعد ملکشاہ سلجوقی کے براہ مکر و غداری
قبضہ حاصل کیا تھا۔ قلعہ ازدہر بھی انکے مقبوضات مین شمار کیا جاتا تھا
اس قلعہ کو ابوالفتوح ہمشیرہ زادہ حسن بن صباح نے سر کیا تھا منجملہ

انکے قلعات سے کروکوہ، قلعہ ناظر واقع خوزستان اور قلعہ طنبور متصل ارجان تہا اس قلعہ کو ابوحمزہ اسکاف نے اہل ارجان کے قبضہ سے حاصل کیا تہا۔

ابوحمزہ اسکاف کسی ضرورت سے مصر گیا ہوا تہا۔ وہین اس نے اس مذہب کی تعلیم پائی اور اس فرقہ کا ایلچی ہو کر عوام الناس کی تلقین کو واپس آیا۔

قلعہ خلاذخان بہی انہین کے قلعات سے تہا جو مابین فارس وخوزستان کے واقع تہا۔ رہزنون اور مفسدون نے تقریباً دوسو سال سے اس قلعہ کو اپنا گہر رکہا تہا اور آنے جانے والون پر شبخون مارا کرتے تہے تا آنکہ عضد الدولہ بن بویہ نے اس قلعہ کو سر کیا اور جس قدر ڈاکو یہان تہے ان سب کو تہ تیغ کیا پس جب ملکشاہ نے اسپر قبضہ حاصل کیا تو میر انز کو بطور جاگیر یہ قلعہ مرحمت فرمایا امیر انز نے اپنی طرف سے ایک شخص کو اس قلعہ کا حاکم مقرر کیا۔ فرقہ باطنیہ نے جو ارجان مین تہے حاکم قلعہ سے راہ ورسم پیدا کی۔ پہلے تو اس قلعہ کے فروخت کرڈالنے کی تحریک کی جب والی قلعہ نے اس سے انکار کیا تو فرقہ باطنیہ نے مذہبی پیرایہ اختیار کیا کہلا بہیجا کہ ہم ایک شخص کو تمہارے پاس مناظرہ کرنے کو بہیجتے ہین تاکہ تم پر ہمارے مذہب کی حقانیت ظاہر ہو۔ والی قلعہ نے یہ درخواست منظور کر لی۔ فرقہ باطنیہ نے چند سپاہیون کو جو اسی فرقہ کے ممبر تہے روانہ کیا انلوگون نے پہونچتے ہی والی قلعہ کے خادم کو گرفتار کر لیا اس نے قلعہ کی کنجیان ان کے حوالہ کردین ان لوگون نے قلعہ مین گہس کے والی قلعہ کو بہی پکڑ

لیا۔اس سے انکی شوکت و قوت بڑھ گئی۔

فرقہ باطنیہ کے آئے دن ترقیات اور فسادات سے لوگون کے کان کھڑے ہوئے۔ ہر چہار طرف سے انکے قتل پر آمادہ و طیار ہو گئے اور ان کے قتل کرنے کو ثواب اور ان سے جنگ کرنے کو جہاد سمجھکر ہر سمت سے عامہ مسلمین ان پر ٹوٹ پڑے۔ اصفہان مین بہی عوام الناس نے ان کو خوب قتل کیا۔ یہ فرقہ والے اصفہان مین اُن دنون ظاہر ہوئے تھے جبکہ سلطان برکیا روق نے اصفہان پر محاصرہ ڈالا تہا اور اصفہان مین اسکا بہائی محمد اور اسکی مان خاتون جلالیہ موجود تہی رفتہ رفتہ اس فرقہ کی دعوت اصفہان مین پہیل گئی اور انکا مکر و فریب اور انکے تبعین کی فتنہ انگیز چالین عام ہوگئین پس اصفہان کے عام باشندون نے ان پر یورش کی اور ان کو قتل کرنے لگے۔ بڑی بڑی خندق کہود کے اسمین آگ روشن کی۔ جہان پر فرقہ باطنیہ مین سے کسیکو پاتے تھے پکڑ لاتے اور اسی خندق مین انکو ڈالدیتے تھے۔ جاولی سقاوہ والی فارس نے ان پر جہاد کرنے کی غرض سے کمرہمت باندہی فوجین آراستہ کر کے ہمدان کا راستہ لیا اور ایک مدت تک فرقہ باطنیہ پر جہاد کرتا رہا بعد اسکے باطنیہ نے امراء سلجوقیہ کو براہ مکر و فریب قتل کرنے کی غرض سے ہمدان کیطرف کوچ کیا۔ چنانچہ اس فرقہ نے ہمدان پہونچکے یہ طریقہ اختیار کر لیا کہ ایک شخص اس گروہ کا امراء سلجوقیہ مین سے ایک امیر کے قتل کرنے کو بتبدیل لباس جاتا اور موقع پاکر اسکو قتل کر کے اپنے آپ کو بہی لقمہ نہنگ اجل بنادیتا۔ اصل یہہ ہے کہ اس امر پر سلطان برکیاروق نے اس فرقہ کو آمادہ کیا تہا اور اپنے بہائی کے معاملہ مین اس

فرقہ سے اعانت طلب کی تھی۔ پس فرقہ یہ چال سچلنے لگا کہ ایک شخص انمین سے
ایک امیر کی خدمت مین جاکر ملازمت اختیار کرتا اور جب اسکو
موقع ملجاتا تو یہ اس امیر پر وار کر دیتا اکثر یہ ہوتا تھا کہ وہ امیر
مرجاتا اور اس جرم کے یاداش مین وہ باطنی بھی مارڈالا جاتا تھا
غرض اس طریقہ سے امرار سلجوقیہ کے ایک گروہ کو اس فرقہ نے
زیر خاک پہنچا دیا۔

ہرگاہ سلطان برکیاروق کو اپنے بھائی محمد کے مقابلہ مین کامیابی
حاصل ہوئی تو اس وقت یہ فرقہ اسکے تمام لشکر مین ملاجلا ہوا تھا
اس گروہ نے آہستہ آہستہ گروہ بندی بھی کرلی تھی امرار لشکر کو ان
سے خطرہ پیدا ہوا وقتاً فوقتاً خود بھی ان لوگون نے امرار لشکر کو قتل کرنے
کی دہمکیان دین امرار لشکر ہر وقت مسلح رہنے لگے اور اس امر کی شکایت
سلطان برکیاروق سے کی اور نیز یہ خبر دیا کہ اس فرقہ والون سے اور
آپ کے بھائی کی فوج سے مراسم اتحاد ہین۔ سلطان برکیاروق یہ سنکے
آگ بگولا ہوگیا۔ عام طور سے ان لوگون کے قتل کی اجازت دے دی
خود بھی مسلح ہوکے سوار ہوا اسکی فوج بھی مرتب ہوکر اسکے ہمراہ ہوئی
فرقہ باطنیہ پر زمین باوجود وسعت وفراخی کے تنگ ہوگئی۔ جس طرف جاتے
تھے قتل کئے جاتے تھے۔ امیر محمد جو علاء الدولہ بن کاکویہ کی نسل
سے تھا اور اس مذہب وسلسلہ کا ایک ممبر تھا بخوف جان بھاگا مگر اس
جان باختہ کو اجل نے نچھوڑا۔ بغداد مین ابو ابراہیم استرابادی سلطان
کی سفارت مین گیا ہوا تھا سلطان برکیاروق نے لکھہ بھیجا وہان گرفتار
ہوکر مارڈالا گیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ فرقہ باطنیہ پر ہر چہار طرف سے قتل

کی بوچھار پڑرہی تھی جس طرف آنکھیں اوٹھتی تھیں فرقہ باطنیہ ہی کے مقتول نظر آتے تھے ہر شخص انکے قتل وخونریزی پر تلا ہوا تھا - یہ واقعات ۴۹۳ھ کے ہیں -

پھر جب بعد سلطان برکیا روق کے سلطان محمد کا دور آیا اور اسکی حکومت وسلطنت کو پورے طور سے استحکام واستقلال حاصل ہوگیا تو سلطان محمد نے قلعہ شاہ ور پر جسکا والی احمد بن عطاش تھا فوج کشی کی یہ قلعہ اصفہان کے قریب تھا اور فرقہ باطنیہ کا گویا یہی قلعہ دار السلطنت تھا ماہ رجب ۵۰۰ھ چھٹی صدی میں اس قلعہ کا محاصرہ کیا گیا - چھ کوس کا اس قلعہ اور پہاڑ کا دور تھا سلطان محمد نے اپنے امراء لشکر کو باری باری جنگ کرنے پر مامور کیا اور نہایت حزم واحتیاط اور کمال مستعدی سے اس قلعہ پر مدت دراز تک حملہ کرتا رہا تاآنکہ فرقہ باطنیہ شدت جنگ اور طول محاصرہ سے گھبرا گیا - فقہاء اہل سنت وجماعت سے اپنے معاملہ میں استفتار کیا جسکا مضمون یہ تھا کیا فرماتے ہیں سادات فقہاء ائمہ دین اس گروہ کی بابت جو کہ اللہ تعالے پر اور قیامت پر اور اسکی کتابوں اور رسولوں پر ایمان رکھتا ہے اور ماجاء بہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حق جانتا ہے اور اسکی تصدیق کرتا ہے لیکن محض امامت میں اختلاف کرتا ہے کیا سلطان وقت کو اسکی موافقت اور رعایت جایز ہے اور انکی اطاعت قبول کرنا روا ہے اور ہر اذیت سے انکو بچانا مناسب ہے یا نہیں ؟ اکثر فقہاء نے اسکے جواز کا فتوے دیا بعضوں نے توقف اختیار کیا بحث ومناظرہ کرنے کو علماء وفقہاء جمع ہوئے سمنجانی جو شافعیہ کا نامی وسربر آوردہ عالم تھا اس گروہ کے قتل کے

وجوب کا قائل ہوا اور صاف صاف کہدیا کہ اس فرقہ کا محض اقرار باللسان
اور تلفظ بالشہادتین کافی نہوگا جب تک وہ احکام شرع کی مخالفت سے
نہ باز آئین اسوجہ سے اجماعاً ان کی خونریزی مباح ہے - بہت دیر تک
مناظرہ ہوتا رہا مگر کوئی امر طے نہوا تب علماء اہل سنت وجماعت نے
مناظرہ کرنے کی غرض سے فرقہ باطنیہ کے علماء کو طلب کیا اور روساء
اصفہان کو بھی اس جلسہ مین بلایا - مگر فرقہ باطنیہ نے حیلہ و حوالہ کر کے
ٹالدیا اور سفارت بے نیل مرام واپس آئے سلطان محمد حیلا کے
محاصرہ مین شدت کرنے لگا بالآخر فرقہ باطنیہ امن کا خواستگار
ہوا اور یہ درخواست کی کہ بعوض اس قلعہ کے ہمکو قلعہ خالنجان مرحمت ہو
جو اصفہان سے دس کوس کے فاصلہ پر ہے اور اس قلعہ سے نکلکر قلعہ
خالنجان مین جانے کو ایک مہینہ کی مہلت دیجائے - سلطان محمد نے
اس درخواست کو منظور کر لیا فرقہ باطنیہ مال واسباب فراہم کرنے مین مصروف ہوا ابھی مدت مقررہ
تمام نہوئی تھی کہ فرقہ باطنیہ مین سے چند لوگون نے سلطان محمد کے ایک امیر پر حملہ کر دیا - اتفاق یہ کہ
یہ امیر ان کے حملہ سے بچگیا سلطان محمد کو اسکی خبر لگی تو اس نے از سر نو پھر محاصرہ کر لیا -
فرقہ باطنیہ نے خود کردہ پشیمان ہو کر امان طلب کی اور قلعہ ناظر وطبس چلے جانے
کی اجازت چاہی اسطور سے کہ سلطان محمد اپنے چند دستہ فوج کے
ساتھ ہمارے ایک حصہ فوج کو قلعہ ناظر پہنچانے پر مامور
فرمائے اور باقی ماندگان کو قلعہ کے ایک گوشہ مین نظر بند و محبوس رکھے
جب یہ حصہ قلعہ ناظر مین پہونچ جائے تو دوسرے حصہ کو جو قلعہ مین محبوس
ہے حسن بن صباح کے پاس قلعہ موت مین بھیجدے - سلطان محمد نے
انکی یہ درخواست بھی منظور فرمالی چنانچہ پہلا حصہ فرقہ باطنیہ کا بہمراہی سلطانی

فوج قلعہ ناظر وطبس کو روانہ ہوا سلطان نے قلعہ کے ویران کرنے کا حکم دیا جسکی تعمیل نہایت مستعدی سے شاہی فوج کرنے لگی - احمد بن عطاش قلعہ کے ایک برج مین چھپ رہا - سپاہیون نے اس پر حملہ کیا اور بعض سپاہی دوڑکر سلطان کے پاس آئے اور اس مکان محفوظ کا جہانکہ احمد بن عطاش روپوش ومتمکن ہوگیا تھا پتہ بتایا سلطان نے اشارہ کردیا ایک امیر چند سپاہیون کو لیکے اس برج پر چڑھ گیا اور جس قدر فرقہ باطنیہ وہان پائے گئے سبھون کو قتل کرڈالا - ان مقتولون کی تعداد اسّی بیان کیجاتی ہے - احمد بن عطاش زندگرفتار کرلیا گیا - کھال کھنچکے بھوسہ بھراگیا - اسکے ساتھ اسکا لڑکا بھی ماراگیا دونون کے سراوتار کے بغداد بھیجے گئے اسکی بیوی نے یہ عنوان دیکھ کے اپنے کو ایک بلند مقام سے نیچے گرادیا - ہلاک ہوگئی -

اسماعیلیہ شام جس وقت ابو ابراہیم استرآبادی بغداد مین حسب تحریر سلطان بر کیاروق قتل کردیا گیا جیساکہ اوپر بیان کیا گیا تو اسکا برادرزادہ بہرام دارالخلافت بغداد سے شام کی طرف بھاگ گیا اور وہین درپردہ اپنے مذہب کی تعلیم وتلقین کرتا تہا - رفتہ رفتہ اہل شام کے ایک گروہ نے اس مذہب کو قبول کرلیا - زیادہ تر لوگون کو اس مذہب کی طرف میلان اس وجہ سے ہوا کہ فرقہ باطنیہ اسماعیلیہ براہ مکروفریب قتل کرنے مین خوب مشہور ہوچکا تہا -

ابوالغازی بن ارتق والی حلب اپنے دشمنون کے مقابلہ مین کامیابی حاصل کرنے کی غرض سے بسا اوقات فرقہ باطنیہ سے رسم اتحاد رکھتا تہا - اسی نے علی بن طغتکین اتابک والی دمشق کو بھی اس فرقہ سے مراسم اتحاد

قایم کرنے کی ہدایت و تحریک کی تھی چنانچہ علی نے اس رائے کو قبول کرلیا اور بہرام اسکے پاس چلا گیا اسی زمانہ سے اسکی شہرت ہو چلی اور علانیہ اپنے مذہب کی دعوت دینا شروع کردی اور ابو علی طاہر بن سعد مزدغانی وزیر مصلحت وقت کیوجہ سے بہرام کی اعانت کرنے لگا تھوڑے ہی دنوں مین بہرام کی حکومت مین استقلال و استحکام کی کیفیت پیدا ہوگئی اور اسکے مقلدون اور متبعین کی جماعت بڑہ گئی مگر باین ہمہ دمشق کے عوام الناس کی مخالفت سے بہرام کو خطرہ تھا۔ علی والی دمشق اور اسکے وزیر ابو علی سے درخواست کی کہ ہم لوگون کے رہنے اور بوقت ضرورت وہان پناہ گزین ہونے کے لئے ایک قلعہ عنایت کیا جاے۔ علی نے ۵۲۰ھ مین قلعہ بانیاس دے دیا۔ پس بہرام نے دمشق مین اپنا ایک نائب مذہبی تعلیم اور تلقین کی غرض سے چھوڑکر قلعہ بانیاس کا راستہ لیا۔

قلعہ بانیاس مین بہرام کے متمکن ہونے سے اسکے مذہب نے بہت بڑی ترقی کی تمام اطراف و جوانب مین یہہ مذہب پھیل گیا اور متعدد قلعات پر جو کہ اس طرف کے پہاڑون مین تھے قابض و متصرف ہو گیا ازانجملہ قلعہ قدموس وغیرہ تھے۔

وادی تیم صوبہ بعلبک مین بہت بڑا گروہ مجوس نصرانی اور دروزیہ کا رہتا تھا ضحاک نامی ایک امیر ان سب کا سردار تھا ۵۲۲ھ مین بہرام نے ان پر فوجکشی کی اور قلعہ بانیاس پر اپنی طرف سے اسماعیل کو بطور نائب کے مقرر کیا ضحاک نے ایک ہزار کی جمعیت سے بہرام کا مقابلہ کیا گھمسان لڑائی ہوئی ضحاک نے بہرام کو ہزیمت دیکے اسکے لشکرگاہ کو لوٹ لیا بہرام کے سیکڑون ہمراہی کھیت رہے اور خود بھی اثناء وارفتہ

مین مارا گیا - بقیۃ السیف بحال پریشان قلعہ بانیاس پہنچے اسماعیل نے ان سبھون کی اشک شوئی کی اور ان پر حکومت کرنے لگا -

اسماعیل نے اپنے مذہب والون کے منتشر شیرازہ کو اکٹھا کیا اور اپنے ایلچیون کو اشاعت و تعلیم مذہب کی غرض سے دور دراز ملکون مین بھیجا - ابو علی وزیر نے اس معاملہ مین اسکا ہاتھ بٹایا اور اس گروہ کی مالی و فوجی امداد کی دمشق مین بہرام کا خلیفہ ابو الوفا تعلیم و تلقین کر رہا تھا - ان وجوہات و اسباب سے ادہر فرقہ باطنیہ کی قوت و شوکت بڑھ گئی گئی ہوئی قوت پھر عود کر آئی متبعین کی تعداد مین معقول اضافہ ہو گیا ادہر تاج الملوک بن طغتگین والی دمشق کے قوائے حکمرانی مضمحل ہو چلے - تب ابو علی وزیر نے عیسائیون کو یہہ پیام دیا کہ ہم تمکو دمشق پر قبضہ اس شرط سے دینگے کہ تم ہمکو صور پر قابض کر دو عیسائیون نے اس درخواست کو منظور کر لیا اور اس امر کے تکمیل کو ایک خاص دن مقرر کیا بعد اسکے ابو علی وزیر نے اسماعیلیہ سے سازش کر لی اور ان کو عیسائیون کے مقابلہ پر آمادہ و طیار کر دیا - کسی ذریعہ سے اسماعیل کو اسکی خبر لگ گئی اس خوف سے کہ مبادا عوام الناس ہماری مخالفت پر کمر بستہ ہو جائین قلعہ بانیاس عیسائیون کے سپرد کر کے انہین کے ہان چلا گیا - اور وہین سنہ ۵۲۴ھ مین مر گیا -

اس اطراف مین فرقہ باطنیہ اسماعیلیہ کے بہت سے قلعات تھے جو ایک دوسرے سے متصل تھے - سب سے بڑا قلعہ مصیات تھا جس وقت سلطان صلاح الدین نے سنہ ۵۷۰ھ مین ملک شام پر قبضہ حاصل کیا اس وقت اس قلعہ پر بھی محاصرہ ڈالا اور نہایت سختی سے جنگ شروع کی - سنان سردار فرقہ اسماعیلیہ نے صلاح الدین کے ماموں شہاب الدین حارمی کو

حماۃ مین لکھا کہ صلاح الدین سے مصالحت کرا دو اور بصورت مصالحت نکرنے کے قتل کرا ڈالنے کی دھمکی دی - پس شہاب الدین حماۃ سے صلاح الدین کے پاس گیا اور انکی طرف سے صلاح الدین کے خیالات کی اصلاح کر دی۔ صلاح الدین نے محاصرہ اٹھالیا -

بقیہ حالات قلاع عراق مقبوضہ اسماعیلیہ

اسماعیلیہ کے یہہ قلعات جو عراق مین تھے جنکو زمانہ احمد بن غطاش اور حسن بن صباح نے بزور حکمت عملی قبضہ حاصل کیا تھا برابر انہین گمراہیون کے معدن اور انہین خباثت کے مخزن بنے ہوئے تھے حسن بن صباح کے بہت سے مقالات مذہبی ہین جو از سرتاپا خیالات رافضیہ مین ڈوبے ہوئے حد اعتدال سے بڑہے ہوئے اور حد کفر تک پہونچے ہوئے ہین روافض ان کو مقالات جدیدہ سے موسوم کرتے ہین اور سوائے ان روافض کے جو جادہ اعتدال سے بڑہے ہوئے اور تعصب مین ڈوبے ہوئے ہین اور کوئی ان مقالات کو اپنا مذہب وعقیدہ نہین ٹھرا دیتا - ان مقالات کو شہرستانی نے کتاب الملل والنحل مین ذکر کیا ہے - اگر تم اس سے واقف ہوا چاہتا ہو تو کتاب مذکور کا مطالعہ کرو -

چونکہ اس فرقہ کی مضرت اور بیحد خونریزیان مشہور ہوگئی تھین اس وجہ سے ملوک اسلام ہر چہار طرف سے ان پر بہ نیت جہاد فوجکشی کرنے لگے اس اثنا مین ملوک سلجوقیہ کے نظام حکومت مین خلل پیدا ہوگیا اور ایتغمش نے رے اور ہمدان کو دبالیا - پس اسنے ۶۰۲ھ مین فرقہ باطنیہ کے ان قلاع پر جو قزوین کے قرب و مجاورت مین تھے فوجکشی کی اور نہایت مستعدی اور ہوشیاری سے محاصرہ کیا۔ چنانچہ انمین سے پانچ قلعات کو بزور تیغ مفتوح کرکے قلعہ موت کا قصد کیا۔ مگر اتفاق کچھہ ایسا پیش آگیا از چند موانع

ایسے حائل ہوگئے کہ جنکی وجہ سے قلعہ مذکور التمش کے دستبرد سے بچ رہا۔
بعد اسکے جلال الدین منکبرنی بن علاء الدین خوارزم شاہ نے جس وقت ہندوستان
سے واپس آرہا تھا اور بلاد آذربیجان اور ارمینیہ پر قبضہ و تصرف حاصل کیا تھا فرقہ
اسماعیلیہ باطنیہ پر فوجکشی کی اور جیسا کہ اس فرقہ والوں نے امرار اسلام کو
قتل کیا تھا اسی طرح اسنے بھی اس فرقہ کے سرداروں کو تہ تیغ اور انکے
آباد شہروں اور قلعوں کو تخت و تاراج کیا قلعہ موت کے قرب
وجوار اور نیمروزہ قلاع جو خراسان مین تھے جلال الدین کے حملوں
سے ویران اور خراب ہوگئے۔ اس فرقہ نے جس وقت سے تاتاریون
نے خروج کیا تھا بلاد اسلامیہ کی طرف پاؤں بڑہائے تھے۔ پردہ
غیب سے جلال الدین انکی سرکوبی کو اٹھ کھڑا ہوا اور ۶۲۴ھ مین
ان پر فوجکشی کردی جیسا کہ تم ابھی اوپر پڑھ آئے ہو۔ اس واقعہ سے فرقہ
باطنیہ کی کماحقہ گوشمالی ہوگئی اور انکی بیماری کا معقول علاج کردیا گیا
بعد ازان جب تاتاریون کے قبضہ اقتدار مین عنان حکومت آگئی تو ہلاکو
نے ۶۵۰ھ مین بغداد سے انکے قلاع پر چڑہائی کی بعد اس کے
ظاہر نے اُن قلعات پر حملہ کیا جو شام مین تھے۔ اکثر قلعات ان حملوں کے
نذر ہوگئے باقی ماندگان نے اطاعت قبول کرلی۔ قلعہ مصیات وغیرہا
علم حکومت کے مطیع ہوگئے اور انکا زمانہ حکومت اس طرح سے منقضی
ہوگیا کہ گویا صفحہ ہستی پر نہ تھا۔ خال خال جو باقی رہ گئے انکے ذریعہ سے
ملوک باطنیہ اپنے دشمنوں کو دہوکا وفریب دے کر قتل کراتے
تھے۔ یہ لوگ اپنے کو فداویہ کے لقب سے ملقب کرتے تھے
یعنی اپنی نفس کو موت کے بدلہ مین دیکر اپنا مقصد حاصل کرتے

تھے واللہ وارث الارض ومن علیہا۔

اخبار حکومت بنی اخیضر حسنی حکمرانان یمامہ

جسوقت موسے الجون بن عبد اللہ بن حسن سبط کے دونون بہائی محمد و ابراہیم روپوش ہوگئے اسوقت خلیفہ ابوجعفر منصور نے ان دونونکے حاضر لانے پر موسیٰ جون کو مجبور کیا چنانچہ موسیٰ جون نے انکے حاضر لانیکی ذمہ واری کرلی بعدازان خودبہی روپوش ہوگیا مگر اتفاق سے خلیفہ منصور نے پتہ لگاکر موسیٰ جون کو گرفتار کرلیا اور ایک ہزار درے پٹوائے پہرجب اسکا بہائی محمد المہدی مدینہ مین قتل کیا گیا تو بخوف جان موسیٰ جون دوبارہ چہپ رہے تاآنکہ جان بحق تسلیم کردی اسی کی نسل سے اسماعیل اور اسکا بہائی محمد اخیضر پسران یوسف بن ابراہیم بن موسے تھا ۲۵۱ھ مین اس اسماعیل موسوم بہ سفاک نے سرزمین حجاز مین خروج کیا بعدازان مکہ کی طرف بڑہا جعفر والی مکہ سباسات بہاگ گیا اسماعیل نے اسکے اور شاہی امرا کے مکانات کو لوٹ لیا اہل مکہ اور شاہی لشکر کے جماعت کثیر کو تہ تیغ کیا جس قدر اٹہالے جانے کے قابل تہا کعبہ اور اسکے خزانہ سے سونے چاندی کا مال اٹہالیگیا خانہ کعبہ کا غلاف اوتارلیا دولاکہہ دینار اہل مکہ کے لوٹ لیے مکانات مین آگ لگادی۔ پچاس دنون تک ٹہیرا رہا بعدازان مدینہ منورہ کیجانب کوچ کیا۔ والی مدینہ یہہ خبر پاکے روپوش ہوگیا اسماعیل نے پہونچتے ہی مدینہ منورہ پر محاصرہ ڈالدیا تاآنکہ اہل مدینہ رسد غلہ کے بند ہوجانے سے بہوکون مرگئے مسجد نبوی مین کئی روز تک نماز نہ پڑہی گئی۔ دارالخلافت مین اسکی خبر لگی تو شاہی لشکر طیار ہوکر مدافعت کی غرض سے آپہونچا۔ اسماعیل محاصرہ اٹہا کے

مکہ معظمہ لوٹ آیا اور مکہ معظمہ کا دوبارہ محاصرہ کر لیا۔ دو مہینے تک محاصرہ کئے رہا بعد ازان جدہ کا رخ کیا۔ سوداگروں کے مال لوٹ لئے کشتیون مین جسقدر تجارتی اسباب لدا تہا سب کا سب لوٹ کے مکہ معظمہ کے جانب مراجعت کی مگر اسکے پہنچنے سے پہلے محمد بن عیسیٰ بن منصور اور عیسیٰ بن محمد مخزومی مکہ معظمہ ہوپہنچگئے تھے۔ خلافت مآب نے ان لوگونکو دربار خلافت سے اسماعیل سے جنگ کرنے کو روانہ کیا تہا۔ مقام عرفات مین معرکہ آرائی کی نوبت آئی۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی تقریباً ایک ہزار حاجی شہید ہوگئے سیکڑون کی کہالین کہچوالی گئین باقی ماندگان نے مکہ معظمہ مین جا کے پناہ لی۔ موقف مین سوائے اسماعیل اور اسکے ہمراہیون کے اور کوئی متنفس نہ تہا چنانچہ اسماعیل نے اپنے نام کا خطبہ پڑہا۔ پہر لوٹ کر جدہ آیا اور دوبارہ اسکو تخت و تاراج کیا بالآخر اپنے خروج کے ایک سال بعد بعارضہ چیچک آخری ۲۵۲ھ مین زمانہ جنگ مستعین و معتز مین مرگیا۔ اسماعیل سرزمین حجاز مین عرصہ بیس سال سے دوڑ دہوپ کر رہا تہا۔ بوقت وفات اس نے کوئی اولاد نہین چھوڑی بجائے اسکے اسکا بہائی محمد اخیضر متمکن ہوا۔ یہ اُس سے بیس برس بڑا تہا۔ اسنے یمامہ کی طرف خروج کیا اور بزور تیغ اسپر قابض ہوگیا اور قلعہ خضریہ کو لے لیا۔ اسکے چار لڑکے تھے محمد، ابراہیم، عبداللہ اور یوسف۔ بعد وفات محمد اخیضر اسکا بیٹا یوسف حکومت کرنے لگا اور اپنے بیٹے اسماعیل کو حکومت و ریاست مین شریک کر لیا۔ پہر جب یوسف مرگیا تو اسماعیل تنہا زمام حکومت کا مالک ہوا۔ اسکے تین بہائی اور تھے حسن، صالح اور محمد (پسران یوسف) اسکے بعد اسکا بہائی حسن بعدہ اسکا بیٹا احمد بن حسن یکے

بعد دیگرے حکمران ہوئے اور اس وقت سے برابر انہی کی حکومت انہین کے خاندان مین رہی تا آنکہ ان پر قرامطہ غالب آگئے اور انکی حکومت و سلطنت جاتی رہی والبقاء للہ وحدہ

ملک مغرب بلاد سوڈان کے شہر غانہ مین جانب بحر محیط ہے بنی صالح کی حکومت تھی مولف کتاب نزہۃ جار نے جغرافیہ مین بنی صالح کا ذکر تحریر کیا ہے مگر ہمکو صالح کی نسب سے ایسی واقفیت نہین ہوئی جس پر کہ ہمکو اعتماد ہوتا بعض مورخین نے لکھا ہے کہ یہہ صالح عبد اللہ بن موسے بن عبد اللہ ملقب بہ ابو الکرام بن موسے جون کا بیٹا ہے اور اس نے خلافت مامون مین خراسان مین خروج کیا تھا مگر اراکین خلافت کی حسن تدبیر سے پہلے صالح بعد ازان اسکا بیٹا محمد گرفتار کرلیا گیا تھا - باقی ماندہ اسکی اولاد مغرب کی طرف چلی گئی اور شہر غانہ مین اپنی حکومت و ریاست کی بنا قایم کی ابن حزم نے صالح کو اس نسب سے موسی جون کے اعقاب مین نہین ذکر کیا شاید یہ وہی صالح ہو جسکو ہم نے ابھی یوسف بن محمد اخیضر کی اولاد مین ذکر کیا ہے واللہ اعلم -

اخبار دولت سلیمانین از
بنی حسن حکمرانان مکہ و یمن

مکہ معظمہ اس سے کہین زیادہ مشہور و معروف ہے کہ جن الفاظ سے ہم اسکی صفت لکھینگے یا اسکو ہم متعارف کرینگے بہرکیف دوسری صدی کے بعد اسکے اصلی باشندے قریش علویون کے پے در پے فتنے

وفسادات سے جو آئے دن سرزمین حجاز مین واقع ہوتے تھے زاویہ عدم وگنامی مین روپوش ہو گئے اور یہہ سرزمین مبارک ان کے نام و نشان سے خالی ہو گئی۔ سواے معدودے چند متبعین بنی حسن کے کہ جنکے نامی امراء حبشہ اور دیلم کے آزاد غلام تھے اور کوئی باقی نرہا

اس متبرک شہر کا حاکم ہمیشہ دربار خلافت بغداد سے مقرر ہوکر آیا کرتا تہا اور یہان برابر خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑہا جاتا تہا تا آنکہ عہد حکومت مستعین اور معتز مین اور نیز انکے بعد بہی آتش فساد مشتعل ہوئی جس سے ایک جدید ریاست اس شہر مین سلیمان بن داود بن حسن مثنی بن حسن سبط کی اولاد کی قایم ہو گئی۔ دوسری صدی کے آخر مین اس خاندان کا بزرگ اور قابل فخر ممبر محمد بن سلیمان نامی ایک شخص تہا۔ یہ سلیمان سلیمان ابن داود نہین ہے کیونکہ اسکو ابن حزم نے لکہا ہے کہ یہ مدینہ منورہ مین زمانہ خلافت مامون مین دعوے دار حکومت وریاست ہوا تہا اور ان دونون زمانون مین تقریباً ایک سو برس کا فرق ہے۔

غرض ۳۰۱ھ عہد خلافت مقتدر مین محمد بن سلیمان نے علم خلافت عباسیہ کی اطاعت سے انحراف کیا اور موسم حج مین یہ خطبہ دیا۔

"الحمد لله الذی اعاد الحق الی نظامه وابزهر الایمان من اکمامه و"
"کمل دعوة خیر الرسل باسباطه لا بنی اعمامه صلی الله علیه وعلی الہ الطاہرین"
"وکف عنا ببرکته اسباب المعتدین وجعلها کلمة باقیة فی عقبه الی یوم الدین"

ترجمہ جمیع ستایش الله کیلیئے ہے جسنے حق کو اسکے نظام پر لوٹایا اور شگوفہ ایمان کو اسکی آستینو نسے ظاہر کیا اور دعوت خیرالرسل کو اسکے اسباط سے کامل کیا نہ کہ اسکے بنی اعمام سے بہی رحمت اللہ کی اسپر ہو اور انکے آل پاک پر۔ اور انکی برکت سے دشمنونکی عداوت ہم سے روک دی گئی اور اسکو انکے آئندہ نسلون مین کلمہ باقیہ روز قیامت تک کے لئے بنایا۔

بعد خطبہ کے یہ اشعار پڑھے

لاطلبن بسیفی ما کان للحق دینا — ہم بزور تیغ راہ حق طلب کرینگے۔

واسطون بقوم بغوا وجاروا علینا — اور جس قوم نے ہم سے عداوت و مخالفت کی سکو نیچا دکھائینگے

یعدون کل بلاد من العراق علینا — یہ لوگ عراق کے شہرونکو ہمارے مخالفت پر اوبھار رہے تھے۔

یہ اپنے کو زبیدی کے لقب سے بہ لحاظ اپنے مذہب کے کہ وہ مذہب امامیہ کا ایک شعبہ ہے ملقب کرتا تھا۔

اس زمانہ مین عراق کے قافلے برابر مکہ معظمہ آیا کرتے تھے تا آنکہ ابوطاہر قرمطی نے ۳۱۲ھ مین چھیڑ چھاڑ کی اور ابوالہیجاء بن حمدان والد سیف الدولہ کو معہ ایک گروہ کے قید کرلیا۔ حاجیون کو تہ تیغ کرکے عورتون اور بچون کو کف دست میدان مین چھوڑ دیا جو بغیر مارے ہوئے مر گئے۔ قرامطہ کی اس حرکت سے حاجیون کی آمد عراق سے منقطع ہوگئی بعد اسکے خلیفہ مقتدر نے ۳۱۷ھ مین اپنے خدام مین سے منصور دیلمی کو قرامطہ کی سرکوبی پر مامور کیا چنانچہ یوم الترویہ کو مکہ مین ابو طاہر قرمطی سے مڈبھیڑ ہوئی ابوطاہر نے حاجیون کے مال و اسباب کو لوٹ لیا اور ان کو کعبہ و حرم مین بھی قتل کیا۔ چاہ زمزم مقتولون کی نعش سے پُر ہوگئی۔ غریب حجاج چلا رہے تھے کیف یقتل جیران اللہ (اللہ کے ہمسایہ کیون قتل کیے جاتے ہین) ابوطاہر قرمطی جواب دے رہا تھا لیس بجار من خالف اوامر اللہ و نواھیہ (جو شخص اللہ کے اوامر اور ممنوعات کی مخالفت کرتا ہو وہ اللہ کا ہمسایہ نہین ہے) اور آیہ کریمہ انما جزاء الذین یحاربون اللہ و رسولہ ویسعون فی الارض

یہی سزا ہے انکی جو لڑائی کرتے ہین اللہ سے اور اسکے رسول سے اور دوڑتے ہین ملک مین فساد کرنیکو کہ انکو قتل کیجیے یا سولی چڑھائی یا کاٹے انکے ہاتھ پاؤن مقابل کا یا دور کیے جاوین اس ملک سے یہ انکی رسوائی ہے دنیا مین [illegible] مگر جنہون نے توبہ کی تمہارے ہاتھ پڑنے سے پہلے تو جان لو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

فسادا ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم وارجلھم من خلاف او ینفوا من الارض
ذالک لھم خزی فی الدنیا ولھم فی الاخرۃ عذاب عظیم الا الذین تابوا من قبل
ان تقدروا علیھم فاعلموا ان اللہ غفور الرحیم ہ

ابوطاہر قرمطی عبید اللہ المہدی والی افریقیہ کے نام کا خطبہ پڑھا کرتا تھا۔
اس قتل وخونریزی عام سے فارغ ہوکر ابوطاہر قرمطی حجر اسود کو اکھاڑ کر احسار
اوٹھا لے گیا۔ خانہ کعبہ کا دروازہ کھود کر پھینک دیا۔ ایک شخص میزاب کے
اوکھاڑنے کو خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھا گرا مر گیا۔ ابوطاہر نے کہا جانے دو یہ
ابھی محفوظ رہے گا تا آنکہ اسکا مالک یعنے مہدی آئے" عبید اللہ مہدی کو ان
واقعات کی خبر لگی تو اس نے تہدید کا خط لکھا جسکا ترجمہ یہ ہے

مجھے تیرے خط کے دیکھنے سے تعجب پیدا ہوا کہ تو نے ایسے حرکات ناشایستہ
کا ارتکاب کیون کیا اور کیون تجھے ایسے افعال شنیعہ کے کرنے پر جرات ہوئی
تو نے اس مکان کی بے توقیری کی جہانکہ زمانہ جاہلیت مین خونریزی اور اسکے
اہل کی اہانت حرام وممنوع سمجھی جاتی تھی ۔ تو نے بہت بڑی یہ زیادتی کی
کہ حجر اسود کو کھود لایا جو اللہ تعالے کا یمین سمجھا جاتا تھا اور جس سے اللہ تعالی کے
بندے مصافحہ کرتے تھے تجھکو اس ناشایستہ اور قبیح حرکت پر یہ خیال پیدا ہوا
کہ مین تیرا شکر گذار ہونگا۔ لعنت اللہ تعالی کی تجھپر اور تیرے اس فعل شنیع پر
سلام اسپر جسکے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہین اور جس نے آج کے دن
وہ کام کیا جسکا حساب کل اللہ تعالی کو دے سکیگا۔

اس خط کے پہونچنے سے قرامطہ علم حکومت عبیدین سے منحرف ہو گئے
بعد اسکے ۳۲۰ھ مین خلیفہ مقتدر مونس کی سازش سے قتل کیا گیا اور
بجائے اسکے اسکے بھائی قاہر نے سریر حکومت پر قدم رکھا اس سال

جدید خلیفہ کا امیر حج کرنے کو مکہ معظمہ آیا مگر آئندہ سال سے حجاج کی آمد عراق سے بند اور منقطع ہوگئی تا آنکہ ابو علی یحیی فاطمی نے ۳۲۷ھ مین عراق سے ابوطاہر قرمطی کو اس بابت تحریر کیا کہ حاجیون کو حج وزیارت سے مانع مشو زیادہ برین نیست ان لوگون سے کچھہ بطور ٹیکس لیا کرد - ابوطاہر چونکہ ابو علی کی بوجہ دین داری کے عزت زیادہ کرتا تہا اسوجہ بموجب اس تحریک کے حاجیون پر ٹکس لینے لگا اور حج کرنے کی اجازت عام دیدی یہ ایک ایسا واقعہ گذرا ہے جسکی نظیر اسلام مین ڈہونڈہنے سے نہ ملیگی - اس سال مکہ معظمہ مین خلیفہ راضی بن مقتدر کے نام کا خطبہ پڑہا گیا - بعد ازان ۳۲۹ھ مین اسکے بہائی متقی کا نام خطبہ مین پڑہا گیا - ان سنین مین حاجیون کا قافلہ عراق سے نہین آیا بعدہ ۳۳۳ھ مین تُوزون امیر الامرا کی عاملانہ تدابیر سے مستکفی بن مکتفی دار الخلافت بغداد مین سریر خلافت پر متمکن ہوا پس اس سال بوجہ مصالحت حاجیون کا قافلہ حج کرنے کو بعد ابوطاہر کے مکہ معظمہ مین آیا - پہر ۳۳۴ھ مین جبکہ معز الدولہ دار الخلافت بغداد مین مستولی اور متصرف ہوگیا اور خلیفہ مستکفی کی آنکہین نکلوا کے جیل مین ڈالدیا تہا خلیفہ مطیع بن مقتدر کے نام کا خطبہ مکہ معظمہ مین پڑہا گیا اس خطبہ مین خلیفہ مطیع کے نام کے ساتہہ معز الدولہ کا نام بہی خطبہ مین داخل وشامل تہا - بعد اسکے بوجہ قرامطہ کے حاجیون کی آمد پہر بند ہوگئی اور ۳۳۹ھ مین خلیفہ منصور علوی والی افریقیہ کے حکم وتحریک سے احمد بن ابو سعید سردار قرامطہ نے حجر اسود کو مکہ معظمہ مین واپس کردیا ۳۴۲ھ سے پہر حج کا سلسلہ شروع ہوا چنانچہ عراق اور مصر سے اپنے اپنے امیرون کے ساتہہ حجاج کا ایک جم غفیر حج کرنے کو آیا - اتفاق سے دونون گروہون مین چل گئی نزاع یہ تہی کہ

عراق سے حجاج اور اسکے امیر کا منشا یہ تھا کہ خطبہ ابن بویہ کے نام
کا پڑھا جاوے اور امیر حجاج مصر یہ چاہتا تھا کہ ابن اخشید والی مصر کا نام
خطبہ مین داخل کیا جاوے - اس واقعہ مین مصریون کو شکست ہوئی خطبہ ابن
بویہ کے نام کا پڑھا گیا - اس زمانہ سے حاجیون کی آمد و رفت پھر شروع
ہوئی تا آنکہ ۳۴۲ھ مین بغداد اور مصر سے حاجیون کا بہت بڑا قافلہ آیا - عراقی
قافلہ کا امیر محمد بن عبید اللہ تھا[۱] . . . . . . پس امیر قافلہ مصری نے
اس درخواست کو منظور کر لیا چنانچہ محمد بن عبید اللہ منبر کے پاس آیا اور ابن
بویہ کے نام کا خطبہ پڑھنے جانے کا حکم دیا - مصریون کو یہ امر ناگوار گذرا مگر چونکہ
امیر کے خلاف کوئی کارروائی نکر سکتے تھے مجبوراً خاموش رہے مگر نتیجہ یہ ہوا
کہ ادھر مصری قافلہ کے امیر کو کافور اخشیدی نے جو مصر کا سردار تھا زجر و توبیخ
کی اور گرفتار کرکے جیل مین ڈالدیا کہا جاتا ہے کہ کافور نے اسکو قتل کر ڈالا -
ادھر ابن بویہ نے محمد بن عبید اللہ سے اس مصالحت پر مواخذہ کیا -
۳۵۶ھ مین عراق کا قافلہ پھر حج کرنے کو آیا اس قافلہ کا سردار ابو احمد
موسوی پدر شریف رضی تھا جو طالبیون کا نقیب تھا - اس سال بنو سلیم نے
مصری قافلہ کو لوٹ لیا اور اسکے امیر کو مار ڈالا - ۳۵۷ھ مین پھر ابو احمد مذکور امیر
حجاج ہو کر مکہ معظمہ آیا اور مکہ معظمہ مین بختیار بن معز الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا
ان دنون سریر خلافت پر مطیع عباسی جلوہ افروز تھا - پھر ۳۶۳ھ مین
قرامطہ کے سردار کے نام کا خطبہ مکہ معظمہ مین پڑھا گیا پس جب احمد قرمطی مرگیا
ابو الحسن قرمطی اور تاجدار دولت عبیدیہ سے باہم جھگڑا ہوگیا - ابو الحسن
علم حکومت عبیدیہ کی مخالفت کا اعلان کرکے خلیفہ مطیع عباسی کا مطیع ہو گیا

۱؎ اصل کتاب مین یہ جگہ خالی ہے - مترجم

اور اسکے نام کا خطبہ پڑہنے لگا۔خلیفہ مطیع نے یہہ خبر پاکے سیاہ
پہرے روانہ کئے اور خوشنودی کا اظہار کیا بعد اسکے ابو الحسن نے
فوجین آراستہ کرکے دمشق پر چڑہائی کی جعفر بن فلاح سپہ سالار عبیدیین
اور ابو الحسن سے معرکہ ہوئی آخرکار ابو الحسن نے جعفر کو قتل کرکے دمشق پر
قبضہ کرلیا اور خلیفہ مطیع کے نام کا خطبہ پڑہنے لگا بعد ازان مابین ابو الحسن اور
جعفر کے مخالفت پیدا ہوگئی خونریزی اور قتل و غارت کے دروازے کہل گئے
معز علوی نے ایک شخص کو صلح کرانے کی غرض سے روانہ کیا اور مقتولون
کی دیت (خونبہا) اپنے خزانہ سے ادا کئے جانے کا حکمدیا۔بعد ان واقعات
کے ابو الحسن نے مصر مین وفات پائی اسکا بہائی عیسے بجاے اس کے
متمکن ہوا بعدہ ابو الفتوح حسن بن جعفر ۳۸۴ھ مین اسکا جانشین ہوا پہر جب
عضد الدولہ کی فوجین آئین تو حسن بن جعفر مدینہ منورہ بہاگ گیا اور جب عزیز کا رملہ
مین انتقال ہوا اور بنو ابی طاہر اور بنو احمد بن ابی سعید مین مخالفت کی پہر گرم
بازاری ہوئی تو خلیفہ طایع کی جانب سے ایک امیر علوی مکہ معظمہ مین آیا
اور وہان پر اسکے نام کا خطبہ پڑہنے لگا۔۳۶۶ھ مین عزیز نے مصر سے
بادیس بن زیری صنہاجی برادر بلکین والی افریقیہ کو امیر حجاج مقرر
کرکے روانہ کیا اس نے حرمین پر قبضہ کرلیا اور خطبہ و سکہ اسکے نام کا جاری
و قایم کیا۔ان دنون عضد الدولہ عراق مین اپنے ابن عم بختیار کے جہگڑون
مین مصروف تہا اس وجہ سے عراق کا قافلہ نہین آیا۔بعد اسکے سال آیندہ
آیا اور ابو احمد موسوی نے عضد الدولہ کے نام کا خطبہ پڑہا بعد ازان علم خلافت
عباسیہ کا خطبہ مکہ معظمہ سے منقطع ہوگیا اور خلفاء مصر عبیدیہ کا ایک زمانہ
تک خطبہ قایم رہا ابو الفتوح کی شان و شوکت یوماً فیوماً بڑہتی گئی اور اسکی امارت

وحکومت کو مکہ معظمہ مین استحکام ہوتا گیا۔ ۳۹۶ھ مین خلیفہ قادر نے عراق کے حاجیون کو حج کرنے کی اجازت دینے کی تحریک کی ابوالفتوح نے اس تحریک کو باین شرط منظور کیا کہ خطبہ حاکم والی مصر کے نام کا پڑھا جاوے۔ حاکم نے یہ سنکے ابن جراح امیر طی کو حاجیون سے چھیڑ چھاڑ کرنے کو لکھہ بھیجا اس مرتبہ قافلہ حجاج کا امیر شریف رضی اور اسکا بھائی مرتضیٰ تھا پس ابن جراح ان لوگون سے بملاطفت پیش آیا کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہ کی اس شرط سے کہ پھر دوبارہ نہ آئین۔ بعد اسکے ۳۹۴ھ مین حجاج عراق سے اصیغر ثعلبی نے جسوقت کہ جزیرہ پر قبضہ حاصل کیا تعرض کیا۔ اتفاق سے اس قافلہ مین دو قاری تھے انہون نے اسکو سمجھا یا بوجھایا۔ پھر آئندہ سال خفاجہ کے دیہاتیون نے حجاج کے قافلہ پر تخت وتاراج کا ہاتھہ بڑھایا اور ان غریبون کو لوٹ لیا علی بن یزید امیر بنی اسد انکی تعاقب مین روانہ ہوا چنانچہ ۴۰۲ھ مین ان لوگون سے مڈبھیڑ ہوئی پھر سال آئندہ ان لوگون نے بھی حرکت کی۔ علی بن یزید نے دوبارہ انکا تعاقب کیا اور انکی اس جرات کی گوشمالی دی جس سے علی بن یزید کی بہت بڑی شہرت ہوئی اور اسکی قوم پر اسکی سرداری کا بھی قوی سبب ہوا۔ ۴۰۲ھ مین حاکم نے اپنے عمال کو ابوبکر و عمر سے تبرا کرنے کو لکھا۔ ابوالفتوح امیر مکہ نے اس سے انکار کیا اور اسیوجہ سے حاکم سے باغی ہوگیا اسکے وزیر ابوالقاسم مغربی نے خود مختاری حکومت کی ترغیب دی حاکم نے اسکے باپ اور اعمام (چچاون) کو قتل کرڈالا چنانچہ ابوالفتوح نے اپنے نام کا خطبہ دیا الراشد باللہ کا لقب اختیار کیا اور سامان سفر درست کرکے شہر رملہ کی طرف بہ استدعا ابن جراح امیر طی بوجہ اس رنجش کے کہ مابین اسکے اور حاکم کے تھی کوچ کردیا۔ حاکم

حاکم نے یہہ خبر پا کے بنی جراح کو بہت سا مال دے کے مالامال کردیا ان لوگون نے ابو الفتوح کے ساتھہ بدعہدی کی اور اسکو حاکم کے حوالہ کردیا اسکا وزیر مغربی معہ ابن سبا ہ کے دیار بکر سرزمین موصل بہاگ گیا اور تہامی رستے چلا گیا حاکم نے حرمین شریفین کی رسد بند کردی - بعد چندے ابو الفتوح نے حاکم کی اطاعت قبول کر لی حاکم نے اسکی تقصیر معاف کردی اور امارت مکہ پہر بہیجدیا ان سنین مین عراق سے کوئی شخص حج کرنے نہین آیا تہا - ۴۱۲ھ مین اہل عراق کے ساتھہ ابوالحسن محمد بن حسن افساسی نقیبہ طالبین حج کرنے کو آیا - قبیلہ طی سے بنونبہان نے جنکا امیر حسان بن عدی تہا حاجیون کے قافلے سے چہیڑ چہاڑ کی - اہل قافلہ نے سینہ سپر ہوکر مقابلہ کیا اور کمال مردانگی سے بنونبہان کو ہزیمت دے کے اسکے امیر حسان کو مار ڈالا - اس سال مکہ مین ظاہر بن حاکم کا خطبہ پڑہا گیا - ۴۱۳ھ کے موسم حج مین اہل مصر مین سے ایک شخص نے حجر اسود پر ایک پتہر کا ٹکڑا کہینچ مارا جس سے حجر اسود مین گڑہا پڑ گیا یہ شخص اس وقت کہتا جاتا تہا تو کب تک معبود بنا رہیگا اور کب تک تیرا بوسہ دیا جایگا لوگ اسپر ٹوٹ پڑے اور مار ڈالا اس واقعہ سے اہل عراق کو جوش پیدا ہوا اہل مصر پر حملہ آور ہوئے اور انکے مال و اسباب کو لوٹ لیا اور انکی خوب مرمت کی - بعد ازان ۴۱۴ھ مین عراقی قافلہ کے ساتھہ نقیب بن افساسی امیر حج ہوکر آیا - لیکن عرب کی لوٹ مار سے ڈر کر دمشق شام واپس گیا پہر آئندہ سال حج کو آیا بعد ازان عراق کے حاجیون کا قافلہ حج کو نہ آیا تا آنکہ خلیفہ قایم عباسی نے ۴۲۲ھ مین بیعت خلافت لی اور یہ قصد کیا کہ حاجیون کا قافلہ روانہ کرنا چاہیے مگر بوجہ غلبہ عرب و انقراض حکومت بنی بویہ اسپر قادر نہوا - بعد اسکے مستنصر

بن ظاہر کا خطبہ مکہ معظمہ مین پڑھا گیا بعدہ امیر ابوالفتوح حسن بن جعفر بن محمد بن سلیمان سردار مکہ و بنی سلیمان سنہ ۴۳۰ھ مین اپنی حکومت کے چالیسوین برس انتقال کر گیا بعد اسکے امارت مکہ پر اسکا بیٹا شکر متمکن ہوا - اس سے اور اہل مدینہ سے چند وقائع پیش آے جنکے اثنا مین اس نے مدینہ منورہ پر بھی قبضہ کر لیا اور حرمین شریفین کی زمام حکومت اپنے قبضہ اقتدار مین لے لی اسیکے عہد حکومت پر بنی سلیمان کی امارت سنہ ۴۳۰ھ مین مکہ معظمہ سے جاتی رہتی ہے اور ہواشم کا دور حکومت آجاتا ہے جیسا کہ آئندہ ذکر کیا جائیگا -

اسی شکر کے نسبت بنو ہلال بن عامر کا یہ خیال ہے کہ اس نے جاریہ بنت سرجان جو امرا اشیج سے تہا نکاح کیا تہا - یہ خبر ان لوگون مین دور دور تک مشہور ہے اور چند حکایتین بہی نقل کی جاتی ہین جنکو وہ لوگ اپنے زمان کے اشعار سے مرصع کرتے ہین یہ لوگ اسکو شریف ابن ہاشم کے نام سے موسوم کرتے ہین -

ابن حزم کہتا ہے - کہ جعفر بن ابی ہاشم نے زمانہ اخشیدیین مین مکہ پر قبضہ کیا تہا بعد اسکے اسکے بیٹے عیسے بن جعفر اور ابوالفتوح اسکے بیٹے شکر بن ابوالفتوح نے حکمرانی کی بعدۂ اسکی حکومت کا سلسلہ منقطع ہو گیا کیونکہ شکر کی کوئی اولاد نہ تہی اسوجہ سے حکومت مکہ پر اسکا ایک غلام مستولی ہو گیا تہا - انتہے کلام ابن حزم -

یہ ابوہاشم جسکی طرف جعفر منسوب کیا گیا وہ ابوالہواشم نہین ہے جسکا ذکر آیندہ آنے والا ہے کیونکہ یہ زمانہ اخشیدیین مین تہا اور وہ عہد خلافت مستنصی مین اور ان دونون زمانون مین تقریباً ایک سو سال کا فرق ہے -

اخبار دولت ہواشم بنی حسن امراء مکہ تا زمانہ انقراض

یہ ہواشم اولاد سے ابو ہاشم محمد بن حسن بن محمد بن موسیٰ بن عبد اللہ ابی الکرام بن موسیٰ الجون کے ہین۔ انکا نسب مشہور و معروف ہے جسکا ذکر اوپر بیان کیا گیا۔ ان ہواشم اور سلیمانیون مین بیحد نزاعات اور فتنہ ہوئے جس وقت شکر نے وفات پائی اس وقت بنی سلیمان کی حکومت کا سلسلہ منقطع ہوگیا اس وجہ سے کہ اس نے کوئی یادگار سلسلہ نسل نہین چھوڑا تھا اُسکے مرنے پر طراد بن احمد پیش پیش ہوگیا حالانکہ یہ خاندان امارت سے نہ تھا اسکی شجاعت و مردانگی کیوجہ سے لوگون نے اسکو اپنا سردار بنالیا ان دنون ہواشم کا سردار محمد بن جعفر بن ابو ہاشم محمد تھا۔ اس نے ہواشم پر نہایت نیک نامی کے ساتھہ حکومت کی اسکی ذاتی خوبیون کے وجہ سے اسکا بہت بڑا شہرہ ہوا۔ ۴۵۴ھ مین بعد انتقال شکر ہواشم اور بنی سلیمان مین لڑائی ہوئی ہواشم نے بنی سلیمان کو ہزیمت دیکے سرزمین حجاز سے نکال باہر کیا پس یہ لوگ یمن چلے گئے وہان پر انکی حکومت و ریاست تھی جیسا کہ آیندہ ذکر کیا جائے گا۔ اس واقعہ کے بعد محمد بن جعفر استقلال و استحکام کے ساتھہ مکہ معظمہ کی امارت کرنے لگا اور مستنصر عبیدی کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کیا۔

بعد ان واقعات کے ۴۵۶ھ سے پھر حاجیون کی آمد عراق سے بوجہ سلطان الپ ارسلان بن داؤد تاجدار سلجوقیہ شروع ہوگئی جس وقت کہ سلطان الپ ارسلان بغداد اور خلافت پر مستولی ہوگیا اور خلیفہ قایم نے سلطان الپ ارسلان سے اسکی درخواست کی پس اس نے بہت سامال

(۱) ۱۹۰۰ء

وزراس معاملہ مین صرف کیا اور عرب سے ضمانت لی چنانچہ ابو الغنایم نور الدین مہدی زینبی نقیب الطالبین لوگون کے ساتھہ حج کرنے مکہ معظمہ آیا۔ اور اگلے سال بیت اللہ الحرام سے واپس ہوگیا۔

۴۵۸ھ مین امیر محمد بن جعفر نے عبیدیون کی اطاعت سے منحرف ہوکر علم خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑہنا شروع کیا اس وجہ سے مکہ معظمہ کی رسد جو مصر سے آیا کرتی تہی بند ہوگئی اسپر اہل مکہ نے امیر محمد کو ملامت و نصیحت کی تب امیر محمد پہر خلفاء عبیدیین کے نام کا خطبہ پڑہنے لگا خلیفہ قایم نے اس تبدیلی پر عتاب آمیز خط تحریر کیا اور بہت سا مال و زر بنظر تالیف قلوب بہیجا چنانچہ امیر محمد نے ۴۶۲ھ کے موسم حج مین دوبارہ خلیفہ قایم کے نام کا خطبہ پڑہا اور خلیفہ مستنصر علوی کو مصر مین معذرت کا خط روانہ کیا بعد اسکے خلیفہ قایم نے ابو الغنایم زینبی کو ۴۶۳ھ مین عراقی قافلہ کا امیر مقرر کرکے حج کرنے کو بہیجا۔ اس مرتبہ اسکے ساتھہ بہت بڑا لشکر تہا اور نیز سلطان الپ ارسلان کیطرف سے امیر مکہ کے لیئے دس ہزار دینار اور ایک قیمتی خلعت بہی تہی۔ ابو الغنائم اور امیر محمد بن جعفر والی مکہ موسم مین مجتمع ہوے اور حسب تحریک دربار خلافت امیر محمد نے یہ خطبہ دیا اور یہ کہا۔

"الحمد للہ الذی ہدانا الی اہل بیتہ بالرای المصیب وعوض"

"بیتہ بلبسۃ الشباب بعد لبسۃ المشیب وامال قلوبنا الی"

"الطاعۃ ومتابعۃ امام الجماعۃ۔"

خلیفہ مستنصر یہ خبر پاکے ہواشم سے بگڑ گیا اور سلیمانیون کیجانب مائل ہوگیا۔ علی بن محمد صیحی کو جو اسکی دعوت خلافت کا یمن مین افسر اعلی تہا لکہہ بہیجا کہ سلیمانیون کو جس طرح ہو پہر حکومت دیجائے۔ اور اس کام کے انجام

دینے کو اسکے ہمراہ مکہ روانہ ہو چنانچہ صیحی فوجین مرتب و طیار کر کے سلیمانیون کو حکومت مکہ دلانے کو روانہ ہوا سفر و قیام کرتا ہوا ہجر پہنچا - سعید بن نجاح احول جو بنی صیحی سے کسی زمانہ مین مغلوب ہو گیا تھا ہند سے آگیا اور صنعا مین داخل ہو کر لوٹ مار شروع کر دی - صیحی نے یہ خبر پا کے ستر آدمیون سے اسکا پیچھا کیا اس وقت سعید کے ہمراہ پانچہزار سپاہی تھے سعید نے اس سے مطلع ہو کر صیحی پر حملہ کر دیا اور مار ڈالا - اس واقعہ کے بعد امیر محمد بن جعفر نے ترکی فوجون کو فراہم کر کے مدینہ منورہ پر دھاوا کیا اور بنی حسن کو وہان سے نکال کے خود قابض اور متصرف ہو گیا - مدینہ منورہ پر قبضہ کر لینے سے امیر محمد حرمین شریفین کا والی بن بیٹھا - اس اثنا مین خلیفہ قایم عباسی نے انتقال کیا اسکے مرنے سے جو کچھ دربار خلافت بغداد سے مکہ معظمہ آتا تھا بند ہو گیا پس امیر محمد بن جعفر نے خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھنا بند کر دیا - اگلے سال ابو الغنائم زینبی پھر حج کرنے کو آیا اور جسقدر مال و زر دربار خلافت کی جانب سے امیر محمد کو دیا جاتا تھا کل کا کل ادا و بیباق کیا تب امیر محمد نے پھر عباسیہ کا خطبہ پڑھنا شروع کیا - بعد ازان سنہ ۴۷۰ھ مین خلیفہ مقتدی نے ایک ممبر بطرز جدید مکہ معظمہ روانہ کیا یہ ممبر لکڑی کا تھا نقش و نگار دار کا بنایا تھا اور سونے ہی سے اسپر خلیفہ مقتدی کا نام لکھا ہوا تھا - اس مرتبہ امیر قافلہ حجاج ختلغ ترکی تھا یہ پہلا شخص ہے جو ترکون سے امیر حج ہو کر مکہ معظمہ آیا تھا یہ کوفہ کا والی تھا - اس نے عرب کو بہت ستایا اور انپر طرح طرح کے ظلم و ستم کئے - اتفاق سے مابین شیعہ اور اہل سنت و جماعت کے جھگڑا ہو گیا - ممبر توڑ کر جلا دیا گیا مگر جون تون حج کے مناسک پورے کئے گئے - پھر سنہ ۴۸۳ھ مین مابین شیعہ اور اہل سنت و جماعت آتش فتنہ و

فسا دو بارہ منتقل ہوئی اور خلیفہ مستنصر کے نام کا خطبہ موقوف ہو کر خلیفہ مقتدی
کے نام کا خطبہ پڑہا جانے لگا - اس وقت سے حجاج کی امارت پر برابر ختلع مامور
رہا بعد اسکے خمارتکین مقرر کیا گیا تا آنکہ سلطان ملک شاہ اور اس کے وزیر
نظام الملک نے وفات پائی تین خلفاء عباسیہ کا خطبہ مکہ معظمہ سے منقطع
ہو گیا اور بوجہ اختلاف و نزاع امارت سلجوقیہ و غلبۂ عرب حجاج بھی عراق سے
نہ آنے لگے اتنے مین خلیفہ مقتدی تاجدار عباسیہ نے بغداد مین وفات
پائی پیچھے اسکے اسکا بیٹا مستظہر سریر خلافت پر متمکن ہوا اور خلیفہ مستنصر علوی
والی مصر کا مصر مین پیام اجل پہونچا بجائے اسکے اسکے بیٹے مستعلی کی
خلافت کی بیعت لی گئی[1] . . . . . . اپنی امارت سے - اور یہہ وہی
شخص ہے جس نے مکہ معظمہ مین علم خلافت عباسیہ کی اطاعت کا اظہار کیا
تھا اور اسکا خطبہ پڑہا تھا اور اسیوجہ سے اسکی حکومت کی بنا پڑی تھی - گاہے
گاہے خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑہنا موقوف بھی کر دیتا تھا - بعد اسکے اسکا
بیٹا قاسم والی مکہ ہوا - اسکے زمانہ حکومت مین چند اضطراب پیدا ہوا مگر صدقہ بن مزید
والی حلہ نے عراق سے حاجیون کا راستہ درست کر دیا جس سے اہل عراق ہر
سال حج کو آنے لگے ۵۱۲ھ مین نظر خادم منجانب خلیفہ مسترشد عراق کے
قافلہ کے ساتھ حج کرنے کو آیا اور خلعت و مال و زر مرسلہ خلیفہ امیر مکہ تک
پہونچایا بعدہٗ قاسم بن محمد اپنی امارت کے تیس برس بعد ۵۱۸ھ مین انتقال
کر گیا اسکا زمانہ حکومت نہایت اضطراب اور مغلوبیت مین منقضی ہوا - اسکے
مرنے پر اسکا بیٹا ابو فلیتہ امارت مکہ پر متمکن ہوا - اس نے زمام حکومت اپنے
قبضہ اقتدار مین لیتے ہی خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑہنا شروع کر دیا

---

[1] اصل کتاب مین جگہ خالی ہے - مترجم

اور اسکے محاسن اور معدلت کی تعریف کرنے لگا۔ نظر خادم امیر حجاج قافلہ عراق کے ساتھ حج کو آیا خلعت اور مال وزر امیر مکہ کے دینے کو ہمراہ لایا۔ بعد ازان ۵۲۷ھ مین ابو فلیتہ نے اپنی حکومت کے دس سال پورے کرکے وفات پائی اس وقت تک خلافت عباسیہ کا خطبہ مکہ معظمہ مین پڑہا جاتا تہا اور قافلہ حجاج کی امارت پر نظر خادم تہا۔

بعد چندے خلیفہ مسترشد اور سلطان محمود کے جہگڑے پیش آئے اور اسکا واقعہ قتل وقوع پذیر ہوا جس سے حاجیون کے قافلہ کی آمد بند ہوگئی۔ اسکے اگلے سال نظر خادم پہر امیر حجاج ہوکر قافلہ کے ساتھ آیا اسمار صلیحیہ والیہ یمن نے قاسم بن ابو فلیتہ کے پاس سفارت بہیجی اور اس سے خلیفہ حافظ کے خطبہ موقوف کرنے کا وعدہ کیا اتفاق یہ کہ اسکی موت آگئی جس سے اللہ تعالے نے اسکے شر سے اسکو بچا لیا۔ چونکہ ان سنین مین فتنہ اور فسادات آئے دن وقوع مین آتے رہے اور گرانی بہی بہید تہی اس وجہ سے حاجیون کی عراق سے آمد بند ہوگئی۔ پہر ۵۴۴ھ مین نظر خادم امیر حج ہوکر عراق سے مکہ معظمہ کو روانہ ہوا۔ اثنا راہ مین راہی ملک عدم ہو گیا بجائے اسکے اسکا آزاد غلام قیماز امیر قافلہ ہوا۔ بادیہ نشینا عرب نے یہ خبر پاکے قافلہ کو لوٹ لیا مگر سال آئندہ سے قیماز ہی امیر حج ہو کر قافلہ کے ساتھ آیا کیا اور مکہ معظمہ مین ۵۵۵ھ تک خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑہا جاتا رہا بعد اسکے خلیفہ مستنجد کی خلافت کی بیعت ہوگئی۔ اسکے نام کا بہی خطبہ مکہ معظمہ مین پڑہا گیا جیسا کہ اس کے باپ مقتفی کا خطبہ پڑہا جاتا تہا ۵۵۶ھ مین قاسم بن ابو فلیتہ مار ڈالا گیا۔ خلیفہ مستضی نے قافلہ حجاج عراق کے ساتھ طاشتکین ترکی کو امیر مقرر کرکے روانہ کیا۔ اس اثنا مین دولت عبیدیین دور

حکومت مصر مین منقضی ہوگیا اور سلطان صلاح الدین بن نجم الدین ایوب مصر کی حکومت پر مستولی ہوگیا پس اس نے مکہ اور یمن کو بھی اپنے دایرہ حکومت مین داخل کرلیا اور حرمین مین خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑہا جانے لگا ۵۷۵ھ مین خلیفہ مستضی نے وفات پائی اسکا بیٹا ناصر سریر خلافت پر متمکن ہوا اسکے نام کا بھی خطبہ حرمین مین پڑہا گیا اسکی مان ۵۸۰ھ مین حج کرنے کو آئی - جب واپس ہوکر دار الخلافت بغداد پہونچی تو خلیفہ ناصر سے وہ سب حالات تبلاے جو اسکو زمانہ حج مین عیسٰے بن قاسم والی مکہ کے معلوم ہوئے تھے خلیفہ ناصر نے اسکو امارت مکہ سے معزول کرکے اسکے بھائی مکثر بن قاسم کو سند امارت عطا کی یہ جلیل القدر شخص تہا - اس نے ۵۸۹ھ مین وفات پائی جس سنہ مین کہ سلطان صلاح الدین کا انتقال ہوا تہا - اسیکے بعد سے ہواشم کی حکومت مین ضعف پیدا ہوگیا - ابوعزیز بن قتادہ عورتون کیطرف سے اس سے نسبًا منسوب ہوتا تہا ان کے بعد انکا جانشین ہوا اور انکے ہاتھون سے حکومت مکہ کو نکال لیا اور انکا دور حکومت منقضی ہوگیا والبقاء للہ -

اخبار حکومت بنی قتادہ

بنو قتادہ نے ہواشم کے بعد جنکا تذکرہ اوپر لکھا گیا ہے مکہ معظمہ پر حکومت کی موسٰے جون کی اولاد سے جسکا ذکر بنی حسن کے ضمن مین ہوچکا ہے عبد اللہ ابو الکرام نامی ایک شخص تہا جیسا کہ علما انسب بیان کرتے ہین اسکے تین بیٹے تہے سلیمان، زید اور احمد - انہین سے اسکی اولاد کا سلسلہ چلا - زید کی اولاد آج کل صحرا مین نہر حسنہ پر ہین اور احمد کی اولاد دہنا مین - باقی رہا سلیمان اسکے نسل سے مطاعن بن عبد الکریم بن یوسف بن عیسٰے بن سلیمان تہا -

مطاعن کے دو بیٹے ادریس اور ثعلب ثعالبہ حجاز مین تھے۔ ادریس سے
دو لڑکے پیدا ہوئے ایک قتادہ نابغہ دوسرا صرخہ صرخہ سے ایک گروہ کا سلسلہ
چلا جو شکرہ کے نام سے معروف و مشہور ہین۔ قتادہ نابغہ کی کنیت
ابوعزیز تھی اسکے لڑکون سے علی اکبر اور اسکا حقیقی بھائی حسن تھا۔ حسن کے
چار لڑکے تھے ادریس، احمد، محمد اور رجان۔ امارت ینبع کی اسکے اعقاب مین
تھی۔ انھین مین سے اس وقت دو امیر اسکی امارت کرتے ہین جو ادریس
بن حسن بن ادریس کی اولاد سے ہین۔ اور ابوعزیز قتادہ نابغہ کی اولاد ان دنون
امرا مکہ معظمہ ہین بنو حسن ان دنون جبکہ مکہ مین ہواشم کی حکومت کا دور
تھا نہر علقمیہ وادی ینبع مین سکونت پذیر تھے اور یہ سب کے سب خانہ بدوش
بادیہ نشین تھے پس جسوقت قتادہ اپنے خاندان مین نشو و نما پاکر سن شعور
کو پہونچا تو اپنی قوم کو جو کہ مطاعن کی اولاد سے تھی جمع کیا اور انکو مرتب و مسلح
کرکے حملہ کردیا۔ وادی ینبع مین اس وقت بنو خراب جو کہ عبداللہ بن حسن بن
حسن کی اولاد سے تھے اور بنو عیسے ابن سلیمان بن موسی جون حکومت
کررہے تھے پس ان سے اور بنو مطاعن مذکور سے معرکہ آرائی ہوئی اس
وقت بنو مطاعن کا امیر ابوعزیز قتادہ تھا چنانچہ ابوعزیز قتادہ نے امرا ینبع
کو ینبع سے نکال باہر کرکے ینبع اور صفرا پر قبضہ کرلیا۔ اور آہستہ آہستہ
اپنی فوج اور غلامون کو ضرورت کے موافق بڑھالیا۔

ابوعزیز قتادہ عہد خلافت خلیفہ مستنصر عباسی چھٹی صدی ہجری کے
وسط مین تھا اس وقت مکہ معظمہ کی زمام حکومت جعفر بن ہاشم بن حسن بن
محمد بن موسی بن ابی الکرام عبداللہ کی اولاد کے قبضہ مین تھی جو کہ ہواشم
سے تھا اور مکثر بن عیسے بن قاسم انکا جانشین ہوگیا تھا جس نے کہ

کوہ ابو قبیس پر قلعہ تعمیر کرایا تہا اس نے ۵۸۵ھ مین وفات پائی۔ پس قتادہ نے فوجین آراستہ کرکے مکہ معظمہ پر چڑہائی کی اور اسکو اُنکے قبضہ سے نکال لیا۔ قبضہ حاصل کرنے کے بعد خلیفہ ناصر عباسی کے نام کا خطبہ پڑہا اور تقریباً چالیس سال تک اس مقدس شہر پر حکومت کرتا رہا۔ اسکی حکومت کو حد درجہ کا استحکام و استقلال حاصل ہوا تمام اطراف یمن مین اسکی حکومت پہیل گئی ۶۰۳ھ مین وجہ السبع ترکی (خلیفہ ناصر کا غلام) امیر قافلہ ہوکر حج کرنے کو آیا مگر بخوف عرب اثنای راہ سے بہاگ گیا قافلہ کو عرب نے لوٹ لیا۔ ۶۰۸ھ مین ایک شخص حاجیان عراق سے شریف مکہ پر جو کہ قتادہ کے اعزہ سے تہا حملہ کرکے قتل کرڈالا اشرار مکہ نے امرار قافلہ پر اسکا الزام لگایا اور سبہون نے مجتمع ہوکر قافلہ پر حملہ کردیا اور انہین سے ایک گروہ کثیر کو قتل کرڈالا۔ بعد اسکے اشرار مکہ کے تالیف قلوب کی نظر سے دار الخلافت بغداد سے بہت سا مال و زر مکہ معظمہ روانہ کیا گیا قتادہ نے بہی اپنے لڑکون مین سے ایک لڑکے کو خلافت مآب کے راضی کرنے کو بغداد بہیجا چنانچہ فریقین کے قلوب صاف ہوگئے۔

۶۱۵ھ مین بعد خلیفہ ناصر تاجدار دولت عباسیہ عادل بن ایوب اور بعد ان دونون کے کامل بن عادل کے نام کا خطبہ مکہ معظمہ مین پڑہا گیا تہا اور ۶۱۶ھ مین تاتاریون نے خروج کیا۔

قتادہ عادل تہا اسکے زمانہ مین نہایت امن و امان رہا اس نے خلفاء اور ملوک مین سے کسی کے ساتہہ زیادتی اور سرکشی نہین کی۔ یہ کہا کرتا تہا کہ مین خلافت و امارت کا مستحق ہون۔ دار الخلافت بغداد سے مال و زر اور خلعت ہمیشہ اسکے لئے آیا کرتی تہی ایک بار خلیفہ ناصر نے اسکو بلا بہیجا

تھا۔ اس نے جواباً یہ چند اشعار لکھہ بھیجے۔

ولی کف ضرغام اذل ببسطها ۞ واشری بها عز الوری وابیع
تظل ملوك الارض تلثم ظهرها ۞ وفی بطنها للمجدبین ربیع
اأجعلها تحت الرحا ثم ابتغی ۞ خلاصا لها انی اذا لرضیع
وما انا الا المسك فی کل بقعة ۞ یضوع واما عندکم فیضیع

اسکا دائرہ حکومت بہت وسیع ہوا مکہ معظمہ، ینبع، اطراف یمن۔ بلاد نجد اور بعض اعمال مدینہ منورہ پر اسکی حکومت کا پھریرہ کامیابی کی ہوا مین لہلہا رہا تھا۔ ۶۱۷ھ مین اس نے وفات پائی کہا جاتا ہے کہ اسکے بیٹے حسن نے اسکو زہر دے دیا تھا۔ بعضے کہتے ہین کہ حسن نے زہر نہین دیا تھا بلکہ ایک لونڈی کو روپیہ دے کے ملا لیا تھا پس اسنے حسن کو رات کے وقت جبکہ قتادہ سو گیا تھا محلسرا مین بلا لیا۔ حسن نے پہونچکے اپنے باپ قتادہ کا گلا گھونٹ کر مار ڈالا اور بجائے اسکے خود مکہ معظمہ پر حکمرانی کرنے لگا۔ راجح بن ابو عزیز قتادہ کو کسی ذریعہ سے اسکی خبر لگ گئی۔ امیر حج اقباش ترکی سے اس واقعہ کی شکایت کی اقباش ترکی نے انصاف اور تجسس واقعہ کا وعدہ کیا حسن نے اس سے مطلع ہو کے مکہ معظمہ کے دروازے بند کر لئے اور اسکے چند امرا نے شہر سے نکلکے باب معلی کے قریب امیر اقباش سے جنگ کی چھیڑ چھاڑ کی۔ ایک دوسرے سے گتھہ گیا نتیجہ یہ ہوا کہ

۱؎ ترجمہ۔ میرا پنجہ شیر کا ہے کہ اسکے کھولنے سے مین لوگونکو ذلیل کرتا ہون اور اسکے عوض عزت دنیا کو خرید کرتا اور بیچتا ہون۔
۲؎ بادشاہان جہان اسکے پنجہ کے پشت پر بوسہ دیتے ہین اور اسکا (پنجہ کا) باطن قحط زدون کیلئے ربیع ہے
۳؎ کیا مین اسکو چکی کے نیچے دبا دون پھر اسکی خلاصی کی کوشش کرون اگر ایسا کرون تو مین کمینہ ہون۔
۴؎ مین ہر جگہ پر مشک کی طرح خوشبو کرتا ہون مگر تمہارے نزدیک ذلیل ہون۔

جون ۱۹۰۷ (۲)

امیر اقباش مارا گیا ان لوگون نے اسکے نعش کو مابین صفا ، و مروہ لے جا کے آویزان کر دیا۔ بعد اسکے ۶۲۰ھ مین مسعود بن کامل یمن سے مکہ آیا اور حج کیا بعد فراغ حج حسن سے صفا و مروہ کے میدان مین معرکہ آرائی کی اس واقعہ مین حسن کو ہزیمت ہوئی مسعود نے مکہ پر قبضہ کر کے اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ دربار خلافت تک یہہ خبر پہونچی تو خلافت مآب نے مسعود سے اس کے احمد نیز ان حرکات پر جو اس نے مکہ معظمہ مین کیے تھے ناراضگی ظاہر فرمائی اور بیحد خفا ہوئے۔ مسعود کے باپ نے بھی مسعود کو بیزاری اور نفرین خط لکھہ بھیجا جسکا مضمون یہ تھا۔

"مین تجہ سے بری الذمہ ہون اے سخت دل تو نے بڑا غضب ڈھایا مجھے"

"قسم ہے کہ مجھے موقع ملگیا تو مین تیرا اسید ہاہتہ کاٹونگا تو نے بیشک"

"دین اور دنیا دونون کو پس پشت ڈال دیا لاحول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم"

اس سے مسعود کی گرمی دماغ ذرا فرو ہوئی شرفاء مکہ کے خون بہا دیت ادا کیے۔ اس معرکہ مین اسکا ایک ہاتھہ بیکار ہو گیا تھا۔

حسن بن قتادہ بغرض دادخواہی بغداد کی طرف روانہ ہوا تن تنہا شام جزیرہ اور عراق کی خاک چھانتا ہوا دارالخلافت بغداد مین داخل ہوا ترکون نے اسکی آمد کی خبر پا کے بعوض امیر اقباش اسکے قتل کی فکر کی لیکن اہل بغداد نے ترکون کو اس فعل سے روکدیا۔ تا آنکہ ۶۲۲ھ مین اس نے بغداد ہی مین وفات پائی اور مشہد کاظم مین مدفون ہوا بعد ازان ۶۲۶ھ مین مسعود بن کامل مکہ معظمہ مین مرگیا اور معلی مین دفن کیا گیا۔ مکہ کی زمام حکومت اسکے سپہ سالار فخرالدین بن شیخ کے قبضہ مین رہی اور یمن کی امارت پر امیر الجیوش عمر بن علی بن رسول رہا۔

سنہ ۶۲۹ھ مین راجح بن قتادہ نے عمر بن علی بن رسول کی فوجین لے کے مکہ معظمہ کا قصد کیا چنانچہ سنہ ۶۳۰ھ مین اس مقدس شہر کو فخرالدین بن شیخ کے قبضہ سے نکال لیا فخرالدین نے مصر مین جا کے دم لیا۔ بعدہ سنہ ۶۳۲ھ مین مصری فوجین بسرکردگی امیر جبریل مکہ معظمہ کی طرف بڑھین اور بزور تیغ اس پر قبضہ کر لیا۔ راجح یمن بھاگ گیا پھر عمر بن علی معہ اپنی فوج کے راجح کے ہمراہ اسکی کمک کو آیا۔ مصری فوجین مکہ معظمہ خالی کر کے بھاگ گئین راجح نے مکہ معظمہ پہ کامیابی کے ساتھہ قبضہ حاصل کر لیا اور خطبہ مین بعد خلیفہ مستنصر عباسی کے عمر بن علی کا نام پڑھا۔ اور جب تاتاریون نے عراق کو سنہ ۶۳۴ھ مین دبا لیا اور ان لوگون کی حکومت مستحکم ہو گئی اور یہ رفتہ رفتہ اربل تک پہونچگئے تو خلیفہ مستنصر نے بوجہ جہاد حج بند کر دیا۔ اس بابت مستنصر نے علمار سے استفسار کیا تھا بعد اسکے سنہ ۶۴۳ھ مین خلیفہ مستعصم نے حاجیون کا قافلہ اپنی مان کے ساتھہ روانہ کیا اور کوفہ تک اسکی مشایعت کی۔ اس مرتبہ یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک ترکی نے شریف مکہ کو مارا راجح نے خلافت مآب کی خدمت مین اسکی شکایت کی۔ اس جرم کے پاداش مین اس ترکی کے ہاتھہ کاٹ ڈالے گئے اسکے بعد پھر حاجیونکی آمد بند گئی اور ایک زمانہ تک حج موقوف رہا۔ پھر موطی امام زیدیہ کی حکومت کا سکہ یمن مین چلنے لگا اس نے خلافت عباسیہ کے خطبہ موقوف کر دینے کا ارادہ کیا یہ امر مظفر بن عمر بن علی بن رسول کو ناگوار گزرا خلیفہ مستعصم نے اس سے مطلع کر کے حاجیون کے قافلہ روانہ کرنے کی ترغیب دی لیکن کچھہ کاربرآری نہوی اور موطی امام زیدیہ اپنے ارادہ مین کامیاب ہو گیا

سنہ ۶۵۱ھ مین جماز بن حسین بن قتادہ دمشق مین ناصر بن عزیز بن ظاہر بن ایوب کی خدمت مین ابوسعید کے خلاف فوجی امداد حاصل کرنے کو اس بنا پر گیا

کہ والی یمین کا ذکر مکہ معظمہ سے موقوف کر دیا جاے - چنانچہ ناصر نے جمان کو فوجی مدد دی اور جمان مکہ معظمہ آیا ابو سعید نے مقابلہ کیا بالآخر ابو سعید حرم مین مارا گیا ساتھہ ہی اسکے جمان نے ناصر کے ساتھہ یہ عہد شکنی کی کہ بعد کامیابی والی یمین ہی کے نام کا خطبہ پڑہا -

ابن سعید روایت کرتا ہے کہ ۶۵۳ھ مین مجھے جس وقت کہ مین سرزمین مغرب مین تہا یہ خبر پہونچی کہ راجح بن قتادہ مکہ آیا ہوا تہا یہ ایک معمر اور مسن شخص تہا اطراف یمن مقام سدین مین رہتا تہا پس اس نے مکہ مین پہنچکے جمان بن حسن بن قتادہ کو مکہ سے نکال دیا جمان ینبع چلا گیا - پہر ابن سعید نے لکہا ہے کہ ۶۶۲ھ مین یہ خبر ملک مغرب مین پہونچی کہ حکومت مکہ کی مابین ابو نمی بن ابو سعید جسکو جمان نے امارت مکہ حاصل کرنے کی غرض سے مار ڈالا تہا اور غالب بن راجح جس نے جمان کو ینبع کی طرف نکال دیا تہا دائر و سایر ہے بعد ازان ابو نمی کے قدم حکومت مکہ پر جم گئے اور اس نے اپنے باپ ابو سعید کے قاتلون کو ینبع کی جانب شہر بدر کر دیا جنکے نام ادریس ، جمان اور محمد تہا - انہین سے ادریس نے تہوڑے دنون تک مکہ کی امارت کی تہی ان لوگون نے ینبع مین پہونچکے پہر اپنی حکومت کی بنا رڈالی چنانچہ اس وقت تک انکی پچہلی نسلین ینبع کی حکمران ہین -

ابو نمی نے تقریباً پچاس برس تک مکہ معظمہ مین امارت کی آخری ساتوین صدی ہجری یا اسکے کچہ برس بعد مر گیا اور بوقت وفات تیس لڑکے چہوڑ گیا -

امارت بنی نمی

ابو نمی کے مرنے پر مکہ معظمہ کی زمام حکومت اسکے بیٹون رمیثہ اور

حمیضہ کے قبضہ اقتدار مین گئی اور یہ دونون بالاشتراک حکومت کرنے لگے۔ عطیفہ اور ابو الغیث نے رمیثہ اور حمیضہ سے دربارہ امارت مکہ معظمہ جھگڑا کیا۔ رمیثہ اور حمیضہ نے ان دونون عطیفہ اور ابو الغیث کو گرفتار کرا کے جیل مین ڈالدیا اتفاق سے انھین دنون بیبرس جاشنگیر جو الملک الناصر کے ممالک محروسہ کا مصر مین شروع زمانہ حکومت سے منتظم ومدبر تھا مکہ آپہونچا اور اسنے عطیفہ اور ابو الغیث کو قید سے رہا کرکے کرسی حکومت پر بٹھادیا اور رمیثہ اور حمیضہ کو مصر بھیجدیا۔ سلطان نے ان دونون کو ہمراہی اپنی فوج کے پھر امارت مکہ پر واپس کیا۔ عطیفہ اور ابو الغیث تو مکہ ہی مین تھے بعد چند کے اپسمین پھر لڑنے لگے۔ یہ لڑائیان جو بغرض حصول امارت مکہ باہمین ان لوگون سے ہونا شروع ہوئی تھین ایک مدت تک ہوتی رہین اور یکے بعد دیگرے برابر ہوتی گئین انہین لڑائیون کے اثنا مین ابو الغیث میدان مین مرگیا۔

بعد اسکے حمیضہ اور رمیثہ مین دربارہ امارت منازعت ومخالفت پیدا ہوئی رمیثہ ۷۱۵ھ مین الملک الناصر کی خدمت مین امرار شاہی اور عساکر سلطانی سے امداد طلب کرنے کو گیا حمیضہ یہ خبر پاکے کہ میری مخالفت پر شاہی امرار اور سلطانی فوجین آرہی ہین اہل مکہ کے مال واسباب کو لوٹ کر بھاگ گیا مگر بعد واپسی عساکر سلطانی پھر مکہ آیا۔ دونون بھائیون نے باہم مصالحت کرلی اور بالاتفاق حکومت کرنے لگے۔ پھر عطیفہ نے ۷۱۸ھ مین رمیثہ اور حمیضہ کی مخالفت کی اور بغرض استمداد سلطان کی خدمت مین حاضر ہوا چنانچہ شاہی امداد حاصل کرکے مکہ معظمہ پہونچا اور قبضہ کرلیا رمیثہ کو گرفتار کرکے جیل مین ڈالدیا مگر بعد چندے ۷۲۰ھ مین جس وقت کہ سلطان حج سے آرہا تھا رہا کردیا۔ رمیثہ تو سلطان کے ساتھ مصر چلا آیا اور حمیضہ فرار کرگیا۔ تا آنکہ سلطان سے امن کی درخواست

کی سلطان سے نے امن دے دی۔ سلطان سے کے ساتھہ ایک گروہ حمیضہ کے خدام کا تہا وہ لوگ اسکے زمانہ بغاوت و مخالفت مین مصر سے اسکے پاس بہاگ آئے تہے حمیضہ کے پاس پہونچے تو یہ معلوم ہوا کہ حمیضہ نے سلطان کے علم حکومت کی اطاعت قبول کرلی ہے ۔خوف غالب ہوا کہ اگر حمیضہ کے ہمراہ سلطانی دربار مین ہم حاضر ہوئے تو سلطان ہم لوگون کو سزائے موت دیگا۔ سبھون نے متفق ہو کے حمیضہ کو مار ڈالا اور سر اوتار کر سلطان کی خدمت مین لائے یہ خیال کر کے کہ سلطان ہم سے خوش ہو جائے گا۔ رمیثہ کو اس سے تنبہ ہوا۔ اپنے بہائیون کے قاتلون کو قتل کیا اور باقی جو شریک تہے ان سے درگزر کیا۔ بعد ازان سلطان نے رمیثہ کو آزادی عنایت فرما کے اسکے بہائی عطیفہ کے ساتہ امارت و حکومت مکہ معظمہ مین شریک کر دیا۔ تہوڑے دنون بعد مین عطیفہ مر گیا اور رمیثہ استقلال سے کے ساتہہ مکہ معظمہ پر حکومت کرنے لگا تا آنکہ بڑا ہوا بڈہا ہوا اور مر گیا

رمیثہ کے حالت حیات مین اسکے دو بیٹون ثقبہ اور عجلان نے برضامندی اس کے امارت مکہ باہم تقسیم کر لی تہی مگر پہر رمیثہ نے اس تقسیم کو الٹ پہیر کرنا چاہا ان دونون بہائیون نے اسکو منظور نہ کیا اور اپنی اپنی حکومتون پر اسکے ساتہہ قایم رہے۔ بعد چندے دونون بہائیون مین جہگڑا شروع ہوا ثقبہ مکہ چہوڑ کر نکل گیا اور عجلان بدستور مکہ مین حکومت کرتا رہا پہر ثقبہ نے اپنی گزری ہوئی حالت درست کر کے عجلان کو مکہ معظمہ مین مغلوب کر دیا۔

عجلان باوجود مغلوب ہونے کے ثقبہ کی مقاومت اور مقابلہ کرتا رہا تا آنکہ دونون بہائی ۷۵۶ھ مین لڑتے جہگڑتے مصر پہونچے حکمران مصر نے انکو

سے عجلان کو مکہ کی سند حکومت عطا کی۔ ثقبہ ناراض ہوکر سرزمین حجاز چلا گیا اور وہین قیام کر دیا۔ زمانہ قیام حجاز مین کئی بار مکہ پر حملہ آور ہوا۔ عجلان آئے دن لڑائیون سے تنگ ہوکر ۷۶۲ھ مین بغرض استمداد مصر گیا اور وہان سے شاہی فوج لے کر ثقبہ کے مقابلہ پر آیا دونون بہائیون مین گہمسان لڑائی ہوئی نتیجہ یہ ہوا کہ ثقبہ مارا گیا اور اسکی فوج کا کچہہ حصہ بہی اس معرکہ مین کام آگیا۔

عجلان اپنے زمانہ امارت مین عدل وانصاف کے راستہ پر بہایت سلامت روی سے چلا جا رہا تہا اُس ظلم اور زیادتی سے منزلون دور تہا جو اس کی قوم تجارت پیشہ اصحاب اور مجاورین بیت اللہ الحرام کے ساتہ کیا کرتی تہی اس نے اپنے زمانہ امارت مین غلامون کا ٹکس جو حجاج پر تہا موقوف کر کے شاہی خزانہ سے انکی تنخواہین اور وظائف مقرر کرائے جو ایام حج مین ان کو ادا کئے جاتے تہے یہ امر سلطان مصر کی زندہ یادگارون اور حسنات سے تہا جسکی کوشش امیر عجلان نے کی تہی جزاہ اللہ خیرا آسی عدل وداد اور رفاہ مسلمین پر عجلان قایم رہا یہانتک کہ ۷۷۷ھ مین انتقال کیا۔

عجلان کی وفات پر اسکا بیٹا احمد بجائے اسکے متمکن ہوا۔ احمد اپنے باپ عجلان ہی کے حالت حیات سے امور سیاست کا انصرام وانتظام کر رہا تہا اور حکومت مین اسکا شریک تہا عجلان کے مرنے پر وہی مراسم عدل وانصاف احمد نے قایم وجاری رکہے جو اسکے باپ کے عہد حکومت مین تہے تمام عالم مین اسکے عدل وداد اور حق پسندی کا شہرہ ہوگیا حجاج اور مجاورین بیت اللہ الحرام اس کی تعریف وتوصیف کرنے لگے الملک الظاہر ابو سعید برقوق والی مصر نے اسکے محاسن کے تذکرہ سنکے اپنی طرف

سے اسکو سند حکومت عطا کی جیسا کہ اسکے باپ کو دربار شاہی سے عطا ہوئی تھی اور حسب دستور قدیم خلعت بھی بھیجی۔

امیر احمد کے قیدخانہ مین اسکے اعزہ و اقارب کا ایک گروہ مقید تھا از انجملہ اسکا بھائی محمد اور محمد بن تقبہ اور عنان بن مغامس (یہ احمد کا چچا تھا) وغیرہم تھے احمد کے انتقال ہو جانے پر یہ لوگ قیدخانہ سے نکل بھاگے محمد بن عجلان نے اس تغیر کا احساس کر کے اسیوقت زمام حکومت اپنے ہاتھ مین لے لی اور بحکمت عملی ان سبھون کو واپس بلا لیا صرف عنان بن مغامس سرگردان وحیران مصر پہنچا اور سلطان مصر سے بمقابلہ محمد و کبیش امداد طلب کی چنانچہ سلطان مصر نے اس کی کمک پر ایک فوج متعین کی اور امیر قافلہ حجاج کے ساتھ حالات اصلی اور واقعات حقیقی دریافت کرنے کو اسکو روانہ کیا اتفاق یہ کہ فرقہ باطنیہ کا ایک گروہ اسکے ساتھ ہو لیا تھا۔ پس جس وقت محمل جس پر غلاف کعبہ تھا مکہ معظمہ کے قریب پہونچا اور محمد اسکے لینے کو مکہ معظمہ سے باہر آیا اور حسب عادت قدیمہ اسکے بوسہ دینے کو محمد بڑھا باطنیون نے دفعۃ وار کر دیا محمد زخمی ہو کر زمین پر آرہا اور محمل معہ قافلہ حجاج مکہ معظمہ مین داخل ہوا امیر حج نے عنان بن مغامس کو امارت مکہ پر مامور کیا۔ کبیش اور اسکے ہوا خواہ بھاگ کر جدہ پہونچے۔ پھر جب زمانہ حج منقضی ہو گیا اور قافلہ حاجیون کا واپس ہو کر چلا تو کبیش نے لشکر آراستہ کر کے معہ اپنے ہمراہیون کے مکہ معظمہ پر حملہ کر دیا اور چارون طرف سے اسپر محاصرہ ڈالدیا۔ عنان بن مغامس اور کبیش مین متعدد لڑائیان ہوئین۔ انہین لڑائیون مین سے کسی لڑائی مین کبیش مارا گیا

علی بن عجلان اور اسکا بھائی حسن فریادی صورت بنائے ہوئے الملک الظاہر

والی مصر کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ الملک الظاہر نے یہ خیال کر کے کہ مادہ
فتنہ و فساد اس وقت تک منقطع نہوگا جب تک ان کو بہی حکومت مکہ مین حصہ ندیا
جائے ۸۷۹ھ مین ان کو بہی سند حکومت عطا کی اور عنان بن مغامس کے
ساتہہ امارت مین شریک رہنے کا حکم دیا چنانچہ علی وحسن امیر قافلہ حج
کے ساتہہ مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے۔ جس وقت مکہ معظمہ کے قریب
قافلہ پہونچا عنان حسب دستور امیر حج کے استقبال کو آیا لیکن یہہ خبر
پاکے کہ اسی قافلہ مین علی وحسن بہی ہین اثناء راہ سے بہاگ گیا علی نے
مکہ مین داخل ہو کر زمام حکومت مکہ اپنے قبضہ اقتدار مین لے لی اور استقلال
واستحکام کے ساتہہ حکومت کرنے لگا۔ پہر جب ایام حج منقضی ہو گئے اور حاجیون
کا قافلہ لوٹ کہڑا ہوا تو عنان معہ اپنے بنو عم مبارک اور ایک گروہ شرفاء
عرب کے مکہ پر حملہ آور ہوا اور پہونچتے ہی علی کا مکہ معظمہ مین محاصرہ کر لیا
امارت وریاست کی بابت جہگڑے ہونے لگے پہر خود بخود یہہ جہگڑے
موقوف ہو گئے بعد چندے پہر وہی لیل ونہار آ گئے اور لڑائی کی پہر چہیڑ چہاڑ
شروع ہو گئی۔ اسی حالت سے اس وقت تک یہہ لوگ چلے آئے
۸۹۴ھ مین ان لوگون کا ایک وفد (ڈیپوٹیشن) سلطان کی خدمت مین مصر
پہونچا۔ سلطان نے علی کو بالانفراد سند حکومت عطا کی خلعت اور جاریے
دئے۔ نوجین اور خدام عنایت فرمائے اور عنان بن مغامس کو اپنے
دربار مین رکہہ لیا حسب رتبہ اسکی تنخواہ مقرر کی اور اپنے اراکین دولت
مین شامل کر لیا اسکے چند دنون بعد سلطان تک یہہ خبر پہنچی کہ
عنان بن مغامس کے دماغ مین پہر امارت مکہ کی ہوا سمائی ہے اور امیر
مکہ علی بن عجلان سے دوبارہ امارت لڑنے کی غرض سے حجاز کی طرف

جولائی ۱۹۰۹ء (۳)

چھپکر چلے جانے کا ارادہ رکھتا ہے سلطان نے اسکو گرفتار کر کے جیل مین ڈالدیا - علی بن عجلان کو اس واقعہ کی خبر لگی تو اس نے بھی اُن شرفاء مکہ کو جو عنان کے ہواخواہ اور ہمدرد تھے گرفتار کر لیا پھر انکو براہ احسان رہا کر دیا - اُن احسان فراموشون اور محسن کشون نے امارت کی بابت پھر جھگڑا شروع کر دیا اور علی بن عجلان کے ساتھہ اسوقت تک لڑ جھگڑ رہے ہین واللہ متولی الامور الیہ المرجع والمآب علیہم

اخبار حکومت بنی مہنی امراء مدینہ نبویہ از بنی حسین

مدینہ منورہ مین انصار اوس و خزرج کا شہر ہے جیسا کہ مشہور و معروف بعد ازان تمام عالم مین جس وقت کہ اسلامی فتوحات کی موجین بڑے بڑے سلاطین کی مستحکم سلطنتون کو ٹکرا رہی تھین پھیل گئے اور مدینہ منورہ سے انکی حکومت و سرداری جاتی رہی کوئی شخص انمین کا باقی نرہا سوائے معدودے چند طالبیون کے -

ابن حصین نے اپنے ذیل مین جو اس نے طبری پر لکھا ہے تحریر کیا ہے کہ مین چوتھی صدی مین مدینہ منورہ گیا تھا اس وقت مدینہ منورہ مین خلیفہ مقتدر عباسی کے نام کا خطبہ پڑہا جاتا تھا پھر لکھتا ہے کہ اس شہر پر خلفاء عباسیہ کے گورنر برابر حکمرانی کرنے کو آتے جاتے رہے اور اور اصل مین زمام حکومت بنی حسین اور بنی جعفر کے قبضہ اقتدار مین تھی تاآنکہ بنی جعفر کو بنی حسین نے نکال دیا پس ان لوگون نے مابین مکہ و مدینہ منورہ سکونت اختیار کی پھر ان کو بنو حرب نے زبید سے قرمی اور حصون کی جانب جلا وطن کر کے صعید تک پہنچا دیا چنانچہ

اس وقت تک یہ وہان پر موجود ہین بنی حسین مدینہ ہی مین رہ گئے
یہان تک کہ ظاہر بن مسلم مصر سے مدینہ منورہ آیا اور اس نے ان کے
قبضہ سے مدینہ منورہ کو نکال لیا۔

کتب تواریخ مین ہے کہ ظاہر بن مسلم کے باپ کا نام محمد بن عبید اللہ
بن ظاہر بن یحییٰ محدث بن حسن بن جعفر تھا۔ شیعہ کے نزدیک یہ حجۃ اللہ بن
عبید اللہ بن حسین اصغر بن زین العابدین کے نام سے موسوم
تھا اور یہ مسلم جسکا ذکر اوپر ہو چکا کافور کا دوست تھا جو اخشیدیہ مصر پر
متغلب تھا اور اس کی سلطنت کا انتظام و انصرام کرتا تھا اس زمانہ
مین اس سے زیادہ کوئی شخص نہ تھا پس جس وقت عبیدیونکا پرچم اقبال
مصر پر لہرانے لگا اور معز لدین اللہ علوی نے افریقیہ سے
مصر مین آکر قاہرہ مین قیام کیا یہ واقعہ ۳۶۵ھ کا ہے اور معز نے
اس مسلم کے کسی بیٹے کی لڑکی سے عقد کرنے کی درخواست کی مسلم
نے انکاری جواب دیا اسپر معز نے ناراض ہوکر مسلم کا مال و اسباب
ضبط کر لیا اور گرفتار کر کے جیل مین ڈالدیا تاآنکہ مسلم بحالت قید مر گیا۔ بیان
کیا جاتا ہے کہ مسلم قیدخانہ سے بھاگ گیا تھا اور زمانہ فراری مین اس نے
وفات پائی بعد اسکے اسکا بیٹا ظاہر مدینہ منورہ گیا۔ بنو حسین نے اسکو اپنا
سردار بنا لیا چنانچہ وہ برس تک استقلال و استحکام کے ساتھ حکومت
کرکے ۳۸۱ھ مین مر گیا بجائے اسکے اسکا بیٹا حسن حکومت کی کرسی پر
متمکن ہوا۔

عتبی مورخ دولت بنی سبکتگین کی کتاب مین ہے کہ ظاہر کے بعد جو شخص
مدینہ منورہ کا حکمران ہوا تھا وہ اسکا داماد اور اسکے چچا کا بیٹا داود بن قاسم

بن عبید اللہ بن ظاہر تھا۔ اسکی کنیت ابو علی تھی۔ اس نے استقلال اور استحکام کے ساتھ بعد ظاہر کے حکمرانی کی تھی نہ کہ ظاہر کے بیٹے حسن نے۔ تا آنکہ ابو علی نے وفات پائی تب بجائے اسکے ہانی اسکا بیٹا پھر اسکا بیٹا مہنی یکے بعد دیگرے حکومت کرتے رہے حسن بن ظاہر سلطان محمود بن سبکتگین کے پاس خراسان چلا گیا تھا اور وہیں ٹھیرا رہا۔

میرے نزدیک یہہ روایت غلط ہے کیونکہ مسبحی مورخ دولت عبیدیین نے ظاہر بن مسلم کی وفات اور اسکے بیٹے حسن کی حکومت کو اسی سنہ میں تحریر کیا ہے جس سنہ میں کہ ابھی ہم نے بیان کیا مسبحی نے لکھا ہے کہ ۳۸۳ھ میں مدینہ منورہ کا حکمران حسن بن ظاہر تھا جو مہنی کے لقب سے ملقب کیا جاتا تھا

مسبحی بہ نسبت عتبی کے حالات مدینہ منورہ اور مصر سے زیادہ واقف تھا اس وقت امراء مدینہ منورہ اپنے کو داود کی طرف نسبًا منسوب کرتے ہیں کہتے ہیں کہ داود عراق سے آیا تھا غالبًا اسکی تقلید ان کو اس شخص سے ہوئی ہوگی جسکو تاریخ سے مس نہوگا مورخ حماۃ جو ان کے موروثوں کو منسوب کرتا ہے قولی کو ابو داود کیجانب نسبًا منسوب کرتا ہے واللہ اعلم

ابو سعید نے لکھا ہے کہ ۳۹۰ھ میں ابو الفتوح حسن بن جعفر امیر مکہ نے جو بنی سلیمان سے تھا بحکم حاکم عبیدی مدینہ منورہ پر قبضہ حاصل کر لیا تھا امارت بنی مہنی کی جو کہ بنی حسین سے تھے مدینہ منورہ سے زائل اور معدوم کر دی اس نے جسد نبوی کو مدینہ منورہ سے رات کیوقت مصر لے جانے کا قصد کیا تھا۔ اس رات کو اس قدر تیز ہوا چلی کہ جس سے فضاء آسمان تاریک ہوگیا قریب تھا کہ بڑے بڑے مکانات اور تناور درخت جڑ سے اکھڑ جاتے ابو الفتوح گھبرا کر اس ارادہ سے باز آیا اور بعجلت تمام مکہ معظمہ کیجانب

مراجعت کردی۔ بنو مہنی بھی مدینہ منورہ واپس آئے۔

مورخ حماۃ نے ان کے امرا مین سے منصور بن عمار کو ذکر کیا ہے مگر کسیکی جانب نسبًا منسوب نہین کیا۔ لکھتا ہے کہ ۴۹۷ھ مین اس نے وفات پائی تھی بعد اس کے اسکا بیٹا حکمران ہوا اور یہہ سب مہنی کی اولاد سے تھے۔ نیز انھین مین سے قاسم بن مہنی بن حسین بن مہنی بن داود کا تذکرہ لکھا ہے اسکی کنیت ابو فلیتہ تھی کہ یہ سلطان صلاح الدین بن ایوب کے ہمراہ جہاد انطاکیہ مین گیا تھا اور ۵۸۴ھ مین اسکو مفتوح کیا تھا۔

زنجاری مورخ حجاز نے لکھا ہے جیسا کہ اس سے ابن سعید نے بوقت تذکرہ ملوک مدینہ جو اولاد سے حسین ابن علی کے تھے روایت کی ہے لکھتا ہے کہ بوجہ جلیل القدر عظیم الشان ہونے کے ان لوگون مین سے قابل ذکر قاسم بن جماز بن قاسم بن مہنی ہے اسکو خلیفہ مستضی نے مدینہ منورہ کی سند حکومت عطا کی تھی پچیس برس تک حکمرانی کرتا رہا ۵۸۳ھ مین وفات پائی بجائے اسکے سالم ابن قاسم اسکا بیٹا حکمران ہوا یہہ شاعر تھا اس سے اور ابو عزیز قتادہ والی مکہ سے ۶۰۱ھ مقام بدر مین لڑائی ہوئی تھی۔ ابو عزیز نے مکہ سے مدینہ منورہ پر فوج کشی کی تھی اور مدینہ منورہ کا محاصرہ کر لیا تھا ایک مدت تک نہایت سختی سے حصار کئے رہا پھر محاصرہ اٹھا کے چلا آیا اس اثنا مین سالم کی کمک پر بنی لام جو کہ بطون ہمدان سے ہین آگئے پھر گیا تھا سالم نے ابو عزیز کا تعاقب کیا اور مقام بدر مین جا کے ابو عزیز کو گھیر لیا۔ فریقین مین گھمسان لڑائی ہوئی جانبین کے ہزارہا آدمی کام آگئے ابو عزیز شکست کھا کے مکہ کیجانب بھاگا۔ پھر اسی ۶۰۱ھ مین معظم عیسلے بن عادل آگیا اس نے پھر قلعہ بندی شروع کی لڑائی کے مورچہ قایم کئے

ومدے اور ڈھیس بند ہوا ئے سالم بن قاسم امیر مدینہ بھی اسکے ہمراہ تھا
کسی وجہ سے ان لوگون نے مراجعت کی اثنا رراہ مین مدینہ منورہ پہنچنے سے
پہلے سالم انتقال کر گیا۔ تب اسکا بیٹا شیحہ حکومت کی کرسی پر متمکن ہوا۔ سالم نے
اپنے زمانہ حکمرانی مین ترکمانون کی ایک فوج تیار کی تھی۔ جماز بن شیحہ نے اسکو
مرتب کر کے قتادہ پر چڑہائی کر دی اور بزور تیغ مکہ پر قبضہ کر لیا۔ ابو عزیز قتادہ
ینبع بہاگ گیا اور وہان پر جا کے قلعہ نشین ہو گیا۔ ۶۴۷ھ مین شیحہ والی مدینہ مارا
گیا بجائے اسکے اسکا بیٹا عیسے متمکن ہوا بعد ازان اسکے بہائی جماز نے
اسکو ۶۴۹ھ مین گرفتار کر کے جیل مین ڈالدیا اور بجائے اسکے خود حکمرانی کرنے
لگا۔ ابن سعید لکھتا ہے کہ ۶۵۹ھ مین ابو الحسن بن شیحہ بن سالم مدینہ منورہ
کا حکمران تہا۔ علاوہ اسکے اور مورخین لکھتے ہین کہ ۶۵۳ھ مین ابو مالک منیف
بن شیحہ مدینہ منورہ کی حکومت پر تہا۔ ۶۵۷ھ مین اس نے وفات پائی بجائے
اسکے جماز اسکا بہائی حکمران ہوا۔ اس نے بہت بڑی عمر پائی۔ ۷۰۴ھ مین
اسکا انتقال ہوا۔ بعد اسکے منصور اسکا بیٹا حکمرانی کرنے لگا اسکا دوسرا
بیٹا مقبل نامی شام چلا گیا اور بطور وفد مصر مین بیبرس کی خدمت مین حاضر ہوا بیبرس
نے منصور کے نصف مقبوضہ بلاد کی حکومت مقبل کو عطا کی پس مقبل بحالت غفلت
مدینہ منورہ مین داخل ہوا اس وقت مدینہ منورہ مین منصور کا بیٹا ابو کبیشہ تہا ابو کبیشہ
اور منصور سے کچھ بن نہ پڑی شہر چھوڑ کر بہاگ کھڑے ہوے مقبل نے کامیابی
کے ساتھ شہر پر قبضہ کر لیا۔ ابو کبیشہ بحال پریشان قبائل عرب مین چلا گیا اور
ان لوگون سے ایک فوج مرتب کر کے ۷۰۹ھ مین مدینہ منورہ کیجانب مراجعت
کی مقبل سے اور ابو کبیشہ سے لڑائی ہوئی نتیجہ یہ ہوا کہ مقبل مارا گیا اور منصور مظفر
و منصور اپنے دار الامارت مین داخل ہوا۔ مقبل کا ایک لڑکا ماجد نامی تہا اسکو بعض

مقبوضات جو اسکے باپ کے تھے مرحمت کئے گئے پس یہ عرب کے ساتھہ وہان جا کے قیام پذیر ہوا اور در پردہ اپنے چچا منصور کی مخالفت کرتا رہا۔ اتنے مین مابین منصور اور ابو عزیز قتادہ والی ینبع ۷۱۱ھ مین اسی ماجد کی وجہ سے لڑائی ہوئی بعد ازان ماجد بن مقبل ۷۱۲ھ مین اپنے چچا منصور سے جنگ کرنے کو مدینہ منورہ آیا منصور نے سلطان سے امداد طلب کی چنانچہ شاہی لشکر اسکی کمک پر آیا اس وقت ماجد بن مقبل مدینہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا بہت بڑی خونریز لڑائی ہوئی آخر کار ماجد شکست کھا کے بھاگ کھڑا ہوا اور منصور بدستور اپنی امارت پر قایم رہا تا آنکہ ۷۲۵ھ مین مرگیا اور اسکا بیٹا کبیش بن منصور امارت کرنے لگا۔ اسکا زمانہ حکومت بھی طول طویل ہوا ودی بن جماز سے اور اس سے دربارہ امارت جھگڑا ہوا ودی ایک مدت تک اسکا محاصرہ کئے رہا بعد ازان طفیل حکمران ہوا۔ ۷۵۱ھ مین طاہر نے گرفتار کرلیا اور عطیہ کو حکومت عنایت کی ۷۸۳ھ مین عطیہ مرگیا تو طفیل کو سند حکومت مرحمت ہوئی بعد چندے قید کرلیا گیا اور جماز بن ہبتہ الدین جماز بن منصور کو امارت دی گئی غرض سلاطین ترک جو مصر مین حکمرانی کر رہے تھے مدینہ منورہ کی حکومت کو انہین دو خاندانون مین سے کسی [illegible] منتخب کرتے تھے بجز ان دو خاندانون کے مدینہ منورہ کی امارت کے لیے کسی دوسرے خاندان سے کسی کو منتخب نہین کرتے تھے۔ ان دنون مدینہ منورہ کی زمام حکومت جماز بن ہبتہ اللہ بن جماز کے ہاتھہ مین تھی اور اسکا ابن عم[1] . . . . . ابن محمد بن عطیہ امارت کی بابت جھگڑ رہا تھا کیونکہ ان دونون مین ایک مدت دراز سے جھگڑا چلا آرہا تھا یہ سب مذہب امامیہ رکھتے تھے جو ایک

---

[1] اصل کتاب مین اس مقام پہ کچھہ نہین لکھا۔ مترجم

شاخ رافضیو نکی ہے یہ لوگ ایمہ اثنا عشر کے قایل تھے اور اُن کل اعتقادات کے معتقد تھے جو امامیہ کے ہین واللہ یخلق ما یشاء و یختار۔

یہہ آخری حالات امراء مدینہ کے ہین اس سے زیادہ مجھے واقفیت کا موقع نہین الا و اللہ المقتدر بجمیع الامور سبحانہ لا الہ الا ھو

اخبار دولت بنی رسی ایمہ زیدیہ حکمرانان صعدہ

محمد بن ابراہیم ملقب بہ طباطبا ابن اسمٰعیل بن ابراہیم بن حسن داعی کے حالات اور زمانہ خلافت مامون مین اسکے ظہور کے واقعات اور ابو السرایا کا اسکی بعیت کرنی اور تبلیغ کی کیفیات تم اوپر پڑھ آئے ہو۔ پس جب یہہ اور نیز ابو السرایا مرگیا تو انکا کارخانہ درہم برہم ہوگیا۔ خلیفہ مامون نے اسکے بھائی قاسم الرسی بن ابراہیم طباطبا کی گرفتاری کا حکم صادر فرمایا قاسم بخوف جان سندہ کی طرف بھاگ گیا اور اسی حالت روپوشی مین ۲۴۵ھ مین مرگیا۔ اس کے مرنے پر اسکا بیٹا حسن یمن واپس آیا۔ مقام صعدہ بلاد یمن کے ایمہ اسی کے نسل سے تھے اسی کی آئندہ نسلون نے زیدیہ کی ایک حکومت مقام مذکور مین قایم کی جو آخر زمانہ تک باقی رہی۔

صعدہ ایک پہاڑ ہے جو صنعاء کے مشرق مین واقع ہے اس مین متعدد قلعات تھے جسمین صعدہ، قلعہ تلا اور جبل مطابہ زیادہ مشہور و معروف تھے یہ سب بنی رسی کے مقبوضات سے شمار کیے جاتے تھے۔

سب کے پہلے جس نے انہین سے صعدہ مین خروج کیا تھا وہ یحییٰ بن حسین بن قاسم رسی تھا اس نے صعدہ مین اپنی خود مختاری حکومت کا اعلان کیا اور "ہادی" کے لقب سے مخاطب ہوا ۲۸۸ھ زمانہ حیات اسکے باپ حسین

مین اسکی حکومت وسلطنت کی بیعت لیگئی تھی - بعد بیعت لینے کے اس نے
اپنے ہوا خواہون کی فوجین فراہم کین اور ابراہیم بن یعفر سے معرکہ آرا ہوا
چنانچہ صنعا اور نجران کو اسکے قبضہ سے نکال لیا اپنے نام کا سکہ مسکوک کرایا
پھر بعد چندے بنو یعفر نے صنعا وغیرہ کو یحیے سے چھین لیا یحیے شکست کھا
کے صعدہ واپس آیا اور ۲۹۸ھ مین اپنی حکومت کے دس سال پورے کر کے
رہگرائے ملک جاودانی ہوا - ایسا ہی ابن جارد نے لکھا ہے اور یہہ بھی لکھا ہی
کہ دربارہ حلال وحرام اس نے ایک کتاب تصنیف کی ہے اسکے سوا اور مورخین
لکھتے ہین کہ یہہ بہت بڑا مجتہد احکام شرعیہ کا تھا - علم فقہ مین اسکی عجیب
وغریب ادرا رتھین اسکی تصانیف شیعہ مین معروف ہے -

صولی کہتا ہے کہ بعد اسکے اسکا بیٹا مرتضے حکمرانی کرنے لگا - اس کا زمانہ
نہایت پر آشوب گذرا یہین چھبیس برس حکومت کی - ۳۲۰ھ مین وفات پائی
بجائے اسکے اسکا بھائی الناصر احمد حکومت کی کرسی پر متمکن ہوا - فتنہ وبغاوت
کا بازار سرد ہو گیا - ملک مین امن وامان کی منادی پھر گئی - اسکے بعد
اسکے بیٹے حسین منتخب نے عبا سے حکمرانی کو زیب تن کیا ۳۲۲ھ مین اسنے
انتقال کیا تب بجائے اسکے قاسم مختار اسکا بھائی حکمران ہوا تا آنکہ
ابوالقاسم ضحاک ہمدانی نے ۳۴۲ھ مین اسکی زندگانی کا اپنے تیغ آبدار
سے خاتمہ کر دیا -

صولی کہتا ہے کہ بنی ناصر سے رشید اور منتخب تھا اس نے ۳۴۴ھ
مین وفات پائی ابن حزم جہان پر ابوالقاسم رسی کی اولاد کا تذکرہ لکھتا ہے
تحریر کرتا ہے کہ انہین مین سے وہ لوگ ہین جو صعدہ سرزمین یمن مین حکمرانی
کر رہے تھے - انکا پہلا حکمران یحیے ہادی گزرا ہے علم فقہ مین اسکو

جون ۱۹۱۰ء (۱۶)

بہ طوبے حاصل تھا مین نے دیکھا ہے کہ اہل سنت وجماعت سے یہہ بہت دور نہین گیا۔ اسکے بیٹے احمد ناصر کے چند بیٹے تھے۔ انہین مین سے بعد اسکے جعفر رشید بعدہ اسکا بھائی قاسم مختار پھر حسن منتخب اور محمد مہدی حسب ترتیب مذکور حکمران ہوئے پھر لکھا ہے کہ یمانی جس نے ۳۴۳ھ مین ماردہ کی حکومت کی بنا ڈالی تھی وہ عبداللہ بن احمد ناصر برادر رشید و مختار و منتخب اور مہدی تھا۔ ابن حباب تحریر کرتا ہے کہ ان لوگون کی امامت اور حکومت کا سلسلہ برابر صعدہ مین ایک مدت تک جاری و قائم رہا تا آنکہ ان لوگون مین باہم مخالفت پیدا ہوئی اور سلیمانیون نے جبکہ ان کو ہواشم نے مکہ سے نکال باہر کیا صعدہ مین پہونچکر ان لوگون کو مغلوب کیا اور ان کی حکومت و دولت کے سلسلہ کو چوتھی صدی ہجری تک منقطع کر دیا۔

ابن سعید نے لکھا ہے کہ بنی سلیمان مین سے جس وقت کہ یہہ مکہ معظمہ سے بنی ہواشم نکالے گئے تھے حمزہ بن حمزہ بن سلیمان ایک سر برآوردہ شخص تھا اسکو اہل زبید نے جس زمانہ مین علی بن مہدی خارجی انکا محاصرہ کئے ہوئے تھا اپنی امداد کو بلایا۔ ان دنون زبید مین فاتک بن محمد نجاحی حکمرانی کر رہا تھا احمد بن حمزہ نے کہلا بھیجا کہ مین تمہاری امداد کو موجود ہون بشرطیکہ تم لوگ فاتک کو مار ڈالو۔ چنانچہ اہل زبید نے غرب فاتک کو ۵۵۳ھ مین مار کر اپنی حکومت کی زمام احمد بن حمزہ کے قبضہ مین دے دی لیکن احمد بن حمزہ سے کچھہ بن نہ پڑی علی بن مہدی کا مقابلہ نہ کر سکا۔ زبید سے بھاگ کھڑا ہوا۔ علی بن مہدی نے زبید پر قبضہ کر لیا ابن سعید ہی کا بیان ہے کہ عیسیٰ بن حمزہ برادر احمد بن حمزہ معہ اپنے خاندان کے یمن مین تھا[1] . . . .

نوٹ[1] اصل کتاب مین جگہ خالی ہے۔ مترجم

اور انہین مین سے غانم بن یحیے تہا۔ بعد اسکے بنی سلیمان کی حکومت تہامہ، جبال اور یمن سے بنی مہدی کی بدولت جاتی رہی بعدہٗ بنی ایوب نے ان ممالک پر قبضہ حاصل کرکے بنی مہدی کو مغلوب کر دیا۔ مگر آخر کار اسکی حکومت پر منصور عبد اللہ ابن احمد بن حمزہ متمکن ہوا۔ ابن عدیم نے لکھا ہے کہ اس نے صعدہ کی حکومت اپنے باپ سے حاصل کی تہی خلیفہ ناصر عباسی تاجدار خلافت بغداد کے ساتھ یہ اکثر بحث و مباحثہ کیا کرتا تہا اور اپنے ایلچیون کو ویلم اور جیلان (گیلان) کیجانب بہیجتا تہا یہانتک کے ان بلاد کے رہنے والون نے اسکی امامت و ریاست کو تسلیم کیا اور اسکے نام کا خطبہ پڑہنے لگے اور اسکی طرف سے ان بلاد پر عمال مقرر کئے جانے لگے۔ خلیفہ ناصر نے اہل عرب اور یمن کو بیحد روپے دیئے اور ان کے ملانے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہوا۔ ابن اثیر لکھتا ہے کہ ۶۱۱ھ مین منصور عبد اللہ بن احمد بن حمزہ نے جن دنون صعدہ مین زیدیہ کی حکومت کا سکہ چل رہا تہا ایک عظیم فوج مرتب کی اور یمن پر حملہ آور ہوا معز بن سیف الاسلام طغتکین بن ایوب کو اس سے خطرہ پیدا ہوا مگر سوائے مقابلہ کے چارہ کار ہی کیا تہا فوجین آراستہ کرکے منصور عبد اللہ کے مقابلہ کرنے کو بڑہا۔ دونون فریق مین گہمسان لڑائی ہوئی۔ کہیت معز کے ہاتہ رہا منصور عبد اللہ شکست کہاکے بہاگا بعد ازان دوبارہ ۶۱۲ھ مین ہمدان اور خولان کی فوجین مجتمع کرکے یمن کی طرف بڑہا۔ تمام ملک یمن مین زلزلہ سا پڑگیا مسعود بن کامل جو اسوقت والی یمن تہا بیحد خائف ہوا کردون اور ترکون کی فوج اسکے رکاب مین تہی امیر الجیوش عمر بن رسول نے رائے دی کہ قبل اسکے منصور عبد اللہ کسی قلعہ پر قابض ہو جائے جنگ چہیڑ دینا چاہیے مسعود نے اس رائے کے مطابق لڑائی چہیڑ دی چونکہ لڑائی شروع

ہونے سے پیشتر منصور کے ہمراہیون مین باہم نزاع شروع ہوگئی تھی
منصور کو ہزیمت ہوئی۔

منصور نے بہت بڑی عمر پاکے ۶۳۰؁ھ مین وفات پائی۔ ایک بیٹا احمد نامی یادگار چھوڑا۔ زیدیہ نے اسکو اپنا امیر بنایا مگر اسکی امامت کا خطبہ مسن ہونے اور شرایط امامت پورے ہونے کے انتظار مین نہ پڑھا ۶۴۵؁ھ مین زیدیہ کے ایک گروہ نے احمد موطی (جو یادگار اسلاف رسی تھا) کے ہاتھہ پہ بیعت کی۔ یہ احمد بیٹا تھا حسین کا نسل سے تھا ہادی کے جسوقت بنو سلیمان نے بنو ہادی کو صعدہ کی کرسی امامت سے اوتار کر نکال باہر کیا اس وقت یہ لوگ کوہ قطابہ مین جاکر پناہ گزین ہوے جو صعدہ کے شرق مین واقع ہے۔ اس زمانہ سے یہہ برابر اسی پہاڑ مین مقیم رہے اور ہر زمانہ مین انکا امام اعلان کرتا آتا تھا کہ اصل مین حکومت ہماری ہی ہے یہان تک کہ زیدیہ نے احمد موطی کے ہاتھہ پر امامت وامارت کی بیعت کی۔ یہہ فقیہ ادیب اپنے مذہب کا عالم اور پابند صوم وصلواۃ تھا۔ ۶۴۵؁ھ مین اسکی امامت کی بیعت کیگئی۔ نورالدین عمر بن رسول کو اس سے خطرہ پیدا ہوا فوجین مرتب کرکے احمد موطی پر چڑھائی کردی اور ثلا سنہ مین اسیر محاصرہ ڈالدیا۔ احمد موطی نے قلعہ بندی کرلی عمر بن رسول نے محاصرہ اٹھالیا اور دوبارہ محاصرہ کرنے کی غرض سے محصور قلعہ کے گرد و نواح کے قلعات سے فوجین طلب کین لیکن ان فوجون کے پہونچنے سے پہلے عمر بن رسول مارڈالا گیا اسکا بیٹا مظفر قلعہ وملوہ کے سر کرنے مین مصروف تھا اسکو وقت نے اس قدر موقع نہ دیا کہ وہ احمد موطی کے مقابلہ پر آتا احمد موطی نے نہایت اطمینان کے ساتھہ قلعات کو سر کرنا شروع کردیا۔ بیس قلعے بزور تیغ

مفتوح کرنے صعدہ پر فوجکشی کی اور سلیمانیون کو شکست فاش دیکے صعدہ مین اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا سلیمانیون نے اپنے امام منصور عبداللہ کے بیٹے احمد کی ریاست کی بیعت اسی زمانہ مین کرلی تھی اور متوکل کا خطاب دیا تھا جبکہ موطی کی امامت کی بیعت کیگئی تھی کیونکہ سلیمانی اسکی کبرسنی اور استکمال شرائط امامت کا انتظار کر رہے تھے پس جب احمد موطی کی بیعت کی خبر مشہور ہوئی تو ان لوگون بہی بیعت کرلی پہر جسوقت احمد موطی نے صعدہ کو مفتوح کرلیا تو سلیمانیون کے امام احمد متوکل نے امن حاصل کرکے اپنے کو احمد موطی کے حوالہ کر دیا اور اسکی امارت و امامت کی بیعت کرلی یہہ واقعہ ۶۴۹ھ کا ہے ۶۵۰ھ مین احمد موطی نے حج کا فرض ادا کیا - اس زمانہ سے زیدیہ صعدہ کی حکومت اسی احمد موطی کے آئندہ نسلون مین رہی -

مین نے صعدہ مین سنا ہے کہ امام صعدہ قبل ۷۸۰ھ کے علی بن محمد تہا جو کہ احمد موطی کے اعقاب سے تہا اور اس نے قبل ۷۸۰ھ کے وفات پائی - بعدازان انکا بیٹا صلاح حکمران ہوا زیدیہ نے اس کی بیعت کی - بعض زیدیہ کہتے ہین کہ وہ بوجہ عدم شرائط امامت امام نہین ہے بہرکیف صلاح نے آخری ۷۹۳ھ مین انتقال کیا بجاے اسکے اسکا بیٹا نجاح حکمران ہوا زیدیہ نے اسکی بیعت سے انکار کیا نجاح نے کہا کچہہ مضایقہ نہین ہے مین اللہ تعالیٰ کا محتسب ہون -

یہہ وہ واقعات ہین جو مجہکو زمانہ قیام مصر مین ان لوگون سے معلوم ہوے اللہ تعالیٰ زمین اور کل اُن چیزون کا جو اسپر ہین وارث و مالک ہے -

طالبیون کے انساب اور انکے مشاہیر کے تذکرے

اکثر ان طالبیون کا سلسلہ نسب حسن وحسین پسران علی بن ابی طالب تک منتہی ہوتا ہے جو بطن سے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پیدا ہوئے تھے اور یہہ دونون نواسے ہین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے۔ اور ان دونون کے بہائی محمد بن حنفیہ تک بھی بعض طالبیون کا سلسلہ نسب جا ملتا ہے اگرچہ علی رضی اللہ عنہ کی اور اولاد بہی سوائے ان لوگون کی تھی مگر جن لوگون نے خلافت و امارت کو اپنا حق تصور کر کے طلب کیا اور شیعون نے ان کی جنبہ داری کی اور اطراف بلاد مین انکی امارت وحکومت کی ترغیب دی وہ یہی تین (حسن اور حسین اور محمد) تھے نہ کہ اور اولاد

حسن کی اولاد سے حسن مثنی اور زید ہین انہین دونون نے حسن سبط کی نسل مدعی امامت وحکومت ہوئی۔ حسن مثنی کے لڑکون سے عبداللہ کامل، حسن مثلث، ابراہیم عمر، عباس اور داود ہین عبداللہ کامل اور اسکے لڑکون کے حالات اور انساب اوپر بیان کئے گئے جہانپر کہ اسکے بیٹے محمد مہدی کے تذکرہ اور حالات جو ابو جعفر منصور کے ساتھہ پیش آئے تھے احاطہ تحریر مین لائے گئے۔ انہین مین سے ملوک ادارسہ مغرب اقصے بنو ادریس بن ادریس ابن عبداللہ کامل سے تھے اور ان کے اعقاب سے بنو حمود ملوک اندلس تھے جو بنو امیہ کے آخری عہد حکومت مین بنو امیہ کیجانب سے حکمران تھے۔ انہین مین سے بنو حمود بن احمد بن علی بن عبید اللہ بن عمر بن ادریس گزرے ہین جنکا ذکر ہم آیندہ تحریر کرینگے۔ انہین مین سے بنو سلیمان بن عبداللہ کامل تھے جسکی نسل

سے ملوک یمامہ بنو محمد اخیضر بن یوسف بن ابراہیم بن موسے جون گزرے ہیں۔ انہیں میں سے بنو صالح بن موسے بن عبداللہ ساقی ملقب بہ ابوالکرام بن موسے جون تھے یہ وہی لوگ ہیں جنھوں نے بعنانہ مضافات سودان ملک مغرب اقصے میں حکمرانی کی تھی اور ان کی پچھلی نسلیں اس وقت تک وہاں پر معروف و موجود ہیں۔ اسکی نسل سے ہواشم بنو ابی ہاشم محمد بن حسن بن محمد اکبر بن موسیٰ ثانی بن عبداللہ ابوالکرام تھے جو عہد حکومت عبیدیین میں امرار مکہ تھے ان کے تذکرے ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں اور انہیں کے اعقاب سے بنو قتادہ بن ادریس ابن مطاعن بن عبدالکریم بن موسے بن عیسے بن سلیمان بن موسے جون بھی تھے جو بعد ہواشم کے حکمران مکہ معظمہ ہوئے یہ لوگ اپنے باپ قتادہ کی بدولت حکومت کی کرسی پر رونق افزا ہوئے تھے۔ انہیں میں سے بنو نمی بن سعد بن علی بن قتادہ ہیں جو اس وقت امرار مکہ ہیں۔

داود بن حسن مثنی سے سلیمانیوں کا سلسلہ نسب ملتا ہے جو حکمران مکہ معظمہ تھے یہ لوگ سلیمان بن داود کی نسل سے تھے ان پر آخر زمانہ میں ہواشم غالب آگئے تھے اور یہ لوگ مکہ معظمہ سے یمن کیجانب چلے گئے تھے یمن زیدیہ نے انکی امامت و امارت تسلیم کی جیساکہ انکے حالات کے ضمن میں بیان کیا گیا۔

حسن مثلث بن حسن مثنی سے حسین بن علی بن حسن مثلث تھے جس نے ہادی پر خروج کیا تھا اسکا ذکر بھی اوپر پڑھ آئے ہو۔

ابراہیم عمر بن حسن مثنی کے اعقاب سے ابن طباطبا ہے اسکا نام ابراہیم

بن اسماعیل بن ابراہیم تہا انہین مین سے محمد بن طباطبا ابوالائمہ صعدہ تہا جنپر بنوسلیمان بن داود بن حسن مثنی غالب آئے تہے جبکہ مکہ سے صعدہ مین آئے تھے پھر ان پر بنورسی مسلط ہوئے چنانچہ یہہ لوگ اپنے امام کے پاس صعدہ چلے گئے اور اس وقت تک وہان پر موجود ہین۔

انہین مین سے بنوسلیمان بن داود بن حسن مثنی اور اسکا بیٹا محمد بن سلیمان حکمران مدینہ عہد حکومت مامون مین تہا۔ اسیکے عقب سے محمد بن حسن بن محمد بن ابراہیم بن حسن بن زید تہا جو زمانہ معتمد مین مدینہ منورہ کا والی اور حاکم گزرا ہے اس نے منہیات شرعیہ اور خونریزی کو مباح کر رکھا تہا فتنہ اور فساد کی اس درجہ گرم بازاری ہوگئی تھی کہ جماعت کے ساتھہ نماز کا ہونا موقوف ہوگیا تہا اور انہین کی پچہلی نسل سے حسن بن زید بن محمد بن اسماعیل بن حسن بن زید اور اسکا بہائی محمد تہا جنہون نے یکے بعد دیگرے طبرستان مین حکومت و امارت کی بنا قائم کی تھی۔ ان دونون کے حالات اوپر بیان کئے گئے انہین مین سے ریے اور طبرستان کا داعی صغیر یعنی حسین بن قاسم بن علی بن عبدالرحمن بن قاسم بن محمد طحانی بن قاسم بن حسین بن زید تہا۔ اس داعی صغیر اور اطروش مین لڑائیان بھی ہوئین تہین۔ چنانچہ ۳۱۹ھ مین یہہ داعی صغیر مارا گیا۔ اسکی پچہلی نسل سے قاسم بن علی بن بن اسماعیل تہا جو حسن بن زید کا ایک سپہ سالار تہا۔

ان لوگون نے اس اطراف کے رہنے والون کے ساتھہ محبت اور اخلاق سے برتاؤ کئے تہے جس سے اس اطراف کے رہنے والون کے دلون مین انکی محبت جانشین اور متمکن ہوگئی اور یہی سبب تہا کہ دیلم آئے دن بلاد اسلامیہ پر حملہ آور ہوتے تہے کیونکہ ان حسینون کی فوج انہین

دیلمیون سے مرتب کیجاتی تھی - جو ان لوگون کے ساتھہ خروج کیا کرتی تھی اطروش حسنی کے ساتھہ ماکان بن کالی بادشاہ دیلم نے خروج کیا تھا - مرداویج اور بنوبویہ اسی کے ہوا خواہون سے تھے - انھین دیلمیون کے اعزہ و اقارب انکی فوج کے سپہ سالار اور سپاہی ہوتے تھے جو بلحاظ اپنے قوم کی دیلم کے نام سے موسوم کئے جاتے تھے واللہ بخلق مایشاء

حسین بن علی جو زمانہ حکومت یزید بن معاویہ مین (مقام کربلا مین) شہید کئے گئے - انکے بیٹے علی زین العابدین تھے علی زین العابدین سے محمد ملقب بہ باقر عبد اللہ ارقط، عمر، اور حسین اعرج تھے -

عبد اللہ ارقط کی نسل سے حسین کوکبی بن احمد بن محمد بن اسمعیل بن احمد بن عبد اللہ ارقط تھا حسین کوکبی حسن اطروش بن علی قایم بن حسن بن علی بن عمر کے سپہ سالارون سے تھا اس نے سرزمین طالقان مین عہد خلافت معتصم مین حکومت و سلطنت کی بنا ڈالی تھی پھر خونریزی کے خوف سے روپوش ہوگیا تا آنکہ اُسی حالت روپوشی مین وفات پائی یہہ معتزلی مذہب رکھتا تھا - اور انھین مین سے اطروش تھا جسکے ہاتھہ پر دیلم اسلام لائے تھے اطروش کا نام حسن تھا علی بن حسن بن علی بن عمر کا بیٹا تھا - یہہ ادیب اور فاضل تھا اس نے اپنے مذہب کو خوب سنوارا - طبرستان پر حکمرانی کی - سنہ ۳۰۴ھ مین رگہرائے ملک بقا ہوا اسکے بعد اسکا بھائی محمد حکمرانی کرنے لگا جب یہ بھی مرگیا تو حسین بن محمد بن علی جو اسکے بھائی کا بیٹا تھا کرسی حکومت پر جلوہ افروز ہوا اور سنہ ۳۱۶ھ مین نصر بن احمد بن اسماعیل بن احمد بن نوح بن اسد سامانی

جنوری ۱۹۰۶ء (۱)

والی خراسان کی فوج کے ہاتھہ مارا گیا۔

حسین اعرج کی اولاد سے حسین اصغر بن زین العابدین بن عبد اللہ عقیقی بن حسین اعرج تہا اور عبد اللہ عقیقی کی نسل سے حسین بن محمد بن جعفر بن عبد اللہ عقیقی گذرا ہے جسکی زندگانی کا خاتمہ حسن بن زید والی طبرستان کے ہاتھوں ہوا۔ اسی خاندان سے جعفر بن عبید اللہ بن حسین اعرج تہا جسکو اسکے گروہ والے حجتہ اللہ سے موسوم کرتے تھے اسکی آئندہ نسل سے ملقب بہ مسلم ایک شخص تہا جو زمانہ حکومت کافورین مصر کے امور سیاسی کا ناظم ومنصرم گزرا ہے۔ مسلم کا نام محمد بن عبید اللہ بن طاہر بن یحییٰ محدث بن حسین بن جعفر حجتہ اللہ تہا مسلم کے بیٹے طاہر کی نسل سے اس زمانہ کے امرا مدینہ منورہ بنو جماز بن ہبتہ اللہ بن جماز بن منصور بن جماز بن شیحہ بن ہاشم بن قاسم بن مہنی اور مہنی بن داود بن قاسم برادر مسلم اور عمر و طاہر تھے۔

ابن سعید کا یہہ خیال ہے کہ بنی جماز بن شیحہ امرا مدینہ منورہ عیسیٰ بن زید شہید کی اولاد سے ہیں اور اسمین اعتراض ہے۔

حسین اعرج کی اولاد سے زید بھی تھے جنہوں نے کوفہ مین ہشام بن عبد الملک کے خلاف سنہ ۱۲۱ھ مین خروج کیا تہا اور وہین مارے گئے تھے بعد ازان سنہ ۱۲۵ھ مین انکے بیٹے یحییٰ نے خراسان مین علم مخالفت بلند کیا اور انکی بھی زندگانی کا خاتمہ کر دیا گیا۔ بعض اوقات صاحب الزنج اپنے کو نسباً اسکی طرف منسوب کرتاہے اور اوسکا بہائی عیسیٰ بن زید جس نے اول زمانہ خلافت منصور مین منصور سے معرکہ آرائی کی حسین ہی کی اولاد سے ہے جسکی پچھلی نسل سے یحییٰ بن عمر بن یحییٰ تہا جس نے عہد حکومت

مستقین مین کوفہ مین امارت کی بنا رقایم کی تھی اسکے خیالات صحابہ کے بابت اچھے اور قابل تحسین تھے۔ اسکی طرف وہ عمری منسوب کئے جاتے ہین جو کہ بغداد مین سلطان کیجانب سے دیلم کے مستولی ہونے کے زمانہ مین کوفہ پر متغلب و متصرف ہوے تھے۔ اور علی بن زید بن حسین بن زید نے کوفہ مین بنا رحکومت قایم کی تھی پھر صاحب الزنج کے پاس بصرہ بھاگ گئے پس اس نے اسکو قتل کرکے اس لونڈی کو گھر مین ڈال لیا جسکو اس نے بصرہ سے قید کیا تھا۔

محمد ملقب بہ باقر بن زین العابدین کی اولاد سے عبداللہ افطح اور جعفر صادق تھے عبداللہ افطح کے گروہ فطحیہ عبداللہ افطح کی امامت کے قایل تھے اسکی گروہ سے زرارہ بن اعین کوفی تھا۔ کوفہ سے نکلکر اس نے مدینہ منورہ مین جاکے قیام کیا تھا اہل مدینہ نے اس سے چند مسائل فقہیہ کا سوال کیا جسکا جواب اس سے نہ بن پڑا مجبوراً عبداللہ افطح کی امامت کے اعتقاد سے رجوع کرلیا اس وجہ سے افطحیہ کی امامت کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔

ابن خرم کا خیال ہے کہ عبیدیین ملوک مصر اسکی طرف نسباً منسوب کئے جاتے ہین حالانکہ یہ صحیح نہین ہے۔

جعفر صادق کے لڑکون سے اسمٰعیل امام، موسیٰ کاظم اور محمد دیباجہ تھا محمد دیباجہ نے زمانہ خلافت مامون مین مکہ معظمہ مین خروج کیا اہل حجاز نے اسکی خلافت و امارت کی بیعت کی۔ پھر جبوقت معتصم حج کو آیا تو اسکو گرفتار کرکے مامون کی خدمت مین بغداد لایا تھا۔ مامون نے اسکی خطا معاف کردی تھی۔ اس نے ۲۰۳ھ مین وفات پائی۔ باقی رہے اسمٰعیل اور موسیٰ کاظم۔ انھین پر اور انہین سے شیعہ

مین اختلاف پیدا ہوتا ہے - موسے کاظم کا حلیہ بدویون سے زیادہ
ملتا جلتا اور رنگ مائل بہ سیاہی تھا - رشید انکی بہت عزت کرتا تھا
اور ان کے معاملات مین لوگون کے کہنے سننے پر کان نہ رکھتا تھا جیسا کہ
تم اوپر پڑھ آئے ہو انہین کی آئندہ نسل سے بقیہ امیہ اثنا عشریہ ہین
جنکی امامت کے فرقہ امامیہ بزمانہ علی ابن ابی طالب وصی سے قائل
ہے - انکی زندگانی کا زمانہ ۴۰ھ مین پورا ہو گیا - انکے بعد انکے بیٹے
حسن امامت کی کرسی پر متمکن ہوئے انکی وفات ۵۰ھ مین ہوئی پھر
انکے بھائی حسین امام ہوئے انکی شہادت ۶۱ھ مین ہوئی بعد انکے
بیٹے علی زین العابدین امامت کے عہدہ سے سرفراز کئے گئے انہون نے
۹۴ھ مین وفات پائی پھر انکے بیٹے محمد ملقب بہ باقر امام ہوئے
انہون نے ۱۱۴ھ مین انتقال کیا بعد وفات انکے بیٹے جعفر صادق نے امامت
کی مسند ۱۴۸ھ مین ... پر متمکن ہوئے بعد ازان انکے بیٹے موسے
کاظم کو امامت ملی - انکی وفات ۱۸۳ھ مین ہوئی شیعون کے نزدیک
یہ ساتوین امام ہین - بعد ان کے انکے بیٹے علی رضا منصب امامت
سے ممتاز ہوئے اور ۲۰۳ھ مین وفات پائی پھر ان کے بیٹے محمد ملقب
بہ جواد امام ہوئے انہون نے ۲۲۰ھ مین انتقال کیا پھر ان کے بیٹے
علی ملقب بہ نقی نے امامت کی انکا انتقال ۲۵۴ھ مین ہوا بعد انکے

مورخ ابن ... نے ... شیعون کے ائمہ اثنا عشر کی ترتیب اور انکی ولادت و وفات کو تحریر کیا ہے ...
کے ... سے یہ معلوم نہین ہوتا کہ انہون نے کتنی عمر پائی - مین اس کمی کو اور کتب تواریخ
سے پورا کرتا ہون - امام حسن کی ولادت مدینہ منورہ مین نصف رمضان ۳ھ کو ہوئی
تقریباً سینتالیس برس کی عمر پائی - حسین بھی مدینہ منورہ مین ہجرت کے ... باقی نوٹ صفحہ ۱۹۷ مین دیکھو

ان کے بیٹے حسن عسکری کو امامت ملی انہون نے ۲۶۰ھ مین وفات پائی۔ پھر ان کے بیٹے محمد ملقب بہ مہدی عہدہ امامت سے سرفراز کئے گئے۔ یہ شیعون کے بارہوین امام ہین۔ یہہ اُنکے نزدیک زندہ ہین اور یہہ لوگ انکی آمد کا انتظار کر رہے ہین۔ انکے حالات تم اوپر پڑھ آئے ہو۔

موسے کاظم کی اولاد سے سواے ائمہ کے ابراہیم مرتضیٰ نامی ایک شخص گذرا ہے جسکو محمد بن طباطبا اور ابو السرایا نے یمن کی سند حکومت دی تھی پس ابراہیم یمن گیا اور وہین بہ زمانہ خلافت مامون ٹھیرا ہوا خونریزی کرتا رہا تا آنکہ کثرت خونریزی سے لوگون نے اسکو جزار کا لقب دیا

چوتھے سال شعبان کی پانچوین تاریخ کو پیدا ہوے تقریباً ستاون مرحلے عمر کے طے کئے۔ علی زین العابدین بھی مدینہ منورہ مین علی ابن ابی طالب کے زمانہ حیات مین شہادت کے دو برس پہلے ۳۸ھ مین پیدا ہوے تقریباً ستاون برس کی عمر پائی۔ محمد باقر تین برس قبل شہادت حسین ابن علی مدینہ منورہ مین ۵۷ھ مین پیدا ہوے۔ تقریباً اٹھاون سال کی عمر پائی جعفر صادق کی ولادت ۸۳ھ مدینہ منورہ مین ہوئی انکی ماں کا نام ام فروہ بنت قاسم بن محمد ابن ابی بکر صدیق تھا تریسٹھ مرحلے عمر کے طے کئے۔ موسیٰ کاظم مقام ابوا ۱۲۸ھ مین پیدا ہوے انکی ماں کا نام حمیدہ بربریہ تھا۔ انہون نے پچپن برس کی عمر پائی۔ انکے سینتیس لڑکے اور لڑکیاں تھین۔ علی رضا کی ۱۵۳ھ مین ولادت بمقام مدینہ منورہ مین ہوئی پچپن برس کی عمر پائی طوس مین شہید ہوے محمد ملقب بہ جواد مدینہ منورہ مین ماہ رمضان ۱۹۵ھ مین پیدا ہوے پچیس برس زندہ رہے بغداد مین مدفون ہوے۔ علی ہادی ۲۱۴ھ مین مدینہ منورہ مین پیدا ہوے چالیس مرحلے عمر کے طے کئے حسن عسکری ۲۳۲ھ مقام مدینہ منورہ مین پیدا ہوے اٹھائیس برس کی عمر پائی اور سر من رای مین مدفون ہوے بارہوین امام محمد ملقب بہ مہدی منتظر کہا جاتا ہے کہ انکی عمر بوقت وفات انکے باپ حسن عسکری کے پانچ برس کی تھی اپنی ماں کے ساتھ سرداب مین داخل ہوے اور غائب ہوگئے ہذا عند الشیعہ انتہی ملخصاً من تاریخ ابی الفداء و مسیا الذہب و المعارف لابن قتیبہ ۱۲

اس نے اپنی امامت کا اظہار اور حکومت وسلطنت کا دعوے کیا تھا جبکہ خلیفہ مامون نے اسکے بھائی علی رضا کی ولیعہدی کا اعلان کیا تھا بعد ازان خلیفہ مامون ان کے قتل سے متہم کیا گیا جزار نے علم مخالفت بلند کیا اور حکومت وسلطنت کا دعوے دار ہوا پس مامون نے جنگ فاطمین پر یمین مین محمد بن زیاد بن ابی سفیان کو مامور کیا چونکہ ان لوگون مین باہم عداوت وبغض تھا اسوجہ سے محمد بن زیاد نے نہایت مستعدی سے اس مہم کو سر کیا فاطمیون پر متعدد حملے کئے اسکے ہوا خواہون اور گروہ والون کو قتل کیا اور انکی جماعت کو تتر بتر کردیا۔

ابراہیم مرتضے کی اولاد سے موسے بن ابراہیم شریف رضی اور مرتضے کا دادا تھا اسین سے ہر واحد کا نام علی بن حسین بن محمد بن موسے بن ابراہیم تھا۔

نیز موسے کاظم کی اولاد سے انکا بیٹا زید تھا اسکو ابو السرایا نے اہواز کی حکومت پر مامور کیا تھا پس یہ بصرہ گیا اور اسپر حکمرانی کرتا رہا۔ عباسیون کے مکانات کو جو وہان تھے جلوا کے خاک وسیاہ کردیا اسی مناسبت سے یہ زید النار کے نام سے موسوم ہوا۔ اسکی نسل سے زید الحجتہ بن محمد بن زید بن حسن بن زید النار تھا یہ اس خاندان کا نامور فاضل اور صالح ترشخص تھا یہ زمانہ حکومت متوکل مین بغداد بھیجا گیا متوکل نے اسکو ابن ابی داود کے سپرد کردیا۔ ابن ابی داود نے اسکی آزمایش کی امتحان مین کامل نکلا تب ابن ابی داود کی شہادت پر متوکل نے اسکو رہا کردیا۔ موسے کاظم ہی کی اولاد سے اسکا بیٹا اسماعیل بھی تھا اسکو بھی ابو السرایا نے فارس کی حکومت دی تھی۔

جعفر صادق کی نسل سے علاوہ ایکے کے محمد و علی پسران حسین بن جعفر تھے جنہون نے ۲۷۱ھ مین حکومت و سلطنت کی بنا ر مدینہ منورہ مین ڈالی بہت بڑی خونریزی کی لوگون کے مال و اسباب لوٹ لئے جعفر بن بن ابی طالب کی اولاد کو جی کھولکر پامال کیا مہینون مدینہ منورہ مین نہ جمعہ ہوا نہ جماعت کی نماز ہوئی۔

اسماعیل امام کی نسل سے عبیدیین خلفاء قیروان و مصر یعنے بنو عبید اللہ مہدی بن محمد بن جعفر بن محمد بن جعفر بن محمد بن اسمٰعیل تھے جنکا ذکر اوپر ہو چکا اور جو لوگ ان کی نسب مین رد و قدح یا اختلاف کرتے ہین وہ از سرتاپا قابل التفات نہین ہے یہہ نہایت صحیح ہے جو ہمنے تحریر کیا ہے۔

ابن حزم نے لکھا ہے کہ یہہ لوگ حسن بعض عم عبید اللہ مہدی کی اولاد سے ہین ابن حزم کے نزدیک یہہ ہے کہ یہ عبیدیون کا دعوے ہے۔

محمد بن حنفیہ کے لڑکون سے عبد اللہ بن عباس اور اسکا بھائی علی بن محمد اور اسکا بیٹا حسن بن علی بن محمد تھا۔ شیعہ نے انکی امامت کا بھی دعوی کیا ہے۔ خلیفہ مامون کے عہد خلافت مین اولاد علی بن محمد کے سوا عبد الرحمن بن احمد بن عبد اللہ بن محمد بن علی بن ابی طالب نے بھی خروج کیا تھا۔

• جعفر بن ابی طالب کی نسل سے عبد اللہ بن معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب تھا جسکی فارس مین حکومت تھی اور کوفہ مین اسکی خلافت و امارت کی بیعت لیگئی بعض ہواخواہان عباسیہ نے یہہ چاہا تھا کہ زمام حکومت و سلطنت اسکے قبضہ مین دے دی جائے لیکن ابو مسلم نے اس سے مخالفت کی۔ اسکے گروہ والے اسکے آنے کا انتظار کرتے ہین

اور بذریعہ وصیت ابوہاشم بن محمد بن حنفیہ اسکو خلافت و امارت کا مستحق سمجھتے ہین۔ یہہ فاسق تھا اور معاویہ اسکا بیٹا شہر دمشق مین اپنے باپ کا نظیر تھا طالبیون کے انساب اور حالات تمام ہوئے اب ہم بنی امیہ کے حالات کی طرف متوجہ ہوتے ہین جو اندلس مین علم خلافت عباسیہ سے منازعت کرتے تھے بعد ازان ہم ان دولتون عرب ترک یمن جزیرہ شام عراق مصر کے حالات کے لکھنے کی طرف اپنی توجہ مبذول کرینگے جو علم خلافت عباسیہ کی ماتحت اور نام لیوا تھین مگر اس سے علیحدہ اور جدا تھین واللہ المستعان۔

(مترجم) ایک زمانہ دراز سے تم ان اوراق کو نہایت صبر و استقلال سے پڑھتے چلے آتے ہو اور بظاہر روکھے سوکھے مضامین کے سوا چٹپٹے چھڑکتے ہوئے جملے تم نے نہ دیکھے اور نہ سنے ہونگے تم نے انہین اوراق مین اسلام اور اسلامیون کی جیتی جاگتی چلتی پھرتی تصویرین دیکھی ہین اور پھر انہین صفحات مین تم نے انکی انحطاط کی صورتون کو بھی تنزلی کے گوشہ مین سر بگریبان بیٹھی ہوئی یا حیران و سرگردان ملاحظہ کیا ہوگا۔ اس سے تمہارے دماغ مین یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ آخر یہ کیون ہوا؟ مگر ذرا تم سوچوگے تو تمہارا ذہن تمہارا دل خود یہہ جواب فوراً دے دیگا کہ اسلامیون کی بربادی اسوجہ سے ہوئی کہ ان لوگون نے احکام قرآنی پر نظر نہ رکھا اور آپس کی خانہ جنگیان باہمی منازعات بیجا خواہشات حکمرانی اور تکبر و بیجا فخر انساب و ہجو من دیگرے نیست مبتلا ہوگئے رہتے۔

خلافت راشدہ اسلامیہ کے تیسرے دور کے آخر مین امیرالمومنین
عثمان بن عفان کی شہادت کا واقعہ اگرچہ سوائے بلوائیان مصر کبار صحابہ سے
کوئی اس مین شریک نہین ہوا تہا تاہم اسلام اور اسلامیون کے نقصان
عظیم پہونچانے کے لئے کم نہ تہا مگر اس زخم کا فوری علاج یون ہو گیا
کہ امیرالمومنین علی ابن ابی طالب بمشورہ ارباب حل وعقد وکبار صحابہ سریر
خلافت پر جلوہ آرا ہوگئے۔ نظام حکومت درست نہونے پایا تہا
کہ اسی غیر متوقع واقعہ شہادت خلیفہ مظلوم نے اپنے کو جنگ جمل کے
سانچے مین ڈہال لیا۔ طلحہ، زبیر اور ام المومنین عائشہ ایک فریق
ہوئین اور امیرالمومنین علی ایک فریق ہوئے۔ لگانے بجہانے
والون اور قاتلین عثمان نے دونون فریق کو لڑا کے اپنے کو قصاص
خون خلیفہ مقتول سے بچا لیا۔ نتیجہ یہہ ہوا کہ فریق اول کی شکست
ہوئی اور امیرالمومنین علی نے ام المومنین عائشہ کو بعزت واحترام
میدان جنگ سے واپس کیا اور خود کوفہ مین پہونچکے نظم ونسق مین
مصروف ہوئے۔ خواہان قصاص خون عثمان کے دل واقعہ شہادت
متذکرہ بالا سے بہرائے ہوئے تو پہلے سے تہے امیرالمومنین
علی کے عزل ونصب نے ان کے حق مین سونے مین سہاگہ
کا کام دے دیا اور جنگ صفین کی بنیاد پڑگئی۔ اسمین ایک فریق
امیر معاویہ والی شام تہے اور دوسرے فریق وہی امیرالمومنین
علی۔ فریقین کی قوتین اس لڑائی کی نذر ہوگئین آخرکار قدرتی طور پر یہہ
طے پایا کہ عرب اور عراق کی زمام حکومت امیرالمومنین علی کے
قبضہ اقتدار مین رہی اور شام پر امیر معاویہ حکمران رہے۔

جولائی ۱۹۰۰ء (۲)

اس سے تم اندازہ کر سکتے ہو کہ آخری دور چار مین خلافت مین متحدہ قوت اسلام کی دو قوتون مین منقسم ہو جانے سے مسلمانون کی قوت کو کسقدر نقصان پہونچا ہوگا اور وہ باتین جوان کو خلافت کے دور سابقہ مین حاصل تھین کہان تک زائل ہوگئی ہونگی اسی جنگ کے اختتام ہوتے ہوتے جنگ نہروان کی بنا پڑتی ہے اور امیر المومنین علی کو اسمین مصروف و مشغول ہونا پڑتا ہے اس سے خلافت کی رہی سہی قوت ٹوٹ جاتی ہے۔ یہی واقعات تھے جنکی وجہ سے آخری دور خلافت چار مین مین اسلامی فتوحات کے دائرہ وسیع کرنے کا موقع نہین ملا اور ساری قوت آپسکے جھگڑون باہمی نزاعات اور رفع بغاوت مین صرف ہوگئی۔ تاآنکہ امیر المومنین علی کا زمانہ شہادت قریب آگیا اور بعد شہادت جناب موصوف لوگون نے آپ کے بیٹے حسن کے ہاتھ پر خلافت و امارت کی بیعت کی یہ بھی ایک صورت اجماع اور شورے کی تھی حسن نے مسند خلافت پر متمکن ہوتے ہی اس امر کا احساس کر کے کہ ممالک اسلامیہ مین دو حکومتون کے قایم ہونے یا رہنے سے اسلام کو بجائے فائدہ کے نقصان اور بعوض ترقی کے تنزلی ہوتی رہنے کی نہایت نکتہ سنجی اور انجام بینی سے حکومت و امارت امیر معاویہ والی شام کے سپرد کر دی اور آپ مدینہ منورہ مین جا کے عزلت گزین ہو گئے کسی ہوا پرست کا یہ خیال کرنا کہ انہون نے بزدلی یا سستی و کاہلی سے امارت چھوڑ دی تھی

حماقت ہے یہ نتیجہ ہے اس امر کے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کی اس پیشگوئی کو جو کہ آپ نے حضرت امام حسن کے حق
میں کی تھی سچ کر دکھایا اور شیعان علی نے ہمیشہ کے لیے
اسی وجہ سے ان کے خاندان کو منصب امامت سے محروم کر دیا
؎ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا۔

امیر معاویہ اہل سنت و الجماعت کے نزدیک جامع کمالات تھے
با اشتراک نسب و مصاہرت آنحضرت کے ساتھ قرابت رکھتے تھے بنو ہاشم
خاندان کو جن لوگوں نے نبوت اور فیوض و برکات سے جب رسالت کی نسبت
کو بھلا دیا تھا تو حمیت و عصبیت اور غلبہ وارثین کے خلاف رہے
تھے۔ ایک مدت دراز حکومت کر کے انتقال کر گئے۔ معاویہ
نے انتقال سے چند دنوں پیشتر اپنے بیٹے یزید کو ولیعہد بنایا
اسلام میں یہ پہلی نظیر تھی جس سے انتخابی اور جمہوری حکومت کی شکست
ہوتی ہے اور شخصی حکومت کی بنا قائم ہوتی ہے ورنہ اس سے
پیشتر انتخاب اور اجماع اہل شوریٰ سے منصب امارت و خلافت
دیا جاتا تھا۔ اگرچہ امیر معاویہ خود بھی انتخاباً و اجماعاً خلیفہ و امیر
نہیں بنائے گئے تھے مگر انہوں نے بہ تقاضائے فطرت و جبلت

؎ عن ابی بکرۃ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر والحسن بن علی الی جنبہ وہو یقبل علی الناس مرۃ وعلیہ اخری ویقول ان ابنی ہذا سید ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین رواہ البخاری۔ ترجمہ ابی بکرہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو منبر پر دیکھا اور حسن بن علی آپکے پہلو میں تھے کبھی آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے تھے اور کبھی انکی طرف اور یہ فرماتے جاتے تھے میرا یہ بیٹا سردار ہے اور امید ہے کہ اللہ تعالی اسکے ذریعہ سے مسلمانوں کے دو گروہ عظیم میں مصالحت کرا دیگا۔ روایت کی اسکو بخاری نے۔ مشکوۃ شریف صفحہ ۵۶۹ مطبوعہ اصح المطابع لکھنؤ۔

جبکہ مسلمانونمین تفرقہ پیدا ہو چلا تھا بوجہ عصبیت اپنی قوم اور نیز کل عرب اور کل مسلمانون کو اپنی طرف مائل کرلیا جیسا کہ ہر بادشاہ اپنی قوم کو بوجہ عصبیت اپنی جانب مائل کرلیتا ہے

اس وقت تک جسقدر لڑائیان ہوئین وہ محدود اور شخصی تھین اسکا اثر اسی وقت تک رہا جب تک کہ وہ قایم رہین یزید کے زمانہ حکومت مین ایک ایسا واقعہ پیش آجاتا ہے کہ جس سے اسلام مین گروہ بندیان شروع ہو جاتی ہین اگرچہ گروہ بندیون کا سلسلہ آخری دور خلافت خلیفہ ثالث سے شروع ہو جاتا ہے لیکن وہ ایسا وقیع نہین ہے کہ جسکی طرف توجہ کیجاسے۔

یزید کے زمانہ حکومت مین کوفیون کی تحریک واصرار پر جو اپنے کو شیعان علی سے تعبیر کرتے تھے حسین بن علی نے پہلے مسلم بن عقیل کو کوفہ روانہ کیا اور جب اہل کوفہ شیعان علی نے ان کے ہاتھ پر حسین بن علی کی بیعت کرلی تو آپ نے بھی یہہ خبر پا کے کوفہ کی طرف کوچ کیا یزید نے ملکی مصلحت کے خیال سے اپنے امرار لشکر اور نیز گورنر کوفہ کو اس امر کے روک تھام پر مامور کیا۔ اس جد وجہد مین لشکر شام کو کامیابی حاصل ہوئی اور کوفہ والے جنہون نے خطوط لکھہ کر بیعت کرنے کو بلوایا تھا اور مسلم کے ہاتھ پر آپ کی بیعت بھی کرلی تھی اپنے مطلوب امام کو لشکر شام کے حوالہ کرکے تماشائے جنگ دیکھتے رہگئے اس موقع پر مین اس امر کو ظاہر کیا چاہتا ہون کہ کل اہل کوفہ جنہون نے خطوط لکھے تھے شیعان علی سے تھے اور ان کے متبع تھے۔ شام والے شاہی ملازم تھے اور انکا

مذہب میرے نزدیک شیعہ تہا نہ سنی بلکہ وہ حکومت کا مذہب رکہتے تھے۔ حکومت کا مذہب کیا تہا؟ مصالح ملکی انتظام سلطنت و اور حکمرانی۔ اس واقعہ کے ختم ہونے پر واقعہ حرہ پیش آیا۔ یہ بھی منجملہ اور واقعات جانخراش کے ایک واقعہ تہا بعد اس کے یزید مرگیا۔ اسکا بیٹا معاویہ بن یزید بن معاویہ تخت نشین ہوا چالیس روز یا کچہہ کم وزیادہ حکومت کرکے امارت سے دستکش ہوگیا۔ اہل حجاز یمن، عراق اور خراسان نے بلا جد وجہد عبد اللہ بن زبیر کی امارت کی بیعت کرلی۔ ملک شام اور مصر والے تقرر امیر مین پس وپیش کررہے تھے کہ مروان بن الحکم جو ایک مدت سے ایسے موقع کا منتظر اور حکومت وسلطنت کا خواہش مند تہا بحکمت عملی ان لوگون کو اپنی طرف مایل اور حریفانہ کوشش امارت حاصل کرنے کی کرنے لگا اسکو اور اسکے آئندہ نسلون کو اپنی کوششون مین کامیابی ہوئی اور عبد اللہ بن زبیر کی زندگانی کا ناکامی کے ساتہہ خاتمہ ہوگیا۔ عبد اللہ بن زبیر کی بیعت امارت اگر بغور دیکھا جائے تو باجماع وشورے ہوسکتی نہ کہ مروان بن الحکم کی۔

بہرکیف اب وہ زمانہ آگیا تہا کہ مروانیون کی جوش اقبالی کا پہریرہ کامیابی کی ہوا مین لہرا رہا تہا۔ ادہر دعوے داران امارت وحکومت درپردہ ریشہ دوانیان کررہے تھے ادہر گاہے خوارج خروج کرتے نظر آتے تھے اور گاہے[1] شیعان وتبعان علی خون حسین کے

[1] بعد وفات یزید وبیعت مروان بن الحکم سلیمان بن صرد ومختار بن ابی عبید وغیرہم نے بطلب خون حسین خروج کیا تہا دیکھو تاریخ ابن خلدون جلد ۳ صفحہ ۱

قصاص لینے کو اوٹھہ کھڑے ہوئے تھے تاہم کچھہ نہ کچھہ جہاد کا سلسلہ قایم وجاری رہا۔ سندھ، کاشغر، چین اور اندلوسیہ عظمی وغیرہ ممالک مفتوح ہوئے۔

سنہ ھ سے دعوے داران سلطنت اور خواہشمندان حکومت کا ایک جدید گروہ پیدا ہو جاتا ہے جسمین عباسی اور علوی حکومت وسرداری کا جھنڈا لیے ہوئے نظر آتے ہین اور ان لوگون کو جنہون نے بزور وغلبہ یا بہ حکمت عملی حکومت حاصل کر لی تھی حکومت کی کرسی سے اوتارا چاہتے ہین عباسیون کو اس ریشہ دوانی مین رفتہ رفتہ ۱۳۲ھ مین کامیابی حاصل ہو جاتی ہے اور علویہ جو قافلہ سالار تھے پیچھے رہجاتے ہین۔ مروان بن محمد آخری تاجدار بنو امیہ اوتارا جاتا ہے اور ابو العباس سفاح حکومت وسلطنت کی عبا پہنے ہوئے کرسی امارت پر متمکن نظر آتا ہے کاش یہ دعوے داران سلطنت وخواہشمندان حکومت اپنی ذاتی منفعت یا حصول ثروت و دولت کی قوت کو ممالک اجنبیہ پر قبضہ و تصرف حاصل کرنے مین صرف کرتے اور ان ممالک مین آتش جنگ مشتعل کرنے سے محفوظ رکھتے جہانکا اسلام کے نام لیوا حکومت کر رہے تھے تو آج دنیا مین اسلام ہی اسلام نظر آتا۔

اس وقت سے دوبارہ اسلام کی زمام حکومت دو مختلف خاندانون کے قبضہ اقتدار مین چلے جاتی ہے ایک عباسیہ جو بنو امیہ کو کرسی حکومت سے اوتار کے خود متمکن ہو

جاتے ہین دوسرے بنو امیہ کے وہ پچھلی نسلین جو عباسیہ کے
ظلم کے ہاتھون سے بچکر اندلس بھاگ جاتی ہین اور وہان پہنچکر
اپنی حکومت و امارت کی جدید بناء قایم کرتی ہے۔

بنو امیہ کی حکومت ان ممالک سے منقرض ہونے پر ان کے
گورنران صوبجات نگرات و امرات سر اوٹھاتے ہین مگر حکومت و
سلطنت انکا سر کچل دیتی ہے۔ غرض اسطرح سے آہستہ
آہستہ بنو عباس کی حکومت کا سکہ ان ممالک مین چلنے لگتا ہے
اسکے تھوڑے دنون بعد اہل بیعت علویہ نے خلفاء عباسیہ
سے منازعت و مخاصمت پیدا کی اور یہہ خیال جماکر کہ ہم
مستحق خلافت و امارت ہین اپنی امارت و حکومت کی بناء
قایم کرنے لگے۔ گھر کی بلا کو کون ٹال سکتا ہے انہون نے
بھی چند دنون مین سعی و کوشش ممالک بعیدہ اسلامیہ
پر قبضہ و تصرف حاصل کر لیا اور المغرب اقصے۔ قیروان
مصر وغیرہ وغیرہ ملکون مین اپنی اپنی حکومتین قایم کر لی۔
یہہ ممالک کس کے تھے؟ مسلمانون کے تھے! کس نے
قبضہ کیا؟ وہی اسلام کے دعوے دارون نے! کیون؟
محض اس دعوے سے کہ ہم امارت و خلافت کے مستحق
ہین ہم ہاشمی ہین ہم علوی ہین۔ ہمارے جد امجد کے حق مین امامت
و امارت کی وصیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرما گئے
تھے حالانکہ ارباب نقل و روایات اس سے انکار کرتے
ہین۔

افسوس ہے کہ ان لوگون نے احکام وارشادات قرآنی کو بالائے طاق رکھہ دیا تھا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو نسیاً منسیاً کر رکھا تھا۔ مسلمانون کی خونریزی کو بائین ہاتھہ کا کھیل سمجھہ لیا تھا۔ مذہب وملت کو حکومت وسلطنت سے جدا کر دیا تھا۔ بیجا خواہشات حکمرانی اور تفاخر بالانساب سے اسلام اور اسلامیون کی بیخکنی اور اپنے ہوا وہوس کے پودہون کے نشو ونما مین اپنی قوتون کو صرف کر رہے تھے یہی اسباب تھے جن سے علم خلافت اسلامیہ آخر کار سرنگون ہوگیا اور اسکا نام ونشان صفحہ ہستی سے مٹ گیا۔

حکومت اسلامیہ کے تنزلی کے اسباب مین سے ایک بڑا اور قوی سبب کی یہی ہوا کہ تاجدار خلافت کی سستی وکاہلی یا عدم خبرت کی وجہ سے حکومت وسلطنت کے بہت سے ٹکڑے ہوگئے تھے اور چہوٹی چہوٹی متعدد سلطنتین قایم ہوگئین تھین آئے دن دعوے داران حکومت وسلطنت علم حکومت کے خلاف اوٹھہ کھڑے ہوتے تھے۔ بسا اوقات وزرا اور امرا اور کبھی کبھی محلسرا کے خواجہ سرا اور لونڈی غلام خلافت مآب پر مستولی ہوجاتے تھے اور وہی امور سلطنت کے سیاہ وسفید کرنے کے مالک ہوتے تھے اجنبیون اور عجمیون کا دخل اسقدر بڑھ گیا تھا کہ ہر صیغہ کے مالک یہی تھے سرزمین عرب کے بر زدے بالکل نکمے اور ناکارہ تسلیم کرلئے گئے تھے

ہمارے اس دعوے کی علاوہ اور ماسبق واقعات کے ابن علقمی وزیر السلطنت اور خلیفہ مستعصم کا واقعہ کافی طور سے شہادت دے رہا ہے - اگر مسلمانونکا ہر فرد اپنے کو اسلام کا جان بازسپاہی اور ہر جان بازسپاہی اپنے کو امیر و خلیفہ سمجھتا اور اُن اصول کے مسلمان پابند رہتے جنکو شارع اور ان کے متبعین خلفاء نے جاری و قایم کیا تھا یعنے مجلس شورے - انتخابی امارت جیساکہ دورخلافت راشدہ مین عمل درآمد تھا اور لوگون کے خیالات سچے تو اسلام کو اس روز بد کے دیکھنے کی نوبت نہ آتی - اور نہ اسلامیون کی حکومت زوال پذیر ہوتی یہی اصول تھے جنکے ترک کرنے سے اسلام اور اسلامیون کو ضعف اور کمزوری طاری ہوئی اور غیر اقوام نے انکی پابندی سے کامیابی حاصل کی - اسقدر تحریر کرنے کے بعد ہم اُن لوگون کی اجمالی فہرست درج ذیل کرتے ہین جنہون نے عہد خلافت عباسیہ مین بدعویداری امارت و ریاست علم مخالفت بلند کیا تھا اور حکومت و سلطنت اسلامیہ کی بربادی کے باعث ہوئے -

زمانہ خروج	مقام خروج	نام	کیفیت
سنہ ۱۳۵ھ عہد خلافت منصور	جران	عبداللہ بن علی عباسی	نوبت امارت نہین آئی سنہ ...ھ مین مارے گئے
سنہ ۱۴۵ھ عہد خلافت منصور عباسی	مدینہ منورہ	محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسین بن علی ابن ابیطالب الملقب بہ مہدی و نفس زکیہ	سنہ ۱۴۵ھ مین مارے گئے
ایضاً	بصرہ	ابراہیم بن عبداللہ بن حسن بن حسین بن علی ابن ابیطالب	بصرہ اور اہواز مین چند روز حکومت کی

سنہ ۱۶۹ھ عہد خلافت ہادی	مدینہ منورہ	حسین بن علی بن حسن مثلث بن حسن مثنی بن حسن سبط	قتل کئے گئے نوبت امارت نہین آئی
سنہ ۱۷۶ھ عہد خلافت ہارون الرشید	دیلم	یحیےٰ بن عبداللہ بن حسن بن حسین سبط	فضل برمکی کی عاملانہ تدبیر سے مصالحت ہو گئی تھی
سنہ ۱۹۵ھ عہد خلافت مامون	دمشق	علی بن عبد اللہ بن خالد بن یزید بن معاویہ سفیانی اموی	
سنہ ۱۹۹ھ عہد خلافت مامون	کوفہ	محمد بن ابراہیم بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن حسن بن حسین علوی معروف بہ طباطبا۔	اسکے مرجانے پر اسکا غلام ابو السرایا شاہی لشکر سے لڑتا رہا متعدد لڑائیان ہوئین
سنہ ۲۰۰ھ	مکہ	محمد بن جعفر صادق بن محمد باقر بن علی زین العابدین	
سنہ ۲۱۹ھ یا اس سے کچھ پہلے عہد خلافت معتصم	طالقان	محمد بن قاسم بن علی بن عمر بن زین العابدین	گرفتار ہو کر بغداد بھیجے گئے پھر جیل سے نکل بھاگے تھے
عہد خلافت معتصم	بغداد	عباس بن مامون	نوبت خروج نہین آئی صرف بیعت کی گئی تھی۔
سنہ ۲۲۷ھ عہد خلافت واثق	اطراف فلسطین	ابو حرب یمانی ملقب بہ مبرقع اموی ہونیکا مدعی تھا	
سنہ ۲۵۰ھ عہد خلافت مستعین	کوفہ	یحیےٰ ابن عمر بن یحیےٰ بن حسین بن زید شہید علوی	سنہ ۲۵۰ھ مین مارے گئے
سنہ ۲۵۶ھ عہد خلافت معتمد	مصر	ابراہیم بن محمد بن یحیےٰ بن عبداللہ بن محمد بن حنفیہ علوی معروف بہ ابن صوفی	بلاد صعید کے چند قصبات پر قبضہ حاصل کر لیا تھا
ایضاً	کوفہ	علی بن زید علوی	کوفہ پر قبضہ کر لیا تھا

ایضاً	رے	حسین بن زید علوی	سنہ [illegible] مین مارا گیا رے پر قابض ہوگیا تھا موسیٰ بن بغا سے اور اس سے لڑائی ہوئی
سنہ [illegible] یا اس سے کچھ دنون پیشتر عہد خلافت مقتدر	طبرستان و دیلم	حسن بن علی بن حسین بن علی عمر بن زین العابدین معروف بہ اطروش	صوبہ طبرستان وغیرہ پر قابض ہوگیا تھا۔

یہ اجمالی فہرست ان لوگون کی تھی جنھون نے وقتاً فوقتاً امارت وحکومت حاصل کرنے کی غرض سے خروج کیا تھا مگر بہت ہی جلد حکومت کی طرف سے انکا استیصال ہوگیا تھا اگر التقاط و انتخاب مین میری نظر نے غلطی کی ہو اور کچھ لوگ اس فہرست مین شامل کرنے سے باقی رہ گئے ہون تو مجھے امید ہے کہ تم معاف کروگے۔ باقی رہ گئے وہ لوگ جنھون نے خلافت عباسیہ سے علیحدہ اپنی اپنی حکومت قایم کر لی تھی انکو مین نے فہرست مین داخل نہین کیا۔ علامہ مورخ نے ان لوگون کے حالات کو جدا جدا تحریر کیا ہے انتہے کلام (المترجم)

اخبار حکومت بنو امیہ حکمرانان اندلس

جو اسی طبقہ سے تھے اور علم حکومت عباسیہ کے معاصر اور اس سے منازعت کرتے رہے انکی حکومت کی ابتدا اور اسکے بعد ملوک الطوایف کے حالات

یہ خطہ بحیرہ روم کے شمالی کنارہ پر مغرب کیجانب واقع ہے اسکو

عرب اندلوسیہ عظمی کے نام سے موسوم کرتا ہے۔یہان پر فرانسیس کا ایک گروہ رہتا تہا انہین سے زیادہ ترسخت اور کثیر التعداد جلاقہ تھے لیکن قوط (گاتہہ) نے اسلام سے دوسو برس پہلے لاطینیون سے متعدد لڑائیان لڑکر اس خطہ پر قبضہ حاصل کرلیا تہا انہین لڑائیون مین قوط (گاتہہ) نے رومہ پر محاصرہ ڈالدیا تہا اہل رومہ نے صلح کا پیام دیا اور آخر کار اس امر پر مصالحت ہوگئی کہ گاتہہ اندلس کو واپس چلے جائین چنانچہ ان لوگون نے اس ملک کی طرف رخ کیا اور قابض ہوگئے پہر جب رومیون اور لاطینیون نے لیلہ نصرانیہ کو لے لیا تو دوسری طرف سے مغرب مین فرانسیسی بہادر بہی گہس پڑے اس وقت گاتہہ کے قبضہ اقتدار مین یہانکی زمام حکومت تہی پس گاتہہ نے ان تعلقات سے عیسائی مذہب اختیار کرلیا۔

شاہان گاتہہ کا دارالسلطنت طلیطلہ (ٹولیڈو) مین تہا اور اکثر ..... امین اسکے قرطبہ، ماردہ اور اشبیلیہ کے تہا۔اسی حالت سے گاتہہ نے تقریباً چار سو برس حکمرانی کی تا آنکہ آفتاب اسلام کی روشنی سے تمام عالم منور ہوگیا اور اسکی فتح کی فوجین بحر ظلمات اور سواحل افریقیہ مین لہراتی نظر آنے لگین۔اس وقت یہان کا بادشاہ لزریق (راڈرک) تہا یہ لقب یہان کے بادشاہون کا تہا جیسا کہ جرجیر ملوک صقلیہ کا خطاب تہا۔گاتہہ کا نسب اور انکی حکومت کے واقعات ہم اوپر بیان کر آئے ہین۔بحیرہ روم کے جنوبی ساحل کے اس پار بہی گاتہہ ہی کا قبضہ تہا جسکے حدود اِدہر طنجہ سے اُدہر بلاد بربر سے ملے ہوئے تھے۔

بربریون کا بادشاہ جو اس صوبہ پر ان دنون حکمرانی کر رہا تہا جسکو عرب جیال غمارہ سے تعبیر کرتا ہے بلیان نامی ایک شخص تہا۔یہ شخص انہین کے

مذہب سے متنفر ہب اور اسپین کا ماتحت تہا اور موسے ابن نصیر سردار عرب خلیفہ ولید بن عبد الملک اموی کی جانب سے افریقیہ کی گورنری پر تہا اور اسکا دار الحکومت قیروان مین تہا - عساکر اسلامیہ نے اس نامور گورنر کی ماتحتی مین المغرب الاقصے کے اکثر بلاد کو مفتوح کر لیا تہا اسکے فتوحات کا سیلاب بڑہتے بڑہتے جبال طنجہ سے گذر کر بحیرہ زقاق تک پہونچگیا تہا صرف ایک قلعہ جبال غمارہ کا جسپر بلیان حکمرانی کر رہا تہا مسلمانون کے مقابلہ پر اڑا ہوا لڑ رہا تہا - گورنر افریقیہ موسے بن نصیر بلیان سے علم حکومت اسلامیہ کی اطاعت قبول کر لینے کا نامہ پیام کر رہا تہا اور اپنے آزاد غلام طارق بن زیاد لیثی کو طنجہ کی حکومت پر مامور کر دیا تہا - اتفاق سے انہین ایام مین بلیان اور لرزیق بادشاہ گاتہہ مین چشمک سی پیدا ہو گئی تہی - سبب یہ ہوا تہا کہ لرزیق نے بلیان کی بیٹی (فلورنڈا) کی عصمت پر اپنے محلسرا مین حملہ کر کے اسکی پاکدامنی کو اپنے ہوا و ہوس اور شہوت پرست و عیش پسند طبیعت کا شکار کر ڈالا تہا اس وقت اسپین کی چھوٹی چھوٹی ریاستون کا یہ دستور تہا کہ اپنے بچون کو دربار شاہی مین ادب بزم و تہذیب سیکہنے کی غرض سے بہیجا کرتے تھے چنانچہ بلیان نے اسی دستور کے مطابق اپنی بیٹی (فلورنڈا) کو طلیطلہ (ٹولیڈو) بہیجدیا تہا - بلیان کو اس خوفناک خبر کے سننے سے سخت برہمی پیدا ہوئی فوراً سامان سفر درست کر کے دربار شاہی کی روانہ ہوا اور وہان پہنچکر لرزیق سے ملاقات کی اور معہ اپنی مظلومہ بیٹی کے اپنے دار الحکومت واپس آیا واپس ہوتے ہی طارق سے ملاقات کی جسکے ساتہہ بار ہا

تیغ و سپر ہو چکا تھا۔ اور اسکو گاتھہ کے سر سبز و شاداب ملک
کے راہون سے واقف کر کے اس قدر شوق دلایا کہ عربی جرنیل
کے منہ مین پانی بھر آیا۔ طارق نے فرصت اور موقع پاکر سنہ ۹۲ھ (۷۱۱ع)
مین اپنے امیر موسے ابن نصیر سے اجازت حاصل کی اور تین سو
عربی سپاہ کی جمعیت سے دریا کو عبور کر کے سواحل اندلس پر حملہ آور
ہوا۔ طارق کے ہمراہ علاوہ تین سو عربی فوج کے تقریباً دس ہزار
بربری بھی تھے طارق نے ان کو بھی فوجی لباس پہنا کر ایک خاصہ لشکر
بنا لیا تھا اور فتحمندی کا جھنڈا لئے ہوئے جبل الفتح (لائینز راک یا قلعۃ الاسد)
موسوم بہ جبل الطارق (جبرالٹر) تک پہونچگیا۔ دوسری طرف سے
طریف بن مالک نخعی ممالک اندلس مین گھسکر تخت و تاراج اور لوٹ مار کرتا
ہوا اس مقام تک پہنچا جسکو اسکے نام کی مناسبت سے شہر طریفا
کہتے ہین ان مقامات کے مفتوح ہونے کے بعد اندلس کے اندرونی
حصون کی طرف عساکر اسلامیہ نے رخ کیا۔ لزریق کو اسکی خبر
لگی تو اس نے عجم کے مختلف گروہون اور عیسائیون کو مجتمع کر کے چالیس
ہزار کی جمعیت سے عساکر اسلامیہ سے لڑنے کو خروج کیا دونون
فوجون کا ایک وادی مین جسکو عربی مورخ وادی بیکا کہتے ہین مقابلہ ہوا مسلمانون
کو اس معرکہ مین کامیابی ہوئی بہت بڑی غنیمت ہاتھ آئی بیشمار لونڈی
غلام کے مالک ہوئے۔ طارق نے نامہ بشارت فتح معہ مال غنیمت
اپنے گورنر موسے ابن نصیر کی خدمت مین روانہ کیا موسے ابن نصیر کو طارق
کی اس غیر متوقع فتحیابی اور ناموری سے رشک پیدا ہوا ایک باضابطہ فرمان لکھہ بھیجا کہ

۔۔ وادی بیکا وادی لکہ کے متصل بہتا ہے اور یہ چھلا دریا اس طریفا گمر کے پاس ہوکر سٹریٹ کو جاتا ہے تاریخ اسپین صفحہ ۱۵

چونکہ تم بغیر میری اجازت کے ملک غیر مین گھسے جاتے ہو لہذا جہان تک تم پہونچگئے ہو رک جاؤ اور جب تک مین نہ پہونچ لون آگے نہ بڑھو" اور بجاے اپنے قیروان مین اپنے بیٹے عبد اللہ کو مامور کرکے سنہ ۹۳ھ مین ایک عظیم لشکر کے ساتھہ ممالک ہسپانیہ کے سر کرنے کو کوچ کیا اس مہم مین حسین بن ابی عبد اللہ المہدی فہری اور عرب کے نامی نامی دلاور آزاد و غلام اور بربر کے مشہور مشہور سردار شریک تھے۔ چنانچہ موسے ابن نصیر نے خلیج زقاق کو بابین طنجہ اور جزیرہ خضرا عبور کرکے اندلوسیہ خطہ مین قدم رکھا۔ طارق نے اپنے گورنر سے ملاقات کی اور مطیع و منقاد ہوکر اسکی ماتحتی مین ممالک ہسپانیہ کو سر کرتا رہا تا آنکہ موسے ابن نصیر نے فتح کی تکمیل کی اور اندلس کو شرقاً برشلونہ تک وسطاً اربونہ تک غرباً صنم قادس تک فتح کرلیا۔ تمام ممالک ہسپانیہ کو زیر و زبر کرکے بہت سا مال غنیمت جمع کیا اور مشرق کیطرف سے قسطنطنیہ کو سر کرتا ہوا ملک شام مین داخل ہونے اور ان ممالک کے درمیان مین جسقدر عجمیون اور نصرانیون کے ممالک تھے ان کو تخت و تاراج اور فتح کرکے دار الخلافت مین حاضری کا ارادہ کیا تھا۔ رفتہ رفتہ دربار خلافت تک یہ خبر پہونچی خلیفہ ولید کو مسلمانون کا دار الاسلام سے اس قدر دور و دراز نکل جانا اور دار الکفر مین جاکر اسدرجہ توغل و انہماک کرنا شاق گزرا موسے ابن نصیر کو تہدید آمیز فرمان لکھا اور واپس آنے کی سخت تاکید کی اس سے موسے ابن نصیر نے عزیمت فسخ کردی اور ملک ہسپانیہ کا نظم و نسق اور سرحدی مقامات کی حفاظت پر

فوجین مامور کرکے لوٹ کھڑا ہوا۔ روانگی کے وقت اپنے بیٹے عبدالعزیز کو بلاد ہسپانیہ مین دشمنان اسلام سے جہاد کرنے اور اسکی حکومت وانتظام پر مامور ومتعین کیا اور قرطبہ مین قیام کرنے کا حکم دیا پس عبدالعزیز نے قرطبہ کو اپنا دارالامارت قرار دیا اور ۹۵ھ مین موسے بن نصیر قیروان مین داخل ہوا بعدازان ۹۶ھ مین معہ مال غنیمت اور خزاین وغیرہ کے دارالخلافت دمشق کیجانب روانہ ہوا۔ بیان کیا جاتاہے کہ منجملہ مال غنیمت کے جو ملک اندلس سے ہاتھہ آیا تھا تیس ہزار سوار غلامی کے حلقہ مین تھے۔ افریقیہ مین اسنے بجاے اپنے بیٹے عبداللہ کو متعین کیا تھا۔

جس وقت موسے ابن نصیر دربار خلافت مین حاضر ہوا خلیفہ سلیمان نے اسکی جرات اور مسلمانون کو خطرہ مین ڈالنے پر ڈانٹ ڈپٹ کی اور اسکی اس کارگزاری کا ذرہ برابر پاس نہ کیا۔

اس واقعہ کے دو برس بعد عساکر اسلامیہ اندلس نے سلیمان کی پشت گرمی سے عبدالعزیز بن موسے بن نصیر کو قتل کرڈالا ایوب بن حبیب لخمی ہمشیرہ زادہ موسے ابن نصیر حکومت اندلس پر مامور کیا گیا۔ عبدالعزیز نیک مزاج افاضل اور جوانمردست اسکے زمانہ حکومت مین بہت سے بلاد مفتوح ہوے۔ ایوب نے چند حکومت کی بعدازان گورنران عرب اندلس مین حکمرانی کرنے کو آتے رہے لگاتے دربار خلافت کیجانب اورکاہے لگے قیروان کی جانب سے ان اسلامی گورنرون نے اوقات مختلفہ مین ملک اندلس کو اس سرے سے اُس سرے تک فتح کرلیا اور تمام جزیرہ نما اندلس کو چھان ڈالا

شرق میں برشلونہ اور قلعات بشالہ پر بھی قابض ہوگئے تھے اور وسط میں
بسایط کو دبا لیا تھا۔ غرض رفتہ رفتہ قوم گاتھ اور جلالقہ کا گروہ معدوم ہوگیا ان کی
حکومت صفحہ دنیا سے مٹ گئی۔ کچھ لوگ جو اسلامی دلاوروں کے تلواروں
سے بچگئے تھے وہ جبال فشتالہ اربونہ اور سرحدی پہاڑوں کے درون
میں جاکے پناہ گزین ہوگئے تھے پھر بعد ان لشکر اسلام برشلونہ کی
پرلی جانب بھی جزیرہ نما اندلس کے سرحد سے نکلکر فرانس کے
مقبوضات میں داخل ہو رہے تھے اور اپنی فتحیابی کی موجوں سے کفار
کی دیواروں کو ہلائے ڈالتے تھے انہیں واقعات کے اثنا میں کبھی کبھی
عربی سپاہ مقیم اندلس میں اختلاف وجھگڑا بھی پیدا ہوجاتا تھا اس سے
دشمنان اسلام کو موقع مل جاتا تھا۔ پس اہل فرانس ان ممالک کو مسلمانوں
کے قبضہ سے نکال لیتے تھے جنکو لشکر اسلام بزور تیغ ان سے چھین لیتا تھا
سلیمان بن عبد الملک کے گورنر افریقیہ محمد بن یزید کو جب عبد العزیز بن موسیٰ
بن نصیر کے مارے جانے کی خبر ہوئی تو اس نے حرب بن عبد الرحمن
بن عثمان کو سند حکومت اندلس عنایت کرکے روانہ کیا . . . . . . چنانچہ
حرب اندلس میں پہونچکے ایوب بن حبیب کو حکومت سے معزول کرکے خود
حکمرانی کرنے لگا دو برس آٹھ ماہ اس نے حکمرانی کی بعد ازان خلیفہ عمر
بن عبد العزیز نے اندلس کی حکومت سمح بن مالک خولانی کو سنہ صدی ہجری میں
مامور کیا اور مالیہ اندلس سے پانچواں حصہ لینے کا حکم دیا چنانچہ سمح نے اسکی
تعمیل کی اور قرطبہ کا پل تعمیر کرایا بعد ازان سنہ ۱۰۲ھ میں ملک فرانس
پر جہاد کی غرض سے فوجیں مرتب کیں اور نہایت سرگرمی سے حملہ آور
ہوا اتفاق یہ کہ سمح اس معرکہ میں شہید ہوگیا پس اہل اندلس نے

(۲۸) جولائی ۱۹۰۶

اسکے عبد الرحمن بن عبد اللہ غافقی کو اپنا امیر بنا لیا تا آنکہ عنبسہ بن سحیم کلبی یزید بن مسلم گورنر افریقیہ کی جانب سے امیر اندلس ہو کر آیا پھر بعد قتل عنبسہ اہل اندلس کی درخواست پر یحییٰ بن سلمہ کلبی کو حنظلہ بن صفوان کلبی والی افریقیہ نے روانہ کیا۔ سنہ ١٠٧ھ میں یحییٰ ابن سلمہ اندلس میں داخل ہوا ڈھائی برس حکمرانی کی۔ اس نے اپنے زمانہ حکومت میں کوئی جہاد نہیں کیا بعد ازاں عثمان بن ابی . . . . . عبیدہ ابن عبد الرحمن سلمی گورنر افریقیہ کی طرف سے والی اندلس ہو کر آیا۔ پھر پانچ مہینے بعد اسکو حذیفہ بن احوص عبسی کو بھیجکر معزول کیا۔ اس نے سنہ ١١٠ھ کو پورا کیا بعد ازاں تھوڑے ہی دنوں بعد کہا جاتا ہے کہ حکومت کے دو برس بعد اسکو بھی معزول کر دیا۔ مورخین اس میں اختلاف کرتے ہیں کہ آیا عثمان سے پہلے حذیفہ یا حذیفہ سے پہلے عثمان آیا تھا۔ بہرکیف بعد اسکے ہیثم بن عبید کلابی محرم سنہ ١١١ھ میں عبیدہ بن عبد الرحمن گورنر افریقیہ کی طرف سے والی اندلس ہو کر آیا اس نے سرزمین مقرشہ پر جہاد کیا اور بزور تیغ اسکو فتح کر کے دس مہینہ تک وہیں ٹھہرا رہا۔ اپنی حکومت کے دو برس بعد سنہ ١١٣ھ میں اسنے وفات پائی بعدہ عبید اللہ بن حجاب گورنر افریقیہ کی طرف سے [illegible] اندلس میں داخل ہوا سنہ ١١٣ھ میں فرانس پر جہاد کیا بڑے بڑے نمایاں کام کئے۔ دو برس حکومت کی۔ واقدی نے لکھا ہے کہ چار برس حکومت اندلس پر رہا۔ یہ ظالم سخت گیر اور رعب و داب والا شخص تھا سنہ ١١٥ھ میں سرزمین بشکنس پر جہاد کیا اور کمال مردانگی سے ان پر حملہ آور ہوا اس لڑائی میں بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ پھر سنہ ١١٦ھ میں یہ معزول کر دیا گیا بجائے اسکے عبید اللہ بن حجاب گورنر افریقیہ کیجانب سے عقبہ بن حجاج سلولی حکومت اندلس پر مامور ہوا۔ پس سنہ ١١٧ھ میں یہ اندلس

پہونچا پانچ برس تک نہایت نیک سیرتی، فتحمندی اور کافروں پر جہاد کرنے کے ساتھ حکمرانی کرتا رہا - اسلامی فتوحات کا سیلاب اسکے زمانہ حکمرانی مین اربونہ تک پہونچگیا تھا اور اسلامیون کی بود و باش نہر رودونہ تک پہیلی ہوئی تھی بعد ازان عبد الملک بن قطن فہری نے ۱۲۱ھ مین امارت اندلس کا دعوے کیا اور عقبہ کو کرسی امارت سے اوتار کر مار ڈالا بیان کیا جاتا ہے کہ عبد الملک نے عقبہ کو اندلس سے نکال کر کے عنان حکومت اپنے ہاتھہ مین لیلی تھی تا آنکہ ۱۲۳ھ مین بلج بن بشر معہ لشکر شام سرزمین اندلس مین داخل ہوا جیساکہ اوپر بیان کیا گیا اور اس نے عبد الملک کی حکومت کا استیصال کر کے تقریباً ایک برس حکمرانی کی - رازی کہتا ہے کہ اہل اندلس نے ماہ صفر ۱۲۳ھ عہد خلافت ہشام بن عبد الملک مین اپنے امیر عقبہ بن حجاج سے بغاوت و سرکشی کی تہی اور بجاے اسکے عبد الملک بن قطن کو اپنا امیر بنایا تھا اس حساب سے عقبہ کی حکومت کا دور چہہ برس چار مہینے رہا - بہرکیف مقام سرقوصہ ماہ صفر ۱۲۳ھ مین اس نے وفات پائی - اسکے مرنے سے عبد الملک کے قدم استقلال و استحکام کے ساتھہ حکومت اندلس پر جم گئے بعد ازان بلج بن بشر معہ اہل شام کے بعد واقعہ کلثوم بن عیاض وبربر اندلس پہونچا اور عبد الملک پر دفعۃً حملہ کر کے مار ڈالا - اس سے فہریون کا جتہہ دب دبا کر ایک طرف ہوگیا مگر دربردہ اپنی قوتون کو فراہم اور اپنی گزری ہوئی حالتون کو درست کرتے رہے تا آنکہ سب کے سب مجتمع ہوکے بلج بن بشر سے لڑنے کو اوٹھہ کہڑے ہوئے اور عبد الملک بن قطن کے خون کا بدلہ لینے کو میدان جنگ مین آگئے اس وقت فہریون پر عبد الملک بن قطن کے دونون بیٹے قطن اور

یہ حکمرانی کر رہے تھے - اس معرکہ مین اتفاق سے فہریون کو ہزیمت
ہوئی مگر بلج بن بشر بھی انھین لڑائیون کے نذر ہو گیا یہہ واقعہ ۱۲۴ھ کا ہے
جبکہ بلج کی حکومت کو تقریبًا ایک برس گزر چکے تھے - بعد بلج کے حکومت اندلس
پر ثعلبہ بن سلامہ جذامی متولی و غالب ہو گیا - فہریون نے اس سے
بھی کنارہ کشی کی اور اسکے علم حکومت سے منحرف ہوئے - دو برس
اس نے نہایت عدل و انصاف کے ساتھہ امارت کی آخرکار یمانی
قبائل والون نے اسکی مخالفت شروع کی جس سے اسکی
حکومت کی مشین کے پرزے ڈھیلے پڑ گئے - فتنہ و فساد کی گرم بازاری
ہو گئی - اسی اثنا مین حنظلہ بن صفوان گورنر افریقیہ کی طرف سے ابوالخطاب حسام
بن ضرار کلبی والی اندلس ہو کر براہ دریا تونس سے ۱۲۵ھ مین اندلس
آیا - اہل اندلس نے اسکی اطاعت قبول کر لی ثعلبہ، ابن سعد اور پسران
عبدالملک اس سے ملنے کو ابوالخطاب ان لوگون سے بعزت و احترام
پیش آیا - استقلال کے ساتھہ حکمرانی کرنے لگا - یہہ نہایت شجاع اکریم
صائب الرائی اور عالی حوصلہ تھا اسکے عہد حکمرانی مین اہل شام اس کثرت
سے آئے کہ قرطبہ با وسیع شہر ان کو کافی نہو اپس ابوالخطاب نے ان لوگون
کو مختلف شہرون مین آباد ہونے کو بھیجدیا اہل دمشق کو بوجہ مشابہت
کے بیرہ دیگر نے ناڈو(یا) مین ٹھیرایا اور دمشق کے نام سے اسکو
موسوم کیا، اہل حمص کو اشبیلیہ مین آباد کیا اور آب و ہوا کی مناسبت سے
اسکا نام حمص رکھا اہل قنسرین کو حیان مین قیام کرنے کا حکم دیا اور قنسرین
کے نام سے اسکو موسوم کیا، اہل اردن کو ریہ یعنے مالقہ مین ٹھیرایا
اور اردن کے نام سے پکارے جانے کا حکم دیا، اہل فلسطین کو شذونہ

رستیڈ دیجایا شریش) مین فروکش کرایا اور اسکو فلسطین کا خطاب دیا اور اہل مصر کے مکانات تدمیر (مرشیا) مین بنوائے بلحاظ سرسری وشادابی مصر کے نام سے موسوم کیا۔ بعد اسکے ثعلبہ مشرق چلا آیا اور مروان بن محمد کیخدمت مین حاضر ہوکر اسکے ساتھ لڑائیون مین شریک ہوا۔

ابوالخطاب عرب کے ایک دیہات کا رہنے والا تھا مزاج مین قومی عصبیت اور جنبہ داری زیادہ تھی اس نے اپنے زمانہ حکمرانی مین اپنی قوم یمانیہ کی خوب خوب طرفداری کی مضریہ کو ہر کام مین دباتا گیا۔ قبیلہ قیس کو بھی برہم کیا۔ ایک روز ضمیل بن حاتم بن شمر بن ذی الجوشن سردار قیسیہ کو جو کہ بلخ کے ہواخواہون سے تھا کسی کام خاص پر مامور کیا چنانچہ ضمیل منہ پر رومال ڈالے ہوئے اٹھا ایک حاجب نے جو قصر امارت کے باہر کھڑا ہوا تھا بول اٹھا "اے ابوالجوشن اپنے عمامہ کو درست کرلو ضمیل یہہ جواب دیتا ہوگا اگر میری قوم چاہیگی تو اسکو درست کریگی۔ چلا گیا بعد چندے اسکی قوم نے ایکا کر کے اسکے کہنے کے مطابق ایک ہنگامہ برپا کر دیا اور مخالفین یمانیہ سے یمانیہ کے مقابلہ پر امداد طلب کر کے لڑنے لگے۔ پس ابوالخطاب نے اپنے آپ کو ۱۲۹ھ مین اپنی حکومت کے چار برس نو ماہ بعد حکومت اندلس سے علحدہ کر لیا۔ تب بجائے اسکے ثعلبہ بن سلامہ جذامی والی اندلس ہوکر آیا۔ اسکے زمانہ حکمرانی مین مشہور جنگ کی آگ مشتعل ہوئی اہل اندلس نے اس معاملہ مین عبدالرحمن بن حبیب والی افریقیہ سے خط وکتابت کی

عبدالرحمن نے آخری ماہ رجب ۱۲۹ھ مین ثعلبہ کو سند حکومت اندلس مرحمت فرما کے روانہ کیا ثعلبہ نے اندلس پہونچتے ہی عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لی اور منجملہ اسکی امارت وحکومت کے کام کو انجام دینے لگا۔ اس نے بحکمت عملی دونون فریق مین مصالحت کرا دی دو برس حکومت کرکے مر گیا بعد اس کے اہل افریقیہ مین مخالفت پیدا ہو گئی اور مشرق مین بنی امیہ کی حکومت مضمحل اور کمزور ہو چلی تاجداران خلافت امویہ آے دن کے جھگڑون اور بانیان دولت عباسیہ کی ریشہ دوانیون کے وجہ سے انتظام مغرب کے انتظام سے غافل ہو گئے۔ چنانچہ اہل اندلس ایک خود مختاری و خودسری کیحالت سے اپنا آپ انتظام کرنے لگے اور مصالح ملکی و مذہبی کے انجام دینے کو عبدالرحمن بن کثیر کو امارت کی کرسی بٹھایا بعد اسکے عساکر اسلامیہ مقیم اندلس نے یہ راے قایم کی کہ امارت اندلس مضریہ اور یمنیہ مین نصف نصف تقسیم کردی جاے اور ایک ایک برس دونون لشکرون کو حکمرانی کرنے کا موقع دیا جاے۔ مضریہ نے اپنی امارت کے لیے یوسف بن عبدالرحمن فہری کو ۱۲۹ھ مین منتخب کیا۔ ایک برس تک یہ دارالامارت قرطبہ مین حسب قرارداد شرط حکومت کرتا رہا بعد ازان یمنیہ انقضاے میعاد حکمرانی کی عبا پہنکر دارالامارت مین داخل ہوے یوسف نے یمنیہ پر موضع شقندہ مضافات قرطبہ پر جہانکہ یمنیہ اتری ہوے تھے شبخون مارا[1] ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

[1] اصل کتاب مین یہ جگہ خالی ہے (مترجم)

صمیل بن حاتم، قیسیہ اور مضریہ باہم گتھہ گئے بہت بڑی خونریزی
ہوئی یوسف کی حکومت سرزمین اندلس سے جاتی رہی اور یحییٰ نے
حکومت و امارت پر قبضہ کرلیا۔ مگر ایک مدت تک فریقین اسی
طریقہ سے رہے کہ کہین یہہ مغلوب ہوجاتے تھے اور گاہے غالب
تاآنکہ عبدالرحمان الملقب بہ داخل سرزمین اندلس مین آیا آخری
دو مین یوسف بن عبدالرحمان نے صمیل بن حاتم کو سرقسطہ کی حکومت پہ مامور
کیا تھا۔ پس جب مشرق مین سیاہ پھریرے والے (عباسیہ) غالب
ہوے تو حباب بن رواحہ زہری نے اندلس کیجانب کوچ کیا اور اپنی
حکومت و امارت کی دعوت دینے لگا۔ صمیل کا سرقسطہ مین محاصرہ کیا
صمیل نے یوسف سے مدد طلب کی یوسف نے بوجہ عداوت سابقہ
کمک نہ بھیجی قیسیہ نے امدادی فوجین بھیجین لیکن وقت گزر گیا تھا
مجبورانہ صمیل نے سرقسطہ کو خالی کردیا پس حباب نے سرقسطہ پر قبضہ
کرلیا اور صمیل طلیطلہ مین پہونچکر حکومت کرنے لگا تاآنکہ عبدالرحمن داخل وارد
اندلس ہوا جیساکہ ہم آئندہ تحریر کرینگے۔

(مترجم) فتح اندلس کی کیفیت علامہ مورخ نے جس پیرایہ اور طرز
سے تحریر کیا ہے اسکو تم پڑھ آئے ہو اور ہمارے نزدیک واقفیت
کے لئے کافی ہے۔ علامہ مورخ نے فتح اندلس کے کسی اہم واقعہ
کو نظر انداز نہین کیا جسکے لکھنے کی زحمت مترجم کا قلم گوارا کرتا چونکہ
آج کل لوگون مین ناول بینی کا مذاق حد سے زیادہ پیدا ہوگیا
ہے اس وجہ سے جبتک کسی واقعہ کو گھٹا بڑھا کر نہ لکھا جائے
لطف نہین آتا۔ یہہ نہین سمجھتے کہ تاریخ کو چلبلے جملون اور بڑھتے ہوے

فقرون سے کوئی تعلق نہین ہے نظر برین مین تمہاری دلچسپی کے
خیال سے انہین واقعات کو جنکو تم ابھی پڑھ چکے ہو ذرا
تفصیل سے باضافہ والحاق لکھا چاہتا ہون سنو! یہہ جزیرہ
نما جسکی سرسبزی وشادابی بےنظیر تھی ایک مدت سے
رومن امپایر کے قبضہ اقتدار مین تھا لیکن اسلام سے
تقریباً دو سو برس پیشتر قوم گاتھہ نے روما کی متنزل گورنمنٹ کو
اس صوبہ سے بیدخل کردیا تھا اور انکی حکومت وسلطنت
کے نام ونشان کو مٹاکر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ رکھا تھا
گاتھہ ایک وحشی ایشیای قوم تھی اسکی بہت سی شاخین
ہین ازانجملہ ایک وزی گاتھہ ہے جس نے پانچوین صدی مسیحی
(یعنے اسلام سے تقریباً دو سو برس پیشتر) مین سلطنت
روما کی تہذیب اور شایستگی اپنے وحشیانہ حملون سے تہہ خاک
کرکے صوبہ آئی بیریا (اسپین یا اندلس) پر قبضہ حاصل کرلیا تھا یاد رکھو
کہ جس قوم مین تہذیب اور شایستگی حد سے زیادہ آجاتی ہے اسکی دلاوری
بہادری، مردانگی اور شجاعت مین فوراً فرق آجاتا ہے رومن مین
جس وقت شایستگی اور تہذیب کا نام نہ تھا انہین دنون یہ اپنے
تیغ بیدریغ سے خلائق کو مسخر اور مطیع کررہے تھے جون ہی
ان لوگون مین تہذیب اور شایستگی آئی بہادری نے رخصتی
کا سلام کیا۔ اسلام مین بھی اسکی نظیر موجود ہے جب تک اہل
اسلام سیدھی سادی زندگی بسر کرتے تھے اور نیزون اور شمشیرون
کے سوا دوسری چیزون سے نہین کھیلتے تھے اس وقت تک

ان مین مذہبی جوش بھی تھا یہ بہادر بھی تھے فاتح بھی تھے جب
سے علوم و فنون کی آمد شروع ہوئی تہذیب اور شائستگی سے مائل
ہوئے دلجمعی سے ساتھہ عیش و عشرت مین مصروف اور زمانہ
کی حالت سے غافل ہو گئے۔ نتیجہ یہہ ہوا کہ ملک گیا، دولت گئی
مذہبی جوش کا خاتمہ ہو گیا۔ صرف شیخی ہی شیخی باقی رہ گئی۔

جس زمانہ مین اندلس پر اسلامی لشکر نے قبضہ حاصل کیا تھا ان
دنون اسپین مین راڈرک (رذریق) نامی ایک بادشاہ حکمرانی کر رہا تھا
جس نے شاہ وٹزا کو تخت حکومت سے اوتار کر بزور جبر حکومت
حاصل کی تھی۔ اسکا دارالسلطنت طلیطلہ (ٹولیڈو) مین تھا۔ اسلامی
فتوحات کی موجین ان دنون شمالی افریقیہ مین ممالک بربری کی دیوارون
سے ٹکرا رہی تھین اور اس نے قریب قریب اسکے کل شہرون
کو مفتوح کر لیا تھا صرف ایک قلعہ سبطہ (سیوٹا) اسکے مقابلہ پر اڑا
ہوا لڑ رہا تھا۔ یہہ قلعہ درحقیقت شاہ یونان والی قسطنطنیہ کے زیر
حکومت تھا مگر بوجہ دور دراز ہونے کے بلحاظ مذہب و ہمدردی
ملت اسکی حفاظت اور امداد کا ذمہ دار شاہ اسپین تھا۔ قلعہ سبطہ کے
والی کا نام جولین تھا جسکو عربی مورخ بالیان سے موسوم کرتے ہین
اس سے اور شاہ اسپین راڈرک سے کچھہ ان بن ہو گئی تھی جسکا
کا یہہ سبب ہوا کہ جولین گورنر سبطہ نے حسب دستور ملک اسپین اپنی
بیٹی فلورنڈا کو آداب شاہی تہذیب اور تربیت حاصل کرنے کی غرض
سے شاہ اسپین کے دربار مین بھیجا تھا شاہ اسپین (راڈرک) اپنے
بجائے اسکے کہ فلورنڈا کی عصمت کو اپنی بیٹیون کی طرح محفوظ رکھتا

اگست ۱۹۰۸ء (۱)

اسکی پاکدامنی کو اپنے ہوا و ہوس، عیش پرستی اور شہوت رانی کے نذر کردیا - یہہ ایک بہت بڑا شرمناک واقعہ تھا - جولین کو اس خبر کے استماع سے بیحد برہمی پیدا ہوئی اول تو اسکا دل اس وجہ سے پہلے ہی سے صاف نہ تھا کہ راڈرک نے شاہ ڈیزا کو معزول کرکے خود عنان حکومت اپنے قبضہ اقتدار مین لی تھی اور شاہ ڈیزا کی بیٹی جولین کی بیوی تھی دوسرے اس واقعہ شرمناک نے بارودخانہ مین چنگاری کا کام دے دیا - سامان سفر درست کرکے طلیطلہ پہنچا راڈرک سے ملاقات کی لیکن اپنے جوش انتقام اور غیظ و غضب کو اس طرح چھپائے رکھا کہ راڈرک کو اسکی بددلی کا حس تک نہوا - راڈرک سے رخصت ہوکر معہ اپنے بیٹی کے سبطہ واپس آیا - اور یہہ ٹھان لی کہ اب مین مسلمانون سے تیغ و سپر ہرگز نہونگا - چنانچہ واپس آتے ہی موسے بن نصیر گورنر شمالی افریقیہ سے ملاقات کی - یہہ ولید بن عبدالملک تاجدار خلافت امویہ کیجانب سے اس صوبہ کا والی تھا - قیروان مین اسکا دارالامارت تھا - جولین نے موسے ابن نصیر سے اسپین کی سرسبزی، زرخیزی اور شادابی کی حکایتین بیان کرکے یہہ ظاہر کیا کہ تمہارے جانے کی دیر ہے - تمہارا لشکر پہنچا نہین کہ یہہ ملک فتح ہوا نہین پہلے تو موسے کو اس معاملہ مین پس و پیش ہوا مگر اسکے لبریز خزانون اور شاداب زمینون کے حالات سننے سے منہ مین پانی بھر آیا - انگریزی مورخین لکھتے ہین کہ خلیفہ دمشق سے اجازت حاصل کرکے یا اوسکا استمزاج لے کے پانچسو آدمیونکی جمعیت سے بتاریخ ۱۰ شعبان ۹۲ھ مین جولین کے چار جہازون

پر سوار کرکے سواحل اندلس پر لوٹ مار کرنے کو روانہ کیا مگر عربی مورخین کی
تحریر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ موسےٰ بن نصیر نے بلا استمزاج خلیفہ دمشق
اپنی فوج کو بسرداری طارق بلاد ہسپانیہ کی طرف روانہ کیا تھا۔ اگر
انگریزی مورخین کا بیان صحیح ہوتا تو خلیفہ ولید بن عبد الملک کو
ملک اندلس کی فتحیابی کا حال سننے سے بجائے خوشی کے قلق اور
مسلمانوں پر افسوس نہوتا اور موسےٰ کو ڈانٹ کا فرمان نہ بھیجتا اور نہ
اسکو گورنری شمالی افریقیہ سے معزول کرکے دمشق میں طلب کرتا
بہرکیف عربوں کو یہ پہلا موقع بحر روم میں جہاز رانی کا ملا تھا طریف
نے الجیراس کو تخت و تاراج کرکے اور گاتھ کی سلطنت کے
حالات کو برای العین مشاہدہ کرکے تھوڑے دنوں بعد واپس آیا
طریف پہلے جس مقام پر اوترا تھا وہ ایک اسکے نام سے طریفا
مشہور ہے۔ موسےٰ بن نصیر کے خیالات طریف کے بیان سے
بہت زیادہ فتح اندلس کے بابت مستحکم ہوگئے اور جولین کے قول
کی اس سے تصدیق بھی ہوگئی ۹۲ھ میں موسےٰ نے دو فوجیں
تیار کیں ایک کو بسرداری طارق گاتھ کی سلطنت کے سر کرنے
کو روانہ کیا اور دوسرے کو بسرکردگی طریف۔ ان دونوں جرنیلوں
نے ممالک ہسپانیہ میں قدم رکھتے ہی آتش جنگ مشتعل کر دی
طارق کے رکاب میں تین سو عرب اور تقریباً دس ہزار بربری تھے
اور طریف بن مالک نخعی کے ساتھ دو سو عرب اور تقریباً سات ہزار
باشندگان جزیرہ افریقہ تھے اُنکے مقابلہ پر چالیس ہزار فوج لیکے
لڑنے کو آیا ہوا تھا۔ طارق اول جبل الطارق کے قلعہ الاسپر اترا جو

اس وقت تک اس فاتح کے نام سے جبل الطارق (جبرالٹر) مشہور ہے
اس مقام سے قرطبہ کو فتح کرکے ممالک ہسپانیہ کے اندرونی حصون
کی طرف قدم بڑہائے - زیادہ مسافت طے نہ کرنے پایا تہا کہ
راڈرک شاہ اسپین چالیس ہزار کی جمعیت سے آپہنچا دونون
فوجون کا ایک چھوٹے سے دریا کے کنارے مقام وادی
بیکا مین مقابلہ ہوا -

اس موقع پر مغربی اور مشرقی مورخین عجیب وغریب افسانے
تحریر کرتے ہین ازانجملہ طلسمی گنبد ہے جسکو بادشاہ ہرقل نے سمندر
کے کنارہ پر بنوایا تہا اور اسمین ایک طلسم رکھا تہا اور اس کے
قبل از وقت افشاء راز کرنیکی بیحد ممانعت کی تہی چنانچہ ہر بادشاہ جو
سریر آراے مملکت ہسپانیہ ہوتا تہا اپنے نام کا علحدہ قفل دروازے
پر لگادیتا تہا پس جب راڈرک نے عنان حکومت اندلس اپنے ہاتھہ
مین لی تو دو بوڑہے دربار شاہی مین حاضر ہوئے اور بعد اداے مراسم
شاہانہ دروازہ گنبد پر قفل لگانے کی استدعا کی راڈرک کو مخفیات
کے دریافت کرنے کا شوق پیدا ہوا ایک روز باوجود مشیرون اور
لشیبون کی ممانعت کے بہت سے سوار اور پیادون کو
ہمراہ لیکے گنبد کیجانب گیا - قفلون کو توڑکے اندر داخل ہوا
ایک وسیع کمرہ سے گذرتا ہوا دوسرے کمرہ مین گیا اس کمرہ
کے دروازے کے سامنے پیتل کی ایک مہیب تصویر مرد کی
کھڑی تھی - ہاتھہ مین ایک بھاری گرز تہا - دمبدم یہ تصویر گرز کو زمین پر
مارتی تھی - اس تصویر کے سینہ پر لکھا ہوا تہا مین اپنا منصبی فرض ادا

ادا کر رہا ہوں“ اس حیرت انگیز تصویر کو دیکھکر راڈرک کا حوصلہ اور بڑہا کسی
نہ کسی طرح کمرہ کے اندر داخل ہوا وسط کمرہ مین ایک میز بچھی تھی
جس پر صندوقچہ رکہا ہوا تہا اور صندوقچہ پر یہہ عبارت لکھی ہوئی تھی ”گنبد
کے کل راز اس بکس مین ہین بجز ایک بادشاہ کے اسکے کھولنے کی اور
کسی کو جرات نہو گی لیکن اسکو ذرا باخبر رہنا چاہیے کیونکہ مرنے سے
پہلے بہت سے عجیب و غریب واقعات دیکھائی دینگے“ راڈرک نے
نے صندوقچہ کو کہولا تو اسمین ایک چرمی وصلی پائی جو تانبے کی دو تختیوں کے
بیچ مین محفوظ تہی وصلی پر گہوڑے سواروں کی تصویرین بنی تھین۔ صفحہ
کے پیشانی پر یہ عبارت لکھی تھی“ دیکھہ اے بد اندیش اُن لوگون کو جو تجھے
سریر سلطنت سے اوتار کر خاک مذلت پر بیٹھا دینگے اور تیرے ملک
پر قبضہ کرینگے“ وصلی پر نظر پڑتے ہی اُن تصویرون مین یک بیک حرکت
پیدا ہوئی اور میدان جنگ کا حقیقی فوٹو پیش نظر ہو گیا جسمین مسیحی اور اسلامی
دلاور لڑتے ہوئے نظر آئے اسلامی عساکر نے مسیحیون کو پسپا
کر کے اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ ہزیمت خوردہ گروہ جو ادہر اُدہر
بہاگتا نظر آتا تہا اسمین ایک جوانمرد سپاہی نظر آیا جو سر پر تاج
شاہی رکہے ہوئے سفید گہوڑے پر سوار تہا۔ عین دار و گیر کے
وقت گہوڑے سے یہ شخص نیچے گرا اور پہر کہین اسکا پتہ نہ چلا یہ شخص اسلحہ
اور لباس سے ہو بہو شاہ راڈرک معلوم ہوتا تہا راڈرک اور اس کے
ہمراہی اس حیرت انگیز سین کو دیکھکر گہبرا گئے۔ سراسیمہ حواس باختہ کمرہ
سے باہر آئے تو نہ وہ تصویر تھی اور نہ اسکے محافظ زندہ تھے علاوہ
اسکے اور بہت سے بیشمار عجائبات نظر آئے جس سے سلطنت

اسپین کی تباہی کی خبر ملتی تھی۔ عرب کے بعض مورخین نے بھی اس عجیب وغریب واقعہ کو تحریر کیا ہے اسپین کے متوسط زمانہ کے مورخین کی تصنیفات مین اس قسم کے تعجب خیز حالات نہایت خوشی سے قلمبند کئے گئے ہین۔

فریقین جو وادی بیکا مین ایک دوسرے کے مقابلہ وجنگ پر تل رہے تھے نہایت مردانگی سے میدان مین آئے اور اپنے حریف مقابل سے ہم نبرد ہوئے۔ شاہ راڈرک کے رکاب مین ٹڈی دل فوج تھی جسکے مقابلہ مین اسلامی عساکر کو وہی نسبت تھی جو ایک کو سو سے ہوتی ہے تاہم اسلامی نبرد آزما فوج آٹھ روز مسلسل لڑائی لڑکر اپنے جوش دل اور جانبازیان کو ثابت کر دیا اور شاہ راڈرک کی متواتر کوششون کو ہزیمت دے دی۔

اس تائید الٰہی اور غیبی کامیابی سے طارق کے حوصلے بڑھ گئے نہایت اولوالعزمی اور ثابت قدمی سے تمام ملک اسپین کے سر کرنے کو مستعد ہوگیا اور ضرورت کے مطابق سامان جنگ فراہم کرکے آگے بڑھا۔ موسےٰ بن نصیر گورنر افریقیہ کو جسکا طارق ماتحت تھا اس غیر متوقع کامیابی پر رشک پیدا ہوا باضابطہ فرمان بھیجکر طارق کو آگے بڑھنے کی سخت ممانعت کی مگر عالی حوصلہ طارق کو اسکی ممانعت کی ذرا بھی پروا نہوئی اپنے رکاب کے فوج کو تین حصون پر تقسیم کرکے تمام جزیرہ نما اسپین کو اس سرے سے اُس سرے تک چھان ڈالا اور یکے بعد دیگرے کل صوبون اور قلعہ جات کو مفتوح کرلیا۔

قرطبہ کے محاصرہ اور فتح کرنے کو مغیث (طارق کا سکریٹری)

سات سو آدمیون کی جمعیت سے گیا ہوا تھا۔ قریب قرطبہ پہنچکر شام تک اِدہر اُدہر اپنی چھوٹی سی فوج لئے ہوئے چھپا رہا۔ جون ہی رات ہوئی شہر کیطرف بڑہا۔ اتفاق وقت سے اس وقت بارش اور اولون کا طوفان شروع ہو گیا اس نے اسلامی دلاورون کے گھوڑون کے سمون کی آواز دور تک نہ پہونچنے دیا جس سے اہل قرطبہ کو انکی آمد کی اطلاع تک نہوئی۔ شہر پناہ کے قریب پہونچکے دہاوا کرنے کا موقع تلاش کرنے لگے۔ فصیل کے ایک مقام مین شگاف نظر آیا مسلمانون کا ارادہ ہوا کہ اسی مقام سے حملہ کرنا چاہئے۔ فصیل سے ملا ہوا انجیر کا درخت تھا ایک مسلمان سپاہی دوڑ کر چڑھ گیا اور اس پر سے اچھلکر فصیل کو دگیا جھٹ پٹ اپنا عمامہ اتار کے نیچے لٹکا دیا۔ کئی مسلمان سپاہی اس عجیب وغریب کمند کے ذریعہ سے اوپر چڑہ گئے بعد ازان ان لوگون نے نہایت ہوشیاری سے دربانون کی مشکین باندہ لین اور شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ پھر کیا تھا اسلامی رسالہ شہر مین گھس پڑا اور بات کی بات مین شہر کو مفتوح کر لیا۔ گورنر اور کل باشندگان شہر نے ایک گرجا مین جا کے پناہ لی۔ تین ماہ تک سواران اسلام انکا محاصرہ کئے ہوئے لڑتے رہے بالآخر ان محصورون نے بھی گردن اطاعت جھکا دی۔

فتح قرطبہ نے عیسائیونکی کم ہمت اور توڑ دی طارق فتحمندی کا جھنڈا لئے ہوئے جسطرف رخ کرتا تھا کامیابی اور نصرت دوڑ کر رکاب چوم لیتی تھی۔ آرکی ڈونا بلا جد وجہد مفتوح ہو گیا کل باشندے بھاگ کر پہاڑون مین جا چھپے۔ مالاگا اور البیرا کو جدہ کر کے عیسائیون سے چھین

لیا - اب صرف مرشیا کے پہاڑی درے باقی رہ گئے تھے جو تدمیر
کی واقف کاری اور ہوشیاری کے وجہ سے حملہ آور کے حملوں سے
محفوظ تھے - آخر کا عساکر اسلامیہ اور تدمیر سے کھلے میدان ہم
نبرد ہونے کی نوبت آئی - کیست مسلمانون کے ہاتھہ رہا تدمیر معہ اپنے
ایک نوعمر غلام کے بھاگ کر شہر اوری ہیولا مین جا کے پناہ گزین ہوا
اسلامی لشکر بھی تعاقب کرتا ہوا اس شہر تک پہونچگیا اس وقت
مرشیا مین بجز عورتون اور بوڑھون یا بچون کے کوئی جوان باقی نہ رہا
تھا تدمیر کو اس موقع پر عجب سوجھی اس نے کل عورتون کو مردانہ
لباس پہنایا - سپر چھوڑ رکھا - نیزہ کے بجائے ڈنڈون اور
دیگر ضروری نمائشی اسلحہ جنگ سے آراستہ کیا - سر کے بالون کو پیچ
دے کر ٹھڈیان کے نیچے اس طرح لٹکایا کہ دور سے دیکھنے والون
کو ڈاڑھی معلوم ہوتی تھی - اس مصنوعی فوج کو تدمیر نے فصیل شہر کے
حفاظت پر مامور کیا - اسلامی لشکر کو پس کا شعور نہوا کہ یہ کس قسم
کی فوج ہے حملہ کی تدبیرین سوچنے لگا - تدمیر نے یہ احساس کر کے کہ
میری تدبیر کارگر ہوگئی فوراً اپنے نوعمر غلام کو ایلچیون کا لباس پہنایا
اور خود صلح کا جھنڈا لئے ہوئے مصالحت کرنے کو شہر سے باہر آیا
رفتہ رفتہ لشکر اسلام تک پہونچا - عربی سپہ سالار نے اسکو ایلچی سمجھکر
نہایت تپاک اور احترام سے اسکا استقبال کیا ملاطفت اور نرمی
سے باہم گفتگو ہونے لگی - تدمیر بولا مین اپنے حکمران کی طرف سے
آپ سے شرائط صلح طے کرنے کو آیا ہون جنکا قبول و منظور کرنا
آپ کی عالی حوصلگی اور مردانگی سے بعید نہین ہے ہمارے رحم دل

صلح پسند حاکم کو خونریزی منظور نہین ہے اگر آپ وعدہ فرمائین کہ اہل شہر کو معہ ان کے مال و اسباب کے نکل جانے دین تو کل صبح شہر آپکے حوالہ کر دیا جائے ورنہ فصیل شہر کی حفاظت اور تاکہ بندیان کو آپ خود ملاحظہ فرما رہے ہین اس شہر پر آپکا اس وقت تک قبضہ نہوگا جبتک ہم مین کا ایک بھی زندہ رہیگا۔ مغیث کو یہ شرطین پسند آئے صلح پر راضی ہو گیا۔ عہدنامہ لکھے جانے کے بعد پہلے مغیث نے دستخط کیا بعد ازان تدمیر نے عہدنامہ پر دستخط کرکے مغیث کے حوالہ کرکے کہا یجئے حضرت یہہ عہدنامہ مین ہی اس شہر کا حاکم ہون"۔ بعد اسکے تدمیر معہ اپنے غلام کے شہر واپس گیا اگلے دن صبح ہوتے ہی شہر پناہ کا دروازہ کھلا۔ سب سے پہلے تدمیر مع اپنے چند غلامون کے نکلا اسکے پیچھے بڈہون اور عورتون اور بچون کا جھنڈ برآمد ہوا۔ مغیث کو بیحد استعجاب ہوا متحیر ہو کر تدمیر سے دریافت کیا آپ کے وہ سپاہی کہان ہین جو فصیل کی حفاظت پر تھے" تدمیر نے جواب دیا میرے پاس سپاہی کہان باقی رہگئے تھے۔ البتہ جنکے ذریعہ سے مین نے شہر کی حفاظت کی تھی وہ یہی عورتین اور بوڑہے مرد ہین"۔ مغیث کو تدمیر کی اس ہوشیاری اور دلیرانہ کارروائی سے بیحد تعجب ہوا اور اسدرجہ اسکو مسرت ہوئی کہ اس نے اسپنے مغلوب دشمن کو مرسیا کا گورنر مقرر کر دیا چنانچہ آج تک یہہ صوبہ اسکے نام کی مناسبت سے "تھوڈمیر لینڈ" کہا جاتا ہے۔

اس وقت طارق سرزمین اندلس کو تخت و تاراج کرتا ہوا سرداران گاتھہ کی تعاقب و جستجو مین ٹولیڈو (طلیطلہ) تک پہونچ گیا تھا

۱۵ اگست ۱۹۱۸ء (۴)

مگر ٹولیڈو مین صرف وہی لوگ باقی رہ گئے تھے جنکو مسلمانون سے تعلق اور ارتباط پیدا ہوگیا تھا مثلاً کونٹ جولین (دبالیان) گورنر سبطہ اور شاہ وٹیزا سابق حکمران ہسپانیہ کے رشتہ دار۔ طارق نے ان لوگون کو عہدہاے جلیلہ عنایت کئے سرداران گاتھہ جنکی جستجو مین طارق خاک چھان رہا تھا وہ لوگ اسٹریا کے پہاڑون مین جاکے پناہ گزین ہوگئے تھے اس وجہ سے ہاتھہ نہ آئے۔

طارق نے ممالک ہسپانیہ کے تقریباً کل بلاد کو سر کرلیا تھا اور ادہر ادہر دو چار صوبے باقی رہ گئے تھے وہ بھی فتح ہونے کے لئے طیار ہو رہے تھے کہ اس اثنا مین موسےٰ بن نصیر گورنر افریقیہ نے جسکو طارق کی یہ غیر متوقع کامیابیان پسند نہ آئی تھین اس ناموری اور فتحیابی مین حصہ لینے کی غرض سے اٹھارہ ہزار عربی سپاہ کی جمعیت سے اسٹریٹ کو ۱۲ھ کے موسم گرما مین عبور کیا اور کارمونا اسیوائل اور میریڈا کے میدانون کو بزور تیغ جنگ کرکے سر کرلیا جس سے اسپین کا سارا ملک اس سرے سے اس سرے تک مسلمانون کے قبضہ مین آگیا اور اس خلیفہ اسلام کی وسیع اور بسیط سلطنت کا یہ ایک صوبہ بن گیا جسکا مرکز حکومت دمشق مین تھا۔

موسےٰ بن نصیر گورنر افریقیہ کے دل مین فتح اسپین کے بعد فتح یورپ کی آرزو پیدا ہوئی مگر افسوس ہے کہ خلیفہ دمشق کی طلبی پر وہ اپنی اس آرزو کو پوری نکرسکا۔ تاہم اسکے چلے جانے پر عساکر اسلامیہ نے یورپ کیطرف قدم بڑہائے۔ چنانچہ ۱۹ھ کے

اوایل مین گال کے جنوبی حصے پر جو سپٹی مونیا کے نام سے مشہور
تہا قبضہ کر کے کرکا سون اور تیربون کو بھی اپنے دایرہ حکومت مین
داخل کرلیا بعد ازان برگنڈی اور ایکوئی ٹینا پر حملہ کیا ایو دیز ڈیوک آف
ایکوئی ٹینا مقابلہ پر آیا اتفاق سے اس معرکہ مین مسلمانون کو شکست ہوئی
مگر اس ہزیمت سے انکی جوانمردی مین ذرہ برابر فرق نہ آیا۔ سامان
جنگ درست اور سپاہ کو مرتب کر کے مسلمانون نے پھر ملک مغرب
پر چڑہائی کی بہون کو لوٹ لیا قوم سن پر خراج قایم کیا ۷۳۲ء مین
ایوگنن پر قابض ہوئے ناریون کے جدید حکمران عبد الرحمن نے
فوجین فراہم کر کے پھر ایکوئی ٹینا پر چڑہائی کی دریاے گارون پر
اس سے اور ایوڈیز سے مقابلہ ہوا۔ عساکر اسلامیہ نے ایوڈیز
کو شکست فاش دے کے ٹوورز کی جانب قدم بڑہایا چارلس پکین
شاہ فرانس بادشاہ لوتہایر کی حمایت پر کمربستہ ہو کر میدان مین آیا
دونون فریق کا پواکٹرز اور ٹوورز کے درمیان مقابلہ ہوا۔ یہ بہت
بڑی لڑائی تہی اس سے بڑے بڑے نتائج پیدا ہونے والے تھے
اگر عساکر اسلامیہ کو اس معرکہ مین کامیابی ہوگئی ہوتی تو تمام یورپ
مین بجائے آواز جرس کے آذان کی آواز گونجتی ہوتی۔ چارلس
اور اسکی فرانسیسی فوج نے مسلمانون کی ترقی کو اسی معرکہ سے
روکدیا چہہ دن تک معمولی اور چہوٹی چہوٹی لڑائیان ہوتی رہین ساتوین
دن چارلس خود حملہ آور ہوا مسلمانون کے پاون میدان جنگ سے ڈگ
گئے اور اسلامی فوج کا حصہ کثیر کام آگیا اس واقعہ سے پہہ
مسلمانون کو ممالک فرانس کی طرف قدم بڑہانے کا شوق

پیدا ہوا واللہ یفعل ما یشاء۔ انتہی کلام المترجم ملخصاً من الطبری وتاریخ ابو الفداء والکامل لابن الاثیر وکتاب نفح الطیب وغیرہا من کتب تواریخ الانگلشیہ

عبد الرحمن ملقب بہ داخل کا اندلس جانا اور حکومت کی بنا ڈالنا

جس وقت خاندان خلافت امویہ پر مشرق میں وہ مصائب جو ان پر نازل ہونے والے تھے نازل ہوئے اور دعوے داران خلافت یعنی بنو عباس نے بہ حکمت عملی ان کو مغلوب کر کے کرسی خلافت سے اوتار دیا اور اس خاندان کے آخری خلیفہ مروان بن محمد بن مروان بن حکم کو ۱۳۲ھ میں قتل کر کے سریر حکومت پر خود جلوہ افروز ہوئے۔ ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر اس خاندان کے ممبروں کو قتل کرنے لگے خاندان امیہ کے باقی ماندہ دو چار ممبر جو اس عام خونریزی سے بچ گئے تھے وہ بخوف جان ادھر ادھر اور دور دراز ملکوں کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے منجملہ ان لوگوں کے جو اس طوفان بے امتیازی سے جانبر ہو کر نکل بھاگے تھے عبد الرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبد الملک نامی ایک شخص اسی معزول شدہ خاندان امارت کا ایک ممبر تھا قبل اس واقعہ کے اسکی قوم ملک مغرب میں اسکی بادشاہت کی منتظر تھی اور انمیں حکومت کرنے کی ایسی علامات محسوس کرتی تھی جنکو مسلمہ بن عبد الملک نے بیان کیا تھا خود عبد الرحمن نے بھی بالمشافہہ مسلمہ بن عبد الملک سے یہ سن رکھا تھا اس سے اسکے دل میں حکومت مغرب کا ولولہ وشوق پیدا ہو رہا تھا یہی امور تھے جس سے کہ عبد الرحمن

بن معاویہ نے ملک شام سے بیدخل ہوکر ملک مغرب کا راستہ لیا اور اپنے
پانچوین نفرہ برابرہ طرابلس کے یہان پہونچکے مقیم ہوا اسکی ذریعہ سے عبدالرحمن
بن جیب کو اسکی خبر ہوگئی - عبدالرحمن بن جیب اس سے پیشتر ولید بن
عبدالملک کے دو لڑکون کو جبکہ وہ افریقیہ مین شام سے بھاگ کر پہونچے
تھے قتل کرچکا تھا - عبدالرحمن بن معاویہ بخوف جان نفرہ برابرہ سے نکلکر مغیلہ
مین جاکے پناہ گزین ہوا بعضون نے کہا ہے کہ مکناسہ مین اور بعضون نے لکھا
ہے کہ قوم زناتہ مین جاکر دم لیا تھا ان لوگون نے نہایت احترام سے اسکی
آوبھگت کی اور یہ ان مین چندے بہ اطمینان مقیم رہا بعد ازان ملیلہ مین جا
ٹھیرا اور اپنے غلام بدر کو اندلس مین ان لوگون کے پاس روانہ کیا
جو مروانیون کے خدام اور گروہ والے تھے - چنانچہ بدر نے اندلس
مین پہونچکے ان سبھون کو مجتمع کیا اور عبدالرحمن بن معاویہ کی بادشاہت
وحکومت کی دعوت دی - ان سب لوگون نے نہایت تپاک اور خوشی
سے اسکو قبول کیا اور باہم اس تذکرہ کو خوب پھیلایا - اتفاق سے اسی
زمانہ مین جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہین مابین یمنیہ اور مضریہ کے حرج چل گئی
تھی اس وجہ سے یمنیہ نے عبدالرحمن بن معاویہ کی حکومت وبادشاہت پر اتفاق
واجماع کرلیا - بدر نے اندلس سے واپس ہوکر اپنے آقا عبدالرحمن کو
اس سے مطلع کیا - عبدالرحمن نے ۱۳۸ھ عہد خلافت ابوجعفر المنصور عباسی
مین دریا کو عبور کیا اور ساحل سندیہ پر جا اترا - اہل اشبیلیہ کے ایک گروہ
نے حاضر ہوکر امارت وحکومت کی عبدالرحمن کے ہاتھ پر بیعت کی بعد اسکے
عبدالرحمن نے کورہ رحب کا رخ کیا - اسکے عامل عیسےٰ بن مسور نے بھی
بیعت کرلی تب عبدالرحمن شذونہ کیجانب واپس آیا - غیاث بن علقمہ لخمی والی

سدونہ نے گردن اطاعت جہکا دی اور امارت وحکومت کی اسکے ہاتہہ پر بیعت کرلی - بعدہ مورور پہونچا اور ابن صباح اسکے والی سے بیعت لی پھر قرطبہ کیجانب روانہ ہوا - یحییٰ نے حاضر ہوکر اسکی امارت کو تسلیم کیا رفتہ رفتہ اسکی خبر والی اندلس یوسف بن عبدالرحمن فہری تک پہونچی یہہ اس وقت جلیقہ پر جہاد کر رہا تہا - اس خبر کے مشہور ہونے سے اسکے لشکر مین پہوٹ پڑگئی مجبورانہ اسکو قرطبہ کی طرف واپس ہونا پڑا اسکے وزیر صمیل بن حاتم نے رائے دی تہی کہ بنظر مصلحت وقت عبدالرحمن کے ساتہہ نرمی وملاطفت کا برتاؤ کرنا اور مکر وحکمت عملی سے کام لینا لیکن اسکی مراد حاصل نہوئی - اس اثنا مین عبدالرحمن منکب سے مالقہ مین چلا آیا اور لشکر مالقہ سے سیاسی تدابیر سے بیعت لے لی بعد ازان برندہ پہونچا اور لشکر برندہ سے بہی اپنی امارت کی بیعت لی - پہر سریش پہونچا - لشکر سریش نے بہی بیعت کرلی بعد اسکے اشبیلیہ مین جاکے قیام کیا - ہر چہار طرف سے ہواخواہون اور امدادی فوجون کی آمد شروع ہوگئی آہستہ آہستہ مضریہ بہی اسکے پاس آکر مجتمع ہوگئے رحتے کہ یوسف بن عبدالرحمن والی اندلس کے رکاب مین سوائے فہریہ اور قیسیہ کے کوئی عربی نژاد شخص باقی نرہ گیا - پس اسوقت عبدالرحمن نے یوسف پر فوجکشی کی - قرطبہ کے باہر ایک میدان مین ہنگامہ کارزار گرم ہوا - یوسف کو اس معرکہ مین ہزیمت ہوئی شکست کہاکے غرناطہ واپس آیا اور قلعہ نشین ہوگیا امیر عبدالرحمن نے اسکا تعاقب کیا اور غرناطہ مین پہونچکے محاصرہ ڈالدیا بالآخر یوسف صلح کرنے پر مائل ہوا عبدالرحمن نے اس شرط پر مصالحت کی کہ یوسف اسکے ساتہہ غرناطہ سے نکلکے قرطبہ مین جاکے قیام کرے -

بعد اس مصالحت کے یوسف نے بدعہدی کی ۱۴۱ھ مین بقصد خروج قرطبہ سے نکلکر طلیطلہ چلا گیا۔ تقریباً بیس ہزار بربر اسکے پاس مجتمع ہو گئے۔ امیر عبدالرحمن نے اسکے مقابلہ پر عبدالملک بن عمر مروانی کو مامور کیا۔

عبدالملک بن عمر عبدالرحمن کے پاس مشرق سے آیا تھا اسکا باپ عمر بن مروان بن حکم اپنے بھائی عبدالعزیز کی کفالت مین مصر مین رہتا تھا جب ۱۱۵ھ مین اسکا انتقال ہو گیا تو عبدالملک بدستور مصر ہی مین رہا تا آنکہ سیاہ پھریرے والے (عباسیہ) سرزمین مصر مین داخل ہوے تو عبدالملک نے مصر کو خیرآباد کہکے اپنے خاندان کے دس نامی دلاورون اور جنگ آورون کے ساتھ اندلس کا راستہ لیا اور کوچ و قیام کرتا ہوا ۱۴۱ھ مین امیر عبدالرحمن کی خدمت مین حاضر ہوا عبدالرحمن نے اسکو اشبیلیہ کی سند حکومت عطا کی اور اسکے بیٹے عمر بن عبدالملک کو مورور کی۔

یوسف معزول والی اندلس نے ان دونون کی طرف بقصد جنگ کوچ کیا اور یہ دونون بھی فوجین آراستہ کر کے یوسف کی طرف بڑھے۔ دونون فریق کا ایک میدان مین مقابلہ ہوا۔ بہت بڑی اور گھمسان لڑائی ہوئی۔ ہزارہا آدمی کام آگئے آخرکار یوسف کی شکست ہوئی۔ کمال بے سروسامانی سے بھاگ کھڑا ہوا۔ اطراف طلیطلہ مین خود اسکے کسی ہمراہی نے اسکو مکر و فریب سے قتل کر ڈالا اور سر اوتار کر امیر عبدالرحمن کی خدمت مین لاکے پیش کر دیا۔

یوسف کے مارے جانے پر امیر عبدالرحمن کی حکومت کو استحکام اور استقلال حاصل ہو گیا۔ تمام ملک اندلس نے اسکی اطاعت قبول کر لی کوئی مخالف نام کو بھی باقی نرہا چنانچہ امیر عبدالرحمن نے قرطبہ کو اپنی حکومت کا

مرکز بنایا۔ محلسرا اور جامع مسجد بنوائی اور صرف اسکی تعمیر مین اسی ہزار دینار صرف کئے۔ ہنوز تعمیر پوری ہونے پائی تہی کہ مرگیا۔ علاوہ اسکے اور مسجدین بہی بنوائین۔ ایک گروہ اسکے خاندان کا مشرق سے اسکے پاس چلا آیا پہلے یہ خلیفہ ابوجعفر المنصور کے نام کا خطبہ پڑہتا تہا جب اسکی حکومت کا سکہ مملکت ہسپانیہ مین چلنے لگا اور پورے طور سے زمام حکومت اندلس اسکے قبضہ اقتدار مین آگئی اور بنی مروان کی سلطنت کی بنا استحکام کے ساتہہ پڑگئی اور جس قدر اسکے معالم و ماثر خلافت کو مشرق مین نقصان پہونچا تہا اسکو از سر نو حاصل کرلیا اور اطراف ممالک اندلس کے باغیون اور سرکشون کو زیر و زبر کرچکا تب اس نے خلافت عباسیہ کے تاجدار کا نام خطبہ سے موقوف کیا اور یک قلم اس سے قطع تعلق کرلیا۔

اس نے ۱۷۲ھ مین وفات پائی یہ عبد الرحمن داخل کے لقب سے معروف تہا کیونکہ ملوک مروانیہ مین سے سب کے پہلے یہی اندلس مین داخل ہوا تہا۔ چونکہ اس نے اندلس مین پہونچکے بغیر کسی معاون و مددگار کے بڑے بڑے نمایان کام کئے۔ مشرق سے کیسی بے سر و سامانی سے بہاگا نہ تو اسمین قوت تہی اور نہ کوئی شخص اسکا معین و مددگار تہا مگر سرزمین اندلس پہونچکے اندلس جیسے وسیع ملک پر بے غل و غش قبضہ کرلیا اور اسکے والی کو معزول کردیا۔ اسکی عزمیت اور مردانگی اور استقلال کی قوی دلیل ہے اس وجہ سے خلیفہ ابوجعفر المنصور عباسی اسکو صقر بنی امیہ کے نام سے موسوم کرتا تہا۔ بعد اسکے اسکی آئندہ نسلین بوراثت اسکے اس وسیع ملک کی حکمرانی کرتی رہین۔

عبد الرحمن اپنے کو امیر کے لقب سے ملقب کرتا تہا۔ اسی طریقہ پر اسکے

لڑکوں نے بھی اپنا رویہ رکھا انہیں سے کسی شخص نے اپنے کو امیر المومنین کے
معزز خطاب سے مخاطب نہیں رکھا کیونکہ بیعت خلافت مرکز اسلام اور
مبدا عرب میں لی جاتی تھی تا آنکہ عبدالرحمن ناصر کا دور حکومت آیا یہ عبدالرحمن
داخل کے خاندان کا آٹھواں ممبر تھا جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کرینگے پس اس نے
اپنے کو امیر المومنین کے لقب سے ملقب کیا بعد اسکے اسکی آئندہ نسلوں
نے یکے بعد دیگرے اس خطاب کو اختیار کیا۔
عبدالرحمن داخل کی اس خطہ اندلس میں بہت بڑی وسیع حکومت ..ہ

بانی حکومت عبدالرحمن داخل کے عہد حکومت تھا خاندان بنی امیہ تقریباً ایک سو برس تک حکومت
کرکے کرسی حکومت سے اوتار دیئے گئے وہ دوسرے خاندان خلافت یعنی عباسیوں کے ہاتھ
تہ تیغ کئے گئے اس وقت عبدالرحمن بھی انہیں چند جانبروں کے ساتھ تھے جو وہاں سے بچ کے بھاگا
اسکے ساتھ بدر نامی اسکا ایک غلام اور اسکا چھوٹا بھائی ہمراہ تھا دریائے فرات کے کنارے [illegible]
وقت لیا عباسیوں کے ہاتھ سے صحیح و سالم بچکر پہونچگیا اور ایک گاؤں میں یہ
خیال کرکے کہ یہاں پر میرے رہنے کا عباسیوں کو گمان تک نہ ہوگا بود و باش اختیار کی
ایک روز یہ اپنے خیمہ میں بیٹھا ہوا قدرت کی نیرنگیوں پر غور کر رہا تھا اور اسکا بچہ خیمہ
کے باہر کھیل کود میں مصروف تھا کہ یکایک یہ بچہ چیختا چلاتا حیران و پریشان خیمہ میں
آیا۔ عبدالرحمن نے اسکو تسلی دی اور خوف کا سبب دریافت کرنے لگا پھر باہر آیا دیکھا
کہ گاؤں پر سیاہ پھریرے والے یعنی عباسی محاصرہ کیا چاہتے ہیں۔ پہلے تو
سخت پریشان ہوا لیکن پھر اپنے خیالات کو جمع کیا اور کچھ سوچ سمجھکر اپنے بچہ کو گود میں
لیکر دریا میں کود پڑا۔ بھاگتے وقت بدر کو ہدایت کرگیا کہ اس ہنگامہ کے فرو ہوجانے پر
میرے بقیہ اہل و عیال کو میرے پاس لے آنا عباسیوں نے پہونچتے ہی خیمہ کی
تلاشی لی۔ بنی امیہ کے خاندان کا ایک متنفس نظر نہ آیا۔ دریا کی طرف نظر اٹھی تو وہ شخص تیرتے

بیحد زرخیز مملکت تھی جو اسکے بعد کئی صدی تک قایم رہی جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کرینگے ۔ مسلمانان اندلس عبد الرحمن کی خوش سیرتی اور عاقلانہ تدابیر سے گرویدہ ہوکر اسکی حکومت کے دایرہ کے وسیع کرنے مین مصروف و مشغول ہوگئے اس سے اسکو بہت بڑی مدد ملی ۔ اسکی حکومت کو استحکام ہوگیا اسکا سکہ حکومت تمام مملکت ہسپانیہ مین چلنے لگا ۔ عبد الرحمن ایسی وسیع مملکت کے حاصل ہو جانے پر اطمینان کے ساتھہ شاہی شان و شوکت بڑہانے کی طرف متوجہ ہوا ۔

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۴۱ ۔ نظر آئے ۔ چلا چلا کر تشفی دینے لگے اور امان دینے کی قسمین کہانے لگے مگر اسمین سے ایک شخص نے جسکے ہمین لوعمر بچہ تہا ایک نہ سنی ۔ مگر اسکا دوسرا ساتھی جو اسکے پیچھے پیچھے تیرتا چلتا تہا اور کسیقدر تھک گیا تھا امان دینے کی آواز سن کے لوٹ آیا کنارہ پہ پہنچنا تہا کہ سرتن سے جدا کر دیا گیا پہلا شخص جو تیر کر دریا عبور کر گیا وہ عبد الرحمن تھا اور پچھلا شخص جس نے اپنے کو معرض خطر مین ڈالا اور مارا گیا عبد الرحمن کا بہائی اور انیس سفر تہا ۔ دریائے فرات عبور کر کے شبانہ روز سفر کرتا اور طرح طرح کی مصیبتین جہیلتا ہوا افریقیہ پہونچا جہان اسکے پہونچنے کے چند روز بعد اسکے باقیماندہ اہل و عیال اور خاندان والے معہ بدر کے آملے ۔

عبد الرحمن کی عمر اس وقت ۲۰ برس کی تھی ۔ جری ، دلاور ، معاملہ فہم اور ذہین تہا قدرت نے صورت و سیرت کا حصہ کافی اسکو مرحمت کیا تہا ۔ اس وقت شمالی افریقیہ میں عبد الرحمن بن حبیب نامی گورنری کر رہا تہا ۔ اسکو خاندان امیہ سے دلی عناد تہا اس نے ولید بن عبد الملک کے دو لڑکون کو اس سے بیشتر قتل کر ڈالا تہا عبد الرحمن نے یہ خیال کر کے کہ اسکا استیصال کا ارادہ کا مضمون ہے علاوہ بر این ایسے مقام پہ قیام کرنا خالی از خطرہ نہین ہے جہان ہر کہ اپنے خاندان کا دشمن موجود ہو ۔ اندلس

اسی اثنا میں فرویلہ بن افونش نے سرحدی بلاد اسلامیہ پر فوجکشی کردی اور مسلمانوں کو وہاں سے نکالدیا چنانچہ اسکے قبضہ سے برتغال، سمورہ، سلمنقہ، فشتالہ اور سقوبیہ کو نکال لیا اور یہ ممالک جلالقہ کے قبضہ میں چلے گئے - اور ایک مدت تک انہیں کے قبضہ میں رہے یہانتک کہ منصور بن ابی عامر سپہ سالار دولت امویہ نے ان شہروں کو پھر فتح کیا جیسا کہ اسکے حالات کے تذکرہ میں بیان کیا جائے گا - بعد ازان پھر ان لوگوں نے بلاد اندلس کو ان سے واپس لے لیا اور تمام مملکت پر قابض و متصرف ہو گئے -

عبد الرحمن نے اندلس پر قبضہ حاصل کرنے کے زمانہ میں خلیفہ سفاح کے نام کا خطبہ پڑھا تھا بعد ازان اسکا نام خطبہ سے نکالکر خود سر حکمران بن بیٹھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں -

اسی بنا پر ۱۴۶ھ میں علا بن مغیث یحصبی نے افریقیہ سے فوجیں فراہم کرکے بلاد اندلس کا رخ کیا اور باجہ میں پہونچکے لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا - یہ شخص خلیفہ ابو جعفر المنصور عباسی کے ہوا خواہوں سے تھا ایک گروہ کثیر اسکے پاس

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۴۲ - کا راستہ لیا - پانچ برس تک سواحل بربر پر بحال پریشان خستہ و خراب مارا مارا پھرا آخرکار اپنے غلام بدر کو ہوا خواہان خاندان امیہ کے پاس اندلس روانہ کیا - تمام سرداران لشکر جنکو خاندان امیہ سے کچھ بھی تعلق تھا عبد الرحمن کی امداد پر کمربستہ ہو گئے اور یمنی قبائل کو بھی کسیقدر بحث و مباحثہ کے بعد ہر طرح کی امداد و رعایت پر راضی و مستعد کر لیا الغرض بدر کل مراحل طے کرکے عبد الرحمن کے پاس واپس آیا عبد الرحمن اسوقت نماز پڑھ رہا تھا - سلام پھیرا تو اندلس کے سب سے پہلے ایلچی کو کامیابی کی خوشخبری لئے ہوئے اپنے پاس موجود پایا فرط مسرت سے "ابو غالب" کا خطاب عنایت کیا اور معہ اپنے معدودے چند رفقا اور اہل خاندان کے بلا توقف جہاز پر سوار ہوکر اندلس کیطرف روانہ ہو گیا تاریخ کامل جلد ۵ صفحہ ۲۴۳ مطبوعہ مصر -

آکے مجتمع ہوگیا - امیر عبدالرحمٰن کو اسکی خبر لگی تو اس نے بھی سامان جنگ درست کرکے علاء کو ہوش مین لانے کی غرض سے کوچ کیا اطراف اشبیلیہ مین دونون حریف کا مقابلہ ہوا چند دنون تک لڑائیان ہوا کین آخرکار علاء کو ہزیمت ہوئی سات ہزار آدمی مارے گئے - خود علاء بھی اسی معرکہ مین کام آگیا امیر عبدالرحمٰن نے مقتولون کے سرون کو جمع کراکے کچھ قیروان روانہ کئے اور کچھ مکہ معظمہ بھیجدیئے جو خفیہ طور سے اسکے بازارون مین پھینکدیئے گئے - ان سرون کے ساتھ سیاہ پھریرے بھی تھا اور وہ خطوط بھی تھے جو خلیفہ منصور نے علاء کے پاس اثناء جنگ مین بھیجے تھے

ہشام بن عبدربہ فہری طلیطلہ مین ایک باثر شخص تھا اور ان واقعات کے پہلے سے اسکے دل مین عبدالرحمٰن کی عداوت اور مخالفت پیدا ہوچکی تھی اور وہ اسی حالت سے باقی چلی آتی تھی تا آنکہ ۱۴۷ھ مین امیر عبدالرحمٰن اموی نے اپنے خادم قدیم بدر اور تمام بن علقمہ کو طلیطلہ کے سر کرنے کو روانہ کیا پس ان دونون نے طلیطلہ پر پہونچکے محاصرہ ڈالا اور ایک خونریز جنگ کے بعد اسکو فتح کرکے ہشام کو معہ حیوۃ بن ولید یحصبی اور عثمان بن حمزہ بن عبیداللہ بن عمر بن خطاب کے گرفتار کرلیا اور پابزنجیر قرطبہ لائے امیر عبدالرحمٰن نے انکو سزائے صلیب دی -

پھر اسی ۱۴۷ھ مین سعید یحصبی معروف بہ مطری نے ان لوگون کے خون کا بدلہ لینے کو خروج کیا جو قبائل یمن کے علاء کے ہمراہ مارے گئے تھے پہلے اس نے شہر لبلہ مین فوجین فراہم کین بعد ازان جب ایک عظیم گروہ مجتمع ہوگیا تو اشبیلیہ پر پہونچکے قبضہ کرلیا - امیر عبدالرحمٰن یہہ خبر پاکے اٹھہ کھڑا ہوا فوجین فراہم کین سامان جنگ درست کیا اور سعید سے جنگ کرنے کو کوچ کردیا سعید اسکی آمد سے مطلع ہوکے اشبیلیہ کے ایک قلعہ مین جاکے پناہ گزین ہوگیا

امیر عبدالرحمن نے پہونچتے ہی محاصرہ کرلیا - رسد و غلہ کی آمد و رفت بند کردی - عتاب بن علقمہ لخمی اس وقت شہر شذونہ مین تھا مطری کے محصور ہونے کی خبر پاکے امدادی فوجین مجتمع کرکے مطری کیجانب روانہ کین - عبدالرحمن نے اپنے غلام بدر کو بسر افسری ایک دستہ فوج اس کمک کے روک تھام پر مامور کیا چنانچہ بدر نے نہایت دانائی سے اس امداد کو مطری تک یون نہ پہونچنے دیا کہ مابین مطری اور امدادی فوج کے خود حائل ہوگیا - ایک مدت تک محاصرہ و جنگ کا سلسلہ قایم و جاری رہا - آخر الامر سعید انھین لڑائیون مین مارا گیا - تب اہل قلعہ نے بجائے اسکے خلیفہ بن مروان کو اپنا امیر بنایا اور امن کی درخواست کی امیر عبدالرحمن نے انکی درخواست منظور کرلی اہل قلعہ نے قلعہ کے دروازے کھولدیے عبدالرحمن نے قلعہ کو ویران کردیا اور خلیفہ کو[1] معہ ان لوگون کے جو اسکے ہمراہ تھے مار ڈالا -

اس مہم سے فارغ ہوکر عتاب کی سرکوبی کو روانہ ہوا اور شذونہ پہونچکر محاصرہ کرلیا - اہل شذونہ نے مجبور ہوکر امن کی درخواست پیش کی عبدالرحمن نے ان کو امن دی اور کامیابی کے ساتھ قرطبہ واپس آیا -

بعد واپسی عبداللہ بن خراشہ اسدی نے کورہ جیان مین علم مخالفت بلند کیا اور گروہ کثیر کو مجتمع کرکے قرطبہ پر حملہ کرنے کی طیاری کی عبدالرحمن نے ایک فوج اس مجمع کے منتشر کرنے کو روانہ کیا - عوام الناس نے یہ جمع

[1] خلیفہ کے مار ڈالنے کی یہ وجہ تھی کہ اہل قلعہ نے خلیفہ کے حوالہ کردینے کی شرط پر امان طلب کی تھی پس جب عبدالرحمن نے انکی درخواست منظور کرلی اور اہل قلعہ نے قلعہ اور خلیفہ کو عبدالرحمن کے حوالہ کیا تو عبدالرحمن نے خلیفہ کو مار ڈالا مصالحت اہل قلعہ سے ہوئی تھی نہ کہ خلیفہ سے دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۵ مطبوعہ مصر صفحہ ۲۶۸ -

پاکے کہ عبدالرحمن کا لشکر آرہا ہے عبداللہ کا ساتھہ چھوڑ دیا جمعیت منتشر ہوگئی عبداللہ نے عفو تقصیر کرائی اور امن طلب کی چنانچہ عبدالرحمن نے امن دیدی۔

سنہ ۱۵۰ھ میں غیاث بن مسیر اسدی نے سر اوٹھایا اور عبدالرحمن کی مخالفت پر کمر بستہ ہو کر خروج کیا گورنر باجہ نے جو عبدالرحمن کی طرف سے مامور تھا فوجیں فراہم کیں اور سینہ سپر ہو کر لڑا آخر کار غیاث کی شکست ہوئی اشرار دار و گیر میں مارا گیا بعد فتحیابی کے گورنر باجہ نے نامہ بشارت فتح کے ساتھہ غیاث باغی کا سر بھی عبدالرحمن کے پاس قرطبہ روانہ کیا۔

اسی سنہ میں عبدالرحمن نے قرطبہ کے شہر پناہ بنانے کی بنا ڈالی۔

ان واقعات کے بعد مشرقی اندلس میں ایک شخص نے بربر مکناسہ سے سر اوٹھایا۔ یہ شخص شقنا بن عبدالواحد کے نام سے موسوم تھا۔ معلمی کا پیشہ کرتا تھا۔ اس نے یہ دعوے کیا کہ میں حسین بن علی شہید کربلا کی اولاد سے ہوں اور میرا نام عبداللہ بن محمد ہے بربریوں کا انبوہ کثیر مجتمع ہوگیا۔ اس سے اسکی شان و شوکت بڑھ گئی۔ حوصلے بلند ہو گئے شنت بریہ میں جا کے مقیم ہوا عبدالرحمن اسکی سرکوبی پر طیار ہوگیا۔ شقنا عبدالرحمن کی آمد کی خبر پاکے بلا جدال و قتال پہاڑوں پر بھاگ گیا اور وہاں جا کے پناہ گزین ہوگیا عبدالرحمن نے بے نیل مرام مراجعت کی اور طلیطلہ پر حبیب بن عبدالملک کو مامور کیا حبیب نے اپنی طرف سے شنت بریہ پر سلیمان بن عثمان بن مروان بن عثمان بن ابان بن عثمان ابن عفان کو متعین کیا اور شقنا کی گرفتاری کی سخت تاکید کی۔ سلیمان نے سامان جنگ طیار و مہیا کر کے شقنا کا تعاقب کیا اتفاق یہ کہ شقنا نے سلیمان کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور اطراف قوریہ پر قابض و متصرف ہوگیا پس عبدالرحمن نے سنہ ۱۵۲ھ میں بذات خود شقنا کی سرکوبی پر کمر باندھی شقنا یہ خبر پاکے پھر بھاگ گیا ہاتھہ نہ آیا۔ عبدالرحمن کو سخت پریشانی

واعنگیر ہوئی شقنا کے روزانہ خروج اور فرار سے عبدالرحمن تنگ آگیا جب یہ لشکر بھیجتا تھا تو اسکو بمکر وفریب ہزیمت دے دیتا تھا اور برابر ایک شہر سے دوسرے شہر میں جا پہونچتا اور وہان کے لشکر کو ہزیمت دیتا رہتا تھا۔ مگر اسکا اصلی قیام گاہ جبال بلنسیہ کے قلعہ شیطران میں تھا۔ ۱۵۲؁ھ میں عبدالرحمن نے قرطبہ پر اپنے بیٹے سلیمان کو بطور اپنے نائب کے متعین کر کے شیطران کا قصد کیا جون ہی شیطران کے قریب پہونچا اہل اشبیلیہ ویمنیہ قبیلہ کی بغاوت اور عبدالغفار وحیوۃ بن فلاقش کی مخالفت کی خبر لگی۔ ناچار شقنا کو بحالہ چھوڑ کے اشبیلیہ کیجانب مراجعت کی۔ اور عبدالملک بن عمر کو اہل اشبیلیہ سے جنگ کرنے کی غرض سے بڑھنے کا حکمدیا۔ عبدالملک[۱] اپنے رکاب کی فوج لئے ہوئے اشبیلیہ کی جانب

[۱] ۱۵۳؁ھ میں بدر خادم روانہ کیا گیا شقنا قلعہ شیطران خالی چھوڑ کر بھاگ گیا پھر ۱۵۴؁ھ میں خود عبدالرحمن شقنا کی جنگ پر گیا شقنا پھر بھاگ گیا۔ عبدالرحمن مجبوری واپس آیا۔ بعدازان ۱۵۵؁ھ میں ابوعثمان عبیداللہ بن عثمان کو بسر افسری عظیم فوج کے روانہ کیا شقنا نے بحکمت عملی اسکی فوج کو بگاڑ دیا جس سے ابوعثمان کو ہزیمت ہوئی شقنا نے اسکے لشکرگاہ کو لوٹ لیا اور بنی امیہ کی ایک جماعت کو قتل کر ڈالا۔ بعد اسکے شقنا نے اسی سنہ میں قلعہ ہوارین معروف بمدائن پر چڑھائی کی یہان پر عبدالرحمن کا گورنر رہتا تھا شقنا نے براہ فریب وہم بیٹھے کے بلایا جب وہ باہر آیا تو شقنا نے اسکو قتل کر کے اسکے گھوڑے ہتیار اور کل اسباب کو لے لیا۔ مجبور ہو کر پھر عبدالرحمن بذاتہ اس مہم پر روانہ ہوا یہ واقعہ ۱۵۶؁ھ کا ہے جیسا کہ تم ترجمہ تاریخ میں پڑھ ہو گے انتہے ملخصاً من کامل ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۲۸۷ مطبوعہ مصر۔

[۲] عبدالملک نے اشبیلیہ کے قریب پہونچکے اپنے بیٹے امیہ کو اہل اشبیلیہ پر شبخون مارنے کو روانہ کیا امیہ نے اہل اشبیلیہ کو ہوشیار پا کے حملہ نہ کیا اور اپنے باپ کے پاس واپس آیا عبدالملک نے حملہ نہ کرنے کی وجہ دریافت کی امیہ نے جواب دیا اہل اشبیلیہ ہوشیار تھے حملہ کرنے کا موقع نہ تھا عبدالملک بولا اے تو نے موت

بڑہا اور مرنے پر کمر بستہ ہو کر اہل اشبیلیہ سے لڑا اہل اشبیلیہ بھاگ کھڑے ہوئے عبد الملک نے نہایت سختی سے انکا تعاقب کیا اور جی کھول کر انکو پامال کر کے مظفر و منصور عبد الرحمن کی خدمت مین واپس آیا۔ عبد الرحمن نے بجد شکریہ ادا کیا معقول صلہ دیا (اپنے بیٹے کا جو ولیعہد تھا) عقد عبد الملک کی لڑکی سے کر کے اپنا سمدہی بنا لیا اور عہدہ وزارت سے سرفراز فرمایا۔

عبد الغفار اور حیوۃ بن فلاقش اس واقعہ سے جانبر ہو کر اشبیلیہ بھاگ گئے تھے ۱۵۷ھ مین عبد الرحمن نے ان پر حملہ کیا اور انکو معہ ایک گروہ کثیر کے جوان کے ہوا خواہ تھے قتل کر ڈالا۔ یہی اسباب تھے جنکی وجہ سے عبد الرحمن کو عرب کی جانب سے مشکوک اور مشتبہ ہونا پڑا اور اسنے اسی تاریخ سے باستثناء عرب عجمی قبائل اور غلامون کو اپنی فوج مین بھرتی اور حکومتون پر مامور کرنا شروع کیا۔

بعد ازان ۱۶۳ھ مین شقنا کے ہمراہیون سے دو شخصون نے شقنا کو دہوکا دیکے

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۰۰ — سے ڈر کر حملہ نہین کیا؟ حقیقۃً یہ بزدلی ہے مین ایسے بزدل شخص کو دوست نہین رکھتا پہلے عبد الملک نے امیہ کی گردن ماردی اور اپنے ہمراہی لشکر کو جمع کر کے کہا بھائیو! تم جانتے ہو کہ ہم لوگ مشرق سے اسقدر دور دراز ملک کی جانب نکالے گئے اور اب یہ گوشہ اتفاق سے ہاتھ آگیا ہے جو قوت لا یموت کے لئے کافی ہے تو اسکو بہی ہم بزدلی سے ضایع کیا چاہتے ہین بہتر یہ ہے کہ ایسی زندگی پر ہم موت کو فوقیت دین۔ سبھون نے ایک زبان ہو کر مرنے یا فتحیاب ہو کر واپس ہونے کی قسمین کھائین اور مجموعی قوت سے حملہ آور ہوئے۔ یہانتک اہل اشبیلیہ کو ایسی ہزیمت ہوئی کہ پہر اسکے بعد یمانیہ نہ ابہر سکے۔ عبد الملک کے کئی زخم اس جنگ مین آئے تھے ہاتھ سے قبضہ شمشیر نہین چھوٹتا تھا۔ ایسی حالت سے یہ عبد الرحمن کی خدمت مین آیا کہ تلوار سے خون ٹپک رہا تھا اور زخمون سے خون کے فوارے جاری تھے تاریخ ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۴ مطبوعہ مصر۔

بلکہ ۱۶۰ھ مین عبد الرحمن نے پہر ایک لشکر شقنا کی جنگ پر مامور کیا تھا ایک ماہ تک قلعہ شیطران مین محاصرہ کئے

مار ڈالا اور سر اوتار کر امیر عبد الرحمن کے پاس لائے۔

ان واقعات کے ختم ہونے پر دولت عباسیہ کے ارکین کو عبد الرحمن کے مطیع کرنے کا خیال پیدا ہوا چنانچہ ۱۶۱ھ مین عبد الرحمن بن حبیب فہری معروف بہ صقلبی افریقیہ سے فوجین آراستہ کرکے اندلس کی طرف خلافت عباسیہ کا سیاہ جھنڈا لئے ہوئے اہل اندلس کے زیر اور مطیع کرنے کی غرض سے روانہ ہوا اور تدمیر کے میدان مین پہونچکے پڑاو کیا۔ بربریون کا ایک گروہ اسکے پاس آکے مجتمع ہوگیا عبد الرحمن بن حبیب نے سلیمان بن یقظان والی برشلونہ کو لکھہ بھیجا کہ تم خلافت عباسیہ کی اطاعت قبول کرلو ورنہ مجھے تم اپنے سر پر پہونچا ہوا یقین کرو سلیمان نے اسکو منظور نہ کیا تب عبد الرحمن بن حبیب نے بربریون کی فوج آراستہ کرکے سلیمان پر چڑھائی کی سلیمان بھی سینہ سپر ہوکر میدان مین آگیا اور کمال مردانگی سے اسکو شکست دے دی عبد الرحمن بن حبیب ناکامی کے ساتھہ تدمیر واپس آیا۔ اس واقعہ کی عبد الرحمن کو خبر لگی تو اس نے قرطبہ سے تدمیر کا رخ کیا عبد الرحمن بن حبیب اسکی آمد کی خبر پاکے کوہ بلنسیہ مین جاکر پناہ گزین ہوگیا۔ عبد الرحمن نے اشتہار دے دیا کہ جو شخص عبد الرحمن بن حبیب کا سر اوتار کر میرے سامنے لائیگا اسکو مین اس قدر مال و زر دونگا چنانچہ عبد الرحمن بن حبیب ہی کے بربری ہمراہیوں مین سے ایک شخص نے دہوکہا دیکر عبد الرحمن کو مار ڈالا اور سر اوتار کر عبد الرحمن کے پاس لے آیا۔ یہ واقعہ ۱۶۲ھ کا ہے۔ عبد الرحمن بن حبیب کے مارے جانے کے بعد عبد الرحمن اپنے دار الحکومت قرطبہ مین واپس آیا

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۴۸ - رہا آخر کار مجبور ہوکر بے نیل مرام واپس آیا بعد واپسی لشکر شقنا قلعہ سے نکلکر شقنت بریہ کے ایک گاوں مین آیا ابو معین اور ابو حزیم نے جو اسکے ہمراہیون سے تھے اسکو قتل کر ڈالا اور عبد الرحمن کے پاس چلے آئے - تاریخ کامل جلد ۶ صفحہ ۱۰ مطبوعہ مصر۔

اسی سنہ مین وجیہ غسانی نے قلعات بیرہ مین سے ایک قلعہ مین جاگزین ہوکر بغاوت کی عبدالرحمٰن نے شہید بن عیسےٰ کو اسکی سرکوبی پر مامور کیا۔ شہید نے نہایت مردانگی سے لڑکر وجیہ کو شکست دی اور مار ڈالا۔ بعد اسکے بربریون نے سر اوٹھایا ابراہیم بن شجرہ انکا سردار تھا عبدالرحمٰن نے بدر کو اس ہنگامہ کے فرو کرنے کا اشارہ کیا۔ بدر نے بھی بربری باغیون کے سردار ابراہیم کو قتل کر ڈالا اور انکی جماعت کو تتر بتر کردیا۔ انہین دنون سلمیٰ[1] نامی ایک سپہ سالار باغی ہوکر قرطبہ سے طلیطلہ بھاگ گیا اور مخالفت شروع کردی عبدالرحمٰن نے حبیب بن عبدالملک کو سلمیٰ کے زیر کرنے پر متعین کیا۔ ایک مدت تک حبیب اسکا محاصرہ کئے رہا تاآنکہ زمانہ محاصرہ مین سلمیٰ کا انتقال ہوگیا باغیون کی جماعت منتشر ہوگئی۔

سنہ ۱۶۴ھ مین عبدالرحمٰن کو سرقسطہ کی بغاوت فرو کرنے کی ضرورت پیش آئی ان دنون سرقسطہ مین سلیمان بن یقظان اور حسین بن عاصی حکمرانی کررہے تھے ان دونون ناعاقبت اندیشون نے مل جل کر عبدالرحمٰن کے خلاف علم بغاوت بلند کردیا عبدالرحمٰن نے پہلے اپنے سپہ سالارون مین سے ثعلبہ بن عبید کو اسی مہم پر روانہ کیا ثعلبہ نے پہونچتے ہی ان دونون کا سرقسطہ مین محاصرہ کرلیا ایک مدت تک سلسلہ جنگ اور محاصرہ قایم و جاری رہا ہنوز کوئی نتیجہ نہین ظاہر ہونے پایا تھا کہ ایک روز سلیمان نے براہ فریب و مکر ثعلبہ کو گرفتار کرلیا۔ اور شاہ فرانس کو بلا بھیجا پس جسوقت شاہ فرانس سرقسطہ مین آیا اسوقت شاہی لشکر نے ثعلبہ کی گرفتاری

---

[1] سلمیٰ کی بغاوت کی یہ وجہ بیان کیجاتی ہے کہ سلمیٰ نے ایک روز شب کیوقت شراب پی اور حالت نشہ مین دروازہ قنطرہ کی طرف گیا اور کھولنے کا قصد کیا محافظین محلسرا نے ممانعت کی لوٹ آیا صبح کو جب نشہ اوترا تو اس خوف سے کہ مبادا عبدالرحمٰن کسی قسم کا مجھسے مواخذہ نہ کرے قرطبہ سے طلیطلہ چلا آیا۔ اسکے آتے ہی جن جن لوگون کے دلون مین عبدالرحمٰن کے جانب سے غبار تھا طلیطلہ چلا آیا اور بغاوت کردی۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۲۲ مطبوعہ مصر

کیوجہ سے محاصرہ اوٹھا لیا تھا۔ سلیمان سے نے ثعلبہ کو شاہ فرانس کے حوالہ کردیا شاہ فرانس اس امید مین کہ مین عبدالرحمن والی اندلس سے اسکے معاوضہ مین زرکثیر لونگا واپس گیا بعد اسکے حسین سے نے سلیمان کو قتل کر کے بالانفراد حکمرانی شروع کردی عبدالرحمن نے ان واقعات سے مطلع ہوکر فوجین مرتب کین اور بذاتہ حسین سے جنگ کرنے کو سرقسطہ پر پہونچکے محاصرہ ڈالدیا تا آنکہ حسین نے طول محاصرہ سے تنگ آکر مصالحت کرلی۔

اس مہم سے فارغ ہوکر امیر عبدالرحمن بلاد فرانس و شکنس پر جہاد[1] کرنے مین مصروف ہوا انکے علاوہ اور ملوک پر بھی جو انکے قرب وجوار مین تھے حملہ کرکے اپنے وطن قرطبہ مین واپس آیا بعد اسکے ۱۶۵ھ مین حسین نے مقام سرقسطہ مین پھر سر مخالفت بلند کیا عبدالرحمن کا ایک گورنر غالب بن تمامہ بن علقمہ نامی اس ہنگامہ کے فرو کرنے کو روانہ ہوا۔ متعدد اور چھوٹی چھوٹی لڑائیون کے بعد حسین کے ہمراہیون مین سے ایک گروہ کو گرفتار کرلیا اور حصار کیے ہوئے لڑتا رہا تا آنکہ ۱۶۶ھ مین عبدالرحمن بنفس نفیس فوجین آراستہ کرکے اس مہم[2] کے سد کرنے کو روانہ ہوا اور بزور تیغ اسکو مفتوح کرکے حسین کو قتل کرڈالا اور نیز اہل سرقسطہ مین سے بھی کچھہ لوگون کو تہ تیغ

[1] اس جہاد مین عبدالرحمن لڑتے لڑتے قلہرہ تک پہونچگیا تھا۔ شہر قلہرہ کو فتح کیا اور ان قلعات کو جو اس اطراف مین تھے ان کو ویران و منہدم کردیا بعد ازان بلاد وشکنش کی طرف روانہ ہوا قلعہ مثمین الاقرع کو فتح کرکے بلاد وتون مین اطلال کیجانب بڑہا اور اسکے قلعہ کو بزور تیغ فتح کرکے منہدم کرادیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۲۶ مطبوعہ مصر۔

[2] سرقسطہ کی مہم سر کرنے مین عبدالرحمن نے اس مرتبہ بہت بڑا اہتمام کیا۔ چھتیس ۳۶ منجنیقین نصب کرائین جو رات دن چلا کرتی تھین۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۲۷ مطبوعہ مصر

کیا۔ ۱۶۸ھ میں ابوالاسود[1] محمد بن یوسف بن عبدالرحمن فہری نے بغاوت کی وادی احمر مقام قسطلونہ میں عبدالرحمن اور اسکے معرکہ آرا ہوا اور اسکو شکست دے کے اسکے ہمراہیوں اور فوج کو جی کھولکر پامال کیا بعدازاں دوبارہ ۱۶۹ھ میں پھر ابوالاسود کے دماغ میں ہوائے بغاوت سمائی اور عبدالرحمن سے لڑنے کو نکلا عبدالرحمن نے اس واقعہ میں اسکو ہزیمت دے دی۔ اس واقعہ کے دوسرے برس ۱۷۰ھ میں ابوالاسود صوبہ طلیطلہ میں مر گیا۔ بجائے اسکے اسکا بھائی قاسم جانشین ہوا اور ایک بہت بڑی فوج مرتب کر لی عبدالرحمن نے یہ خبر پاکر قاسم پر چڑھائی کی

[1] ابوالاسود اس زمانہ سے جیل قرطبہ میں تھا جب سے کہ اسکا باپ یوسف بھاگ گیا تھا اور اسکا بھائی عبدالرحمن بن یوسف مارا گیا تھا۔ برسوں دو برس قید رہنے کے بعد اس نے اپنے کو نابینا ظاہر کرنا شروع کیا سوائے کبھی کسی طرف آنکھیں نہیں اٹھاتا تھا ایک زمانہ دراز تک اسی حالت سے رہا۔ امیر عبدالرحمن کو بھی اسکے نابینا ہونے کا یقین ہوگیا۔ انتہا سے جیل کے مکانات میں رہتا تھا جسکے دروازے نہر اعظم کی طرف تھے کل قیدی اسی جانب حوائج ضروری رفع کرنے کے لئے جاتے تھے محافظین جیل ابوالاسود کو نابینا تصور کرکے چھوڑ دیتے تھے اور مطلق نگرانی و محافظت نہ کرتے تھے جسوقت نہر سے اپنی ضرورت رفع کرکے ابوالاسود واپس ہوتا تھا تو آواز بلند سے کہتا تھا کون شخص اندھے کو اسکی جگہ پر لیجاویگا۔ تھوڑے دنوں بعد ابوالاسود کا ایک خادم کنارے نہر پر آنے لگا اور اس سے سرگوشیاں کرنے لگا۔ محافظین جیل ابوالاسود کے نابینا ہونے کی وجہ سے کچھ معترض نہ ہوتے تھے ایک روز ابوالاسود نے اپنے اسی خادم سے سواری منگوائی اور دریا تیر کر گھوڑے پر سوار ہو کر نکل بھاگا محافظین کو خبر تک نہ ہوئی۔ طلیطلہ پہونچکے آہستہ آہستہ لوگوں کو فراہم کرنا شروع کیا جب بہت بڑی جماعت مجتمع ہوگئی تو ان کو فوج کی صورت میں مرتب کرکے عبدالرحمن اموی سے لڑنے کو نکل کھڑا ہوا۔ پہلا معرکہ وادی احمر مقام قسطلونہ میں ہوا اسمیں اسکے چار ہزار آدمی علاوہ ان لوگوں کے جو نہر میں بوقت دار و گیر ڈوب کر مرگئے کام آئے تھے

تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۳۱ و ۳۲ مطبوعہ مصر۔

ایک مدت کے محاصرہ و جنگ کے بعد قاسم بغیر امان کے گرفتار ہو آیا عبد الرحمن نے اسکو موت کے سزا تجویز کی جو نہایت تیزی سے تعمیل کی گئی -

انہیں واقعات کے ختم ہونے پر ۱۷۱ھ اور بعد اسکے ۱۷۲ھ کا دور شروع ہو جاتا ہے اور امیر عبد الرحمن[۱] ملک اندلس مین تینتیس[۳۳] سال حکومت کرکے سفر آخرت اختیار کرتا ہے -

[۱] امیر عبد الرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبد الملک والی اندلس نے ماہ ربیع الآخر ۱۷۲ھ عہد خلافت خلیفہ رشید مین وفات پائی تینتیس سال چار مہینے اندلس پر حکمرانی کی - سرزمین دمشق مقام دیر حنا ۱۱۳ھ مین پیدا ہوا تہا ام ولد راح نامی بربریہ کے بطن سے تہا اسکا باپ معاویہ اسکے دادا ہشام کے زمانہ مین مر گیا تہا - شروع عہد شباب مین اسپر اور اسکے خاندان پر بہت بڑی مصیبت طاری ہوئی ۱۳۲ھ مین شام سے جس کیفیت سے بہاگا ہے تم اوپر پڑھ آئے ہو اللہ تعالی نے اسی کے دماغ اور اسی کے قوائے عقلیہ مین یہ قوت ودیعت رکھی تھی کہ اندلس جیسے ملک پر پہونچتے ہی قبضہ کرلیا اور بعد قبضہ حاصل کرلینے آئے دن خانہ جنگیون سے برابر مقابلہ کرتا رہا - حکمرانان اسلام اور حکومت اسلامیہ کی بربادی کے قوی اسباب سے یہ ایک امر یہی ہے غور کرو کہ عبد الرحمن نے جسوقت اندلس کی سرزمین پر قدم رکھا تہا اس وقت اندلس دو بڑے قبایل یمنیہ اور مضریہ کی مخالفت کا دنگل بنا ہوا تہا علاوہ ان دونوں قبایل کی باہمی مخالفت کے بہت سے چہوٹے چہوٹے امیر خود سر حکمران بنے ہوئے تہے ایسی حالت مین عبد الرحمن ہی جیسے شخص کی ضرورت تہی اس نے تم سے بیدخل ہو کر اندلس پر پہونچکے قبضہ جمایا - قابض ہونے کی کیفیت سے تم مطلع ہو چکے ہو کر اس وقت اسکو چندان مخالفت اور بغاوت کا سامنا نہین کرنا پڑا مگر بعد قبضہ حاصل کرنے کے ایک دن بہی نچلا بیٹھنے نہ پایا - ایک نہ ایک کی سرکوبی پر کمر باندہنا پڑتی تہی - یہ خود سریان اور بغاوت کیون ہوئی تہین ؟ اسکی بنا محض اسی پر تہی کہ کبہی تو ہواخواہان دولت عباسیہ کو اس کے مطیع کرنے کی خواہش پیدا ہوتی تہی جیسا کہ علاء کا واقعہ اسپہ کافی طور سے روشنی ڈالتی

ہشام کی حکومت

جس وقت عبدالرحمن نے سفر آخرت اختیار کیا اس وقت اسکا بڑا بیٹا سلیمان طلیطلہ مین حکمرانی کر رہا تھا اور اسکا دوسرا بیٹا ہشام ماردہ کی کرسی حکومت پر تھا اور عبدالرحمن نے اسی کو اپنا ولیعہد بنایا تھا۔ اسکا تیسرا بیٹا عبداللہ مسکین بوقت وفات قرطبہ مین موجود تھا اسنے باپ کے مرنے پر اپنے بھائی ہشام کی حکومت کی بیعت لی اور اس حادثہ جانکاہ کی خبر پہونچائی۔ چنانچہ ہشام ماردہ سے قرطبہ مین آیا اور حکمرانی کی عبا پہنکے کرسی حکومت پر بیٹھکر حکمرانی کرنے لگا۔

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۵۳۔ اور لگاہے خواہشمندان حکومت اوٹھہ کھڑے ہوتے تھے۔ افسوس کہ انلوگون نے نقض عہد وبیعت اور فتنہ وفساد کو بہین ہاتھہ کا کھیل مقرر کرلیا تھا حالانکہ اسلام اسکی سخت مخالفت کرتا ہے مگر عبدالرحمن کی ہمت ومردانگی کو صد آفرین کہ وہ کبھی ہمت نہارا جب اسکو یہہ خبر آتی کہ فلان شخص فلان مقام پر باغی ہوگیا ہے فوراً اوٹھہ کھڑا ہوتا اور جب تک اسکا قلع وقمع نکرلیتا آرام نکرتا تھا اسکی سوانح مین کوئی ایسا واقع نہین ملتا کہ جس سے یہ تھک گیا ہوا۔ بہت بڑا عالی حوصلہ سخی، شجاع، حلیم، عالم اور صاحب عزیمت تھا۔ کبھی کبھی کچھہ شعر بھی کہہ لیتا تھا نہایت درجہ کا فصیح اور بلیغ تھا ابن حیان لکھتا ہے کہ عبدالرحمن خود دربار عام مین بیٹھا تھا اور رعایا کی فریادین اور استغاثے سُنتا تھا۔ ضعیف سا ضعیف شخص بے روک ٹوک وبلاجد وجہد پہونچکر اپنا حال عرض کرسکتا تھا۔ اسکی عادات سے یہ تھا کہ اسکے دسترخوان پر علاوہ اسکے مصاحبون اور ہمراہیون کے جو شخص کہانے کے وقت موجود ہوتا تھا شریک کرلیا جاتا تھا۔ حاجتمند اپنے حاجات کو اس وقت بھی کہہ سکتے تھے۔ قرطبہ مین اس نے یہ تقلید اپنے دادا ہشام کے رصافہ تعمیر کرایا تھا بوقت وفات گیارہ لڑکے اور نو لڑکیان چھوڑ گیا تھا۔ سفید کپڑے اکثر پہنا کرتا تھا۔ ابن زیدون نے لکھا ہے کہ اسکے رخسار سے ملکے تھے۔ قد بڑا تھا اور نحیف الجسم تھا۔ چہرہ پر بڑا سا تل تھا مترجم ملخص از تاریخ کامل ابن اثیر جلد ششم صفحہ ۵۴ مطبوعہ مصر وکتاب نفح الطیب من غصن الاندلس الرطیب جلد ا صفحہ ۲۱۴ مطبوعہ لیدن۔

چونکہ سلیمان اس سے سن مین بڑا تہا اسوجہ سے اسکو کشیدگی پیدا ہوئی اور رفتہ رفتہ اس کشیدگی نے مخالفت کی صورت اختیار کر لی۔ طلیطلہ مین علم مخالفت بلند کر دیا۔ اسکا بہائی عبد اللہ بہی اس سے آملا۔ ہشام نے اسکے واپس لانے کی غرض سے چند لوگونکو روانہ کیا مگر جہ اسکو نہ پا سکے بعد اسکے ہشام نے فوجین آراستہ کر کے طلیطلہ کیجانب کوچ کیا اور پہونچتے ہی ان دونون کا طلیطلہ مین محاصرہ کر لیا سلیمان نے اپنے بہائی عبد اللہ اور اپنے بیٹے کو محافظت شہر پر چہوڑ کر قرطبہ کا راستہ لیا مگر کچہہ حاصل نہوا۔ ہشام نے اسکے تعاقب پر اپنے بیٹے عبد الملک کو متعین کیا اور خود طلیطلہ کے محاصرہ پر رہا سلیمان نے یہ خبر پا کے ماردہ کا رخ کیا والی ماردہ نے مقابلہ کیا دونون حریف جی توڑ کر لڑے آخر کار اللہ تعالی نے سلیمان کو ہزیمت دی۔ ہشام اس وقت طلیطلہ ہی کے محاصرہ پر اڑا ہوا تہا دو ماہ سے زائد کچہہ روز گزر چکے تہے کہ ایک روز اسکا بہائی عبد اللہ بغیر امن حاصل کئے ہوئے ہشام کیخدمت مین آکر حاضر ہوگیا اور گردن اطاعت جہکا دی۔ ہشام نے اسکی تقصیر معاف کر دی اور عزت افزائی سے صلے عنایت کئے۔

پہر ۱۸۰ھ مین ہشام نے اپنے بیٹے معاویہ کو سلیمان سے جنگ کرنے کو تدمیر روانہ کیا چنانچہ معاویہ نے اپنے پر زور حملون سے اطراف تدمیر کو ویران اور پامال کر دیا سلیمان روزانہ جنگ سے تنگ آکے جبال بلنسیہ کی طرف بہاگ گیا اور وہین جا کے پناہ گزین ہو گیا۔ اور معاویہ اپنے باپ کے پاس قرطبہ واپس آیا۔ بعد اسکے سلیمان نے معہ اپنے اہل و عیال کے بلاد اندلس چہوڑ کر ملک بربر چلے جانے کی درخواست کی ہشام نے اسکو منظور کر لیا اور اپنے باپ کے متروکہ سے دست کش ہونے پر اسکو ساٹہہ ہزار دینار مرحمت کئے سلیمان کے ساتہہ اسکا بہائی عبد اللہ بہی اندلس سے چلا آیا تہا اور ہشام سرزمین

اندلس مین ٹھیرا ہوا حکمرانی کرتا رہا۔

انہین واقعات کے اثنار مین شرقی اندلس مقام طرسوسہ مین سعید بن حسین بن یحیےٰ انصاری نے ہشام کی مخالفت پر کمر باندھی سعید اس زمانہ سے طرسوسہ مین ٹھیرا ہوا ریشہ دوانی کر رہا تھا جس زمانہ مین اسکا باپ حسین مارا گیا تھا۔ پس جب اسکے پاس یمانیہ کا گروہ کثیر مجتمع ہوگیا تو اس نے طرسوسہ پر قبضہ کر کے اسکے گورنر یوسف بن عیسیٰ کو نکال دیا۔ موسےٰ ابن فرتوق کو یہ امر ناگوار گزرا مضریہ کو ایکجا کر کے سعید سے متعرض ہوا۔ اسی اثنار مین مطروح بن سلیمان بن یقظان نے شہر بشلونہ مین بغاوت کردی اور شہر سرقسطہ اشقہ پر قبضہ کرلیا۔ جون ہی ہشام نے اپنے بھائیون کے مہم سے فراغت حاصل کی فوراً ابو عثمان عبید اللہ بن عثمان کو بسرافسری فوج مطروح کی سرکوبی پر متعین کیا۔ ابو عثمان نے پہونچتے ہی مطروح کا سرقسطہ مین محاصرہ کرلیا ایک زمانہ تک حصار کئے ہوئے لڑتا رہا بعدازان محاصرہ اٹھا کر طرسوسہ کے قریب آکے پڑاؤ کیا اور اہل سرقسطہ پر آئے دن شبخون مارنے لگا انہین دنون مطروح کے بعض ہمراہیون نے دہوکہا دیکر مطروح کو مار ڈالا اور سر اوتار کر ابو عثمان کے پاس لائے ابو عثمان نے ہشام کی خدمت مین بہیجدیا اور سرقسطہ مین داخل ہو کے قابض و متصرف ہوگیا۔

ابو عثمان اس مہم کے سر کرنے کے بعد ملک فرانس پر جہاد کرنے کو روانہ ہو شہر البتہ اور اسکے گرد و نواح کے قلعات پر حملہ کیا فرانسیسی دلاورون نے بہی میدان جنگ کارا ستہ لیا فریقین مین گہمسان لڑائی ہوئی آخرکار عساکر اسلامیہ کو فتح نصیب ہوئی فرانسیسیون کی فوج کی بہت بڑی جماعت کہیت رہی اور ابو عثمان نے ان مقامات کو مفتوح کرلیا۔ یہ واقعہ ١٧٥ھ کا ہے۔

اسی سنہ مین ہشام نے اسلامی افواج کو بسر گروہی یوسف بن بخت جلیقیہ کے سر کرنے کو بہیجا اسوقت اسکا بادشاہ برمند کبیر تہا - یہ بھی خم ٹہونک کر میدان مین آیا سخت اور خونریز لڑائی ہوئی - نقصان کثیر اٹہا کے برمند کو پسپا ہونا پڑا اور یوسف نے کامیابی کے ساتہہ اسکے لشکرگاہ پر قبضہ کرلیا - بہت سا مال غنیمت ہاتہہ آیا -

اسی سنہ مین بعد روانگی برادران ہشام اہل طلیطلہ نے اپنے امیر ہشام کے علم حکومت کی اطاعت قبول کرنے کی درخواست پیش کی ہشام نے منظور کرکے کل اہل طلیطلہ کو امن دی اور اپنے بیٹے حکم کو طلیطلہ کا والی مقرر کرکے روانہ کیا - پس حکم نے وہان پہونچکے زمام حکومت طلیطلہ اپنے ہاتہہ مین لی اور انتظام و انصرام مین مصروف ہوا -

پہر ۱۷۶ھ مین ہشام نے اپنے وزیر السلطنت عبد الملک بن عبد الواحد بن مغیث کو دشمنان اسلام پر جہاد کرنے کو روانہ کیا - عبد الملک نے نہایت تیزی سے حدود و بلاد اسلامیہ سے نکلکر غارتگری اور لڑائی شروع کردی چنانچہ لڑتا بہڑتا اور نہر النیبلون کے بلاد کو تخت و تاراج کرتا ہوا البتہ اور قلاع تک پہونچگیا اور اسکے گرد و نواح کو اپنی فوج کا جولانگاہ بنایا بعد ازان ایک عظیم الشان فوج کے ساتہہ اربونہ اور جرندہ کیجانب بہیجا گیا - پہلے عبد الملک نے جرندہ پر حملہ کیا جرندہ مین فرانس کی نامی فوج سرحدی بلاد کی حفاظت کو رہتی تہی عبد الملک نے اسکو خاک و خون مین ملا کے جرندہ کے برجون اور شہر پناہ کی فصیلون کو منہدم کرادیا بعدہ سرزمین سرطانیہ کو پامال کرتا ہوا فرانس کے ملک مین گہس پڑا - شہر گانون اور قصبے ویران کرتا ہوا اربونہ پہونچا اربونہ کے ساتہہ بھی یہی واقعات گزرے - اہل فرانس مسلمانون کے نام سے بید کی طرح تہرانے لگے - کوئی شخص مقابلہ پر نہ آتا تہا کئی قلعے ویران و مسمار کرڈالے اور کئی قلعون کو جلا کر خاک و سیاہ کردیا - اس جہاد مین اس قدر مال غنیمت ہاتہہ آیا

کرجسکا شمار نہین ہوسکتا- عبدالملک کی مراجعت پر کافرون نے بنکلش اور اپنے ہمسایہ ملوک سے مسلمانون کے خلاف امداد طلب کی اور جب امدادی فوجین آگئین تو عبدالملک سے چھیڑ چھاڑ شروع کی عبدالملک نے اس معرکہ مین بھی ان اجل رسیدون کو شکست دی اور ان کے حصہ کثیر کو قتل کرکے خاک وخون مین ملا دیا-

بعدہ ۱۹۸ھ مین ہشام نے اسلامی فوجین بسرگروہی عبدالکریم بن عبدالواحد بن مغیث بلاد جلیقہ پر جہاد کرنے کو روانہ کین- عساکر اسلامیہ نے دشمنان دین کے ملک کو خوب خوب تخت وتاراج کیا اور بہت سا مال غنیمت لیکے واپس آیا

اسی سنہ مین ٹالدتا (یا ٹاکرنا) مین بغاوت پھوٹ نکلی- یہ مقام بلاد زندہ ملک اندلس سے شمار کیا جاتا تھا یہان جس قدر بربری تھے انھون نے امیر ہشام کی اطاعت سے انحراف کرکے خود سری کا دعوےٰ کیا تھا- ہشام نے ان کی سرکوبی کے لئے عبدالقادر بن ابان بن عبداللہ خادم امیر معاویہ بن ابوسفیان کو روانہ کیا عبدالقادر نے پہونچتے ہی ہنگامہ کارزار گرم کردیا- ہزارہا باغی مارے گئے جو باقی رہ گئے وہ جلا وطن ہوکر نکل بھاگے سات برس تک تاکرتا ویران پڑا رہا- ایک متنفس نظر نہ آتا تھا-

۱۷۹ھ مین ہشام نے پھر جہاد کی طیاری کی اور عبدالملک بن عبدالواحد بن مغیث کو امیر لشکر مقرر کرکے جلیقہ پر حملہ کرنے کو روانہ کیا رفتہ رفتہ عبدالملک استرقہ تک پہونچا- شاہ جلالقہ (اذفونش) نے اپنی فوجین فراہم کین اور اپنے اطراف وجوانب کے بادشاہون سے امدادی فوجین منگوائین- بہت بڑی طیاری سے مقابلہ پر آیا لیکن عبدالملک کی ہیبت کچھ ایسی غالب ہوئی کہ بلا جدال وقتال لوٹ کھڑا ہوا عبدالملک نے تعاقب کیا اذفونش بے سروسامانی سے آگے آگے بھاگا جاتا تھا اور عبدالملک اسکے پیچھے پیچھے سراغ لگاتا ہا جسکو

پہونچتا اونکو قتل کرتا اور شہروں گانون، قصبات کو لوٹتا ہوا چلا جا رہا تھا تا آنکہ اذفونش اپنے پایہ تخت کے قریب پہونچگیا اس وقت عبد الملک نے مراجعت کی۔

اسی زمانہ مین ہشام نے ایک دوسری فوج دوسرے سمت سے بلاد فرانس کی طرف روانہ کی تھی۔ یہ فوج بھی عبد الملک کی فوج سے جا ملی تھی اور متفق ہو کر دشمنان اسلام کے بلاد کو بھی کہو کر تخت و تاراج کیا تھا۔ واپسی کے وقت فرانس کی فوج نے چھیڑ چھاڑ کی اور کسیقدر کامیاب بھی ہوئی مگر باین ہمہ عساکر اسلام مظفر و منصور واپس آئی۔

حکم کی حکومت ۱۸۰ھ مین ہشام بن عبد الرحمن نے اپنی حکومت و امارت

ہشام بن عبد الرحمن بن معاویہ بن عبد الملک بن مروان والی اندلس کا انتقال ماہ صفر ۱۸۰ھ مین ہوا تقریباً چالیس مرحلے عمر کے طے کئے ام ولد کے بطن سے ماہ شوال ۱۳۹ھ مین پیدا ہوا تھا۔ علاوہ جامع مسجد قرطبہ کی تکمیل تعمیر کے اور بہت سی مسجدین بنوائین۔ اسکے عہد حکومت مین اسلامی شان و شوکت کو بیحد ترقی ہوئی کفر اور کفار ذلیل و خوار ہوئے اہل اندلس اسکو نہایت نیکی سے یاد کرتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ سیرۃً خلیفہ عمر بن عبد العزیز سے مشابہ تھا۔ اندرونی بغاوتین اور خانہ جنگیون سے اسکو نہایت کم سامنا کرنا پڑا صرف اوائل عہد حکومت مین اس کے دونون بھائیون عبد اللہ و سلیمان نے مخالفت کا سر اوٹھایا تھا بعد ازان پھر کسی نے دم نہین مارا اس نے اپنا سارا زمانہ کفار کے ساتھ جہاد کرنے مین صرف کیا۔ کبھی جلالقہ سے ہمسبر و نظر آتا تھا اور گاہے شاہ فرانس پر حملہ آور ہوتا تھا۔ اس سے عیسائیون کا دم ناک مین آگیا تھا۔ اربونہ اسیکے زمانہ مین مفتوح ہوا تھا۔ جلالقہ سے آٹھ خراج وصول کیا فرانس کو مارتے مارتے اسکی پایہ تخت تک پہونچایا۔ اسکے زمانہ امارت مین اسلام کو اسقدر عزت و غلبہ حاصل ہوا تھا کہ اسکے زمانہ مین ایک شخص نے بوقت وفات وصیت کی تھی کہ میرے متروکہ سے ایک مسلمان قیدی فدیہ دیکر رہا کرایا جائے۔ اس شخص کے مرنے

کے سات سال پورے کرکے وفات پائی بعضون نے لکھاہے کہ اس نے آٹھہ سال حکومت کی۔

ہشام نہایت نیک مزاج، صلاحیت پسند، سخی، دلیر، شجاع۔ صاحب صائب الرائے اور کثرت سے غزاد جہاد کرنے والا شخص تھا اسی نے جامع مسجد قرطبہ کی تعمیر تکمیل کو پہنچائی جسکی بنا اسکے باپ عبدالرحمن نے ڈالی تھی۔ اسنے صدقات اور زکوٰۃ کو مطابق کتاب وسنت کے وصول کیا تھا۔

اسکے انتقال کرنے پر اسکا بیٹا حکم حکمران ہوا۔ اسکے عہد حکومت مین خادمون کی کثرت ہوئی بہت سے گھوڑے اصطبل شاہی مین باندہے گئے اور اسکی حکومت کو معقول طور سے استحکام واستقلال حاصل ہوا۔ یہ بذاتہ ہر کام کی نگرانی کرتا اور لڑائیون پر جاتا تھا۔

حکم کے اوائل زمانہ حکومت مین عبداللہ بلنسی ابن عبدالرحمن داخل نے مغربی اندلس کے سرحد سے خروج کرکے بلنسیہ پر قبضہ حاصل کرلیا بعد اسکے طنجہ سے اسکے بھائی سلیمان نے بھی سر اوٹھایا۔ حکم کو ایک برس تک ان دونون کی لڑائی مین مصروف رہنا پڑا آخر الامر حکم کو فتح نصیب ہوئی اور ۱۸۴ھ مین سلیمان مارڈالاگیا باقی رہا عبداللہ وہ بلنسیہ مین مقیم رہا اور بخوف جان کسی قسم کی شورش اور فساد نہین اوٹھایا۔ حکم نے یحییٰ بن یحییٰ فقیہ کو پیام صلح لیکے روانہ کیا چنانچہ ۱۸۶ھ مین باہم بھتیجہ اور چچا مین مصالحت ہوگئی۔

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۵۹- پر تمام دارالکفار چھان ڈالاگیا۔ مسلمان قیدی ایک بھی نہ ملا اس سے زیادہ قوی دلیل دشمنان اسلام کی ضعیف اور اسلام کی عزت کی کیا ہوسکتی ہے قرطبہ کے پل کو جو خوبی و مضبوطی مین مشہور زمانہ تھا از سر نو بنوایا۔ اس پل کو سمح خولانی گورنر اندلس نے بحکم خلیفہ عمر بن عبدالعزیز بنوایا تھا۔ ملخص از تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ مطبوعہ مصر صفحہ ۶۰ وکتاب نفح الطیب مطبوعہ لیدن جلد اول صفحہ ۲۱۴ لغایتہ ۲۱۹

انہین خانہ جنگیون کے اثنا مین فرانس نے موقع مناسب تصور کر کے فوجین فراہم کین اور حکم کو اپنے چچاؤن کے ساتھہ مصروف جدال و قتال دیکھہ کے برشلونہ کا قصد کیا۔ اسلامی فوجین برشلونہ کی حمایت کو نہ پہونچ سکین۔ فرانس نے تنگ و دو بر شلونہ پر قبضہ کر لیا۔ حکم نے اپنے چچاؤن کی مہم سے فراغت حاصل کر کے فرانس کی سرکوبی کیجانب توجہ کی۔ اپنے حاجب عبدالکریم بن عبدالواحد بن مغیث کو امیر لشکر مقرر کر کے برشلونہ اور بلاد جلالقہ کیجانب روانہ کیا عبدالکریم نے دشمنان اسلام سے سختی کے ساتھہ لڑائی چھیڑ دی حریف نے ایک تنگ و دشوار راستہ کو اختیار کیا۔ عبدالکریم نے میدان جنگ سے مراجعت کر کے راستہ کی دوسرے کی ناکہ بندی کر لی اور اس سرے پر بھی اپنی فوج کے چند دستہ کو مامور کر دیا۔ حریف اس وقت نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن مین گرفتار ہو گیا۔ سب کے سب کھیت رہے ایک بھی جانبر نہوا اور عبدالکریم نے فتحیابی کے ساتھہ بلاد اسلامیہ کیطرف مراجعت کی۔

سنہ ۱۸۱ھ مین اندرونی بغاوتون اور جھگڑون کا زور و شور ہوا اندلس کے سرحدی بلاد مین آتش فساد مشتعل ہو رہی تھی۔ بہلول بن مرزوق معروف بہ ابوالحجاج نے علم مخالفت بلند کر کے سرقسطہ کو دبا لیا۔ عبداللہ بلنسی عم امیر حکم نے بھی اسی سنہ مین سر اوٹھایا تھا جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو۔ اسی سنہ مین عبیدہ بن عمیرہ نے طلیطلہ مین مخالفت شروع کی حکم نے اپنے گورنر و سپہ سالار عمروس بن یوسف کو جو کہ طلبیرہ مین رہتا تھا اس ہنگامہ کے فرو کرنے کو لکھہ بھیجا۔ عمروس نے طلیطلہ پر پہونچکے محاصرہ ڈالدیا اور لڑائی شروع کر دی ایک مدت تک محاصرہ کئے ہوئے لڑتا رہا اثنا جنگ مین عمروس نے اہل طلیطلہ مین سے بنی مخشی کو خط و کتابت کر کے ملا لیا بنی مخشی نے موقع پا کے عبیدہ کو قتل کر کے سر اوتار لیا اور عمروس کے پاس بھیجدیا

عمروس نے عبیدہ کے سر کو حکم کی خدمت مین روانہ کیا اور طلیطلہ مین داخل ہو کے قبضہ کرلیا بنی مخشی کو اس خدمت کے صلہ مین انعامات دیئے جاگیرین دین اور اعلے اعلے درجے کے مناصب عطا کئے بعد اسکے بربریون نے جو طلبیرہ مین تھے عبیدہ کے معاوضہ مین بنی مخشی کی خونریزی پر کمر باندہی عمروس نے ان شورہ پشتون کو بھی گرفتار کراکے قتل کیا اور انکے سرون کو بھی اور باغیون کے سرون کو ساتھ حکم کی خدمت مین بھیجدیا۔ سارا فتنہ وفساد فرو ہوگیا۔ امن وامان کی اس اطراف مین منادی پھر گئی۔ عمروس اس فتحیابی کے بعد اپنے بیٹے یوسف کو طلیطلہ پر مامور کراکے سرقسطہ کیجانب واپس آیا اور اسکو بھی سرکش باغیون کے پنجہ سے نکال کے قابض ومتصرف ہوگیا۔

سنہ ۱۹۰ھ مین مسلمانان اندلس کے سرون پر پہر شامت سوار ہوئی کہ انمین سے بعض سردارون اور لشکریون کے خاندان امیر حکم سے کشیدہ خاطر ہو کر شاہ فرانس سے جا ملے اور اس کو طلیطلہ کے قبضہ پر ابھارنا شروع کیا عیسائیون کو بھی اپنے قدیم حریف سے بدلہ لینے اور ملک پر قبضہ کرنے کی طمع دامنگیر ہوئی فوجین آراستہ اور سامان جنگ فراہم کرکے طلیطلہ کی طرف فرانسیسی عیسائیون نے قدم بڑہائے یوسف والی طلیطلہ مقابلہ پر آیا مدتون لڑائی اور محاصرہ کا سلسلہ جاری وقایم رہا چونکہ اس مہم مین دشمنان اسلام کے ساتھ اسلام کے نام لیوا بھی شریک تھے اور وہ طلیطلہ کے حالات سے بخوبی واقف تھے اسوجہ سے اہل طلیطلہ کو ہزیمت ہوئی عیسائیون نے طلیطلہ پر قبضہ کرلیا اور یوسف والی طلیطلہ کو گرفتار کرکے صخرہ قیس مین لیجا کے قید کر دیا۔ عمروس اسوقت سرقسطہ کی حفاظت مین مصروف تھا جب اس واقعہ کی اسکو خبر لگی تو اس نے عساکر اسلامیہ کو اپنے چچازاد بھائی کے ساتھ طلیطلہ سے فرانسیسیون کو نکال باہر کرنے کی غرض سے روانہ کیا چنانچہ طلیطلہ

کے باہر عساکر اسلامیہ نے اپنا مورچہ قایم کیا باہم فریقین لڑنے لگے بہت بڑی اور سخت لڑائی کے بعد فرانسیسیون کو ہزیمت ہوئی - نہایت بے سروسامانی سے طلیطلہ چھوڑ کر بھاگے - مسلمانون نے طلیطلہ پر پھر قبضہ کر لیا - عمروس نے اپنے ایک نائب کو صخرہ قیس کیطرف روانہ کیا اس نے پہونچتے ہی یوسف بن عمروس کو قید کی تکلیف سے نجات دے دی - اس واقعہ سے عمروس کے رعب وداب اور مردانگی کا سکہ فرانسیسی دلاورون کے دلونپر بیٹھ گیا -

جنگ ربض حکم اپنے شروع عہد امارت مین لذات دنیاوی اور عیش وعشرت مین منہمک مستغرق ہو رہا تھا - قرطبہ کے اہل علم وورع کو حکم کا یہ فعل ناگوار گذرا یحییے بن یحییے الیثی اور فقیہ طالوت جیسے فقہا اور علماء نے ایک جلسہ مین مجتمع ہو کے حکم کے معزولی کا مشورہ کیا اہل قرطبہ ان علماء کے اشارہ سے حکم پر ٹوٹ پڑے حکم کے دستہ فوج جان نثاران نے ان کو اس فعل سے روکا - تیس الوگون نے حکم کی معزولی کا اعلان کر کے غربی قرطبہ کے شہر پناہ کے ایک محلہ مین جو قصر شاہی سے متصل تھا - محمد بن قاسم قرشی مروانی عم ہشام کی امارت کی بیعت کر لی اور دفعتہً ان لوگون نے خلیفہ حکم کا اسکے محلسرا مین محاصرہ کر لیا - حکم نے نہایت مردانگی سے ان لوگون کا مقابلہ کیا اور بزور تیغ ان کو مغلوب کر کے ان مین سے بہتون کو ہمیشہ کے لئے موت کی نیند سولا دیا - باقی ماندگان ادھر ادھر منتشر و متفرق ہو گئے ان لوگون کے مکانات اور مسجدین ویران اور منہدم ہو گئین - بقیۃ السیف[1]

---

[1] بقیۃ السیف جو جلاوطن ہو کر فاس چلے آئے تھے انکی تعداد آٹھ ہزار تھی اور اسکندریہ مین جو گروہ جلاوطنون کا آیا تھا وہ علاوہ بچون اور عورتون کے پندرہ ہزار تھے - عربی مورخون نے انکی کوئی تعداد نہین بیان کی یہ بیان انگریزی مورخون کا ہے واللہ اعلم - مترجم -

سے منہ بھاگ کر فاس سرزمین افریقیہ مین جا کے دم لیا اور کچھ لوگون نے اسکندریہ مین پناہ لی - یہان پر بھی ان خانہ بدوشون کو چین سے بیٹھنا نصیب نہوا جب ان لوگونکا ایک خاصہ جتھا اسکندریہ مین مجتمع ہوگیا تو ان لوگون نے بغاوت کردی عبداللہ بن طاہر والی مصر انکی سرکوبی کو آیا اور کمال مردانگی سے ان لوگون کو زیر کرکے اسکندریہ کو انکے غاصبانہ قبضہ سے نکال لیا اور ان لوگون کو جہازون پر سوار کراکے جزیرہ اقریطش (کریٹ) کی طرف روانہ کردیا جیساکہ اوپر بیان کیا گیا - انلوگون کا سردار ابوحفص عمر بلوطی نامی ایک شخص تھا یہی انکی سرداری کرتا رہا جب یہ مرگیا تو بوراثت اسکے اسکی اولاد ان پر حکمرانی کرتی رہی تاآنکہ عیسائیون نے جزیرہ مذکور کو انکے قبضہ سے نکال لیا -

یوم الخندق اہل طلیطلہ مین فساد اور مخالفت کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا ان کے قلوب اور دماغون مین اپنے ملک کی حفاظت آپ خود کرنے کی ہوا سمائی ہوئی تھی اور آئے دن امرا کی معزولی و تقرری سے یہ شیر ہو رہے تھے امیر حکم انکی روزانہ بغاوت اور خودسری سے تنگ آگیا تھا - مجبور ہوکر سرحدی بلاد سے اپنے نامور سپہ سالار عمروس بن یوسف کو اس آئے دن بغاوتون کے فرو کرنے کی غرض سے بلا بھیجا -

عمروس بن یوسف عربی النسل نہ تھا بلکہ شہر وشقہ کا رہنے والا اور مولدین سے تھا - حکم کیجانب سے سرحدی بلاد کا گورنر تھا تمام قرب وجوار کے سرکش و متمرد امرا اسکے نام سے کانپتے تھے -

حکم نے عمروس سے اہل طلیطلہ کے مطیع کرنے کے معاملہ مین اعانت طلب کی اور اسکو شریک مشورہ کرکے طلیطلہ کی سند حکومت عنایت فرمائی چونکہ عمروس اہل طلیطلہ کے جنس سے تھا اسوجہ سے اہل طلیطلہ اس سے مانوس

و مطمئن ہوگئے تھوڑے دنون بعد عمروس براہ فریب اہل طلیطلہ کو اس مشورہ مین کہ بنی امیہ کو کرسی امارت سے اوتار دینا چاہیے شریک کرنا شروع کیا اور اس غرض کے لئے کہ وہ معہ شاہی اراکین کے اسمین گوشہ نشین ہوجاے گا ایک جداگانہ مکان تعمیر کرنے کی راے دی اہل طلیطلہ اس دم پٹی مین آگئے۔ عمروس نے ان لوگون کی موافقت اور اعانت سے حسب مرضی ایک مکان تعمیر کرایا۔ بعد اسکے سرحدی افسر علے نے دارالحکومت سے امداد طلب کی امیر حکم نے ایک بہت بڑا لشکر بسر افسری اپنے بیٹے عبد الرحمن کے روانہ کیا جسمین وزیرون کی بھی ایک جماعت تھی کوچ و قیام کرتا ہوا یہ لشکر طلیطلہ ہو کر گذرا مگر طلیطلہ مین نہ تو جانے کا ارادہ کیا اور نہ اہل طلیطلہ سے متعرض ہوا۔ اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ دشمنان اسلام لوٹ گئے اور اللہ تعالے نے انکے شر سے بلاد اسلامیہ کو بچالیا۔ عبد الرحمن نے قرطبہ کیجانب مراجعت کرنے کا قصد کیا عمروس نے اہل طلیطلہ کو عبد الرحمن کے پاس جانے اور اس سے ملنے کی راے دی۔ چنانچہ سرداران طلیطلہ اس سے ملنے کو آئے عبد الرحمن نے ان لوگون کی تعظیم و تکریم کی عزت سے اپنے قریب بیٹھنے کا حکم دیا۔ حکم کے خادم نے اہل طلیطلہ کی آنکھین بچاکے عمروس کو حکم کا فرمان دیا جس مین لکھا تھا کہ جس طرح ممکن ہو بمکر و فریب مفسدہ پردازان طلیطلہ کو زیر کرنا چاہیے۔ عمروس نے اہل طلیطلہ سے کہا "اسوقت اتفاق سے عبد الرحمن تمھارے شہر مین آگیا ہے اسکو اپنے شہر مین لیچلو تاکہ تمھارے قوت و شوکت دیکھکر دل مین متاثر ہو اور آئندہ تمھارے مطیع کرنے کا خیال نکرے" اہل طلیطلہ اس فقرہ مین آگئے اور عبد الرحمن کو کہہ سنکے اپنے شہر مین لے گئے اور اسی قصر مین ٹھیرایا جو انھین لوگون کی معاونت سے وسط شہر مین حسب مرضی عمروس تعمیر کیا گیا تھا۔ ایک روز دعوت کے بہانہ سے عمروس نے کل سرداران مفسدہ پردازان کو قصر امارت مین مدعو کیا اور

ظاہر کیا کہ کثرت مجمع و اژدحام کے خیال سے امیر نے حکم دیا ہے کہ لوگ ایک دروازہ سے مکان مین داخل ہون اور جاتے وقت دوسرے دروازہ سے جائین اہل طلیطلہ اس رائے و انتظام کے مطابق گروہ گروہ قصر امارت مین داخل ہونے لگے جون ہی یہہ لوگ قصر مین داخل ہوتے سرداران لشکران کو کشان کشان اس گڑھے پر لے جاتے جو پہلے سے ان لوگون کے قتل کے لئے کھدوایا گیا تھا اور سبھون کی گردنین مار دیتے - رفتہ رفتہ اسی تدبیر و حکمت عملی سے کل سرغناؤن کو قتل کر ڈالا - باقی ماندگان معمولی حیثیت والے اس امر کو تاڑ گئے اور بخوف جان بھاگ کھڑے ہوئے - اس خوفناک نمونہ قیامت واقعہ نے کل اہل طلیطلہ کے مزاج ٹھنڈے کر دیئے - سمعاً و طاعتہً بطیب خاطر ایام فتنہ تک مطیع و منقاد رہے جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کرینگے -

پھر ۱۹۱ھ مین اصبغ بن عبداللہ نے ماردہ مین علم بغاوت بلند کیا اور حکم کے گورنر کو مار کر نکال دیا - حکم کو اسکی اطلاع ہوئی تو اس نے فوجین مرتب کر کے ماردہ کو جا کے گھیر لیا اثنائے محاصرہ مین یہ خبر لگی کہ اہل قرطبہ مین بغاوت پھوٹ نکلی ہے محاصرہ اوٹھا کے قرطبہ کی جانب لوٹ آیا اور نہایت تیزی سے آتش فساد فرو کر کے کل مفسدین اور سرغناؤن کو مار ڈالا بعد اسکے اصبغ نے بھی علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی حکم نے اسکو قرطبہ مین بلا کر ٹھیرا لیا -

---

۱؎ حکم کے لوٹ آنے پر اہل ماردہ کبھی مطیع ہو جاتے تھے اور کبھی پھر باغی ہو جاتے - حکم ان کی سرکوبی کو ہمیشہ لشکر بھیجتا تھا تا آنکہ اصبغ کی موت سبب ہو گئی - اسی عرصہ مین حکم نے اہل ماردہ کے سردارون کو ملا لیا سبھون نے اسکی رفاقت ترک کر دی حتے اصبغ کا بھائی بھی شاہی لشکر مین چلا آیا مجبور ہو کر اصبغ نے امان طلب کی اور مصالحت کر لی - کامل ابن اثیر جلد ۶ مطبوعہ مصر صفحہ ۸۰ -

اُن[1] آئے دن خانہ جنگیون اور اندرونی بغاوتون کا شاہ فرانس نے احساس
کرکے فوجین فراہم کین اور سامان جنگ وحصار مہیا کرکے طرسونہ کے
محاصرہ کی غرض سے کوچ کردیا۔ حکم کو اسکی اطلاع ہوئی اس نے اپنے بیٹے عبدالرحمن
کو فوج عظیم کے ساتھ شاہ فرانس کی جلوگیری پر مامور کیا ہنوز شاہ فرانس اپنے
حدود مملکت سے متجاوز ہونے نہ پایا تھا کہ عبدالرحمن نے پہونچکے لڑائی کا نیزہ گاڑدیا
دونون حریف جی توڑ کر لڑنے لگے۔ نہایت سخت اور خونریز جنگ کے بعد شاہ
فرانس کو ہزیمت ہوئی کھیت عساکر اسلامیہ کے ہاتھ رہا اور عبدالرحمن
معہ اپنی فوج ظفر موج کے مظفر ومنصور مال غنیمت لئے ہوئے واپس ہوا
سنہ ١٩٤ھ مین جب اہل ماردہ نے گزشتہ قتل وخونریزی کو بھولا دیا تو پھر باغی
ہوگئے حکم انکی سرکوبی پر مستعد وآمادہ ہوکر ماردہ پہونچا تین سال مسلسل ان کی
لڑائیون مین مصروف رہا فرانسیسی عیسائیون کو موقع ملگیا سرحدی بلاد پر لوٹ
مار شروع کردی پس حکم نے سنہ ١٩٦ھ مین ان کو ہوش مین لانے کی غرض سے
مملکت فرانس کیجانب کوچ کیا متعدد قلعے مفتوح کرکے اکثر شہرون کو ویران
وخراب کرڈالا۔ قتل وخونریزی اور قیدیون کی کوئی انتہا نہ تھی۔ فرانسیسی مقابلہ سے
جی چرانے لگے اُس وقت حکم نے قرطبہ کیجانب معاودت کی۔
گذشتہ پیشقدمیون کیوجہ سے سنہ ٢٠٠ھ مین حکم نے اپنی فوج کو مملکت فرانس

---

[1] یہ واقعہ سنہ ١٩١ھ کا ہے۔ اسی سنہ مین حزم بن وہب نے اطراف باجہ مین بغاوت کی تھی علاوہ
اہل باجہ کے اور لوگون نے اسکا ساتھ دیا۔ حزم نے اشبونہ کا رخ کیا اتنے مین حکم کو اسکی خبر لگ
گئی اپنے بیٹے ہشام کو فوج کثیر کے ساتھ حزم کے عزم کے توڑنے کو روانہ کیا ہشام نے
پہونچتے ہی حزم کو ایسی بری طور سے شکست دی کہ حزم خود گروہ پریشان ہوکر امان کا خواستگار
ہوا اور مطیع ہوگیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ٥ مطبوعہ مصر۔

پر جہاد کی طیاری کا حکم دیا۔ سپاہیون نے کمال شوق و ذوق سے طیاریان کین حکم نے ان لوگون کو بسر افسری اپنے حاجب عبد الکریم بن عبد الواحد بن مغیث کے شاہ فرانس کے ملک پر جہاد کرنے کو روانہ کیا۔ عبد الکریم نے حدود مملکت اسلامیہ سے نکلکے ملک فرانس پر حملے شروع کردئے۔ شہر کے شہر گانون کے گانون قصبے کے قصبے ویران ہوگئے متعدد قلعات منہدم کرڈالے۔ شاہ جلالقہ عظیم فوج لے کے مقابلہ پر آیا۔ کنارہ نہر پر دونون حریف کا مقابلہ ہوا۔ مدتون چھوٹی چھوٹی لڑائیان ہوتی رہین۔ عساکر اسلامیہ کو فرانسیسی عیسائیون سے ان لڑائیون مین بہت بڑا فائدہ پہونچا بعد ازان مسلسل تیرہ شبانہ روز لڑائی ہوتی رہی۔ اتنے مین بکثرت مینھہ برسا۔ نہر مین طغیانی پیدا ہوئی۔ عساکر اسلامیہ نے مظفر و منصور مال غنیمت لئے ہوئے معاودت کی۔

عبد الرحمن اوسط کی جانشینی

آخری سنہ ۲۰۶ھ مین امیر حکم[1] بن ہشام نے اپنی حکومت کے ستائیس سال پورے کرکے وفات پائی۔ یہہ پہلا شخص ہے

[1] حکم بن ہشام ایک جلیل القدر عظیم الشان اندلس کا فرمانروا تھا۔ اپنے خیالات اور ارادون پر استقلال کے ساتھہ عمل کرتا تھا سخت سی سخت مصیبت مین گھبراتا نہ تھا۔ اسکے شروع زمانہ حکومت مین اسکے چچاؤن نے اسپر خروج کیا تھا بمجبوری اسکو انکے سر کرنے مین مصروف ہوتا پڑا۔ اس اثنار مین فرانسیسی عیسائی اس موقع کو مغتنمات سے شمار کرکے بلاد اسلامیہ پر دوڑ پڑے حکم نے جیون تیون اپنے چچاؤن کی بغاوت سے فراغت حاصل کرکے شاہ فرانس کو خوب خوب زیر کیا اگرچہ اپنے اوائل زمانہ حکومت مین کسیقدر لہو ولعب مین مصروف ہوگیا تھا اور یہی موقع علمار قرطبہ کو اس سے مخالفت کا حاصل ہوا تھا مگر میرا گمان ہے کہ بعد کو اس نے ان افعال وحرکات سے جو باعث ناراضی علمار وفقہار قرطبہ ہوئے تھے توبہ کرلی تھی اسکی دینداری اور تقوی کی ادنی نظیر یہہ ہے کہ ایک روز اپنے کسی خادم پر حکم نے ناراض ہوکر اس کے

جس نے اندلس مین فوج نظام رکھی انکی تنخواہین مقرر کین ہر طرح طرح کے آلات حرب کافی مقدار پر مہیا کیے حشم اور حواشی بڑہائے دروازہ پر سواران دستہ فوج جان نثاران کا پہرہ مقرر ہوا اور مملوکون خادمون کو خدمات کے لئے رکھا۔

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۶۸۔ قتل پر کمر باندھ دیا اتفاق سے اس وقت فقیہ زیاد بن عبد الرحمن آپہونچا۔ امیر حکم کو مخاطب کر کے بولا اللہ تعالی امیر کو توفیق خیر عطا فرمائے مالک ابن انس نے مرفوعاً روایت کی ہے کہ جو شخص اپنے غیظ و غضب کو ضبط کرے جسکے نفاذ پر قادر ہو تو اللہ تعالی اسکے دل کو روز قیامت امن و ایمان سے پر کر دیگا۔ اس فقرہ کے ختم ہوتے ہی حکم کا غضب و غیظ فرو ہو گیا اور خادم کی تقصیر معاف کر دے۔ اسکے ہاتھ پر بالله يثق الحكم نقش تھا۔ بیس لڑکے اور اسیقدر لڑکیان چھوڑ کر مرا اسکی مان ام الولد تھی جسکا نام زخرف تھا سنہ ۱۵۴ھ میں پیدا ہوا تھا۔ اسکے حالات سے جس سے اسکی ہمدردی اور اسلام کا ثبوت ملتا ہے ایک یہ حال ہے کہ عباس شاعر سرحدی بلاد کی طرف جا رہا تھا اتفاق سے اسکا گذر وادی حجارہ میں ہوا تھا کہ ایک عورت چلا چلا کر رہی تھی وا غوثاہ بک یا حکم وا غوثاہ بک یا حکم۔ عباس نے قریب جا کے دریافت کیا عورت نے کہا امیر حکم ہمارے حال سے اس قدر بے خبر ہے کہ عیسائی کتون نے ہمکو بیوہ کر دیا ہے اور ہمارے بچون کو یتیم بنا دیا ہم لوگ معہ اپنے چند رفقا کے اس بادیہ سے آ رہے تھے کہ سواران دشمن اسلام نے آکر ہمکو گھیر کر پامال کر ڈالا۔ عباس نے فی البدیہ ایک قصیدہ کہا جسکی اول کی یہ بیتین تھین۔ تکلمت فی وادی الحجارة مسهرا ❊ اراعی نجوما لا یرون تغیرا ❊ الیک اباالعاصی نضیت مطیتی ❊ تسیر بهم سالما وهجرا ❊ تدارک نساء العالمین بنصرة ❊ فانک احری ان تغیث وتنصرا ❊ جس وقت عباس نے حکم کے دربار مین حاضر ہو کر یہ قصیدہ پڑہا اور سرحدی بلاد کے خطرناک حالات کا فوٹو کھینچکر دکھلایا اور اس عورت کا نام و نشان بتلایا جسکے خاندان کو دشمنان اسلام نے پامال کیا تھا حکم نے اسیوقت جہاد کی طیاری اور لشکر کی آراستگی کا حکم دیا۔ چنانچہ اس واقعہ کے تیسرے دن معہ عباس شاعر کے وادی الحجارہ کی طرف کوچ کیا۔ وادی حجارہ مین پہونچکے دریافت کیا

اوران لوگون کی عجمیت کی وجہ سے "خرس" کے نام سے موسوم کیا۔ان لوگون کی تعداد پانچہزار تک پہونچگئی تھی۔یہ بذاتہ ہرکام کی نگرانی کرتا اور ہرجنگ پر اکثر بنفسہ جاتا تھا اسکے بہت سے مخبر اور جاسوس تھے جو روزانہ اسکو رعایا کے حالات اور تمام ملک کے واقعات سے مطلع کیا کرتے تھے۔اسکی صحبت علمار،فقہار اور صالحین سے گرم رہا کرتی تھی اسی نے ملک اندلس کے خار وخس کو صاف کیا اور اپنے آئندہ جانشینون کے لیئے چھوڑ گیا اسکے مرنے پر اسکا بیٹا عبدالرحمن سریر حکومت پر متمکن ہوا۔

عبدالرحمن کے شروع زمانہ حکومت مین عبداللہ بلنسی (حکم کا چچا) پھر باغی ہوگیا اور فوجین آراستہ کرکے بقصد قرطبہ تدمیر کیجانب روانہ ہوا عبدالرحمن نے اسکی شورش وبغاوت فرو کرنے کی غرض سے لشکر مرتب کرکے کوچ کیا۔عبداللہ پر کچھ ایسا خوف غالب ہوکہ بلاجدال وقتال لوٹ کھڑا ہوا اور بلنسیہ مین پہونچکے

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۶۹ کہ کس جانب سے دشمنون نے حملہ کیا تھا بتلایا گیا کہ اس سمت سے (اشارہ کرکے) بس حکم نے اسی سمت پر دہاوا کیا۔کئی قلعے فتح کیئے۔متعدد شہرون کو ویران وخراب کردیا۔ہزارون عیسائیون کو مارڈالا اور بیشمار قیدی اور مال غنیمت لیکے پھر دار الحجارہ وواپس آیا حکم دیا کہ اس مظلومہ عورت کو پیش کرو جب وہ عورت آئی تو اسکے روبرو جس قدر عیسائی قیدی اس جنگ مین گرفتار ہوآئے تھے سبھون کو قتل کروادیا بعدازان عباس سے مخاطب ہوکر کہا اس عورت سے دریافت کرو کہ اب تو حکم نے تمہاری فریادرسی کی ہے عورت بولی واللہ اب میرا دل ٹھنڈا ہوا دشمنان اسلام نے اپنے کئے کی سزا پائے مظلوم کو داد ملی اللہ تعالی امیر کی فریادرسی کرے اور نصرت و فتح عطا فرمائے۔حکم کے چہرہ پاس فقرہ کے سننے سے خوشی کے آثار پیدا ہوے عباس کو مخاطب کرکے یہ دو شعر پڑھے ؎ الم تر یا عباس انی اجبتہا ٭ علی البعد اقتاد الخمیس المظفرا ٭ فادرکت اوطارا وبردت غلۃ ٭ ونفست مکروبا واغنیت معسرا۔عباس نے

تھوڑے ہی دنون بعد مرگیا عبد الرحمن اسکے اہل و عیال کو قرطبہ لے آیا۔
بعد اسکے عبد الرحمن نے بلاد جلیقیہ پر جہاد کیا اور دور تک تخت و تاراج کرتا ہوا نکل گیا ایک مدت دراز تک قرطبہ سے غائب رہا۔ عیسائیون کے مختلف گروہون کو تہ تیغ اور پامال کرکے واپس آیا۔
اسی ۲۰۶ھ مین علی بن نافع معروف بہ زراب مفتی خلیفہ مہدی کا خادم ابراہیم موصلی کا شاگرد عراق سے اندلس مین آیا عبد الرحمن سوار ہوکر اسکے استقبال کو گیا بیحد عزت و احترام سے پیش آیا چنانچہ علی نے کمال عزت سے اسکے پاس قیام کیا اور اندلس مین علم موسیقی کو بطور اپنی وراثت کے چھوڑ گیا اسکے کئی لڑکے تھے عبد الرحمن سب سے بڑا تھا علم موسیقی مین یہی اسکا جانشین تصور کیا گیا۔
۲۰۷ھ مین بلاد اسلامیہ کے سرحد سے عظیم الشان طوفان اٹھا عبد الرحمن کو اسکے فرو کرنے مین بذاتہ مشغول ہونا پڑا۔ مدت ہوئی کہ مرحوم امیر حکم نے گورنر سرحد کو اسکے ظلم و بیجا تعدی کیوجہ سے گرفتار کرکے زندہ صلیب پر چڑھا دیا تھا اتفاق سے اسکے بعد ہی خود حکم بھی راہگرائے ملک جاودانی ہوا اور امیر عبد الرحمن سریر حکومت پر جلوہ افروز ہوا۔ گورنر نے جن لوگون پر ظلم کیا تھا اور ان کے مال و اسباب کو ضبط کرلیا تھا وہ سب کے سب مجتمع ہوکر قرطبہ مین آئے اور اپنے مال و اسباب کی واپسی کے خواہان ہوئے۔ اس واقعہ مین لشکر بیرہ پیش پیش زیادہ تھا۔ ان بلوائیون نے قصر امارت کے دروازہ کو جاکے گھیر لیا اور شور و غل مچانے لگے۔ عبد الرحمن نے چند لوگون کو انکے شور و غل فرد اور اس مجمع

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۷۰۔ جزاک اللہ عن المسلمین خیرا کہہ کر بڑھکر امیر کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ دیکھو تاریخ المقاری جلد اول از صفحہ ۱۹۲ تا صفحہ ۲۲۴ مطبوعہ لیڈن و تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ مطبوعہ مصر از صفحہ ۶۰ لغایت ۱۵۵۔

کو منتشر کرنے کو بھیجا - ان غوغائیوں اور شوریدہ سرون نے کچھہ نہ سنی عبدالرحمن نے جھلاکر فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا - حکم کرنے کی دیر تھی قرطبہ کا سارا لشکر اونپر ٹوٹ پڑا معدودے چند جانبر ہوکر بیرہ کی طرف واپس ہوئے - عبدالرحمن نے تعاقب کا اشارہ کیا - شاہی فوج قتل و غارت کرتی ہوئی آگے بڑہی - باقی ماندگان مین سے بھی گروہ کثیر کام آگیا -

اسی سنہ مین مابین قبائل مضریہ او یمانیہ شہر تدمیر مین جھگڑا ہوگیا - بہت بڑی خونریزی ہوئی - دونون فریق کے تقریباً تین ہزار آدمی کام آگئے عبدالرحمن نے عظیم فوج کے ساتھہ یحییٰ ابن عبداللہ بن خالد کو آتش فساد کے فرو کرنے پر متعین کیا یحییٰ کے پہونچتے ہی ہر دو فریق ایک دوسرے سے علحدہ ہوگیا جون ہی یحییٰ اسنے معاودت کی پھر گتھہ گئے اسی طرح سے پورے سات برس تک مضریہ اور یمانیہ مین لڑائی کا سلسلہ جاری رہا -

سنہ ۲۰۸ھ مین عبدالرحمن نے اپنے حاجب عبدالکریم بن عبدالواحد بن مغیث کو بسر افسری عساکر اسلامیہ البتہ اور علاج کی جانب جہاد کرنے کو روانہ کیا - عبدالکریم نے دشمنان اسلام کے اکثر شہرون کو ویران اور تخت و تاراج کیا بعض قلعات پر اپنی فتحیابی کا جھنڈا گاڑا اور بعضون سے جزیہ لیکر مصالحت کرلی - اور مسلمان قیدیون کو بھی اسی ضمن مین قید کی تکلیف سے نجات دلوائی - (یہہ واقعات ماہ جمادی الآخرہ سنہ ۲۰۸ھ کے ہین)[1]

سنہ ۲۱۳ھ مین اہل ماردہ نے علم بغاوت بلند کیا اور سبھون نے متفق ہوکر گورنر کو نکالدیا عبدالرحمن نے اس ہنگامہ کے فرو کرنے کی غرض سے فوجین روانہ کین - اہل ماردہ مقابلہ پر آئے لڑائیان ہوئین آخر کار اہل ماردہ نے علم حکومت کے آگے گردن

---

[1] دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۰۸ مطبوعہ مصر -

جھکادی اور مطیع ہو گئے۔ سپہ سالار شاہی افواج نے ماردہ کی شہر پناہ منہدم کرادی اور ان لوگوں کے چند آدمیوں کو بطور ضمانت کے لے کر دار الحکومت قرطبہ کیجانب معاودت کی۔ بعد اسکے عبد الرحمن نے شہر پناہ کے پتھروں کو نہر میں پھینکنے کا حکم صادر فرمایا اس سبب اہل ماردہ کو ناراضگی پیدا ہوئی اور پھر مخالف بن بیٹھے گورنر ماردہ کو گرفتار کر لیا اور ماردہ کی شہر پناہ از سر نو درست کر لی۔ اتنے میں ۲۱۳ھ کا دور آگیا عبد الرحمن نے بنفس نفیس ان لوگوں کی سر کوبی پر کمر باندہی۔ اہل شہر نے شہر پناہ کے دروازے بند کر لئے اور آمادہ بجنگ ہو کر لڑنے لگے۔ عبد الرحمن یہ چند وجوہ زیادہ دنوں تک نہ ٹھہر سکا واپس آیا۔ پھر ۲۱۷ھ میں فوجیں اہل ماردہ کے محاصرہ پر روانہ کیں مگر کامیابی نہو ئی بعد ازاں ۲۲۰ھ میں ماردہ کا پھر محاصرہ کیا گیا۔ اس مرتبہ شاہی فوج کو کامیابی ہوئی ماردہ پر شاہی پھریرا اوڑنے لگا۔ کچھ لوگ محمود بن عبد الجبار کے ساتھ بھاگ کر منت شلوط پہونچے اور ۲۲۱ھ میں وہاں پہونچکر پناہ گزین ہو گئے عبد الرحمن نے ان پناہ گزینوں کے سر کرنے کو شاہی لشکر روانہ کیا محمود یہ خبر پا کر دشمنان اسلام کے ملک میں بھاگ گیا اور وہاں پہونچکر انکے قلعات میں سے ایک قلعہ کو دبا بیٹھا۔ پانچ برس تک اس قلعہ پر قابض رہا تا آنکہ اذفونش بادشاہ جلالقہ (گیلاشیا) نے اس قلعہ کا محاصرہ کیا اور لڑ کر بزور تیغ مفتوح کر لیا محمود معہ اپنے کل ہمراہیوں کے مارا گیا۔ یہہ واقعہ ۲۲۵ھ کا ہے۔

۲۱۵ھ میں اہل طلیطلہ میں بغاوت پھوٹ نکلی۔ ہاشم ضراب نامی ایک شخص اس بغاوت کا محرک تھا یہ شخص جنگ ربض میں موجود تھا اس نے آہستہ آہستہ اپنی شان و شوکت بڑہائی۔ انبوہ کثیر خلائق کا اسکے پاس آکے مجتمع ہو گیا۔ ہاشم ان سب کو فوجی اور جنگی لباس پہنا کے اہل شنت بریہ پر آپڑا عبد الرحمن نے شاہی فوجیں ہاشم سے جنگ کرنیکو روانہ کیں مطلق کامیابی نہوئی۔ دوبارہ دوسرا لشکر روانہ

کیا اطراف دورقہ مین شاہی لشکر اور ہاشم نے صف آرائی کی شاہی لشکر نے اس معرکہ
مین باغیون کو ہزیمت دے دی اثنا ردار وگیر مین ہاشم کو مع اسکے بہت
سے ہمراہیون کے مار ڈالا مگر اہل طلیطلہ مخالفت وبغاوت پر برابر اڑے رہے
تب عبدالرحمن نے اپنے بیٹے امیہ کو اہل طلیطلہ کے محاصرہ اور جنگ پر مامور کیا
امیہ ایک زمانہ دراز تک اہل طلیطلہ کا محاصرہ کیے رہا۔ بعد ازان محاصرہ اٹھا کے
قلعہ ریاح مین آاترا اور ایک دستہ فوج کو اہل طلیطلہ پر شبخون مارنے کی
غرض سے روانہ کیا اس سے پہلے جسوقت امیہ محاصرہ اٹھا کے قلعہ ریاح کو
واپس آرہا تھا تعاقب کے خیال سے اہل طلیطلہ بھی نکل پڑے تھے شاہی
فوج اس امر کا احساس کر کے کمینگاہ مین چھپ رہی۔ جون ہی اہل طلیطلہ کمینگاہ سے
آگے بڑھے شاہی فوج نے حملہ کر دیا طلیطلہ کے بہت سے آدمی کام آگئے معدودے
چند جان بچا کے طلیطلہ واپس آئے امیہ کو اس خونریزی کا بیحد صدمہ ہوا تھوڑے
دنون بعد اسی صدمہ ورنج سے مرگیا۔ عبدالرحمن نے پھر اہل طلیطلہ کے محاصرہ
پر شاہی لشکر روانہ کیا لیکن کچھہ کامیابی نہوئی۔ البتہ قلعہ ریاح کا لشکر برابر اہل طلیطلہ
پر حملہ کرنے کو جاتا تھا اور چندے محاصرہ کر کے واپس آجاتا تھا۔ تا آنکہ ۲۲۲ھ مین
عبدالرحمن نے اپنے بھائی ولید کو اہل طلیطلہ کے سر کرنے کو مامور کیا۔ ولید نے
نہایت حزم واحتیاط سے طلیطلہ کا محاصرہ کیا ہر چہار طرف سے آمد ورفت بند کر دی
اہل طلیطلہ قریب بمرگ ہوگئے محاصرین کی مدافعت بھی نہ کر سکے ولید نے بزور
تیغ طلیطلہ کو فتح کر لیا اہل طلیطلہ کا سارا جوش فرو ہوگیا۔ ولید اس کامیابی کے بعد
سنہ ۲۲۳ھ تک ٹھیرا رہا۔ بعد ازان قرطبہ واپس آیا۔

اندرونی بغاوتون کے فرو کرنے سے فارغ ہو کر سنہ ۲۲۴ھ مین عبدالرحمن
نے اپنے ایک عزیز عبید اللہ بن عیسی کو بسر افسری عساکر اسلامیہ بلاد البتہ اور

قلاع کیجانب روانہ کیا دشمنان اسلام مجتمع ہو کر مقابلہ پر آئے بہت بڑی لڑائی ہوئی عبید اللہ نے نہایت مردانگی سے دشمنان اسلام کو ہزیمت دی حریف کے ہزارہا آدمی قتل اور قید کئے گئے۔ بعد ازان اسی سنہ مین لزریق شاہ فرانس نے بلاد اسلامیہ کی طرف خروج کیا اور سرحدی شہر سالم پر حملہ آور ہوا فرتون بن موسے نے اس سے مطلع ہو کر سالم کے بچانے کو کوچ کیا۔ ایک دوسرے سے گتہ گیا۔ نہایت سخت اور خونریز جنگ کے بعد شاہ فرانس کو ہزیمت ہوئی۔ بہت سے عیسائی قتل کئے گئے اور ہزارہا قید کر لئے گئے۔ فرتون اس مہم سے فارغ ہو کر اس قلعہ کی طرف متوجہ ہوا جسکو دشمنان اسلام اہل البتہ نے بمقابلہ اسلامی سرحد کے اہل اسلام کو پریشان اور زیر کرنے کی غرض سے تعمیر کیا تھا۔ اہل قلعہ نے فرتون کے حملہ سے قلعہ کو ہر چند بچایا مگر کامیاب نہوے فرتون نے اس قلعہ کو فتح کر کے منہدم کرا دیا۔

سنہ ۲۲۵ھ مین عبد الرحمن نے فوجین مرتب کر کے بنفس نفیس بلاد جلیقہ پر چڑہائی کی متعدد قلعات مفتوح کئے۔ ایک مدت تک ٹہیرا ہوا سرزمین فرانس کو پامال کرتا رہا بعد ازان بہت سا مال غنیمت اور قیدی لے کے واپس آیا۔ پھر سنہ ۲۲۶ھ مین افواج اسلامیہ مملکت فرانس کو تخت و تاراج کرتی ہوئین سرزمین سرطانیہ تک پہونچین۔ عساکر اسلامیہ کے مقدمۃ الجیش پر موسے بن موسے گورنر تطیلہ تہا۔ دشمنان اسلام سے مڈبہیڑ ہوئی۔ مسلمانون نے نہایت استقلال سے کفار کا مقابلہ کیا تا آنکہ عیسائی پسپا ہو کے بہاگے۔ موسے نے اس معرکہ مین دلیری مردانگی اور نیکنامی کا بہت بڑا حصہ لیا

بعدہ اتفاق سے اس سے اور عبد الرحمن کے ایک سپہ سالار سے باتون بات چل گئی سپہ سالار نے سخت کلامی کی۔ موسے کو سپہ سالار کی یہہ حرکت ناگوار

گزری - چونکہ عبدالرحمن نے اس معاملہ مین دخل نہین دیا تھا - موسے نے یہہ سمجھ کے کہ
اس سپہ سالار نے امیر عبدالرحمن ہی کے اشارہ سے مجھہ سے سخت کلامی کی ہے
باغی ہوگیا - عبدالرحمن نے چند دستہ فوج بسر افسری حرث بن بزیع کو موسے کی
گوشمالی پر متعین کیا - موسے بھی مقابلہ پہ آیا لڑائی ہوئی آخرکار موسے شکست کھا کے
بھاگا اسکا چچازاد بھائی مارا گیا حرث کامیابی کے ساتھہ میدان جنگ سے سرقسطہ
واپس آیا بعد ازان تطیلہ پہ چڑہائی کی اسوقت موسے وہین تھا اور اسکا محاصرہ
کرلیا - مدتون محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ جاری و قایم رہا تاآنکہ موسے نے تنگ
آکے یہ مصالحت تطیلہ چھوڑ کر اربط چلا گیا اور حرث تطیلہ مین ٹھیرا ہوا انتظام کرتا
رہا - موسے کے دماغ مین پھر بغاوت و سرکشی کی ہوا سمائی - حرث نے موسے
کے حصار کی غرض اربط کیجانب کوچ کیا موسے نے گھبرا کر غرسیہ بادشاہ
کفار سے امداد طلب کی پس غرسیہ اپنی فوجین لیکے موسے کی کمک پر آیا
حرث نے استقلال کو ہاتھ سے ندیا فوجون کو آراستہ کرکے حریف کے لشکر
پر حملہ کیا نہر بلبہ پہ دونون حریف کا مقابلہ ہوا - حریف نے پہلے سے چند دستہ
فوج کو کمینگاہ مین بیٹھا دیا تھا - جسوقت حرث کا لشکر نہر بلبہ سے متجاوز ہوا - حریف
کے فوج نے کمینگاہ سے نکلکر حملہ کردیا بیچارہ حرث اس غیر متوقع حملہ کا جواب ندے
سکا دشمنون کے ہاتھہ گرفتار ہوگیا - آنکھین اسی معرکہ کے نذر ہوگئین - عبدالرحمن
کو اس ناگہانی واقعہ سے سخت صدمہ ہوا ۲۲۹ھ مین اس نے اپنے بیٹے منذر کو
بسر افسری عساکر اسلامیہ موسے کے محاصرہ کو تطیلہ روانہ کیا موسے نے ڈر کر
مصالحت کرلی - تب منذر نے بنبلونہ کی طرف قدم بڑھایا اور دشمنان اسلام پر جی توڑ
توڑ کر حملے شروع کردیے - یہان پر مشرکین سے متعدد لڑائیان ہوئین غرسیہ
والی بنبلونہ مارا گیا جو حرث کے مقابلہ پر موسے کی کمک پر آیا تھا - بعد اسکے موسے

نے پھر سرکشی و مخالفت پر کمر باندہی - شاہی لشکر نے اسکو پھر مطیع لانے کی غرض سے حملہ کیا موسی نے دوبارہ پھر مصالحت کر لی اور اپنے بیٹے کو بطور رہنماعین کے عبدالرحمن والی اندلس کیخدمت مین بہیجدیا - عبدالرحمن نے اسکی درخواست کو قبول فرما کے تطیلہ کی سند حکومت عطا کی چنانچہ موسے نے تطیلہ مین داخل ہوکے اطراف وجوانب تطیلہ کے انتظام وسیاست پر اپنے عمال مقرر کیے اور آرام کے ساتھہ تطیلہ مین حکومت کرنے لگا -

اسی ۲۲۹ھ مین مجوسیون نے اطراف بلاد اندلس پر خروج کیا اور ساحل اشبونہ مین اپنی کشتیون اور جہازون سے خشکی پر اوتر پڑے اہل اشبونہ سے اور ان دشمنون سے تیرہ دن تک مسلسل لڑائی ہوتی رہی بعدازان قادس کیطرف بڑھے پھر قادس سے اشذونہ جا پہونچے اشذونہ مین انسے اور مسلمانون سے لڑائی ہوئی تب ان لوگون نے اشبیلیہ کا قصد کیا اور قریب اشبیلیہ پہونچکے اوتر پڑے اہل

۱؎ ان مجوسیون کی سرکوبی اور گوشمالی کو امیر عبدالرحمن نے قرطبہ سے بسرافسری اپنے ایک نامور سپہ سالار کے عساکر اسلامیہ کو روانہ کیا تھا مجوسیون سے اور اس لشکر سے خشکی پر اوترنے کے بعد بہت بڑی لڑائی ہوئی مسلمانون نے سخت اور شدید مصائب اوٹھا کے مجوسیون کو ہزیمت دی بعد اسکے قرطبہ سے ایک تازہ دم فوج دوسری اس اسلامی لشکر کی کمک پر آگئی مجوسیون اور مسلمانون سے پھر لڑائی چھڑ گئی اس معرکہ مین بھی مسلمانون نے مجوسیون کو شکست دی اور انکی وہ ایک کشتیان چھین لین مال واسباب جو کچھہ اسمین تھا لیکے جلادیا تب مجوسی قادس ہوتے ہوئے شذونہ پہونچے - اہل اشذونہ سے دو دن تک لڑائی ہوتی رہی - یہان کی لڑائی مین کسیقدر مجوسیون کو کامیابی ہوئی کچھہ مال واسباب بھی ہاتھہ لگ گیا اتنے مین عبدالرحمن کا جنگی کشتیون کا بیڑہ ساحل اشبیلیہ پر آلگا - افواج اسلامی نے خشکی پر اوتر کر مجوسیون کو لبلہ کی طرف بھگا دیا مجوسی لوٹ مار کرتے ہوئے باجہ کی طرف بڑہے اور جب باجہ مین بھی دم نہ لینے پائے تو اشبونہ کیجانب لوٹے - اشبونہ سے نکلنے کے بعد پھر انکا حال معلوم

اشبیلیہ نصف محرم سنہ ۲۲۹ھ میں ان دشمنان اسلام سے لڑنے کو نکلے۔ بہت بڑی لڑائی ہوئی نتیجہ یہ ہوا کہ جیت مسلمانوں کے ہاتھ رہا بہت سا مال و اسباب لوٹ لیا مجوسیوں نے میدان جنگ سے بھاگ کر باجہ کا راستہ لیا پھر باجہ سے اشبونہ کی جانب لوٹے مسلمانوں نے ان کو اس مقام پر بھی دم نہ لینے دیا اکھاڑ پچھاڑ کر نکالدیا۔ اس واقعہ کے بعد ان کے حالات کا سلسلہ منقطع ہوگیا اور ممالک محروسہ اسلامیہ کے ان اطراف میں امن و امان کی منادی پھر گئی یہ واقعات سنہ ۲۳۰ھ کے ہیں مجوسیوں کے چلے جانے کے بعد عبدالرحمن اوسط نے ان شہروں کی اصلاح اور آبادی کیجانب عنان توجہ منعطف کی جنکو مجوسی خراب اور ویران کر گئے تھے اور افواج اسلامیہ کی کافی تعداد کو انکی حفاظت و نگرانی پر مامور کیا۔

بعض مورخین نے مجوسیوں کی لڑائیوں کو ۲۴۶ھ میں تحریر کیا ہے شاید وہ دوسری لڑائی ہوگی واللہ اعلم۔

سنہ ۲۳۱ھ میں عبدالرحمن نے عساکر اسلامیہ کو ممالک جلیقہ کی طرف روانہ کیا۔ افواج اسلامی دریا کی موجوں کی طرح بڑھتے بڑھتے عیسائیوں کے مشہور شہر لیون تک پہونچگئیں۔ قلعہ شکن منجنیقیں نصب کر کے لڑائی شروع کردی اہل لیون تاب مقاومت نہ لا سکے لیون کو اپنے حریف کے حوالہ کر کے بھاگ کھڑے ہوئے مسلمانوں نے شہر لیون میں گھسکے جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ مکانات کو جلا کر خاک و سیاہ کر دیا۔ شہر پناہ کے منہدم کرنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہوئے اس وجہ سے کہ دیوار شہر پناہ کی چوڑائی پچیس ہاتھ کی تھی۔ ناچار ہو کر دیوار شہر پناہ میں بہت بڑا سوراخ کر کے مراجعت کردی۔ بعد اسکے پھر عبدالرحمن نے اپنی حاجب

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۷۷ نمبر ۱۔ یہ تفصیل اس واقعہ کی جسکو مورخ ابن خلدون نے بیان کیا ہے ملخص از کتاب نفح الطیب مطبوعہ لیدن جلد ا صفحہ ۲۲۲ و ۲۲۳۔

عبدالکریم بن عبدالواحد بن مغیث کو بسر افسری افواج اسلامیہ بلاد برشلونہ کی جانب جہاد کرنے کو روانہ کیا۔ عبدالکریم بطرف برشلونہ غارت و تاراج کرتا ہوا فرانس کی اس سرحد تک پہنچگیا جو سرب دیا برت کے نام سے موسوم تھا۔ عیسائیون اور عساکر اسلامیہ سے اس مقام پر سخت اور خونریز جنگ ہوئی۔ مسلمانون نے عیسائیون کو ہزیمت دے کے انکے گروہ کثیر کو قید اور قتل کیا عیسائیون نے بھاگ کر جرندہ مین دم لیا۔ جرندہ ملک فرانس کا بہت بڑا اور نامی شہر تھا۔ عساکر اسلامیہ نے منہزم گروہ کا تعاقب کیا۔ چونکہ عیسائیون نے جرندہ مین پہلے سے پہونچکے پورے طور سے قلعہ بندی کر لی تھی اسوجہ سے مسلمانون کو کامل کامیابی نہوئی تاہم لوگون نے اسکے گرد و نواح کو ویران اور اپنے قتل و غارتگری سے پامال کر کے مراجعت کی۔

انھین دنون بادشاہ قسطنطنیہ توفلس بن توفیل نے ۲۲۵ھ کے دوران مین امیر عبدالرحمن کیخدمت مین ہدایا اور تحایف بھیجے مراسم اتحاد اور دوستی کے قایم کرنے کی درخواست کی۔ امیر عبدالرحمن نے بھی اسکے معاوضہ مین یحییٰ غزال کی معرفت بہت سے تحفے اور ہدیے روانہ کئے۔ یحییٰ غزال امیر عبدالرحمن کی دولت و حکومت کا دست و بازو تھا۔ شاعری اور فن حکمت مین یگانۂ روزگار تھا۔ یحییٰ نے شاہ قسطنطنیہ کے دربار مین پہونچکے دونون سلاطین کے مابین رشتہ اتحاد و مواصلت کو مستحکم کیا اور لوٹ آیا۔ رفتہ رفتہ اسکی خبر اس دولت کے رقیب خلفاء بنی عباسیہ کو بغداد تک پہونچی۔

۲۳۶ھ مین نصر نے وفات پائی جسکا عبدالرحمن کے عہد حکومت مین بڑا دور دورہ تھا اپنے آقا کو جس کام مین چاہتا دبا لیتا تھا۔ عبدالرحمن نے اپنے بیٹے محمد کو اپنا ولیعہد بنایا مگر نصر بسازش ام عبداللہ عبداللہ کی ولیعہدی کی تحریک

کر رہا تھا۔ جب نصر کو اس ارادے مین کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو طبیب شاہی پر
محمد ولیعہد کو زہر دینے کا بار ڈالا طبیب نے بذریعہ قہرمانہ محلسرائے عبد الرحمٰن
کو اس واقعہ سے مطلع کر دیا اور یہ بھی گذارش کر دی کہ نصر نے مجھے زہر دینے
پر مجبور کیا ہے۔ کل صبح کو جو پیالہ دوا کا آئیگا اسمین زہر ہوگا۔ اگلے دن صبح کو نصر
جب قصر شاہی مین حاضر ہوا تو محمد ولیعہد کو امیر عبد الرحمٰن کے روبرو بیٹھا ہوا پایا
دوا کا پیالہ سامنے رکھا ہوا تھا امیر عبد الرحمٰن نے نصر کو مخاطب کر کے ارشاد
کیا نصر مجھے یہ دوا بد مزہ اور کسیلی معلوم ہوتی ہے تم اسکو پی لو۔ نصر تو جانتا ہی تھا کہ
اسمین زہر ملا ہوا ہے جواب کچھ نہ دیسکا بھونچک ہو گیا امیر عبد الرحمٰن نے قسمین دلائی
اور دوا کے پینے پر مجبور کیا نصر انکار نکر سکا پیالہ اٹھا کے غٹ غٹ پی گیا اور
بہ کمال عجلت اجازت حاصل کر کے گھوڑے پر سوار ہوا گھر پہونچتے ہی مرگیا۔
غرض امیر عبد الرحمٰن نے اس آسان طریقہ سے اپنے بیٹے عبد اللہ کے مرض کا
علاج کر دیا اور اسکے بعد ہی خود بھی مرگیا

محمد کی تخت نشینی

واقعہ متذکرہ بالا کے بعد امیر عبد الرحمٰن اوسط بن حکم بن
ہشام بانی ابی المرام بن عبد الرحمٰن معروف بہ داخل نے بھی ماہ ربیع الآخر ۲۳۸ھ مین وفات
بس سال حکومت کی۔

ہشتم امیر عبد الرحمٰن اوسط کے لقب سے ممتاز کیا جاتا تھا کیونکہ عبد الرحمٰن اول داخل کے خطاب سے معروف تھا
تا اور تیسرا عبد الرحمٰن الناصر کے لقب سے مشہور تھا۔ اس عبد الرحمٰن اوسط کی
پیدائش شعبان ۱۷۶ھ مقام طلیطلہ مین ہوئی۔ علوم شریعہ اور فلسفہ سے ماہر تھا۔ اسکا زمانہ
بھی بغاوت و سرکشی سے خالی نہین رہا جو ترقی دولت کے موانع و عوائق کے بڑے اسباب سے
ہے تاہم وقتاً فوقتاً مسیحی دشمنون پر بھی حملے کرتا اور کامیابی حاصل کرتا رہتا تھا۔ اسکے
زمانہ حکومت مین مالیت کی بیحد افزائش ہوئی۔ بیحد محلسرائین اور حمامات تعمیر کرائے۔

امیر عبدالرحمن اوسط علوم شرعیہ اور فلسفہ کا عالم تھا اسکا زمانہ حکومت نہایت امن اور آسایش کا تھا دولت کی بیحد زیادتی ہوئی متعدد محلسرائین اور حمامات تعمیر کرائے پہاڑ سے بذریعہ نل کے پانی لے آیا جس سے سارا شہر سیراب ہوا۔ جامع مسجد قرطبہ مین دو سایبان بڑھوائے مگر انکے تمام و کمال تعمیر ہونے سے پیشتر راہی ملک عدم ہو گیا۔ جنکو اسکے بیٹے محمد نے تکمیل کو پہنچایا۔ اندلس مین اور بہت سی مسجدین اور جامع مساجد تعمیر کرائی۔ آداب شاہی اور دفاتر مقرر کئے۔ عوام الناس سے میل جول اور ارتباط ترک کیا۔ پس جب اسنے وفات پائی تو اسکا بیٹا محمد بجائے اسکے سریر حکومت پر متمکن ہوا۔

امیر محمد نے سریر حکومت پر متمکن ہوتے ہی قلعہ رباح کی فصیلون کی درستی کی غرض سے عساکر اسلامیہ کو بسر افسری اپنے بھائی حکم کے روانہ کیا۔ اس قلعہ کی فصیلون کو اہل طلیطلہ نے خراب اور زمین دوش کر دیا تھا چنانچہ حکم نے پہلے قلعہ رباح کو درست کرایا بعد ازان طلیطلہ کیطرف گیا اور اسکے قرب وجوار کے دیہاتون اور گاؤن پر لوٹ مار شروع کر دی۔

بعد اسکے افواج شاہی کو بسر گروہی موسیٰ بن موسیٰ والی تطیلہ اطراف البتہ و قلاع کیجانب جہاد کرنے کو روانہ کیا۔ موسیٰ نے اسکے بعض قلعات کو بزور تیغ مفتوح کیا اور بہت سامال غنیمت لیکے واپس آیا۔ پھر دوبارہ اسلامی فوجین اطراف بنبلونہ کیطرف

ادیب اور شاعر تھا۔ طروب نامی ایک کنیز پر فریفتہ تھا۔ ایک مرتبہ امیر عبدالرحمن اوسط نے اسکو ایک زیور عنایت کیا جسکی قیمت ایک لاکھ دینار تھی وزرائے گذارش کی "شاہی خزانہ سے ایسی قیمتی چیزونکو علیحدہ کرنا نازیبا ہے" امیر عبدالرحمن نے جواب دیا "اسکا پہننے والا تو اس زیور کے پہننے کے لایق ہے اور اس سے کہین زیادہ قدر و منزلت ہے" اسکا رنگ گندمی، آنکھین گہرین، دراز ریش لحیم و شحیم شخص تھا داڑھی مین حنا کا خضاب کرتا تھا چیتا لیس لڑکے وقت وفات اسکے موجود تھے۔ تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۲ مطبوعہ مصر نفح الطیب جلد اول صفحہ ۱۶۳ تا ۱۶۵ مطبوعہ لیدن

روانہ کین عساکر اسلامیہ نے اس اطراف مین بھی لوٹ مار شروع کردی اور قلعات پرشلونہ کو سر کرکے واپس آئین۔

پھر ۲۴۲ھ مین امیر محمد نے عساکر اسلامہ کو مرتب کیا اور آلات حرب سے اسکو آراستہ کرکے والی طلیطلہ کی سرکوبی کو روانہ ہوا اہل طلیطلہ نے بادشاہ جلیقہ (گالیز) اور شاہ نبلونس سے امداد کی درخواست کی چنانچہ شاہان جلیقہ و نبلونس اہل طلیطلہ کی کمک پر آئے اور انکے ساتھ ہوکر امیر محمد سے میدان مین لڑنے کو نکلے۔ مقام وادی سلیط مین دونون حریف کا مقابلہ ہوا۔ امیر محمد نے معرکہ کارزار گرم ہونے سے پیشتر چند دستہ فوج کو کمینگاہ مین بٹھا دیا جس سے حریف کے پاؤن اُکھڑ گئے۔ کامیابی کا سہرا امیر محمد کے سر رہا اہل طلیطلہ اور مشرکین کے بیس ہزار آدمی کھیت رہے۔ بعدہ ۲۴۳ھ مین امیر محمد نے اہل طلیطلہ پر دوبارہ فوج کشی کی نہایت سختی سے انکو پامال کیا۔ اور انکے مال واسباب کو نقصان پہنچایا اہل طلیطلہ نے دبکر مصالحت کرلی مگر امیر محمد کے واپس ہوتے ہی پھر باغی اور شاہی حکومت سے منحرف ہو گئے۔

۲۴۵ھ مین مجوسیون کا بیڑہ جہازات بلاد اندلس مین داخل ہوا مجوسی جہازون پر سے اشبیلیہ اور جزیرہ مین اُتر پڑے اور اسکی مسجد کو جلا کے تدمیر کیجانب لوٹ پڑے پھر تدمیر سے قصر اریونہ چلے گئے اور قصر اریونہ سے سواحل فرانس کیطرف روانہ ہوئے اور ان ساحلی مقامات کو تخت و تاراج کرتے ہوئے واپس ہوئے اتنے مین امیر محمد کی جنگی کشتیون سے مقابلہ ہوگیا۔ فریقین مین بحری لڑائی ہوئی انجام یہہ ہوا کہ مسلمانون نے مجوسیون کی دو کشتیان پکڑلین مجوسی باقی کشتیون کو لیکے نبلونہ کیطرف چلتے پھرتے نظر آئے۔ مسلمانون کی ایک جماعت اس معرکہ مین شہید ہوگئی مجوسیون نے نبلونہ مین پہنچکے ڈُوند مچائی اور اسکے گورنر غرسیہ فرنگی کو گرفتار کرلیا غرسیہ نے ستر ہزار دینار زر فدیہ دیکے اپنے کو انکے پنجہ غضب سے رہا کرایا۔

۲۴۴ھ مین امیر محمد نے باغیان طلیطلہ کی سرکوبی کیجانب پھر توجہ کی شاہی فوجون کو آراستہ کرکے طلیطلہ کیطرف روانہ کیا ایک ماہ کامل محاصرہ رہا۔

پھر ۲۵۱ھ [1] مین امیر محمد نے اپنے بیٹے منذر کو سپرکردگی افواج اسلامی اطراف البتہ و قلاع پر جہاد کرنے کو روانہ کیا۔ عساکر اسلامی نے بلاد مشرکین مین داخل ہوکر لوٹ مار شروع کردی شاہ لزریق فوجین آراستہ کرکے مقابلہ پر آیا گھمسان لڑائی ہوئی کھیت مسلمانون کے ہاتھہ رہا لزریق شکست کھاکے بھاگا عساکر اسلامی نے تعاقب کیا تلوارین نیام سے کھنچ گئین ہزارہا مشرک قتل و قید کئے گئے۔ اس معرکہ مین مسلمانون کو بہت بڑی فتح حاصل ہوئی جسکی کوئی نظیر نہین۔

اسی سنہ مین امیر محمد نے بذاتہ بلاد جلالقہ پر جہاد کیا۔ نہایت سختی سے اسکے شہرون کو پامال کیا۔ بہت سے گانون اور قصبات ویران کرڈالے۔

اسی اثناء مین عبدالرحمن بن مروان جلیقی مع ان نومسلمون کے جو اسکے ہمراہ تھے باغی ہوگیا اور علم حکومت سے منحرف ہوکر اقصاے بلاد مین چلا گیا اور شاہ الفونش سے مراسم اتحاد پیدا کرلئے۔ وزیر السلطنت ہاشم بن عبدالرحمن بسر افسری افواج اندلس عبدالرحمن کی بغاوت فرو کرنے کو ۲۶۳ھ مین روانہ ہوا۔ عبدالرحمن نے پہلے ہی حملہ مین ہاشم کو ہزیمت دیکے گرفتار کرلیا۔ بعد چندے مابین امیر محمد اور عبدالرحمن مصالحت کی خط و کتابت ہونے لگی شرط مصالحت یہ قرار پائی کہ عبدالرحمن مقام بطلیوس مین جاکے قیام کرے اور وزیر السلطنت ہاشم کو رہا کردے ۲۶۵ھ مین صلحنامہ کی تکمیل ہوئی۔ عبدالرحمن نے بموجب شرائط صلح بطلیوس مین جاکے قیام کیا اور اسکی درستی و تعمیر کیجانب خاص توجہ کی اسوقت تک یہ ویران پڑا ہوا تھا۔ وزیر السلطنت

---

[1] بارھوین رجب ۲۵۱ھ کو یہ لڑائی مقام فج مرکوین مین ہوئی تھی حریف کے مقتولون کی تعداد دو ہزار چارسو بانوے تھی۔ زخمیون کا کوئی شمار نہین۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۳۱ مطبوعہ مصر

ہاشم بھی رہا کیا گیا۔ یہ رہائی عبدالرحمن کی خودسری کے ڈھائی برس بعد ہوئی۔

بعد مصالحت اذفونش نے عبدالرحمن سے بدعہدی کی عبدالرحمن اسکی ترک رفاقت کرکے دارالحرب سے چلا آیا روانگی کے وقت دونون مین لڑائیان بھی ہوئین عبدالرحمن نے اطراف ماردہ شہر انطانیہ مین پہنچکے قیام اختیار کیا۔ ان دنون یہ شہر ویران اور کس مپرسی کیحالت مین پڑا ہوا تھا عبدالرحمن نے اسکی شہرپناہ کی فصلیں درست کرائین۔ قلعہ بنوایا بعد ازان اسکے گردونواح مین جسقدر بلاد و جلاقہ کے سبھے اُنپر قبضہ کرکے اپنے مقبوضات مین شامل کرلیا غرض رفتہ رفتہ انطانیہ سے بطلیوس تک اسکے مقبوضات کا دائرہ وسیع ہوگیا۔

موسیٰ بن ذی النون ہواری گورنر شنت بریہ نے اسی زمانہ مین علم بغاوت بلند کیا اور نقض عہد کرکے اہل طلیطلہ پر حملہ کردیا۔ اہل طلیطلہ بیس ہزار فوج کی جمعیت سے مقابلہ پر آئے سخت اور خونریز لڑائی ہوئی آخر کار اہل طلیطلہ شکست کھاکے بھاگے ان لوگون کے ساتھ مطرف بن عبدالرحمن بھی تھا یہ بھی ہزیمت اُٹھاکے بھاگا باوجودیکہ شجاعت مین فردنسب مین اعلیٰ درجہ کا شخص تھا۔

اس واقعہ سے موسیٰ کے حوصلے بڑھگئے فوجین آراستہ کرکے شنجہ والی بنبلونہ پر چڑھائی کردی شنجہ نے موسیٰ کو ہزیمت دیکے گرفتار کرلیا۔ ایک مدت کے بعد بحکمت عملی جیل سے نکل کے شنت بریہ بھاگ آیا اور اس زمانہ سے برابر علم حکومت کا مطیع رہا تا آنکہ آخری عہد حکومت امیر محمد مین مرگیا۔

سنہ ۲۶۱ھ مین اسد بن حرث بن بدیع نے تاکرتا (رندہ) مین بغاوت کا جھنڈا بلند کیا امیر محمد نے اسکی سرکوبی کو فوجین روانہ کین۔ محاصرہ و جنگ کے بعد اسد نے علم حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکادی۔ سنہ ۲۶۳ھ مین امیر محمد نے اپنے بیٹے منذر کو جہاد کی غرض سے دارالحرب کی جانب روانہ کیا منذر نے ماردہ کا راستہ اختیار کیا

اطراف ماردہ مین اسوقت عبدالرحمن بن مروان جلیقی موجود تھا۔ شاہی لشکر کا ایک گروہ اسی سمت سے ہوکر گذرا عبدالرحمن مع اُن کفار کے جسکو اسنے اپنی کمک پر بلا رکھا تھا شاہی لشکر کے اس گروہ پر آپڑا اور ان سبھون کو مار ڈالا۔ پھر ۲۶۴ھ مین جہاد کی غرض سے نبلونہ کیجانب روانہ کیا گیا۔ اس مرتبہ منذر نے براہ سرقسطہ کوچ کیا اہل سرقسطہ نے مزاحمت کی باہم لڑائی ہوئی تب اسنے سرقسطہ سے اعراض کرکے تطیلہ کیجانب قدم بڑھائے اور اسکے کل اطراف کو تخت و تاراج کرکے بلاد مقبوضہ موسیٰ بن ذی النون کا رخ کیا اور اس سرزمین کو بھی اپنے گھوڑون سے روندتا ہوا نبلونہ پر جا پہنچا۔ اکثر قلعات کو اسکے ویران اور خراب کرکے بہت سامال غنیمت لیکے قرطبہ کیطرف مراجعت کی۔

۲۶۶ھ مین امیر محمد نے دریائے قرطبہ مین جنگی کشتیون کی طیاری کا حکم دیا غرض یہہ تھی کہ افواج اسلامی براہ بحر محیط جلیقہ کے ملک مین دوسری جانب سے اوتار دیجائین۔ پس جب جنگی کشتیون کا بیڑہ تیکر طیار ہوا اور دریائے قرطبہ سے بحر محیط مین داخل ہوا اتفاق سے ہوائے مخالف ایسی تیز اور تند چلی کہ کل کشتیان باہم ٹکراٹکرا کر ٹوٹ گئین ان مین سے دو ہی چار سالم بچین ورنہ سب کی سب طوفان کے نذر ہوگئین۔

۲۶۷ھ میں عمر[1] بن حفصون نے قلعہ بشتر جبال مالقہ مین بغاوت کا مادہ پھیلایا اس نے قلعہ مذکور کو اپنا مرکز حکومت بناکر اردگرد کے قصبات اور شہرون پر قبضہ کرلیا۔ افواج اسلامیہ نے جو اس صوبہ مین تعین بدفعات اسپر یلغار کی عمر بن حفصون نے ان کو ہر بار شکست دی جس سے اسکے قوائے حکمرانی مین مضبوطی پیدا ہوگئی اتنے مین خاص دارالحکومت قرطبہ سے

نوٹ [1] عمر بن حفصون عیسائی امیر تھا۔ تاریخ اسپین صفحہ ۱۸۰۔

شاہی لشکر عمر بن حفصون کی سرکوبی کو آیا عمر بن حفصون نے براہ چالاکی اس سے
مصالحت کر لی امن وامان قایم ہو گیا۔

۲۶۹ھ مین امیر محمد نے طوایف الملوکی اور باغیان دولت امویہ کے
استیصال پر اپنے بیٹے منذر کو مامور کیا۔ منذر نے سب کے پہلے سرقسطہ کا
پہنچکے محاصرہ کر لیا اور اسکے اطراف وجوانب اور گرد و پیش کے مقامات
پر لوٹ مار شروع کر دی۔ تھوڑے دنون بعد قلعہ رُوطہ کو مفتوح کیا بعد ازان
دیر بروجہ کیجانب بڑھا محمد بن لب بن موسی یہین موجود تھا اس سے بھی
دو دو ہاتھ چل گئی بعد اسکے منذر نے شہر لاردہ و قرطاجنہ کا رخ کیا اور اس کے
مہم سے فارغ ہو کر بلاد کفار مین گھس کے لوٹ گھسوٹ شروع کر دی اطراف
القلیہ وقلاع کو غارتگری اور قتل سے تہ وبالا کر دیا چند قلعات کو کامیابی کے ساتھ مفتوح
کر کے مراجعت کی۔

۲۷۰ھ مین ہاشم بن عبد العزیز شاہی لشکر کو لیکے عمر بن حفصون کے محاصرہ
اور جنگ پر قلعہ ببشتر کیطرف روانہ ہوا چنانچہ ابن حفصون باغی و سرکش کو سمجھا بوجھا
کے قرطبہ لے آیا اس نے وہین قیام اختیار کیا۔

اسی سنہ مین اسمٰعیل بن موسی نے شہر لاردہ کی تعمیر شروع کی والی برشلونہ
مزاحم ہوا اور فوجین آراستہ کر کے اسمٰعیل کے زیر کرنے کو آپہنچا اسمٰعیل نے
کمال مردانگی سے ہزیمت دی اور اس کے بہت سے پیادون کو
مار ڈالا۔

۲۷۱ھ مین ہاشم بن عبد العزیز بسرافسری افواج شاہی سرقسطہ کے محاصرہ
اور مفتوح کرنے کو دوبارہ گیا ایک مدت کے محاصرہ و جنگ کے بعد سرقسطہ مفتوح
ہوا اہل سرقسطہ نے ہاشم کے فیصلہ و حکم سے شہر پناہ کے دروازے کھولدیے

اس مہم مین عمر بن حفصون بھی گیا ہوا تھا اور شریک جنگ ہوا تھا۔ لیکن بوقت معاودت چھپکر اسلامی لشکرگاہ سے بھاگ کر بشتر مین جاکے دم لیا اور قلعہ نشین ہوگیا۔ بعد اسکے ہاشم نے عبدالرحمن بن مروان جلیقی کا قلعہ منت مولن مین محاصرہ کیا مگر کچھ سوچ سمجھ کے بغیر کامیابی کے واپس آیا۔ عبدالرحمن نے اسکی مراجعت کے بعد اشبیلیہ اور لقبت پر چھاپا مارا بعدہ منت شلوط مین جاکے قیام پذیر ہوکر قلعہ بندی کرلی امیر محمد نے مصلحتاً اسی قلعہ پر اس سے مصالحت کرلی عبدالرحمن بھی علم حکومت کا مطیع ہوگیا اور برابر مطیع رہا تا آنکہ امیر محمد نے وفات پائی۔ اندنون روسہ اور فرانس کا بادشاہ فرلبیب بن لوزنیق تھا۔

منذر کی امارت

ان واقعات کے تمام ہوتے ہوتے امیر محمد[1] بن عبدالرحمن اوسط بن حکم بن ہشام بن عبدالرحمن معروف بہ داخل ماہ صفر ۲۷۳ھ مین پینتیس سال حکومت کرکے گوشہ قبر مین جا چھپا بعد اسکے اسکے بیٹے منذر نے سریر حکومت پر قدم رکھا۔

منذر نے اپنے شروع زمانہ حکومت مین ہاشم بن عبدالعزیز وزیر السلطنت کو

---

[1] امیر محمد کی ولادت ۲۰۷ھ مین ہوئی تقریباً چھاچھٹہ سال کی عمر پائی سفید رنگ مائل بسرخی ڈاڑھی کو حنا وکسم سے رنگتا تھا۔ ذکی، ہوشیار، اور سخی تھا۔ اسکا زمانہ حکومت بھی طوایف الملوکی مین تمام ہوا اندرونی بغاوتین اور بیرونی سازشون سے کبھی اسکو فرصت نہین ملی۔ سدا سے ملک پر بد عملی کا سیاہ بادل چھایا ہوا تھا۔ عیسائیون کی ریشہ دانیان نومسلمون کی شورشین اسپرطرہ یہہ کہ عربی سردارون کی خودسریون نے ایکدن بھی اسکو چین سے بیٹھنے ندیا تا آنکہ اسی حالت سے دولت امویہ کو چھوڑکر دنیا سے رخصت ہوگیا۔ مترجم ملخص از تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۱۰۰ مطبوعہ مصر وکتاب نفح الطیب جلد اول صفحہ ۲۲۵ و ۲۲۶ مطبوعہ لیدن۔

سزاے قتل دی اور فوجین آراستہ کرکے عمر بن حفصون باغی و سرکش کی سرکوبی کو
روانہ ہوا۔

۲۷۴ھ مین اسکا قلعہ بشتر مین محاصرہ کیا گیا خونریز اور سخت جنگ کے بعد عمر بن حفصون کے کل قلعات اور شہرون کو فتح کرلیا ازانجملہ قلعہ ریہ یعنی مالقہ تھا منذر نے اسکے والی عیشون کو گرفتار کرکے قتل کر ڈالا بعدہ عمر بن حفصون نے شدت محاصرہ سے تنگ آکے مصالحت کی درخواست کی منذر نے عمر بن حفصون کی درخواست پر مصالحت کرلی اور محاصرہ اُٹھا کے مراجعت کی عمر بن حفصون نے منذر کے مراجعت کرتے ہی خلاف مصالحت عہد توڑ ڈالا منذر نے یہ خبر پاکر لوٹ کے محاصرہ کرلیا عمر بن حفصون نے پھر صلح کرلی مگر جون ہی منذر واپس ہوا عمر بن حفصون نے پھر عہد شکنی کی غرض عمر بن حفصون عہد شکنی پر عہد شکنی برابر کرتا جاتا تھا منذر نے جھلا کے اس مرتبہ نہایت سختی سے محاصرہ کیا اس محاصرہ کے تھوڑے ہی دنون بعد منذر نے جان بحق تسلیم کردی اور عمر بن حفصون کو ہمیشہ کیلئے اسکے محاصرہ سے نجات مل گئی۔

امیر عبد اللہ کی امارت

۲۷۵ھ مین بحالت محاصرہ عمر ابن حفصون قلعہ بشتر مین منذر[1] کا پیام موت آپہنچا دو برس اسنے حکمرانی کی بجاے اسکے اسکا بھائی امیر عبد اللہ بن امیر محمد سریر حکومت پر متمکن ہوا اور زمام حکومت

---

[1] امیر منذر بوقت وفات چھیالیس برس کا تھا۔ چہرہ پر چیچک کے داغ تھے ڈاڑھی گھنی اور بڑی تھی شعر و شاعری کا شایق اور شاعرون کا قدردان تھا۔ اسکا زمانہ حکمرانی نہایت کوتاہ ہوا تاہم اسکو بھی بغاوتون اور خودسریون نے ایک دم کو مہلت ندیا۔ مترجم از تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۱۷۴ مطبوعہ مصر۔

اپنے قبضہ اقتدار مین لی- تمام بلاد اندلس مین آتش بغاوت و فساد مشتعل ہو رہی تھی محاصرہ اُٹھا کے قرطبہ چلا آیا آئے دن کی بغاوتون اور امراء مملکت کی مخالفتون کیوجہ سے اندلس کی مالیہ مین بیحد کمی آگئی- اس سے پیشتر اس ملک کا خراج تین لاکھ دینار تھا اُنمین سے ایک لاکھ دینار ترتیب لشکر اور مصارف فوج مین صرف کئے جاتے تھے اور ایک لاکھ دینار مختلف ضرورتون مین خرچ ہوتے تھے باقی ایک لاکھ خزانہ شاہی مین بطور توفیر داخل کئے جاتے تھے ان سنین مین توفیر جسقدر تھی وہ صرف ہوگئی طرہ اسپر یہ ہوا کہ خراج مین بھی کمی آگئی-

عام بغاوتین ابن مروان کی بطلیوس مین بغاوت

ہم اوپر بیان کر آئے ہین کہ عبدالرحمن بن مروان نے امیر محمد بن عبدالرحمن والی اندلس کے مقابلہ مین بوقت جہاد جلالقہ (گالز) ۲۵۵ھ مین علم مخالفت بلند کیا تھا- چنانچہ تو مسلمون اور مولدون کا جم غفیر اسکے پاس مجتمع ہوگیا اور اسنے اقصائے بلاد کی جانب قدم بڑھائے رفتہ رفتہ ادفونش بادشاہ جلالقہ تک اسکی رسائی ہوگئی- اسی مناسبت سے یہہ جلیقی کے نام سے موسوم و معروف ہوا- اوپر ہم یہہ بھی بیان کر آئے ہین کہ ہاشم بن عبدالرحمن وزیر سلطنت ۲۶۳ھ مین بسر افسری افواج اندلس ابن مروان کی سرکوبی کو گیا تھا اور ابن مروان نے اسکو ہزیمت دیکے گرفتار کر لیا تھا- بعد ازان ۲۶۵ھ مین ہاشم کی رہائی اور ابن مروان کے بطلیوس سے چلے جانے پر باہم مصالحت ہوگئی اس مصالحت کی بناء پر ابن مروان بطلیوس چلا آیا اور اسکو از سر نو آباد کر کے اپنی حکومت اور دولت کی بناء قایم کی- بعد چندے ادفونش بدعہدی اور مخالفت کرنے لگا نوبت جدال و قتال کی پہنچگئی ابن مروان دار الحرب چھوڑ کر شہر انطانیہ (متعلقات ماردہ) چلا آیا اور اسکی قلعہ بندی کر کے وہین قیام پذیر ہوگیا- یہہ شہر اسوقت ویران پڑا ہوا تھا- ابن مروان نے قیام انطانیہ کے بعد بلاد الیون کے شہرون پر آہستہ آہستہ قبضہ کر لیا اور اپنے

اکتوبر ۱۹۰۰ع (۱)

مقبوضات کو بطلیوس تک بڑھاکر اسکو بھی شامل کرلیا بلادالیون جلالقہ کے مقبوضات سے تھے۔

ابن مروان کے ساتھ دارالحرب میں سعدون سرنباقی نامی مشہور نبرد آزما بھی تھا فنون جنگ سے اسکو کماحقہ آگاہی تھی یہ بھی ابن مروان کے ساتھ امیر عبداللہ سے باغی ہوگیا تھا پس جب ابن مروان نے بطلیوس میں اقامت اختیار کی تو سعدون نے اس سے علیحدگی اختیار کرکے مابین قلنبرہ اور باجہ کے ایک قلعہ میں قیام کیا بعد چندے قلنبرہ پر قابض و متصرف ہوکر دونوں دولتوں یعنی دولت اسلامیہ و دولت مسیحیہ کے درمیان میں حایل ہوگیا تاآنکہ کسی لڑائی میں اذفونش کے ہاتھ مارا گیا۔

ابن تاکیت کی بغاوت

محمد بن تاکیت مصمودہ سے تھا اسنے زمانہ حکومت امیر محمد میں سرحدی بلاد میں علم بغاوت بلند کیا تھا اور سب کے پہلے ماردہ پر فوجکشی کی تھی اسوقت ماردہ میں عرب اور کتامہ کی فوجیں مقیم تھیں محمد بن تاکیت نے بحکمت عملی شاہی افواج کو ماردہ سے نکالکے ماردہ میں مع اپنی قوم مصمودہ کے قیام کردیا۔

بقیہ حال ابن مروان

جسوقت محمد بن تاکیت نے ماردہ پر قبضہ کرلیا شاہی فوجیں قرطبہ سے اسکو ہوش میں لانے کو ماردہ کیطرف بڑھیں عبدالرحمن بن مروان یہ خبر پاکے بطلیوس سے اسکی کمک کو آیا مدتوں محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ جاری رہا بالآخر محاصرہ میں کامیابی نہوئی مزید براں یہہ ہوا کہ محمد بن تاکیت نے بحکمت عملی دم پٹی دیکے ان لوگوں کو ماردہ سے نکالدیا جو اسوقت ماردہ میں عرب مصمودہ اور کتامہ کے لوگ رہتے اور موجود تھے۔ ان لوگوں کے نکالدینے کے بعد محمد بن تاکیت مع اپنی قوم کے نہایت اطمینان کے ساتھ ماردہ میں رہنے لگا۔ بعد اسکے مابین محمد اور ابن مروان کے نزاع اور مخالفت پیدا ہوگئی ایک دوسرے

سے گئے گیا ابن مروان نے بکرات و مرات محمد کو شکست دی۔ منجملہ ان ہزیمتوں کے ایک ہزیمت مقام لقنت مین دیکئی تھی اس واقعہ مین محمد کے لشکر کے ایک بازو مین مصمودہ کی فوج تھی۔ جو عین مقابلہ کے وقت بھاگ کھڑی ہوئی جس سے محمد کو ناکامی کے ساتھ میدان جنگ سے پسپا ہونا پڑا۔ شکست کھانے کے بعد محمد نے سعدون سرساقی والی قلینیرہ کی فوج طلب کرکے معرکہ آرائی کی مگر اس تدبیر نے بھی بھی اسکے زخم دل پر کسی قسم کا مرہم تسکین نہ رکھا اور ابن مروان کی قوت و شوکت بڑھتی ہی گئی اور اسکی حکومت کو استحکام ہوتا ہی گیا۔ اسی اثنا مین ابن حفصون سے اور اس سے ان بن ہو گئی چونکہ ابن مروان کا دماغ ان کامیابیون سے بڑھا چڑھا ہوا تھا ابن حفصون کو آگے بڑھنے سے روک دیا مگر اسکے بعد ہی عہد حکومت امیر عبداللہ مین مر گیا بجائے اسکے اسکا بیٹا عبدالرحمن بن عبدالرحمن بن مروان حکمرانی کرنے لگا بربریون کو جو اسکے قرب و جوار مین تھے بیحد تنگ اور مجبور کیا۔ دو ہی مہینے حکومت کرنے پایا تھا کہ پیام موت آگیا۔ پس امیر عبداللہ نے بطلیوس پر اپنی جانب سے عرب کے دو سردارون کو مامور کیا۔

عبدالرحمن کے پس ماندگان خاندان یعنی عبدالرحمن کے دو لڑکے مروان اور عبداللہ اور ان دونون کا چچا مروان تھا قلعہ شونہ چلے گئے بعد چندے عبدالرحمن کے دونون لڑکے شونہ سے نکلکر اپنے دادا عبدالرحمن کے ہمراہیون اور مصاحبون کے پاس جاکے مقیم ہوئے۔

پھر ان دو سرداران عرب مین جو امیر عبداللہ کی جانب سے بطلیوس کی امارت پر مامور ہوئے تھے منازعت پیدا ہو گئی ایک نے دوسرے کو قتل کرکے بطلیوس پر بالانفراد قبضہ کرلیا امیر عبداللہ کو اسکی خبر لگی تو اسنے ۲۹۶ھ مین امیر بطلیوس کو گرفتار کرکے قتل کر ڈالا اور بطلیوس پر قبضہ کرلیا۔ قبضہ بطلیوس کے بعد امیر عبداللہ نے برابرہ کے قلعات کی طرف

قدم بڑھایا تا آنکہ ان لوگون نے گردن اطاعت جھکا دی۔ اسی سلسلہ مین محمد بن تاکیت والی ماردہ سے معرکہ آرا ہوا۔ محمد بن تاکیت نے تنگ آ کے مصالحت کر لی مگر بعد چند سے پھر باغی ہو گیا۔ امیر عبد اللہ سے اور اس سے دوبارہ لڑائی شروع ہو گئی جو امیر عبد اللہ کے آخری عہد حکومت تک جاری اور قایم رہی۔

لب بن محمد کی بغاوت ۲۵۰ھ عہد حکومت امیر محمد مین لب بن محمد بن لب بن موسی نے سرقسطہ مین بغاوت کی۔ امیر محمد نے متواتر حملے کیے نتیجہ یہ ہوا کہ لب بن محمد نے گردن اطاعت جھکا دی۔ آتش بغاوت فرو ہو گئی۔ امیر محمد نے اپنی جانب سے لب بن محمد کو سرقسطہ، تطیلہ اور طرسونہ کی سند حکومت عطا کی۔ لب بن محمد نے نہایت دانائی اور دیانت داری سے ان مقامات کی حفاظت و حمایت کی تھوڑے ہی دنوں مین اسکی حکومت و امارت کو استحکام حاصل ہو گیا۔ انہین دنون ادفونش بادشاہ جلالقہ نے طرسونہ پر فوجکشی کی لب بن محمد نے نہایت مردانگی سے اسکو ہزیمت دیکے اُلٹے پاؤن لوٹا دیا تقریبا تین ہزار جلالقہ اس معرکہ مین کھیت رہے بعد اسکے لب بن محمد نے امیر عبد اللہ کے خلاف پھر علم مخالفت بلند کیا چنانچہ امیر عبد اللہ نے تطیلہ مین اسکا محاصرہ کیا۔

مطرف بن موسی کی بغاوت مطرف بن موسی شجاعت، عالی نسبی اور عصبیت قومی مین مشہور روزگار ہو رہا تھا۔ اسنے مقام شنت بریہ مین علم مخالفت و بغاوت بلند کیا۔ اس سے اور والی پنبلونہ بادشاہ بشکنس سے جو کہ جلالقہ کے گروہ سے تھا لڑائیان ہوئین جسمین فریق مخالف نے مطرف کو اتفاق سے گرفتار کر لیا مطرف موقع پا کے بھاگ آیا اور شنت بریہ مین پھر واپس آیا اور تا آخری زمانہ حکومت امیر محمد کے علم حکومت کا مطیع و منقاد رہا۔

ابن حفصون کی بغاوت ابن حفصون کا نام عمر بن حفصون بن عمر بن جعفر بن دمیان

وغلوش بن ادفونش الفس تہا - ابن حبان سے نے اسکا نسب یون ہی بیان کیاہے سب
کے پہلے اندلس مین اسی سے نے بغاوت شروع کی اسی سے نے مخالفت اور نزاع کے
دروازے کھولے اور ۲۶۷ھ عہد حکومت محمد بن عبدالرحمن والی اندلس مین تفرقہ اندازی
کی اور عساکر مسلمین سے علٰحدہ ہوکر کوہ بشتر اطراف ریہ و مالقہ مین خروج کیا - عساکر اسلامیہ
اندلس کے بہت سے لوگ جنکے قلوب نا فرمانی اور بغاوت کے مرض مین گرفتار
و مبتلا تھے ابن حفصون سے آملے - ابن حفصون سے نے اس مقام پر اپنا مشہور قلعہ
تعمیر کیا اور غربی اندلس پر رندہ تک سواحل پر تجہ سے بیرہ تک قابض و متصرف ہوگیا -
ہاشم بن عبدالعزیز وزیر السلطنت سے نے اسکی سرکوبی پر کمر ہمت باندھی اور اسکے
سر پر پہنچکے اسکا محاصرہ کرلیا بالآخر ۲۶۸ھ مین اسکو سمجھا بوجھا کے قرطبہ لے آیا بعد
چندے ابن حفصون قرطبہ سے بھاگ کر قلعہ بشتر جا پہنچا اتنے مین امیر محمد اس دار فانی
سے رحلت کر گیا ابن حفصون کو اپنے مقبوضات کے وسیع کرنیکا موقع ملگیا قلعہ جات
ریہ، رندہ، اور تجہ پر قبضہ کرلیا امیر منذر سے نے ۲۷۳ھ مین ابن حفصون پر فوجکشی کی
اور اسکے کل قلعات کو بزور تیغ مفتوح کرلیا اور اسکے گورنر ریہ کو قتل کر ڈالا ابن
حفصون سے نے مجبور ہوکر مصالحت کی درخواست پیش کی امیر منذر سے نے مصالحت
کرلی مگر تھوڑے ہی دنون بعد ابن حفصون نے پھر عہد شکنی کی اور علم مخالفت و بغاوت
بلند کردیا - منذر سے نے اسکا دوبارہ محاصرہ کیا اتفاق یہ کہ اسی محاصرہ کے اثنا مین امیر منذر
راہی ملک بقا ہوگیا اور امیر عبداللہ محاصرہ اٹھا کے قرطبہ چلا آیا اس سے ابن حفصون
اور نیز کل باغیون کے کامون مین استقلال و استحکام کی کیفیت پیدا ہوگئی شاہی
فوجین اور ارکین دولت متواتر اسپر حملہ آور ہوتے رہے اور برابر اسکا محاصرہ
کئے رہے - انہین لڑائیون کے اثنا مین اسنے ابن اغلب گورنر افریقیہ سے
خط و کتابت شروع کی اور اس سے میل جول و مراسم اتحاد پیدا کرکے

دعوت عباسیہ کا اندلس مین جہانپر کہ وہ قابض و متصرف تھا اعلان و اظہار کیا مگر ابن غلب افریقیہ کے نظام حکومت درہم و برہم اور مضطرب ہونیکی وجہ سے اس کام کو دشوار خیال کرکے رک رہا ابن حفصون نے قرطبہ سے آمد و رفت پیدا کرکے اسکے قریب ایک قلعہ بلایہ نامی تعمیر کرایا - امیر عبداللہ نے فوجکشی کی چنانچہ بلایہ اور تحبہ کو فتح کرکے ابن حفصون کے خاص قلعہ کا قصد کیا اور ایک مدت تک محاصرہ کئے رہا جون ہی مراجعت کی ابن حفصون نے تعاقب کیا امیر عبداللہ نے پلٹ کر اس شدت کا حملہ کیا کہ ابن حفصون تاب مقاومت نہ لاسکا کمال بے سروسامانی سے بھاگ کھڑا ہوا امیر عبداللہ نے نہایت بیرحمی سے اسکے لشکر کو پامال کیا - اسی مہم کے ضمن مین اسکے صوبجات مین سے بیرہ کو مفتوح کرلیا - اور ہر سال اسکے حصار اور اس سے جنگ کرنے کو فوجین بھیجتا رہا پس جبکہ[1] .... اور اسی[2] .... عمر بن حفصون اور بادشاہ جلالقہ سے باہم عہد و پیمان ہوا اسکے امرا کو یہ امر ناگوار گزرا عہد نامہ کو بادشاہ جلالقہ کے پاس بھجوا دیا - وزیر السلطنت احمد بن ابی عبیدہ فوجین مرتب و آراستہ کرکے عمر بن حفصون کے محاصرہ کرنے کو بڑھا عمر بن حفصون نے ابراہیم بن حجاج باغی اشبیلیہ سے فوجی امداد طلب کی چنانچہ ابراہیم فوجین طیار کرکے عمر بن حفصون کی کمک پر آگیا وزیر السلطنت سے اور ان دونون باغیون سے مڈبھیڑ ہوئی وزیر السلطنت نے ان دونون سرکشون کو فاش ہزیمت دی ابراہیم بن حجاج نے اس واقعہ کے بعد گردن اطاعت جھکا دی اور امیر عبداللہ نے اسکو اشبیلیہ کی سند حکومت مرحمت فرمائی باقی رہا ابن حفصون - اسنے اظہار اطاعت کی غرض سے دولت شیعہ سے خط و کتابت شروع کی یہ وہ زمانہ تھا کہ بانیان دولت شیعہ نے قیروان کو اغالبہ کے قبضہ سے نکال لیا تھا پس عمر بن حفصون نے اندلس مین عبیداللہ شیعی کی دعوت کا اظہار و اعلان

---

۱ و ۲ اصل کتاب مین اسی صورت سے جگہہ خالی ہے مترجم -

کیا مگر بعد چندے جسوقت کے اللہ جل شانہ نے خلیفہ الناصرالدین اللہ اموی کی حکومت وسلطنت کو استحکام و استقلال عنایت فرمایا اور باغیون کا خاطر خواہ استیصال ہوگیا۔ اسوقت عمر بن حفصون بھی علم حکومت کا پھر مطیع و منقاد ہوگیا تا آنکہ اسی حالت ۳۰۶ھ میں اپنی بغاوت و سرکشی کے سینتیسوین سال مرگیا بجاے اسکے اسکا بیٹا جعفر متمکن ہوا اور خلیفہ ناصر نے اس جانشینی کو بحال و قایم رکھا۔ جعفر دو یا تین برس حکومت کرنے پایا تھا کہ اسکے بھائی سلیمان بن عمر کی سازش سے خود اسکے ایک سپاہی نے اسکو مار ڈالا۔ سلیمان اسوقت ناصر کی خدمت مین تھا یہہ خبر پاکر قلعہ بشتر کیطرف گیا اور بجاے اپنے بھائی کے اہل بشتر پر حکومت کرنے لگا۔ یہہ واقعہ ۳۰۸ھ کا ہے سلیمان نے بشتر پر قبضہ کرنے کے بعد خلیفہ ناصر کو اس واقعہ سے مطلع کیا خلیفہ ناصر نے اسکو بھی بشتر کی سند حکومت عطا کی جیسا کہ اسکے بھائی جعفر کو مرحمت فرمایا تھا۔ چند دنون بعد سلیمان نے مخالفت و بغاوت کا اظہار کیا ناصر نے گوشمالی کی غرض سے فوجین بھیجین مطیع ہوگیا پھر بدعہدی کی دوبارہ فوجین گئین پھر عفو تقصیر کرا کے مطیع ہوگیا۔ مگر ناصر کو اس اظہار اطاعت پر قلبی جمعیت حاصل نہوئی اپنے وزیر السلطنت عبدالحمید بن بسیل کو سرفرازی افواج شاہی سلیمان کے سرکرنے کو بھیجا وزیر السلطنت نے سلیمان کو شکست دیکے اسکو قتل کر ڈالا اور سر او تار کے قرطبہ کے آیا مولدون اور نو مسلمون نے بجاے سلیمان کے اسکے دوسرے بھائی حفص بن عمر کو اپنا امیر بنایا اسنے بھی بغاوت کی اور اپنی بدعہدی و مخالفت پر اڑا رہا۔ ناصر نے اسکی سرکوبی کے لیئے فوجین روانہ کین مدتون محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ جاری و قایم رہا تا آنکہ حفص نے امن کی درخواست کی ناصر نے اسکو امن دی چنانچہ حفص نے اپنی حکومت کے ایک سال بعد قرطبہ مین آکے قیام کیا۔ اور ناصر موکب ہمایون کے ساتھ بشتر کیطرف گیا۔ سرزمین بشتر کو ایک طرف سے چھان ڈالا۔ عمر بن حفصون اور اسکے بیٹون جعفر و سلیمان کے نعشون کو نکلوا کے قرطبہ

مین لا کے صلیب پر چڑھایا۔ اور کل کنائس[1] کو اور قلعات کو جو اطراف ریہ مین تھے منہدم و مسمار کرا دیا۔ صوبہ مالقہ مین تیس یا کچھ زیادہ قلعات تھے یہ سب بھی زمین دوش کرا دیے گئے۔ اسی واقعہ سے بنی حفصون کی حکومت منقرض ہو جاتی ہے اور صفحۂ ہستی سے انکی حکمرانی کا نام و نشان مٹ جاتا ہے یہہ واقعہ ۳۱۵ھ کا ہے والبقاء للہ وحدہ۔

باغیان اشبیلیہ صوبہ اشبیلیہ کے باغیون کے سرغنا ابن عبیدہ، ابن خلدون، ابن حجاج اور ابن مسلمہ تھے سب سے پہلے اشبیلیہ مین امیہ بن عبد الغافر بن ابی عبیدہ نے علم بغاوت بلند کیا تھا۔ امیہ کا دادا ابو عبیدہ عبد الرحمن داخل کیطرف سے اشبیلیہ کا گورنر تھا ابن سعید بروایت مورخین اندلس حجازی و محمد بن اشعث و ابن حبان تحریر کرتا ہے کہ جسوقت اندلس مین بوجہ فتنہ و بغاوت نظام حکومت و امور سیاست مین عہد حکومت امیر عبد اللہ مین اضطراب و اختلال پیدا ہوا اور امرا در وسا ر بلاد خود سری و خود مختاری کیجانب مائل ہوے اسوقت اشبیلیہ کے نامی سردارون سے امیہ بن عبد الغافر، کریب ابن خلدون حضرمی اور اسکا بھائی خالد، اور عبد اللہ بن حجاج تھا امیر عبد اللہ نے اپنے بیٹے محمد کو جو کہ ناصر کا باپ تھا اشبیلیہ کا امیر مقرر کرکے روانہ کیا چونکہ اشخاص مذکورون صدر دولت و حکومت کے نام و نشان مٹانے کے درپے تھے اسوجہ سے ان لوگون نے محمد بن امیر عبد اللہ پر حملہ کر دیا اور قصر امارت مین اسکا مع اسکے مان کے محاصرہ کر لیا محمد بن امیر عبد اللہ بہزار دقت و خرابی بسیار اپنی جان بچا کے اپنے باپ امیر عبد اللہ کے پاس بھاگ آیا اور امیہ بن عبد الغافر بموافقت اشخاص مذکورین اشبیلیہ پر حکمرانی کرنے لگا۔ تھوڑے دنون بعد امیہ نے سازش کرکے عبد اللہ بن حجاج کو قتل کرا دیا۔ ابراہیم بن حجاج (برادر عبد اللہ) اپنے مقتول بھائی کی جگہہ پر اٹھہ کھڑا ہوا اور امیہ کا قصر امارت مین محاصرہ کر لیا امیہ اس امر کا

[1] کنائس جمع کنیسہ کی ہے۔ کنیسہ معرب کلیسہ ہے یعنی عبادت گاہ یہود یا نصاری یا کفار۔ مترجم

احساس کرکے کہ ابراہیم نے مجھے ہر چہار طرف سے گھیر لیا ہے مرنے پر کمر بستہ ہوکر اسطور پر نکلا کہ اولاً اسنے اپنے اہل و عیال کو قتل کیا بعد ازان جو کچھ اسباب موجود تھا اسکو تلف کیا اور شمشیر بکف ہوکر میدان مین آگیا آخر کار ابراہیم لڑتے لڑتے مارا گیا عوام الناس نے سر اوتار کر پھینک دیا۔ یہ واقعات ۲۸۰ھ کے ہین

ابن خلدون اور اسکے رفقار نے ان واقعات سے امیر عبداللہ کو مطلع کیا اور یہہ بھی لکھہ بھیجا کہ "امیہ کو ہمنے حکومت سے اوتار دیا اور مار ڈالا گیا ہے اپنی جانب سے کسیکو امیر مقرر کرکے روانہ کیجئے" امیر عبداللہ نے مصلحت وقت کے لحاظ سے ابن خلدون کی اس گذارش کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور اپنی جانب سے اشبیلیہ کی امارت پر اپنے چچا ہشام بن عبدالرحمن کو بھیجا۔ ہشام کے پہنچتے ہی انلوگون نے پھر سرکشی کی اور اسکو نکال دیا اس مخالفت کا بانی مبانی کریب بن خلدون تھا چنانچہ یہی اہل اشبیلیہ پر حکمران ہوا۔

ابن حبان نے لکھا ہے کہ ابن خلدون کا خاندان حضر موت کا ہے اور یہ لوگ اشبیلیہ مین نہایت شرف و عزت سے ریاست سلطانیہ اور علمیہ کے بازو اور قسیم شمار کئے جاتے ہین۔ ابن حزم لکھتا ہے کہ ابن خلدون وائل ابن حجر کی اولاد سے ہے اور انکا نسب کتاب الجمہرۃ مین لکھا ہوا ہے۔ ایسا ہی ابن حبان نے بنی حجاج کی بابت لکھا ہے۔

حجازی تحریر کرتا ہے کہ جسوقت عبداللہ بن حجاج مارا گیا اسکا بھائی ابراہیم بجائے اسکے متمکن ہوا اور بنی خلدون نے امیہ کے قتل کی تحریک شروع کی چنانچہ امیہ پر گذرا جو کچھ گذرنیوالا تھا اور کریب ابن خلدون حکومت پر بحکمت عملی مستولی ہوا اہل اشبیلیہ پر جبر و تعدی کرنے لگا اس سے اہل اشبیلیہ کو نفرت پیدا ہوئی نتیجہ یہہ ہوا کہ ابراہیم کو اپنی غرض حاصل کرنیکا موقع ہاتھہ آگیا جسوقت کریب اہل اشبیلیہ سے بہ جبر و تعدی

الکبیر جولائی ۱۹۰۷ء (۲)

پیش آتا ابراہیم نرمی و ملاطفت اور دلجوئی کرتا اور سفارشی بنکر اپنی نیک سیرتی کا انپر اثر ڈالتا۔ بعد اسکے ابراہیم نے کریب ابن خلدون پر سختی کرنے کی غرض سے امیر عبد اللہ سے سند حکومت طلب کی۔ امیر عبد اللہ نے ابراہیم کے نام کی سند حکومت لکھ کے بھیجدی جسوقت ابراہیم نے سند حکومت پاکے عوام الناس پر اس امر کو ظاہر کردیا عوام تو کریب کے ظلم و نابرداشتنی تعدی سے اکتائے ہوئے تھے ہی سب کے سب کریب پر ٹوٹ پڑے اور اسکو قتل کر ڈالا۔ کریب کے مارے جانے سے ابراہیم بن حجاج کی حکومت کرنے کے راستے کھل گئے اسکی حکومت و امارت کا سکہ لوگون کے دلون پر بیٹھ گیا۔ امیر عبد اللہ کی ماتحتی مین حکمرانی کرنے لگا شہر قرمونہ کی قلعہ بندی کی اور اسمین گھوڑون کے اصطبل بنوائے۔ قرمونہ اور اشبیلیہ کے مابین اسکی آمد و شد لگی رہتی تھی۔ بعدہ ابراہیم ابن حجاج نے وفات پائی بجائے اسکے حجاج ابن مسلمہ متمکن ہوا مگر بعد چندے اشبیلیہ کی حکومت حجاج ابن مسلمہ کے قبضہ اقتدار مین رہگئی اور قرمونہ پر محمد بن ابراہیم بن حجاج حکمرانی کرنے لگا ناصر نے اپنی جانب سے اسکو سند حکومت عطا فرمائی پھر اسنے بدعہدی کی ناصر نے اسکی سرکوبی کو فوجین روانہ کین ابن حفصون حجاج بن مسلمہ کی کمک پر آیا شاہی فوج نے ان باغیونکو ہزیمت دی حجاج بن مسلمہ نے اپنے بیٹے کو اپنا شفیع کرکے شاہی دربار مین بھیجا۔ سفارش مقبول نہوئی۔ تب ابن مسلمہ نے خفیہ طور پر اپنے ایک رفیق کو روانہ کیا اس رفیق نے دار الامارت مین پہنچکے ناصر سے سازش کی اور اپنے نام کی سند حکومت حاصل کرکے شاہی فوج لئے ہوئے اشبیلیہ آیا۔ ابن مسلمہ اپنے رفیق سے باتین کرنے اور اسکو لینے کو شہر سے باہر آیا۔ لشکریون نے اسکے ساتھہ بدعہدی کی اور اسکو اشبیلیہ سے بیدخل کرکے قرطبہ لے آئے۔ شاہی گورنر نے بلا مزاحمت اشبیلیہ مین جاکے قیام کیا۔

ان بغاوتون کا محرک امیر عبد اللہ کا ایک قریبی رشتہ دار تھا اس تحریک فتنہ پردازی کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسکے رفقا نے براہ فریب اسکو مار ڈالا۔

قتل امیر محمد و مطرف

مطرف نے اپنے بھائی محمد کی شکایات سے اپنے باپ امیر عبد اللہ کے کان بھرنا شروع کیا کہتے کہتے امیر عبد اللہ کے دل میں اپنے بیٹے محمد کیجانب سے غبار پیدا ہو گیا۔ غضب آلودہ نگاہون سے دیکھنے لگا۔ محمد کو جب اس امر کا احساس ہوا تو وہ بخوف جان ابن حفصون کے ملک بھاگ گیا بعد چندے قیام کے امن حاصل کرکے پھر واپس آیا۔ مطرف نے پھر چغلی اور شکایتین شروع کر دین تا آنکہ امیر عبد اللہ نے محمد کو گوشۂ محلسرا مین قید کر دیا اتفاق سے انہین دنون امیر عبد اللہ کو کسی لڑائی مین جانا پڑا چنانچہ مطرف کو بجائے اپنے مامور کرکے چلا گیا مطرف کو اپنی دلی کاوش پوری کرنیکا موقع مل گیا بیچارے محمد کو جبان پرکہ وہ قید تھا سخت ایذائین دے کے مار ڈالا امیر عبد اللہ کو اپنے بیٹے محمد کے مارے جانیکا دلی ملال ہوا۔ اسکے بیٹے عبد الرحمن کو شاہی محل مین داخل کر لیا اور خاص اہتمام سے پرورش کرنے لگا اسوقت اس کی عمر صرف بیس دن کی تھی۔

بعد اسکے امیر عبد اللہ نے اپنے بیٹے مطرف کو لشکر صائفہ کے ساتھ ۲۸۲ھ مین جہاد کرنے کو روانہ کیا عبد الملک بن امیہ وزیر السلطنت بھی اس مہم مین مطرف کے ہمراہ تھا۔ پس مطرف نے ایک روز موقع پاکے بحالت غفلت وزیر السلطنت کو بوجہ عداوت سابقہ مار ڈالا۔ امیر عبد اللہ کو اس سے بیحد برہمی پیدا ہوئی اسیوقت مطرف کو گرفتار کرا کے محمد اور وزیر السلطنت کے خون کے معاوضہ مین بہت بُری طور سے قتل کرا دیا۔ اور بجائے وزیر السلطنت عبد الملک کے اسکے بیٹے امیہ بن عبد الملک کو قلمدان وزارت سپرد کیا۔ امیہ نے عہدۂ وزارت سے سرفراز ہو کر متکبرانہ روش اختیار کی۔ اپنے ہمچشمون اور وزیرون سے دون کی لینے لگا ان لوگون نے امیر عبد اللہ سے اسکی چغلی کر دی کہ اس نے درپردہ ایک گروہ سے آپ کے بھائی

ہشام بن محمد کی امارت کی بیعت لی ہے۔ اس بیان کے تائید مین چند شہادتین بہی پیش کین جنپر قاضی نے اعتماد کرلیا۔ . . . . . چغلی کرنے والون نے وزیر السلطنت کے بعض دشمنون کو پیش کرکے ان سے یہہ کہلا دیا کہ ہمارے روبرو ہشام کی بیعت وزیر السلطنت نے لی ہے اس سے رہی سہی کسر جاتی رہی امیر عبداللہ نے اسیوقت امیہ کو گرفتار کراکے قتل کر ڈالا یہ واقعہ ۲۹۸ھ کا ہے۔

عبدالرحمٰن ناصر کی تخت نشینی

آخر تیسری صدی ماہ ربیع الاول ۳۰۰ھ مین امیر عبداللہ نے اس دار فانی سے اپنی حکومت کے چھبیسوین سال رحلت کی۔[۱] بعد اسکے اسکا پوتا عبدالرحمٰن بن محمد سریر حکومت پر متمکن ہوا یہ محمد وہی ہے جس کو مطرف نے اپنے باپ امیر عبداللہ کے زمانہ غیر موجودگی مین قتل کر ڈالا تھا۔

عبدالرحمٰن ناصر کی تخت نشینی بہی عجائبات روزگار سے ہے یہہ ایک نوعمر اور نوجوان شخص تھا اسکے اور نیز اسکے باپ کے متعدد چچا موجود تھے بااین ہمہ اس نے امارت حاصل کرنے کی کوشش کی اور کسیکے کان پر مخالفت کی جون تک نہ رینگی۔ بلکہ سبہون نے اسکے جلوس کو اپنے لئے مبارک و محمود تصور کیا اسوقت اندلس مین آئے دن کی بغاوتون کیوجہہ سے تہلکہ پڑا ہوا تھا۔ عبدالرحمٰن ناصر نے سریر حکومت پر

[۱] امیر عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن بن حکم بن ہشام بن عبدالرحمٰن داخل کی عمر بوقت وفات بیالیس برس کی تھی۔ گیارہ لڑکے چھوڑ کر مرا۔ اسکے زمانہ حکومت مین بیحد بغاوتین ہوئین امراء بلاد نے خودمختاری و سرکشی شروع کردی۔ تمام سرزمین اندلس مین فتنہ وفساد کی آگ مشتعل ہو رہی تھی۔ خراج کی کمی خرچ کی زیادتی سے خزانہ خالی ہوگیا تھا۔ یہی امور تھے جس سے اسلام اور اسلامیون کو اس درجہ نقصان پہنچا کہ ڈوبنے کے بعد پھر نہ ابھر سکے۔ مترجم ملخص از تاریخ ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۰۹ و نفح الطیب جلد اول صفحہ ۲۲۶۔

متمکن ہوتے ہی کل نزاعات کا خاتمہ اور سارے مخالفین کو ٹھنڈا کر دیا تا آنکہ ان باغیون اور مخالفون کو اپنی ناکامی کا یقین ہوگیا اور انلوگون نے مجبوراً اطاعت قبول کرلی بنی حفصون کا نام و نشان صفحہ ہستی سے اسی نے محو اور نیست و نابود کیا جو باغیونکا سردار اور سرغنا تہا۔ اہل طلیطلہ کو اسی نے اپنے علم حکومت کا مطیع بنایا حالانکہ اس سے پیشتر یہ لوگ بدعہدی اور مخالفت پر مدت دراز سے آمادہ ہوئے تھے۔ اندلس اور اوسکے کل صوبجات کا نظام حکومت اسی کے زمانہ حکومت کے پہلے بیس برس مین درست ہوا تقریباً پچاس سال اس نے حکمرانی کی۔ اسیلئے زمانہ مین بنی امیہ کی حکومت کو اس اطراف مین استحکام و استقلال حاصل ہوا۔ یہہ پہلا شخص ہے جس نے اپنے کو "امیر المومنین" کے لقب سے ملقب کیا یہہ وہ زمانہ تہا کہ مشرق مین قوائے خلافت مضمحل اور کمزور ہو چکے تھے اور ترکی غلام خلفائے عباسیہ پر غالب و مستولی ہو گئے تھے۔ اسی زمانہ مین یہہ خبر بہی گوش گذار ہوئی تہی کہ مونس مظفر نے اپنے آقائے نامدار خلیفہ مقتدر کو ۳۲۰ھ مین قتل کرڈالا ہے بس ان اسباب اور وجوہات سے عبد الرحمن ثالث نے خلیفہ کا لقب اختیار کیا۔ بہ نفس نفیس لڑائیون مین دشمنون کے مقابلہ پر جاتا تہا۔ جہاد اور کفار کے ملک پر چڑہائی کرنے کا بیحد شایق تہا تا آنکہ ۳۲۷ھ عام الخندق مین اسکو کفار کے مقابلہ مین ہزیمت ہوئی۔ اس واقعہ سے اسکی کمر ہمت ٹوٹ گئی بنفسہ لڑائیون پر نہ جاتا تہا بلکہ ہر سال صوائف کو جہاد کی غرض سے روانہ کرتا تہا چنانچہ عساکر اسلامیہ نے ملک فرانس کو اس قدر پامال کیا تہا کہ اس سے پیشتر اسطرح کبہی اسکو تخت و تاراج نہین کیا تہا۔ سرحدی مسیحی امرا اور حکمرانون کو اپنے زوال حکومت کا یقین ہوگیا تہا۔ اظہار محبت اور مراسم اتحاد قائم کرنے کے لئے انکے وفود (ڈیپوٹیشن) تحائف و ہدایا لیکے اسکے دربار مین حاضر ہوتے تہے۔ اسکے خوش کرنے کو رومہ اور

قسطنطنیہ کے سلاطین بڑے بڑے تحائف بھیجتے تھے - ملوک جلالقہ کے شاہزادے دور و دراز مسافت طے کر کے اس کی دست بوسی کو آتے تھے اور اس مین اپنی وہ عزت افزائی سمجھتے تھے - سرحدی بلاد کے شہرونمین سے سبتہ کو اس نے ۳۱۹ھ مین اہل سبتہ سے چھین لیا امرار بلاد بالای بنوادریس اور ملوک زناتہ بربر نے اسکا غاشیہ اطاعت اپنی گردن پر رکھا اور ان مین سے بہت سے اسکے دربار خلافت مین چلے آئے جیسا کہ ہم ان کے حالات مین بیان کرینگے -

عبدالرحمن ناصر کے رعب وداب کا سکہ شروع یون بیٹھا تھا کہ اسنے رعایا کے بہت سے ٹکسون مین کمی کردی تھی - موسیٰ بن محمد بن یحیی کو حجابت کا عہدہ عنایت کیا تھا قلمدان وزارت عبدالملک بن جہور بن عبدالملک بن جوہر اور احمد بن عبدالملک بن سعد کو مرحمت فرمایا تھا اسنے ایک قیمتی نذرانہ دربار شاہی مین پیش کیا تھا جسمین متعدد اقسام کی چیزین تھین ابن حیان وغیرہ نے اس نذرانہ کو ذکر کیا ہے اس نذرانہ سے دولت امویہ کی دولتمندی اور اتساع احوال کا کافی ثبوت ملتا ہے -

وہو ہذا -

سونا خالص عمدہ پانچ لاکھ مثقال[۱] (اٹھاون من ۲۴ سیر) چاندی خالص چارسو رطل[۲] (چار من ۵ سیر) چاندی کے سکہ رائج کے دو سو توڑے[۳] (دو لاکھ چالیس ہزار) عود ہندی جو مجالس و محافل مین شمع کی طرح جلایا جاتا تھا بارہ رطل (ساڑھے چودہ سیر) ۔

۱۔ مثقال ساڑھے چار ماشہ رائج الوقت کے برابر ہوتا ہے - مترجم

۲۔ رطل تقریباً ۳۳ تولہ کا ہوتا ہے - مترجم -

۳۔ ایک توڑا بارہ سو کا ہوتا ہے - مترجم

عود[1] غرقی کے ٹکڑے ایک سو اسی رطل (تقریبًا دو من) برادہ عود ایک سو رطل (تقریبًا ایک من ۶ سیر) مشک[2] خالص اپنے جنس مین نہایت اعلی درجہ کا ایکسو اوقیہ (تقریبًا چھہ سیر) عنبر اشہب اصلی بلا امیزش جیسا کہ پیدا ہوتا ہے پانچ سو اوقیہ (تقریبًا تیس سیر) منجملہ اسکے عنبر کا ایک ٹکڑا عجیبۃ الشکل تھا جسکا وزن سو اوقیہ (چھہ سیر) تھا کافور عمدہ تیز بو کا تین سو اوقیہ (۱۸ سیر) از قسم لباس تیس تھان ریشمی مختلف رنگ و بناوٹ کے جنپر سونیکا کام بنا ہوا تھا خلفاء کے لباس کے لائق دس پوستین فنک[3] خراسانیہ کی قیمتی و نفیس کھالون کی، چھہ پردے عراقی اڑتالیس بغدادی جھولین ریشمی طلائی بنظر ارایش و زینت گھوڑون پر ڈالنے کیلئے تیس بڑی جھولین اونٹون کے لئے، دس قناطیر سمور[4] جسمین سو کھالین تھین ریشم بنا ہوا چار ہزار رطل (سوا اکتالیس من) ریشم صاف کے لچھے جسکو بٹ سکتے تھے ایک ہزار رطل (دس من سوا چھہ سیر) فرش ریشمی تیس عدد، مختلف اقسام کے قیمتی و نفیس فروش ایک ہزار، جانماز مختلف اقسام کی ایک سو قطعہ ،

---

[1] ابن فرضی نے بحوالہ اس خط کے جسکو وزیر السلطنت نے اس تحفہ کے ساتھہ روانہ کیا تھا تحریر کیا ہے کہ عود غرقی جو نہایت قیمتی تھا چار سو رطل بہیجا تھا جسمین سے ایک ٹکڑا ایکسو اسی رطل کا تھا دیکھو المقاری جلد اول صفحہ ۲۲۹ مطبوعہ لیدن۔

[2] ابن فرضی بسند اس خط کے جو اس تحفہ کے ساتھہ بہیجا گیا تھا تحریر کرتا ہے کہ مشک خالص نفیس دو سو بارہ اوقیہ تھا دیکھو المقاری جلد اول صفحہ ۲۲۹ مطبوعہ لیدن۔

[3] فنک بہ تحریک دفتح نون ایک جانور کا نام ہے جسکے کھال کی پوستین بنائی جاتی ہے اور یہ جانور خراسان مین زیادہ و بکثرت ہوتا ہے۔ اقرب الموارد جلد ۲ صفحہ ۹۴۶ مطبوعہ بیروت

[4] سمور ایک جانور بری کا نام ہے جو بلی سے مشابہت رکھتا ہے اسکی کھال کی پوستین بنائی جاتی ہے اقرب جلد اصفحہ ۵۳۹

جانمازین ریشم کی پندرہ قطعہ از قسم آرایش و جلو جو چیزین بوقت سواری استعمال کیجاتی ہین سلطانیہ ڈہالین ایک ہزار عمدہ و نفیس تیرون کے پہل ایک لاکہ شاہی سواری کے لئے عربی اصیل گہوڑے پندرہ راس، خچر سواری کے باساز ویراق بیس راس علاوہ اسکے بہت سے خچر جنکی زینین جعفری ریشم کی تہین اور ایک سو راس گہوڑے وہ تہے جنسے لڑائیون اور معرکوں مین کام لیا جاسکتا تہا۔ خدام کے قسم سے چالیس سلیقہ شعار خادم بیس خادمہ معہ لباس و زیورات۔ دوسری اقسام کی اشیاء جو تعمیرات مین کارآمد تہے عمدہ و نفیس پتہر کے ستون جنکی طیاری مین ایک سال مین اسی ہزار دینار (سات لاکہ بیس ہزار روپیہ) خرچ ہوئے تہے بیس ہزار کمان بنانیکی لکڑیان جو نہایت سخت اور پورانی تہین جنکی قیمت پچاس ہزار دینار چار لاکہ پچاس ہزار روپیہ تہی۔

اس ہدیہ کے بہیجنے مین پینتالیس ہزار دینار (چار لاکہ پانچ ہزار روپیہ) صرف ہوسے تہے ماہ جمادی الاولی ۳۲۷ھ کی آٹہوین تاریخ کو یہ ہدیہ خلیفہ ناصر کی خدمت مین پیش کیا گیا تہا خلیفہ ناصر نے وزیر السلطنت کا شکریہ ادا کیا اور اسکی قدر افزائی فرمائی۔

ف ابن الفرضی لکہتا ہے کہ ایک سو راس گہوڑے بہیجے گئے جنمین سے پندرہ راس گہوڑے خاص ناصر کے سواری کے لئے عربی النسل اصیل تہے اور پانچ راس باساز ویراق شاہی جلوس کے لئے جنکی زین اور اسکی ہیئتک عراقی و ریشمی کپڑے کی تہی باقی رہے اسی راس گہوڑے ہوا نظار زنک و اقشام کے لئے تہے۔ نفح الطیب جلد اول صفحہ ۲۳۱ مطبوعہ لیدن۔

ف دینار سونیکا سکہ ہے ۹ ہ ماشہ کا ہوتا تہا جسکی قیمت تقریباً نو روپیہ ہوگی مترجم۔

قاضی اور محمد کا مارا جانا

محمد بن عبد الجبار بن امیر محمد اور خود عبد الجبار نے جو کہ خلیفہ ناصر کے باپ کا چچا تھا اپنے بھائی قاضی بن محمد کی دربار خلافت مین یہہ شکایت کی کہ قاضی بن محمد خلافت مآب کی مخالفت پر کمر بستہ و آمادہ ہے اور اپنی خلافت و امارت کی بیعت لینے کا قصد رکھتا ہے قاضی نے بھی محمد بن عبد الجبار کی اسی قسم کی شکایت خلافت مآب کی خدمت مین جڑ دی۔ خلیفہ ناصر نے دونون کی شکایتون کی خفیہ تفتیش شروع کر دی رفتہ رفتہ اصل واقعہ کا پتہ چل گیا اور اوسکے نزدیک دونون کی مخالفت اور بغاوت کی قلعی کھل گئی پس اسنے ان دونونکو سنہ ۳۰۰ھ مین قتل کر ڈالا۔

بنی اسحاق مروانین کی سرگذشت

اسحاق بن محمد بن اسحاق بن ابراہیم بن ولید بن ابراہیم بن عبد الملک بن مروان کا دادا شروع زمانہ حکومت بنی امیہ مین اس ملک مین آیا تھا اور اس زمانہ سے برابر عزت و احترام کے ساتھ رہا تا آنکہ حکومت و ریاست اسحاق کے خاندان مین ٹھہر گئی۔ جن دنون سر زمین اندلس مین آتش فساد و فتنہ مشتعل ہو رہی تھی اس نے ابن حجاج کے پاس اشبیلیہ مین جا کے قیام کیا تھا پھر جب ابن حجاج مر گیا اور ابن مسلمہ بجائے اسکے حکمران ہوا تو ابن سلمہ نے اسکو متہم اور ملزم قرار دے کے گرفتار کر لیا اس گرفتاری و مصیبت مین اسکا بیٹا اور اسکا داماد یحیی بن حکم بن ہشام بن خالد بن ابان بن خالد بن عبد اللہ بن عبد الملک بن حرث بن مروان بھی شریک تھا۔ ابن مسلمہ نے ان دونون کو تو مار ڈالا باقی رہا اسحاق اور اسکا ایک دوسرا بیٹا احمد ثانی۔ یہہ دونون باپ اور بیٹے ابن حفصون کے سفیر کی سفارش کیوجہ سے بچ گئے بعد اسکے خلیفہ ناصر نے اشبیلیہ کو ابن مسلمہ کے قبضہ سے نکال لیا اسوقت اسحاق دار الخلافت قرطبہ مین آرہا خلیفہ ناصر نے اسکو عہدہ وزارت سے سرفراز فرمایا اور اسکے بیٹے احمد اور اسکے بیٹون محمد و عبد اللہ کو بھی اس

جلیل القدر عہدہ سے محروم نرکھا پس انلوگون سنے بڑے بڑے نمایان کام کیے۔ ذمہ داری اور مہتم بالشان امور کو انجام دیا۔ فتوحات کے دائرہ کو وسیع کیا۔ جس سے حکومت سلطنت کے وامین باز و شمار کیے جانے لگے یہان تک کہ انلوگون کا باپ اسحاق راہی ملک عدم ہوا۔ چنانچہ یہ لوگ بجاے اسکے اسی رتبہ و منزلت پر متمکن ہوئے بعدہٗ اس خاندان کے بڑے و بزرگ شخص عبداللہ کا انتقال ہوا۔ خلیفہ ناصر کیخدمت مین یہی اپنی خاندان مین سے پیش پیش تھا خلیفہ ناصر نے اسکے پس ماندگان خاندان کو رتبہ وزارت سے ممتاز کیا چند دنون بعد بغاوت کا الزام ناصر نے اسکے سر تھوپا۔ لوگون کی بن آئی چغلی اور شکایتین کرنے لگے۔ اس سے ناصر کے دل مین بھی غبار آگیا پس انلوگون کو ناصر نے قرطبہ سے نکالکر ادہر اُدہر جلا وطن کر دیا۔ چنانچہ ان مین سے امیہ نے شنترین مین جاکے قیام کیا اور ۳۲۳ھ مین خلیفہ ناصر کی اطاعت سے منحرف ہوکر باغی ہو گیا خلیفہ ناصر کو اسکی خبر لگی تو اس نے فوجین آراستہ کر کے امیہ پر چڑہائی کر دی امیہ اسکی آمد سے مطلع ہوکر دار الحرب مین چلا گیا اور رذمیر بادشاہ جلالقہ کے پاس جاکے پناہ گزین ہو گیا۔ تھوڑے دنون بعد رذمیر نے اس سے کج ادائی شروع کی اسکو یہ امر ناگوار گزرا بلا کسی عہد و پیمان کے خلیفہ ناصر کے پاس چلا آیا خلیفہ ناصر نے اسکی تقصیر معاف کر دی اور اپنی خدمت مین رکھ لیا یہانتک اس نے وفات پائی۔

احمد پر یہ گذری کہ جس زمانہ مین اسکے خاندان پر ادبار آیا اسی زمانہ مین اسکو سرقسطہ کی حکومت سے معزول کر دیا۔ نوبت بحال ہونے کی نہ آئی روز بروز شاہی عتاب اسپر بڑہتا گیا لگانے بجھانے والے لگاتے بجھاتے رہے بالآخر شاہی حکم سے مار ڈالا گیا باقی رہا محمد یہ خلیفہ ناصر ہی کی خدمت مین یہانتک کہ جب خلیفہ ناصر کے موکب ہمایون نے سرقسطہ کی جانب کوچ کیا لوگون نے اسکی بھی شکایت جڑ دی۔ محمد بخوف جان

بھاگ کھڑا ہوا۔ اسی زمانہ فراری مین اہل سرقسطہ کے چند لوگون سے ملاقات ہوگئی انلوگون نے اسکو مارڈالا۔

بغاۃ اور ناصر خلیفہ ناصر کے عہد خلافت مین سب سے پہلے جو قلعہ مفتوح ہوا وہ قلعہ ابیج تھا اسکے سر کرنے پر بدر (خلیفہ ناصر کا خادم) اور خلیفہ ناصر کا حاجب مامور کیا گیا تھا پس ان دونون نے جان پر کھیل کے اس قلعہ کو ابن حفصون سے ۳۰۰ھ مین نکال لیا اسکے بعد ہی خلیفہ ناصر نے بنفس نفیس جہاد کی غرض سے کوچ کیا۔ تیس قلعات سے زیادہ ابن حفصون سے بزور تیغ فتح کئے منجملہ اسکے قلعہ ہبیرہ تھا۔ ابن حفصون کے بلاد مقبوضہ ناصر کے سم کب ہمایون کا جولانگاہ بناہوا تھا آئے دن کی لڑائی اور محاصرہ سے ابن حفصون کا ناک مین دم آگیا تھا تاآنکہ سعید بن ہذیل نے اسکے قلعہ منتلون و قلعہ سمتان سے بھی سمجھا بوجھا کے بیدخل کردیا پھر ۳۰۱ھ مین ناصر نے اشبیلیہ کو احمد بن مسلمہ کے قبضہ سے نکال لیا جیساکہ اوپر ہم تحریر کر آئے ہین۔ پھر ۳۰۳ھ مین فوجین آراستہ کر کے ابن حفصون کے قلعات کیطرف بڑھا سر کرتا ہوا جزیرہ خضرا تک پہنچا۔ ساحلی مقامات پر قبضہ کر لیا جنگی کشتیون کے بیڑون پر متصرف ہوا اور ان مین جس چیز کی کمی تھی اسکو پورا کیا۔ ابن حفصون نے برائے نام مزاحمت کی۔ ناصر نے ڈانٹ بتلائی۔ ابن حفصون نے یحیٰے بن اسحاق مروانی کے زبانی مصالحت کا پیام دیا ناصر نے منظور کر کے صلحنامہ پر دستخط کر دیا۔

ان واقعات کے بعد اسحاق بن محمد قرشی باغیان مرسیہ اور بلنسیہ پر فوجکشی کی نہایت سختی سے اسکے اطراف و جوانب کو تخت و تاراج کر کے اریولہ کو فتح کر لیا۔

اسی زمانہ مین بدر (ناصر کے آزاد غلام) نے شہر لبلہ پر چڑھائی کی اور عثمان بن نصر باغی کو گرفتار کر کے قرطبہ کیطرف بھیجدیا۔ بعد ازان ۳۰۴ھ مین اسحاق نے شہر

قرمونہ پر جنگ کرنے کو اوترا اور حبیب بن سوارہ کے قبضہ سے نکال لیا حبیب بن سوارہ نے بھی بغاوت کی تھی اور اس شہر کو اپنا ملجا و ماوا بنا رکھا تھا بعد اسکے قلعہ سمبرنہ کو ۳۰۶ھ مین اور ۳۰۹ھ مین قلعہ طرسوس کو سر کیا اسی زمانہ مین احمد بن اضحی ہمدانی باغی قلعہ جامہ نے علم حکومت کی اطاعت قبول کرلی اور آیندہ اطاعت کی ضمانت وطمانیت کی غرض سے اپنے بیٹے کو شاہی عمال کے حوالہ کردیا۔

۳۱۴ھ مین ابن حفصون پر علم بغاوت بلند کیا شاہی افواج مقیم مجبرہ نے اس کی سرکوبی پر کمر باندھی اور نہایت مستعدی سے اسکا محاصرہ کرلیا ابن حفصون نے خود کردہ پر پشیمان ہوکر حفص کو امن حاصل کرنے کو ناصر کے دربار مین بھیجا چنانچہ ناصر نے اس کو امن دی پس ابن حفصون قلعہ کو حوالہ کرکے قرطبہ چلا آیا اور ناصر نے بشتر پر قبضہ حاصل کرلیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

بعد اس واقعہ کے ۳۲۵ھ مین امیہ بن اسحاق نے شنترین مین بغاوت کی اسکی بغاوت کی ابتدا کرنے کی کیفیت اوپر بیان ہوچکی ہے اور محمد بن ہشام تجیبی نے سرقسطہ اور مطرف بن منذر تجیبی نے قلعہ ایوب مین بغاوت کا مادہ پھیلایا۔ خلیفہ ناصر نے اس سے مطلع ہوکر بذاتہ اندلوگون کی گوشمالی کو کوچ کیا سب کے پہلے قلعہ ایوب پر چڑھائی کی اور پہلے ہی حملہ مین مطرف کو قید حیات سے سبکدوش کردیا اسکے ساتھ یونس بن عبدالعزیز بھی مارا گیا اسکا بھائی ایک قصبہ مین جاکے پناہ گزین ہوا جب نجات کی صورت نظر نہ آئی تو خلیفہ ناصر سے امن کی درخواست کی معافی کا خواستگار ہوا خلیفہ ناصر نے اسکی تقصیر معاف کردی۔ اس واقعہ مین مطرف کے ہمراہ جسقدر عیسائیان البتہ تھے وہ بھی تہ تیغ کئے گئے۔ اسی سلسلہ مین صوبہ لبتہ کے

تیس قلعات جو انمین عیسائیون کے مقبوضات سے تھے مفتوح کر لئے گئے۔ اس اثنار مین طوطہ (تھیوڈا) ملکہ نشکنش کی بدعہدی کی خبر لگی خلیفہ ناصر نے اس سے جنگ کرنیکو نبیلونہ پر فوج کشی کی اور اوسکے سرزمین کو تخت و تاراج اور اپنے غارتگری اور قتل سے وہان کے رہنے والون کو پامال کرکے واپس آیا۔ بعدازان ۳۲۷ھ مین جلیقہ پر جہاد کرنے کی غرض سے جنگ خندق مین شریک ہوا اس جنگ مین خلیفہ ناصر کو ہزیمت ہوئی مسلمانون کو نقصان اوٹھانا پڑا محمد بن ہاشم تجیبی کفار کے ہاتھہ مین گرفتار ہوگیا۔ خلیفہ ناصر نے اسکی رہائی مین بڑی جد و جہد کی چنانچہ دو برس تین ماہ بعد قید فرنگ سے اس نے نجات پائی۔ اس غیر متوقع حادثہ سے ناصر بذاتہ جہاد مین شریک نہ ہونے لگا لیکن فوجین اور صوائف بہیجتا رہا۔ ۳۳۳ھ مین ایک باغی نے اطراف ماردہ مین علم بغاوت بلند کیا شاہی لشکر اسکی گوشمالی پر مائل ہوا اور اس باغی کو معہ اسکے ہمراہیون کے گرفتار کر لایا قرطبہ پہنچتے ہی کل باغیان ماردہ کو مثلہ کرکے قتل کر ڈالے گئے۔

طلیطلہ کے حالات اور اطاعت

ابن حیان تحریر کرتا ہے کہ ویہ نقیوش جبار نے جو کہ رومہ کا سپہ سالار تھا طلیطلہ کو آباد کیا تھا اور اوسکو رومہ کا مقر حکومت بنانا چاہتا تھا بعد چندے بجدانیہ سے برباط نے یہان پر بغاوت کی اور اسپر قابض و متصرف ہوگیا سپہ سالاران رومہ اسکے محاصرہ اور جنگ کو برابر آیا کئے مگر کسیکو کامیابی نہوئی اس اثنار مین برباط کے ہمراہیون مین سے ایک شخص نے برباط پر حملہ کر دیا اور پہلے ہی حملہ مین قتل کرکے اس مقام پر قبضہ کر لیا زیادہ زمانہ گزرنے نہ پایا تھا کہ یہہ بھی مار ڈالا گیا۔ اسکے مارے جانے سے اسکی زمام حکومت پہر رومہ کے سپہ سالار کے قبضہ اقتدار مین چلی گئی بعدازان یہان کے رہنے والون نے بغاوت کی اور اپنے مین سے ایک شخص

اتیش نامی کو اپنا امیر بنا لیا پھر یہہ بھی مار ڈالا گیا اور اسکی حکومت پر پھر رومہ کے سپہ سالار قابض و متصرف ہو گئے سب کے پہلے جس نے اس کی زمام حکومت اپنے ہین لی وہ شنتیلہ تھا رفتہ رفتہ اہل اندلس بھی اسکے مطیع ہو گئے اسوقت اسنے ملوک رومہ سے قطع تعلق کر لیا ۱ انپر فوج کشی کی ۲ رومہ کا محاصرہ کیا اور رومہ کے بہت سے بلاد کو مفتوح کر کے طلیطلہ کیجانب مراجعت کی۔ بشکنس نے اس سے بغاوت کی پس اس نے اپنے زور تیغ سے بشکنس کو دبا لیا اور نہایت بیرحمی سے انکو تہ تیغ کیا وہ لوگ بھاگ کر پہاڑون مین جا چھپے بعد ازان شنتیلہ اپنی حکومت کے نو سال بعد مر گیا بجاے اسکے قوط (گاتھہ) برسیلہ چھہ سال تک حکمرانی کرتا رہا اس نے کوئی نمایان کام نہین کیا اسکے بعد انہین مین سے خندس نامی ایک شخص حکمران ہوا اسنے افریقیہ پر فوج کشی کی تھی۔ خندس کے بعد قنتبان سریر حکومت پر متمکن ہوا اس نے متعدد کنائس تعمیر کرائے۔ اسکو نبی صلعم کے مبعوث ہونے کی خبر پہنچی تھی بلبیان نے جوکہ قوم قوط کا ایک معزز و محترم فرد تھا اس سے کہتا تھا کہ مین نے مطروبس عالم کی کتاب مین بروایت دانیال نبی یہہ لکھا ہوا دیکھا ہے کہ پیروان نبی (جسکے مبعوث ہونے کی خبر پہنچی) اندلس پر ایک روز قابض ہو جائینگے۔ تھوڑے دنون حکومت کر کے یہہ بھی دنیا سے کوچ کر گیا تب بجاے اسکے اسکا بیٹا [1] . . . . سولہ سال تک حکمران رہا یہہ نہایت بد خلق اور ظالم تھا اسکے بعد لذریق تخت نشین ہوا۔ غرض اس زمانہ سے طلیطلہ برابر فتنہ و فساد اور جنبہ داری کا مخزن بنا رہا۔ عبد الرحمن داخل بھی اسکے پیچھے سات سال تک حیران و پریشان رہا۔ ہشام ۱ حکم ۱ اور عبد الرحمن اوسط کے عہد حکومت مین بھی یہان بغاوت پھوٹی تا آنکہ خلیفہ ناصر کا دور حکومت آیا پس اسنے اسکو بجبر و کراہ اپنے ظل حکومت کا

نوٹ [1] اصل کتاب مین اس مقام پر جگہہ خالی ہے۔

مطیع بنا لیا۔ فتح مارده وبطلیوس وتسترین کے بعد ناصر نے اسپر فوج کشی کی اور اسکا محاصرہ کیا باغیان دولت ہر چہار طرف سے اسکی حمایت کو آئے خلیفہ ناصر نے انلوگون کی معقول طور سے مدافعت کی اور انپر غالب آیا۔ لاچار ہوکر اسکا امیر ثعلبہ بن محمد بن عبدالوارث مصالحت کی گفتگو اور امن کی درخواست دینے کو دربار ناصرین حاضر ہوا خلیفہ ناصر نے اسکو امن دی اور تقصیرات کو عفو فرما کے مظفر ومنصور صوبہ طلیطلہ مین داخل ہوا اور ایک سرے سے اسکو چال ڈالا کوئی چپہ زمین ایسا باقی نرہا کہ جس جگہہ کو اسنے اپنے گھوڑے کے سمون سے نہ روندا ہو۔ اُس وقت سے علم حکومت کے مطیع ہوئے اور بعد کو بہی مطیع ہوے۔

ناصر اور سرحدی امراء اندلس کی اندرونی بغاوتون اور اسکے امراء کے خود سرِیون کے دور کرنیکے بعد ناصر کو سرحد بربر بلاد مغرب کے سر کرنے کا خیال پیدا ہوا پس اسنے امرء کو جوکہ ملک سبتہ مین بہی عصام کے زیر حکومت تہا مفتوح کیا۔ بربر کے سرحدی امراء اسکو قبضہ کی غرض سے طلبی کے خطوط لکہے۔ اتفاق کہ ابراہیم بن محمد امیر بنی ادریس اسکی اطلاع ہوگئی۔ چنانچہ ابراہیم نے خلیفہ ناصر کے آنیسے پیشتر سے بڑہکر سبتہ پر محاصرہ ڈالدیا بعد ازان اس سے اور ناصر سے قبضہ سبتہ کے معاملہ مین خط وکتابت شروع ہوئی انجام یہہ ہوا کہ ابراہیم نے سبتہ مین ناصر کی حکومت تسلیم کی اور ناصر نے اپنی طرف سے اسکو سبتہ کی سند حکومت عطا کی۔ اسکے دیکہا دیکہی ادارسہ سے ادریس بن ابراہیم والی ارشگول نے بہی ہدایا وتحایف بہیجکے خلیفہ ناصر سے سند حکومت حاصل کرلی محمد بن خزر امیر مغراوہ اور موسیٰ بن ابی العافیہ امیر مکناسہ نے اس معاملہ مین ادریس بن ابراہیم کی پیروی کی۔ اندنون مغرب کی زمام حکومت امیر مکناسہ کے قبضہ مین تہی المغرب الاوسط کے بلاد تنس، وہران، شرشال اور بطحا بہی اسکے زیر حکومت تہے انلوگون نے بہی ہدایا اور تحائف خلیفہ ناصر کے دربار مین بہیجے خلیفہ ناصر نے اسکو قبول کیا

اور انکو گونکو جاگیرین سے اور معقول صلے مرحمت کئے اور انکی حکومتون کی بنیاد کو مستحکم اور مضبوط کر دیا۔ اسی طرح ملوک اور زاسہ کی ایک جماعت نے بہی خلیفہ ناصر کے دربار مین اسی قسم کا رسوخ پیدا کیا از انجملہ قاسم بن ابراہیم اور حسن بن عیسیٰ وغیرہما تہے والی فارس نے بہی بہت بڑا تحفہ ایوان خلافت ناصر مین بہیجا تہا۔ ناصر نے اسکو بہی اپنی جانب سے سند حکومت عطا کی۔ الغرض جسوقت المغرب الاقصیٰ مین خلیفہ ناصر کی حکومت کا یون زور شور ہوا تو عبید اللہ المہدی نے عظیم فوج کے ساتھ اپنے نامور سپہ سالار ابن بصل گورنر تاہرت کو ۳۲۱ھ مین ملک مغرب کے سر کرنیکو بہیجا موسیٰ بن ابی العافیہ نے ناصر کو اس واقعہ سے مطلع کر کے امداد کی درخواست کی۔ ناصر نے قاسم بن طملس کو بسر افسری افواج شاہی اندلس موسیٰ کی کمک پر متعین کیا اور جنگی کشتیون کا بیڑہ بہی اسکے ہمراہ روانہ فرمایا۔ قاسم کوچ و قیام کرتا ہوا سبتہ پہنچا یہان پر یہہ خبر مسموع ہوئی کہ موسیٰ بن ابی العافیہ نے غنیم کی فوج کو شکست دیدی پس قاسم آگے نہ بڑہا قرطبہ کیجانب لوٹ کہڑا ہوا جیسا کہ ان کے حالات مین مذکور ہے۔

خلیفہ ناصر اور فرانس و گالز

اوائل چوتہی صدی ہجری مین قوم جلالقہ پر اردون بن ازدمیرین بر مند بن قریولہ بن و فونش بن بیطر حکمران ہوا اس نے ۳۰۵ھ مین بلاد اندلسیہ کے ثغر جوفی کیطرف ابتدا زمانہ حکومت خلیفہ ناصر مین پیشقدمی کی۔ اطراف بارده مین قتل و غارتگری کا بازار گرم کر دیا قلعہ حنش پر قابض و متصرف ہوگیا خلیفہ ناصر نے اپنے وزیر السلطنت احمد بن عبدہ کو بسر افسری افواج اسلامیہ اردون کے بلاد مقبوضہ کیطرف معاوضہ لینے کی غرض سے روانہ کیا۔ احمد نے نہایت دلیری و مردانگی سے اردون کے مقبوضات پر تخت و تاراج پر ہاتہہ بڑہایا بعد اسکے دوبارہ ۳۰۸ھ مین اردون کے ملک پر پہر چڑہائی کی اس معرکہ مین

چونکہ اسکا جام حیات پہلے سے لبریز ہوگیا تہا شہید ہوگیا تب خلیفہ ناصر نے اپنے مولی بدر نامی کو اردون کے مقبوضات پر جہاد کرنے کو مامور کیا بدر نے ہوشیاری اور مردانگی سے اس مہم کو انجام دے سکے مراجعت کی - بعد اسکے خلیفہ ناصر بذاتہ سنہ ۳۰۸ھ مین جلیقہ کے ملک پر جہاد کرنے کی غرض سے چڑہ گیا اردون نے شانجہ بن غرسیہ پادشاہ بشکنش و والی بنبلونہ سے امداد طلب کی چنانچہ یہہ سب مجموعی قوت سے مقابلہ پر آئے مگر ناصر کی مردانگی اور جرات کے آگے ایک کی بہی نہ پیش گئی سب کے سب بہت بُری طور سے ہزیمت اوٹہا کے بہاگے خلیفہ ناصر نے جی کہول کر انکے شہرون اور مقبوضات کو تاخت و تاراج اور پامال کیا اور انکے بہت سے قلعات کو مفتوح کرلیا اور کئی ایک کو منہدم کرادیا - بعد اسکے مقبوضات غرسیہ پر متواتر اور مسلسل جہاد کرتا رہا تا آنکہ اوفونش نے وفات پائی اور اسکا بیٹا فرویلہ سریر آرائے حکومت ہوا۔

ابن حیان تحریر کرتا ہے کہ جسوقت فرویلہ بن اردون بن ردمیر بادشاہ جلالقہ سنہ ۳۱۳ھ مین حکمران ہوا اسکا بہائی اوفونش بہی دعوی دار سلطنت ہوا اور اسکے بہائی شانجہ نے اس بابت اس سے منازعت کی - غرسیہ کو موقع ملگیا اسنے انکے دارالحکومت پر قبضہ کرلیا اور اوفونش نے اپنے برادرزادہ کو مار کر نکال دیا

اور شانجہ کا داماد تہا انلوگونمین باہم اتفاق پیدا ہوجانے سے مجموعی قوت مسلوب ہوگئی بعد چندے پہر متفق الکلمہ ہوئے اور شانجہ کو حکومت و سلطنت کے بارے سبکدوش کرکے شہر لیون سے نکال دیا - شانجہ نے اندرونی جلیقہ مین جاکے پناہ لی اسکا بہائی ردمیر بن اردون اسکے مقبوضات پر جو کہ غربی جلیقہ مین تلنسریہ تک تہے حکمران ہوا اس واقعہ کے بعد ہی شانجہ مرگیا اسنے کوئی اولاد نہ چہوڑی -

اب اوفونش مستقل طور پر حکمران ہوگیا تہا اسکے حکومت کا سکہ رعایا پر ایا کے دلون پر بیٹھ گیا تہا فوجین آراستہ کرکے اپنے بہائی ردمیر پر چڑہائی کردی اور

اور شہر سینٹ یاذکش پر قابض و متصرف ہوگیا بعد ازان ادفونش پر لوگ بوجہ ترک رہبانیت اور دیلشی م انفرین کرنے لگے ادفونش نے مجبور ہوکر رہبانیت اختیار کرلی۔ بعد اسکے دوبارہ خروج کیا اور شہر لیون پر قابض ہوگیا اندنون اسکا بہائی رذمیر لسمورہ کیطرف جنگ کرنے کو گیا ہوا تھا یہہ خبر پاکے واپس آیا اور ادفونش کا لیون مین محاصرہ کرلیا تاآنکہ بزور تیغ ۳۲۰ھ مین اس شہر کو فتح کرکے ادفونش کو جیل مین ڈالدیا بعدہ اسکو اپنے باپ کی اولاد کیطرف سے مخالفت اور دعویداری حکومت کا خطرہ پیدا ہوا ایک جماعت کو گرفتار کراکے ان کی آنکھون مین نیل کی سلائیان پہروادین۔

غرسیہ بن شانجہ بادشاہ لشکنس کے مرنے پر زمام حکومت اسکی بہن طوطہ کے سپرد کی گئی یہہ اپنے بیٹے کی پرورش و پرداخت کرنے لگی بعد ازان ۳۲۵ھ مین ملکہ طوطہ نے بدعہدی کی خلیفہ ناصر نے یہہ خبر پاکر اسپر فوج کشی کردی۔ اطراف بنبلونہ کو خوب خوب پامال کیا۔ بد بغاوت اسپر حملہ اور ہوا انہین غزوات کے اثنا مین محمد بن ہشام نے سرقسطہ مین علم بغاوت بلند کیا مگر محاصرہ و جنگ سے گھبرا کر گردن اطاعت جھکادی جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ ایسا ہی امیہ بن اسحاق نے مقام شنترین مین سر اوٹھایا تھا۔

محمد بن ہشام کی بغاوت و سرکشی کا یہہ واقعہ پیش آیا کہ ۳۲۳ھ مین خلیفہ ناصر نے دختمہ پر چڑہائی کی اور محمد بن ہشام کو سرقسطہ سے اس مہم مین شریک ہونیکو بلا بہیجا۔ محمد بن ہشام نے اس حکم کی تعمیل نہ کی اسپر خلیفہ ناصر کو طیش آگیا لوٹکر سرقسطہ کیطرف آیا اور محمد بن ہشام کے مقبوضہ قلعات کو بزور تیغ مفتوح کرلیا اور اسکے بہائی یحیی کو قلعہ روطہ سے گرفتار کرلیا بعد ازان بنبلونہ کیجانب کوچ کیا ملکہ طوطہ بنت اشیر نے ندرانہ اطاعت پیش کرکے اسکو اپنا حاکم بالادست تسلیم کرلیا۔ اور اپنے بیٹے غرسیہ بن شانجہ کو حکومت بنبلونہ پر مامور کیا خلیفہ ناصر نے ملکہ طوطہ کے مقبوضات سے اعراض کرکے البتہ اور اس کے

مصافات کیطرف قدم بڑھایا چنانچہ اس سرزمین کو بھی جی کھولکر پامال کیا اور متعدد قلعات کو مسمار و منہدم کرادیا بعدہ جلیقیہ سے پھر پیشقدمی شروع کی اسوقت رذمیر بن اردون اسپر حکمرانی کررہا تھا۔ رذمیر نے اس پیشقدمی میں اپنے ساتھ وخشمہ کو شریک کرلیا تھا خلیفہ ناصر کو اس کی خبر لگ گئی قلعہ برحمشت پہنچ کے ان دونوں کا محاصرہ کرلیا آخر کار رذمیر کو ہزیمت ہوئی بہزار خرابی اپنی جان بچا کے بھاگا خلیفہ ناصر نے اس قلعہ کو اور نیز اور بہت سے قلعات کو ویران وخراب کرڈالا۔ رذمیر اور خلیفہ ناصر سے متعدد لڑائیاں ہوئیں ان لڑائیوں میں کامیابی کا سہرا خلیفہ ناصر ہی کے سر رہا ان پیہم کامیابیوں کے بعد خلیفہ ناصر بنفسہ جنگ خندق میں شریک ہوا۔ اور اس لڑائی کے بعد پھر اور کسی جنگ پر بذاتہ نہیں گیا۔ صوائف ہمیشہ بھیجتا تھا۔ اسکے رعب وداب کا سکہ عیسائی امراء کے دلوں پر بیٹھا ہوا تھا۔

۳۳۶ھ میں قسطنطین بن الیون بن مثل بادشاہ قسطنطنیہ نے اظہار خلوص مندی کی غرض سے سفیر بھیجے اور ان کی معرفت ہدایا وتحائف روانہ کئے۔ خلیفہ ناصر نے اس سفارت کے پیش کئے جانیکو ایک خاص دن مقرر کیا اور کل افسران فوجی اور ملکی کے نام فرامین جاری کردیئے کہ اس مقررہ وقت پر مناسب ساز وسامان اور آلات حرب سے مسلح ہوکر آئیں۔ قصر خلافت شاہانہ شان وشوکت سے آراستہ کیا گیا۔ دروازوں پر اور محرابوں پر عمدہ عمدہ پردے لٹکائے گئے۔ وسط میں سریر خلافت بچھایا گیا جسپر بہت سے آبدار ہیرے اور جواہرات جڑے ہوئے تھے تخت شاہی کے اردگرد شاہزادے خلافت مآب کے بھائی اعمام (چچا) اقرباء وزراء اور خدام علے قدر مراتب ودرجات استادہ ہوئے بادشاہ قسطنطنیہ کے سفیر دربار میں داخل ہوئے تو دربار کی شان اور خلافت مآب کی جبروت اور سطوت سے حیرت زدہ ہوگئے مگر پھر ذرا سنبھلے اور شاہی تخت کے قریب جاکر

اسپنے بادشاہ قسطنطین کا پیام پہنچایا اور خط پیش کیا۔ خلیفہ ناصر نے حاضرین جلسہ کو اشارہ کیا کہ اس جلسہ مین حسب موقع مناسب خطبہ (اسپیچ) دیا جائے جس مین اسلام و خلافت اسلامیہ کی عظمت بیان کیجائے اور ظہور اعزاز ملت اسلامیہ اور ذلت و خواری اعداء دین پر اللہ تعالے کا شکریہ ادا کیا جائے چنانچہ حاضرین جلسہ جسمین بڑے بڑے نامی خطیب (اسپیکر) تھے تعمیل حکم پر طیار ہوئے لیکن جلسہ کے رعب (یا سلطان کی سطوت) سے اسپنے پورے ما فی الضمیر کو ادا نہ کر سکے۔ دو چار فقرے یا چند کلمے کہنے پائے تھے کہ زبان مین لکنت اور پانون مین لغزش پیدا ہوگئی لڑکھڑا کر زمین پر گر پڑے۔ انھین لوگون مین ابو علی القالی وافد عراق تھا جو کہ حسکم ولیعہد کے حاشیہ نشینون اور مصاحبون سے تھا اس خدمت کے انجام دینے کو فخریہ کھڑا ہوا۔ جب کل خطیبون کو جو کہ مشہور اسپیکر اور پہلے سے اس خدمت کے انجام دینے کو آمادہ ہو رہے تھے اس حکم کے تعمیل مین ناکامی ہوئی تو منذر بن سعید بلوطی نامی ایک شخص جو پہلے سے اس خدمت کے لئے طیار بھی ہوا تھا اور نہ اس نے اس سے پہلے ایسی شان و شوکت کی محفل دیکھی تھی اٹھا اور نہایت متانت و سنجیدگی سے حسب حال و موقع تقریر کی اور اس خدمت کو پوری طور سے انجام دیا۔ ختم تقریر پر فی البدیہہ چند اشعار بھی پڑھے جس سے حاضرین جلسہ اس کی ظاہری حالت سے بیحد متعجب ہوتے اور اسکو اس خدمت کی بجا آوری کا فخر و مباہات حاصل ہوا۔ خلیفہ ناصر نے اسکی برجستہ تقریر اور فصاحت و بلاغت پر متحیر اور خوش ہو کر قاضی القضاۃ کا معزز عہدہ عطا فرمایا۔ اس واقعہ سے منذر عزت اور سر برآوردگی مین مشہور ہوا۔ اسکے حالات مشہور ہین اور اسکا خطبہ بھی جو اس جلسہ مین اس نے دیا تھا ابن حیان کی تصانیف مین مذکور ہے۔

ان سفیرون کی واپسی پر خلیفہ ناصر نے بھی ہشام بن کلیب جاثلیق کو مراسم

اتحاد مضبوط و رشتہ محبت مستحکم کرنے کی غرض سے کچھ ہدایا اور تحائف لے کے قسطنطنیہ بہیجا۔ دو برس بعد ہشام قسطنطنیہ سے اندلس واپس آیا بادشاہ قسطنطنیہ نے پہر اسکے ساتھ اپنے سفیر بہیجے۔ بعد اسکے ہوتو بادشاہ صقالبہ، بادشاہ جرمن، اقود بادشاہ فرانس جو کہ سبرت کے اسطرف تہا اور کلدہ بادشاہ فرانس اقصائے مشرق کے ایلچی آئے خلیفہ ناصر نے ان لوگون سے بھی ملاقات کی اور بادشاہ صقالبہ کے سفیرون کے ساتھہ ربیع اسقف کو روانہ کیا دو برس بعد واپس آیا۔

۳۴۴ھ مین اردون بن رذمیر کا سفیر آیا یہہ رذمیر وہی ہے جسنے اپنے بھائی اذفونش کی آنکھون مین نیل کی سلائیان پہروادی تہین جیساکہ اوپر بیان کیا گیا اردون کا سفیر مصالحت اور مراسم اتحاد قائم کرنے کا پیام لایا تہا خلیفہ ناصر نے مصالحت کرلی اور دوستانہ مراسم قائم اور جاری رکھنے کا عہد نامہ لکھدیا۔ پھر ۳۴۵ھ مین اردون نے اس صلحنامہ مین فردلند بن عبد شلب سردار قشتیلیہ کو داخل کرنیکی درخواست پیش کی خلیفہ ناصر نے اس درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت فرماکے فردلند کو بھی عہدنامہ مین شامل کرنے کی اردون کو اجازت دیدی غرسیہ بن شانجہ نے اپنے باپ شانجہ بن فرذیلہ کے بعد جلیقہ پر استیلاء و تصرف حاصل کرلیا تہا بعد چندے اہل جلیقہ اس سے باغی و منحرف ہوگئے فردلند سردار قشتیلیہ مذکور کو موقع ملگیا اس نے جلیقہ کی عنان حکومت اپنے ہاتھہ مین لے لی اور اردون بن رذمیر کیجانب مائل ہوگیا۔ غرسیہ بن شانجہ ملکہ طوطہ بنت انشیر والیہ بشکنش کا پوتا تہا اسکو اپنے پوتے غرسیہ کی تباہی و بربادی سے رنج و ملال ہوا سامان سفر درست کرکے بطور وفد کے ۳۴۷ھ مین خلیفہ ناصر کیخدمت مین حاضر ہوئی۔ اپنی اور اپنے بیٹے شانجہ بن رذمیر کی مصالحت اور اپنے پوتے غرسیہ کی اعانت کی

درخواست پیش کی۔ ملکہ طوطہ کے ساتھہ شانجہ اور غرسیہ بھی آیا ہوا تھا۔ خلیفہ ناصر ان لوگون سے بعزت و احترام پیش آیا اور ان کی درخواست کے مطابق ملکہ طوطہ اور شانجہ کے ساتھہ مصالحت کر لی صلحنامہ کی تکمیل کرادی اور غرسیہ بادشاہ جلیقہ کے ہمراہ فوجین روانہ کین پس عساکر اسلامیہ نے غرسیہ کو جلیقہ کا دوبارہ بادشاہ بنایا چنانچہ جلیقہ نے اردون کی اطاعت سے منحرف ہو جانیکا اعلان کردیا۔ غرسیہ نے خلیفہ ناصر کی خدمت مین شکریہ کا خط روانہ کیا اور نیز قرب و جوار کے لوگونکو خلیفہ ناصر کی امداد و اعانت اور فرذلند سردار قشتیلیہ کی بدعہدی اور چیرہ دستی سے مطلع کیا اس سے لوگونکو فرذلند کیطرف سے نفرت پیدا ہو گئی۔ اس زمانہ سے خلیفہ ناصر تا زیست غرسیہ کی ہمدردی اور اعانت مین مصروف رہا۔

جن دنون کلدہ بادشاہ فرانس مشرقی کا سفیر آیا تھا اُسی زمانہ مین بادشاہ برشلونہ اور طرکونہ کے سفیر بھی مصالحت و اتحاد قائم کرنے کی غرض سے آئے ہوئے تھے خلیفہ ناصر نے ان کی درخواست کے مطابق انلوگون سے بھی مصالحت کر لی بعد ازان رومہ کا سفیر اظہار مودت و رسم دوستی جاری و قایم رکھنے کے لئے حاضر ہوا خلیفہ ناصر نے اس سے بھی مراسم و اتحاد جاری و قائم رکھنے کا عہد کر لیا۔

خلیفہ ناصر کا اپنے بیٹے عبداللہ سے انتقام لینا

خلیفہ ناصر نے اپنے بیٹے حکم کو اپنا ولیعہد بنایا تھا اور اپنے کل لڑکون پر اسکو فضیلت دے رکھی تھی کاروبار سلطنت مین بھی اسکو دخیل کر لیا تھا۔ اکثر امور سیاست کا انصرام و انتظام اسکے سپرد تھا۔ حکم کا بھائی عبداللہ عقل و فراست مین حکم کے برابر تھا اس سے عبداللہ کو ناراضگی اور ملال پیدا ہوا رفتہ رفتہ اس ناراضگی اور ملال نے باپ کے ساتھہ مخالفت کرنے پر آمادہ کردیا۔ پس اسنے اُن ارکین دولت کو بھی اس مخالفت مین شریک کرنا چاہا

جنکے قلوب پہلے سے اس مرض مین مبتلا ہو چکے تہے ان لوگون نے نہایت خوشی سے عبد اللہ کی اس درخواست کو منظور و قبول کیا انہین لوگون مین سے یاسر فتی وغیرہ تہے۔ شدہ شدہ اسکی خبر خلیفہ ناصر تک پہنچی خلیفہ ناصر نے تفتیش شروع کی تہوڑی ہی کوشش سے اصلی واقعہ کا انکشاف ہوگیا فوڑا اپنے بیٹے عبد اللہ اور یاسر فتی کو معہ اُن کل ارکین دولت کے جو اس سازش و فتنہ پردازی مین شریک تہے گرفتار کر لیا اور ۳۳۸ھ مین ان سب اجل رسیدون کے قتل کا حکم صادر فرمایا۔

تعمیرات خلیفہ ناصر

جسوقت خلیفہ ناصر کی حکومت و سلطنت اندرونی اور بیرونی خدشات و خطرات سے محفوظ ہوگئی اور معقول طور سے اسکی امارت و حکمرانی کو استقلال و استحکام حاصل ہوگیا اسوقت خلیفہ ناصر نے تعمیرات عمارات کی طرف توجہ فرمائی۔

خلیفہ ناصر کا دادا امیر محمد اور اسکے باپ عبد الرحمن اوسط اور اسکے دادا حکم نے یکے بعد دیگرے اپنے اپنے محلسرا صرف کثیر سے نہایت اعلیٰ درجہ کے بنوائے تھے ازانجملہ قصر الزاہر باہو الکامل اور قصر منیف تہا پس جب عبد الرحمن ناصر کا دور حکومت آیا تو اسنے بہی قصر الزاہر کے پہلو مین محلسرا تعمیر کرایا اور اسکا نام ”دار الروضہ“ رکہا۔ پہاڑ سے اس شاہی محل مین بذریعہ نل کے پانی لایا۔ مختلف ملکون اور سرزمینون سے بڑے بڑے مہندسین اور انجنیرون کو طلب کیا چنانچہ وہ لوگ دور و دراز ملکون سے قرطبہ مین آئے — حتی کہ بغداد اور قسطنطنیہ کے مشہور مشہور کاریگرون نے زحمت سفر گوارا کر کے قرطبہ مین آکے دم لیا۔ محلسراؤن کے تعمیر کے بعد حمامات کی تعمیر کیجانب متوجہ ہوا۔ محلسراؤن کے باہر بینا ناعورہ حمام تعمیر کرایا اور پہاڑ کی بلند چوٹی سے باوجود بُعد مسافت کے پانی لایا۔ بعد اسکے مدینۃ الزہراء کا بنیاد ڈالی

پتھر رکھا اور اسکے تکمیل تعمیر کے بعد اسکو اپنا دارالحکومت اور مستقر سلطنت قرار دیا اس شہر مین بھی بڑی بڑی عمارتین، عمدہ عمدہ محلسرائین، باغات جو اس سے قبل کی تعمیرات سے اعلیٰ درجہ کی تھین تعمیر کرائے ان باغات مین وحوش اور طیور کے رہنے کے لئے جالدار مکانات اور سائبان اسقدر وسیع بنوائے کہ وحوش اسکے فضا مین کود و پھاند کر سکتے اور اپنی طبعی طور سے رہ سکتے تھے۔ اسی شہر مین "دارالصناعۃ" آلات حرب اور زیورات کے بنانیکا بھی ایک بڑا کارخانہ بنایا۔ صحن جامع قرطبہ مین بہت بڑا شامیانہ لوگونکو تمازت آفتاب سے بچنے کیلئے بنواکر نصب کرایا۔

المستنصر کی حکومت

خلیفہ ناصر جس کی ذات سے اسلام کی شان، دین کی شوکت از سر نو قائم ہوئی تھی ایسی شاندار سلطنت چھوڑ کر ۳۵۰ھ مین سفر آخرت اختیار کیا۔

خلیفہ[1] ناصر کے چار قاضی تھے مسلم بن عبدالعزیز، احمد بن تقی بن مخلد... محمد بن عبداللہ بن ابو عیسیٰ اور منذر بن سعید بلوطی۔

---

[1] خلیفہ عبدالرحمن ملقب بہ الناصر لدین اللہ اموی ان تاجدارون مین تھا جسکے رعب و داب کا سکہ تمام عالم مین چل رہا تھا۔ تخت نشینی کے وقت اسکی عمر اکیس سال کی تھی۔ زمانہ ایسا نازک تھا کہ تمام ممالک ہسپانیہ مین فتنہ و فساد کی گرم بازاری اور طوائف الملوکی پھیلے ہوئی تھی افق سیاست آئے دن کی بغاوتون اور سرحدی عیسائی امراء کے حملون سے گرد آلود ہو رہا تھا عبدالرحمن ناصر نے عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لینے کے بعد پہلے باغی صوبون پر یلغار کیا اور انکو بزور تیغ اپنا مطیع کیا بعد ازان سرحدی عیسائی ممالک پر جہاد کرنے مین مصروف ہوا۔

نوجوان بادشاہ اندلس اکثر لڑائیون مین سپہ سالار میدان جنگ کی حیثیت سے اپنے لشکر کے ہمراہ جاتا تھا اس سے لشکریونکے جوش دل کی عجیب کیفیت ہوجاتی تھی۔

خلیفہ ناصر کی وفات پر حکم ملقب بہ المستنصر باللہ سریر حکومت پر متمکن ہوا۔ عہدہ حجابت (لارڈ چیمبرلین) جعفر مصحفی کو مرحمت فرمایا۔ اس نے مستنصر کو جس دن اسنے تخت

اور ہر سپاہی اپنے امیر لشکر کے جلو مین سرفروشی اور جانبازی کو اپنی سعادت سمجھتا تھا۔

پورے اٹھائیس سال کی جان توڑ کوششون اور جانکاہ محنتون سے عبدالرحمن ناصر نے اندلس کو اندرونی رقیبون اور بیرونی حریفون کی نظرون سے بچا کر ایک شاہانہ اور محفوظ گورنمنٹ بنایا اور اسی زمانہ مین جبکہ اسکو صحیح طور پر یہہ خبر پہنچی کہ مختلف مقامی گورنرون کی خودمختاری اور اراکین سلطنت کی خودسریون سے خلیفہ بغداد کا اقتدار ایوان خلافت کی چاردیواری کے اندر محدود ہو گیا ہے اور افریقیہ مین بربریون کے نونہاد خاندان حکومت کے علوی حکمران نے اپنے کو امیرالمومنین کہلانا شروع کر دیا ہے اور نیز مونس مظفر نے اپنے آقائے نامدار خلیفہ مقتدر کو قتل کر ڈالا ہے تب عبدالرحمن نے اپنے موروثی لقب کو بلاتکلف اختیار کر لیا اور "خلیفہ عبدالرحمن ثالث الناصر لدین اللہ" کے مبارک لقب سے مخاطب ہوا اور حق یہہ ہے کہ عبدالرحمن نے جیسا لقب اختیار کیا تھا ویسا ہی اسکو خوب نباہا۔

قرطبہ اسکے زمانہ مین دولہن کی طرح آراستہ تھا۔ مدبرانہ نظم و نسق اور شائستہ قوانین جاری تھے۔ دنیا کے علوم اور فنون کا یہہ مرکز بنا ہوا تھا۔ طلبا علوم دور دور دراز ملکون سے تحصیل علم کو یہان آتے تھے۔ عروض، الہیات، قانون، فلسفہ، طب، تجارت، اور طبیعیات غرض ہر شاخ علم کی تعلیم یہان ہوتی تھی۔ ہر فن کے یگانہ روزگار یہان موجود تھے۔ کاملین جنگ و واقفین فنون جدال کا بھی یہی دنگل تھا۔ ارباب قلم اور اصحاب شمشیر یہان کے قیام کو باعث ناموری و فخر تصور کرتے تھے۔ خلاصہ کلام یہہ ہے کہ اندلس کو اسوقت اور بلاد یورپ سے وہی نسبت تھی جو کہ دولہن کو معمولی مستورات سے ہوتی ہے اور قرطبہ کو اندلس سے وہی مناسبت تھی جو سر کو جسم سے یا قلب کو

حکومت پر قدم رکھا تھا ایک تحفہ پیش کیا جس مین طرح طرح کی قیمتی قیمتی اشیا تھین جسکو ابن حیان نے مقتبس مین تحریر کیا ہے۔ وہو ہذا۔

اعصار آئندہ سے شہر قرطبہ کی لنبائی مین مختلف البیان ہین مگر اکثر کا اتفاق اسپر ہے کہ دس میل سے کسی طرح کم نہ تھی (جو اس زمانہ مین لندن کی لنبائی ہے) خلیفہ ناصر کے رعب و داب کی یہ کیفیت تھی کہ مسیحی سلاطین اپنے جھگڑون اور نزاعون کے فیصلہ کرانے کو خلیفہ ناصر کے دربار مین آتے تھے۔ قسطنطنیہ، فرانس، جرمنی، اور اطالیہ کے بادشاہ مراسم اتحاد قائم کرنے اور باہم مصالحت رکھنے کی درخواست پیش کرنے کی غرض سے سفیر بھیجتے تھے۔ اس زمانہ مین کسی ملک کا ایسا کوئی خطہ نہ تھا جہان پر خلیفہ ناصر کی سطوت و جبروت اپنی مہیب و خوفناک شکل نہ دکھلاتی رہی ہو۔ خلیفہ ناصر کی عقل و دانش اور دولت و عظمت کا شہرہ تمام براعظم یوروپ اور افریقہ مین عام ہو گیا تھا ابن حیان تحریر کرتا ہے کہ جسوقت سفیران قسطنطنیہ تحائف و ہدایا لئے ہوئے سرزمین اندلس مین وارد ہوئے تو خلیفہ ناصر نے سرحد پر اور نیز سفر مین مہمانداری کرنے کی غرض سے یحییٰ بن محمد بن لیث کو روانہ کیا پھر جب سفراء مذکور قریب محلات قرطبہ کے پہنچے تو سپہ سالاران لشکر نے یکے بعد دیگرے سفیرون سے ملاقات کی بعد ازان خواجہ سراؤن کے سردار یاسر اور تمام جو محلات شاہی کے داروغہ اور خلیفہ ناصر کے جلیس خلوت تھے ملے اور نہایت احترام سے ولیعہد حکم کے ایوان خاص مین جو کہ شہر پناہ قرطبہ کے قریب تھا ٹھہرایا۔ خواص و عوام کے آمد و رفت کی ممانعت کر دی گئی اور ان سفیرون کی حجابت پر چنے اور منتخب ۱۶ آزاد غلام مقرر کئے خلیفہ ناصر نے ان سفیرون کے ملنے اور کاغذات سفارت پیش کئے جانے کے لئے گیارہوین ربیع الاول ۳۳۸ھ اور بقول مورخ علامہ ابن خلدون ۳۳۶ھ (مطابق ۹۴۹ء) یوم شنبہ مقرر کیا۔ قصر قرطبہ مجلس زاہر شاہی شان و شوکت سے آراستہ کیا گیا وسط مین ایک جڑاؤ تخت بچھایا گیا تخت کے داہنے بائین جانب پہلے خلیفہ ناصر کے بیٹون کی کرسیان رکھی گئین سب کے پہلے ولیعہد سلطنت حکم کی بعدہ عبداللہ کی پھر عبدالعزیز ابو الاصبغ پھر مروان کی کرسیان رکھی گئین بائین جانب منذر، عبدالجبار اور سلیمان

وہ ایک سو فرانسیسی غلام عمدہ نسل کے گھوڑون پر سوار تلوارون تیرون طبرزینون بالون
ہندی خودون سے آراستہ پیراستہ تین سو حبشی مختلف قسم کی زرہ پہنے ہوئے

کی کرسیان حسب ترتیب بچھائی گئیں عبد الملک بن خلیفہ ناصر علالت کی وجہ سے شریک دربار نہین ہوا ان شاہزادون کے بعد وزرا حسب مراتب داہنے بائین حاضر ہوے پھر حجاب اور ان کے بعد وزرا کے لڑکے خدام اور وکلا صف بصف استادہ ہوے تمام محل باب السدہ سے صحن تک قیمتی قیمتی قالینون اور اعلے درجہ کے فروش کا فرش تھا دروازون اور محرابون پر ریشمی زردوزی کے پردے لٹکائے گئے سفراے قسطنطنیہ جس وقت اس آرائش شاہانہ دربار مین حاضر ہوے دربار کی آراستگی دیکھکر دنگ ہوگئے اور سب سے زیادہ حیرت تو انپر خلیفہ ناصر کی سطوت و جبروت سے چھائی جیون تیون قریب تخت شاہی کے پہنچکر اپنے بادشاہ قسطنطین بن لیو والی قسطنطنیہ کا خریطہ پیش کیا غلاف آسمانی رنگ کا تھا جسپر سنہرے حرفون سے بخط اغریقی (یونانی) لکھا ہوا تھا غلاف کے اندر ایک صندوقچہ تھا اور یہہ بھی رنگین تھا نقرئی حروف سے بخط اغریقی تحریر تھا صندوقچہ پر سونیکی مہر لگی ہوئی تھی جسکا وزن چار مثقال تھا مہر کے ایک رخ مین مسیح کی صورت تھی دوسری جانب خود بادشاہ قسطنطنیہ کی معہ اوسکے بیٹے کے منقوش تھی اس صندوقچہ کے اندر دوسرا چھوٹا صندوقچہ تھا یہہ صندوقچہ آبگینہ کا تھا طلائی و نقرئی مینا کار کام اسپر بنا تھا اس صندوقچہ کے اندر ایک ریشمی لفافہ تھا جسکے اندر خط رکھا ہوا تھا۔ عنوان خط کے ایک سطر مین قسطنطین ورومانس مومنین مسیح بادشاہ عظیم سلطنت روم لکھا ہوا تھا اور دوسری سطر مین بزرگ قابل تعظیم مفخر و شریف النسب عبد الرحمن خلیفہ و حاکم عرب در ملک اندلس اللہ تعالی ان کی بقا کو دراز کرے مکتوب تھا۔ خلیفہ عبد الرحمن نے خط سنکر اشارہ کیا کہ خطبا (سپیکر یا لکچرار) اور شعرا حسب موقع مناسب اسپیچ دین اور قصائد پڑہین ولیعہد حکم نے فقیہہ محمد بن عبد البر کشینانی کو اس خدمت کے انجام دینے کو حکم دیا اگرچہ اسکو بہت کچہ دعوی اپنی قادر الکلامی کا تھا

"خود ایک سو بیضہ ہندیہ، پچاس خود خشبیہ (لکڑی والے) یہہ لکڑی فرانس کی شہور اور اعلی درجہ کی حاشانیہ سے کمین نفیس اور قیمتی تہی، تین سو فرانسیسی حربہ، ایک سو سلطانی ڈہالین وس جوشنین طلائی، پچیس طلائی سینگہین جو بھینس کی سینگ کی"

اور فی البدیہہ خطبہ دینے پر بہ نسبت اوروں کے بیحد مشاق تہا مگر دربار کی شان و شوکت اور خلیفہ ناصر کی سطوت و جبروت سے کہڑے ہوتے ہی بیہوش ہوکر گر پڑا تب ابو علی بغدادی اسماعیل بن قاسم قالی مولف امالی و نوادر کہڑا ہوا یہہ خلیفہ کے یہان وفد ہوکر عراق سے آیا ہوا تہا اور ولی عہد سلطنت کا منظور و مقبول تہا۔ حمد و نعت کے بعد یہہ بہی خاموش ہو رہا صورت سے معلوم ہوتا تہا کہ کسی فکر و اندیشہ مین مستغرق ہے ابن حبان وغیرہ نے ایسا ہی ذکر کیا ہے مورخ علامہ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ خطبہ دینے کے لئے ابو علی القالی پہلے سے اس خدمت پر مامور کیا گیا تہا۔ نفح الطیب مین لکہا ہوا ہے کہ جسوقت ابو علی سکوت کے عالم مین حمد و نعت پڑہکر کہڑا ہو گیا منذر بن سعید بلوطی جو زمرۂ فقہا مین حاضر دربار تہا خود بخود اوٹھہ کہڑا ہوا اور ایسی تقریر شروع کی کہ جو ابو علی کے کلام سے چسپان ہوگئی سامعین کو یہہ بہی معلوم نہوا کہ حمد و نعت کسی اور کی ہے اور تقریر کسی اور کی۔ خطبہ اور اشعار جو منذر نے اس موقع پر پڑہے تہے کتاب نفح الطیب جزو اول صفحہ ۲۳۸ و ۲۳۹ و ۲۴۰ مین موجود ہے فمن شاء الاطلاع علیہا فلیرجع الیہ۔

مورخین نے لکہا ہے کہ خلیفہ ناصر کے عہد حکومت مین دو کروڑ چون لاکہ اسی ہزار دینار (ایک دینار نو روپیہ کا تقریبًا ہوتا ہے) اندلس کے صوبجات و قصبات اور دیہات کا خراج تہا۔ بازار اور گذرون کی آمدنی سات لاکہ پینسٹھہ ہزار دینار تہی۔ باقی رہے اخماس غنائم (مال غنیمت کا پانچوان حصہ) یہہ خارج از شمار تہے اسکا احصا کسی دفتر سے نہین ہو سکتا

"بنائی گئین تھین"

خلیفہ ناصر کی وفات کے بعد جلالقہ کو ملک گیری کی طمع دامنگیر ہوئی فوجین آراستہ کرکے سرحد پر آپڑے خلیفہ حکم نے اس سے مطلع ہوکر بذاتہ اس مہم کے سر کرنے کو کوچ کیا اور اس شدت سے جلالقہ پر حملہ کیا کہ انکے دانت کھٹے ہوگئے۔ بوریا بندھنا

خلیفہ ناصر اس خراج کو تین حصون پر تقسیم کرتا تھا ایک ثلث آراستگی فوج اور درستی سامان جنگ پر صرف کرتا تھا اور ایک ثلث کو تعمیرات مین لگاتا تھا باقی رہا تیسرا ثلث وہ بیت المال مین جمع کیا جاتا تھا

بیان کیا جاتا ہے کہ بعد وفات خلیفہ ناصر کاغذات مین سے ایک قلمی یادداشت بخط خاص خلیفہ ناصر نکلی جسمین مرحوم خلیفہ نے وہ دن کمال احتیاط سے لکھے تھے جو اس کے پچاس سالہ حکومت مین انکار سے خالی تھے شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ اس طویل اور دراز زمانہ مین اسکو ایسے دن صرف چودہ (۱۴) نصیب ہوے۔

وقت وفات اسکی عمر تہتر برس کی تھی۔ چہرہ کا رنگ سفید چمکدار، حسین، اور عظیم الجثہ تھا۔ پنڈلیان پتلی اور چھوٹی۔ پیٹھ لمبی تھی۔ اہل اندلس کا بیان ہے کہ پہلا خلیفہ ہے جو بعد اپنے دادا کے سریر حکومت پر جلوہ افروز ہوا۔ ام ولد مرجانہ کے بطن سے تھا جن لوگون نے امیر المومنین کا خطاب اختیار کیا انمین سے کسی نے اسکے زمانہ خلافت کے برابر باستثنا مستنصر علوی والی مصر کے خلافت نہین کی گیارہ لڑکے وقت وفات اسکے موجود تھے ۲ ماہ رمضان المبارک ۳۵۰ھ مین وفات پائی افسوس ہے کہ اس کے جانشین پھر ایسی قابلیت کے نہ ہوے۔ مترجم ملخص از کتاب نفح الطیب جلد اول صفحہ ۲۲۷ لغایتہ ۲۴۷ و کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۱۱ و تاریخ اسپین انگریزی ۱۲

سے بہاں کے سرحد بلاد اسلامیہ سے کوچ کر گئے۔ مصالحت کا پیام دیا اور اپنے اس خیال خام سے باز آئے جسکو اونہوں نے خلیفہ ناصر کی وفات کر جانے سے اپنے دماغوں میں پکانا شروع کیا تہا بعد ازان اسکے آزاد غلام غالب[۱] نے بلاد جلیقیہ پر جہاد کی تیاری کی اور فوجین آراستہ کرکے دارالحرب مین داخل ہونے کی غرض سے شہر سالم کیطرف روانہ ہوا جلیقیہ نے بہی اس خبر سے مطلع ہوکے فوجین فراہم کین دونون فوجون کا ایک وادی مین مقابلہ ہوا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد عساکر اسلامیہ نے عیسائیون کو ہزیمت دی اور ان کے لشکرگاہ کو لوٹ کے فرولند قوس کے شہر پر چڑہ گئے اور اسکو بہی تاخت و تاراج کرکے مظفر و منصور مال غنیمت لئے ہوے مراجعت کی۔

اسی زمانہ مین شانجہ بن ردمیر بادشاہ لشکنس کو بدعہدی کا خیال پیدا ہوا اور خلاف عہدنامہ کے ممالک اسلامیہ کی جانب پیشقدمی شروع کی خلیفہ حکم نے یحییٰ بن محمد تجیبی والی سرقسطہ کو بسرکردگی افواج اسلامیہ اس مہم کے سر کرنے کو روانہ کیا بادشاہ جلالقہ شانجہ کی کمک پر آیا گھمسان لڑائی ہوئی کہیت یحییٰ کے ہاتہ رہا عیسائیونکو بہت بُری طور سے شکست ہوئی بہاگ کر توریہ مین انلوگون نے اپنی جان بچائی عساکر اسلامیہ نے جی کہولکر شانجہ کے مقبوضات کو تاخت و تاراج کیا اور بہت سا مال غنیمت لے کے مراجعت کی۔ انہین دنون ہذیل بن ہاشم اور غالب (موالئے حکم) باجازت خلیفہ حکم سرحدی مسیحی مقبوضات پر جہاد کرنے کو گئے اور کامیابی کے ساتہ واپس آئے ان واقعات سے حکم کے فتوحات کی تمام سرحدی ملکون مین دہوم مچگئی سرحدی اسلامی سپہ سالارون کے حوصلے بڑہ گئے ہر طرف سے فتحیابی اور کامیابی کی بشارتین آنے لگین۔ ان فتوحات مین سب سے بڑی اور نمایان فتح قلعہ مقبوضات

[۱] بلاد اسلامیہ کے سرحد کا سپہ سالار تہا۔

بشکنس کی فتح تھی جو غالب کے ہاتھ پر ہوئی خلیفہ حکم نے اسکو از سر نو تعمیر کرائی اور اپنی خاص توجہ اس کی جانب صرف کی بعد اسکے فتح قطبیہ کا سہرا قطبیہ کے سرزنیکا مشہور سپہ سالار وشقہ کے سر پر باندھا گیا۔ اسکے فتح ہونے سے بہت سامان و اسباب اور آلات حرب و محاصرہ اور غلہ کا بہت بڑا ذخیرہ ہاتھ لگا۔ اسکے مضافات سے گلے بکریاں، گھوڑیاں، کھانے پینے کی چیزیں اور قیدی جو عدو احصار سے باہر تھے عساکر اسلامیہ کے ہاتھ آئے پھر ۳۶۵ھ میں غالب سپہ سالار افواج اسلامی نے بلاد البتہ پر چڑھائی کی اس مہم مین یحییٰ بن محمد تجیبی اور قاسم بن مطرف بن ذی النون وغیرہما نامی نامی کار آزمودہ سپہ سالار بھی شریک تھے عساکر اسلامیہ نے پہلے قلعہ غرماج پر قبضہ حاصل کیا بعد ازان حریف کے بلاد مین تاخت و تاراج کرتے ہوئے گھس پڑے اور کامیابی کے ساتھ واپس آئے۔ اسی سنہ مین مجوسیون کی کشتیون کا بیڑا بحر کبیر کے ساحل سے آلگا اور انلوگون نے خشکی پر اوتر کر اشبونہ کے مضافات مین غارتگری اور لوٹ شروع کر دی۔ اہل اشبونہ مسلح ہو کر مقابلہ پر آئے اور مجوسیون سے لڑنے لگے گھبرا کر مجوسیون نے اپنی کشتیون کے جانب مراجعت کی۔ خلیفہ حکم کو اسکی خبر پہنچی تو اس بیدار مغز بادشاہ نے سپہ سالارون کو سواحل کی محافظت کی ہدایت اور تاکید کی اور عبد الرحمن بن رماحس امیر البحر کو حکم دیا کہ جسقدر جلد ممکن ہو جنگی کشتیون کا ایک بیڑا مجوسیون سے جنگ کرنے کو بھیجو۔ اس حکم کے صادر ہوتے ہی یہ اطلاع پہنچی کہ سواحل کے ہر طرف سے عساکر اسلامیہ نے یلغار کر کے مجوسیون کو انکی پیشقدمی کا مزا چکھا کے خائب و خاسر واپس کر دیا۔

بعد ان واقعات کے اردون بن اذفونش معزول شہزادہ جلالقہ دربار حکم مین حاضر ہوا اور بکمال عجز و الحاح یہ درخواست کی کہ مجھکو تخت حکومت پر بحال و قائم ہونے مین مدد دیجئے اردون کا چچازاد بھائی شانجہ بن رذمیر باعانت خلیفہ ناصر تخت

حکومت پر متمکن ہو گیا تھا اور عیسائیون نے اس کی اطاعت قبول کر لی تھی اسوقت اردون اپنے داماد فرولند حکمران قشتیلیہ کے پاس چلا گیا تھا بعد وفات خلیفہ ناصر اردون کو یہہ خیال پیدا ہوا کہ مبادا خلیفہ حکم بہی شانجہ کا معاون نہو جاسے جیسا کہ اسکا باپ خلیفہ ناصر اسکا معین ہوا تھا اس خیال کا پیدا ہونا تھا کہ سامان سفر درست کر کے بطور وفد خلیفہ حکم کی خدمت مین حاضر ہو کر پناہ گزین ہو گیا خلیفہ حکم نے اس سے ملاقات کرنے کا ایک دن خاص مقرر کیا اور جیسا کہ اسکے پہلے سفراء سلاطین کے آنے پر دربار سجایا گیا تھا اردون کے آنے پر بہی ایوان خلافت آراستہ کیا گیا ابن حیان نے اس آراستگی واہتمام کو اسیطرح بیان کیا ہے جس طرح کہ پہلے دربار کا حال تحریر کیا ہے۔ الغرض خلیفہ حکم کی خدمتمین اردون باریاب ہوا خلیفہ حکم نے اسکو بیٹھنے کی اجازت دی اسکے دشمن کے مقابلہ مین اسکی امداد کا وعدہ کیا اور چونکہ اردون خود دربار شاہی مین حاضر ہوا تھا اسوجہ سے خلعت عنایت کی بعدہ اسلام کے موالات اور فرولند قومس سے قطع تعلق کر لینے کے شرط پر عہد نامہ لکھا گیا خلیفہ حکم نے توثیق عہد و قرار کی غرض سے اردون کے ہاتھہ پر ہاتھہ مارا اور اردون نے اپنے بیٹے غرسیہ کو مزید اطمینان کے لئے دربار خلافت مین محبوس کر دیا چنانچہ تکمیل عہدنامہ کے بعد صلے اور جائزے اردون کو اور اسکے ہمراہیون کو مرحمت ہوئے بوقت مراجعت ان لوگون کے ہمراہ قرطبہ کے چند ذمی مسیحی امراء اور ولید بن مغیث قاضی، اصبغ بن عبداللہ بن جاثلیق اور عبداللہ بن قاسم مطران وغیرہم بہیجے گئے تاکہ اردون کے ملک مین پہنچکے اسکے تخت نشینی کے رسم مین شریک ہون اور اسکے رہین کو قرطبہ لے آئین یہہ واقعہ ۳۵۱ھ کا ہے۔

انہین دنون اردون کے ابن عم شانجہ بن ردمیر نے پہر اہل جلیقہ وسمورہ کے

سرداروں اور مسیحی علماء کو بطور وفد دربار شاہی مین اظہار اطاعت اور شاہنشاہی اقتدار تسلیم کرنے کی غرض سے روانہ کیا اور یہہ امید ظاہر کی کہ جس طرح آپ کے بزرگ باپ خلیفہ ناصر نے مجھے تخت حکومت پر متمکن فرمایا تھا اسیطرح آپ بھی مجھے بحال وقائم رکھے خلیفہ حکم نے انلوگون کے عہد و اقرار کو بچند شرائط قبول و منظور فرمایا ازانجملہ اون قلعات اور برجون کا منہدم کرنا تھا جو ممالک اسلامیہ کے سرحد پر بنالئے گئے تھے۔ بعد اسکے پریزیڈنٹ فرانس کیطرف سے مراسم اتحاد قائم رکھنے کی سفارت آئی۔ اسی وقت ملوک برشلونہ اور طرکونہ بھی سفارتین اظہار خلوص کی غرض سے بھیجین اور یہہ درخواست کی کہ دونون سلطنتون مین جیسا کہ اس سے پیشتر عہد و اقرار تھا وہی قائم و بحال رکھا جاے سفارت کے ساتھہ ان دونون بادشاہون نے کچھہ تحفے بھی بھیجا تھا وہو ہذا "حلقالیہ کے خواجہ سراؤن کے لڑکے بیس نفر بیس قنطار[۱] سمور کا اُدن" "پانچ قنطار قصدیر[۲]، دس صقلبی زرہین اور دو سو فرانسیسی تلوارین"

خلیفہ حکم نے ان لوگون کے تحائف کو قبول فرمایا اور ان شرایط سے مصالحت کرلی کہ یہہ دونون ان قلعات کو منہدم و مسمار کرادین جو حدود ممالک اسلامیہ کے قریب واقع ہین اور یہہ دونون آیندہ اپنے کسی ہم مذہب کی مدد خلافت مآب کے خلاف نکرین اور آیندہ عیسائیون کو مسلمان تاجرون کی مزاحمت اور ایذا رسانی سے روک دین۔

بعد ازان غرسیہ بن شانجہ بادشاہ بشکنش کے سفراء اور روساء و علمائے نصاریٰ کے ایک گروہ کے ساتھہ دربار حکم مین حاضر ہوئے اور مصالحت کی درخواست پیش کی اگرچہ اسنے سفارت کے بھیجنے اور مصالحت کی درخواست کرنے مین توقف کیا تھا مگر

۱؎ ایک قنطار سو رطل کا ہوتا ہے اور ایک رطل برابر ہوتا ہے ۳۲ تولہ کے۔ ۲؎ قصدیر یا قزدیر ایک معدنی جسم ہے

خلیفہ حکم نے اپنی فیاضی اور عام اخلاق سے اسکو محروم نرکھا اسکی بھی درخواست منظور فرمائی۔ چنانچہ سفرار بادشاہ قشتالنس نے کامیابی کے ساتھہ مراجعت کی۔

سنہ ... مین مادر لنزریق بن بلاکش سردار مغربی جلیقہ جو سبھون مین سربراوردہ اور ممتاز تھا دارالخلافت قرطبہ مین خلیفہ حکم کی خدمت مین آئی خلیفہ حکم نے اسکی بڑی خاطر و مدارات کی ارکین دولت کو اسکے استقبال کا حکم دیا اور اس سے ملنے کا ایک خاص دن مقرر کیا جسمین تمام شاہی محل اور دربار آراستہ کیا گیا چنانچہ مادر لنزریق نے حاضر ہوکر مصالحت و مراسم اتحاد قائم رکھنے کی درخواست پیش کی خلیفہ حکم نے اسکی خواہش اور استدعا کے مطابق اسکے بیٹے کیلئے عہدنامہ صلح لکھدیا اور اسکو بہت سا مال زر عطا کیا جو اسکے ہمراہی وفود مین تقسیم کر دیا گیا علاوہ اسکے ایک خچر سواری کے لئے مرحمت ہوا جسکی زین اور لگام مطلا تھی اور جھول دیبا کی تھی بعد اسکے حکم سے ارکین دولت نے اس سے بازدید کی ملاقات کی مشایعت کی غرض سے قرطبہ کے باہر تک آئے اور کافی طور سے سامان سفر جائزے، خلعتین، اور صلے خلیفہ حکم کیطرف سے دیئے گئے۔

ان واقعات کے بعد خلیفہ حکم کی فوجین حدود المغرب الاقصیٰ اور المغرب الاوسط کیجانب بڑہین اور ملوک زناتہ، مغراوہ اور مکناسہ کو خلیفہ حکم کے شہنشاہی اقتدار کے تسلیم کرنے کا پیام دیا ان لوگون نے بطیب خاطر اپنے کو خلیفہ حکم کے ظل حمایت مین داخل کرکے اسکے اقتدار شاہی کو تسلیم کرلیا اور اسکے نام کا خطبہ اپنے یہان کے جامع مساجد مین پڑہنے لگے۔ اسی وجہ سے دعوت حکومت شیعہ کو ان لوگون مین مزاحمت کی نوبت آئی۔

انکے ملوک مین سے بنی آل خزر اور بنی ابی العافیہ بطور وفد کے دربار حکم مین حاضر ہوے تھے چنانچہ خلیفہ حکم نے ان لوگون کو معقول صلے عنایت کئے۔ توقیر سے

ٹھہرایا اور نہایت عزت سے واپس کیا اور ان کے ملوک مین سے بنی ادریس
کو سرحد پر سرسبز و شاداب مقام پر ٹھہرایا پھر براہ دریا ان کو قرطبہ سے لے آیا
اور جلا وطن کر کے اسکندریہ کیجانب روانہ کر دیا جیسا کہ آیندہ ہم اسکو
تحریر کرینگے۔

خلیفہ حکم علوم اور فنون کا شیدائی' اہل علم و فضل کا قدردان اور عزت کرنے والا
ہر قسم کی کتابون کا اس درجہ شایق اور جامع تہا کہ اس سے پیشتر کے ملوک اندلس نے
اسقدر کتابین نہین جمع کی تہین۔

ابن حزم کہتا ہے کہ مجہے خواجہ سرا تلید نے جو کتب خانہ واقعہ مکان بنی مروان کا
داروغہ تہا اطلاع دی ہے کہ حکم کے شاہی کتب خانہ مین صرف دوادین کی چوالیس جلدین
فہرست کی تہین ہر فہرست مین بیس بیس اوراق تہے جسمین سوائے اسمار دوادین
کے اور کتابون کے اسمار نہ تہے۔ حکم نے علم اور فضل کا دارالحکومت قرطبہ مین بازار
لگا دیا تہا دور و دراز ملکون سے اہل علم و فضل اسکی کشش مقناطیسی سے کہنچے آتے
تہے۔ ابو علی القالی مولف کتاب الامالی بغداد جیسے اسلامی دارالسلطنت سے قرطبہ
چلا آیا۔ خلیفہ حکم نے اس کی بیحد عزت اور قدر افزائی کی اہل اندلس نے اسکی علم سے
فائدہ اوٹہایا براہ قدر افزائی خلیفہ حکم نے اسکو اپنے مخصوص مشیرون مین داخل کر لیا
اور اسکے علم سے مستفاد ہوا۔ نادر نایاب اور نئی کتابون کے بہم پہونچانے کے لئے
تمام عالم مین معتبر معتبر آدمیون اور تجار کو روانہ کیا کہ جسقدر نادر کتابین دستیاب ہون
زر کثیر ان کی خریداری مین صرف کر کے انکو حاصل کر لین اور قرطبہ بہیجدین۔ جہان
کہین سن پاتا کہ فلان شخص نے فلان کتاب تصنیف کی ہے فوراً اس سے قبل اشاعت
اس کتاب کو خرید کر کے اپنے کتب خانہ مین داخل کر لیتا تہا چنانچہ ابوالفرج اصفہانی
مصنف کتاب الاغانی کے ساتہہ یہی معاملہ پیش آیا ابوالفرج خاندان بنی امیہ سے تہا

حکم نے ایکہزار دینار سرخ اسکے پاس بھیجدیئے اور ایک نسخہ کتاب مذکور کا عراق مین شایع ہونے سے پیشتر منگوا کر اپنے کتب خانہ مین رکھ لیا۔ ایسا ہی واقعہ قاضی ابوبکر ابہری مالکی کے ساتھہ پیش آیا تھا جبکہ اسنے مختصر ابن عبد الحکیم کی شرح لکھی تھی۔ بڑے بڑے خوشنویسون اور خطاط اور عمدہ عمدہ جلد ساز ونکا دار الخلافت قرطبہ مین جگھٹا رہتا تھا۔ اور جو کتاب بقیمت نہ مل سکتی تھی تو اوسکی نقل کریجاتی تھی غرض اندلس مین اسقدر ذخیرہ کتابون کا فراہم ہو گیا تھا کہ خلیفہ حکم سے پہلے اور نہ اسکے بعد نہین جمع ہوا البتہ خلیفہ ناصر عباسی ابن مستضی تاجدار سلطنت بغداد نے ایسا ہی ذخیرہ کتابون کا جمع کیا تھا۔ اس زمانہ سے یہ کتابین برابر محلسرای شاہی قرطبہ مین رہین تا آنکہ زمانہ محاصرہ بربر مین بہ اجازت وحکم واضح حاجب اکثر کتابین فروخت کرڈالی گئین واضح حاجب منصور بن ابی عامر کے خدام سے تھا۔ باقی کتابین جسوقت بربر نے قرطبہ مین قدم رکھا اور بزور تیغ اسپر قابض ہوئے لٹ گئین جیساکہ آیندہ ہم تحریر کرینگے۔

خلیفہ حکم کے عہد حکومت مین اس کی فوجین بلاد سرحدی المغرب الاقصے اور المغرب الاوسط کو برابر پائمال اور تاخت وتاراج کرتی رہین۔ ملوک زناتہ، مغراوہ، اور مکناسہ نے نہایت خوشی سے اسکی حکومت اور شاہی اقتدار کو تسلیم کیا اور اسکے نام کا خطبہ اپنے ہان کے ممبرون اور مسجدون مین پڑھا اور اسی ذریعہ سے ان لوگون نے دعوت حکومت شیعہ سے جو کہ ان دنون ان کے گرد ونواح مین پھیلی ہوئی تھی تزاحم کیا۔ ان کے ملوک وسلاطین آل خزر اور بنی ابی العافیہ بطور وفد خلیفہ حکم کے دربار مین حاضر آئے خلیفہ حکم نے ان لوگون کی وفد کی بے حد عزت کی اور معقول جائزے عنایت کیئے۔

ہشام مؤید کی حکومت

بعد اسکے خلیفہ حکم المستنصر باللہ اموی تاجدار اندلس مرض فالج مین مبتلا ہوا رفتہ رفتہ مرض نے اسقدر ترقی کی کہ صاحب فراش ہوگیا اور سولہ برس حکومت کرکے گوشہ قبر مین جا چھپا بعد اسکے ہشام اسکے بیٹے نے

۱؎ خلیفہ حکم کی سوانح پر نظر ڈالنے سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ مستنصر اگرچہ اس شان و شوکت اور رعب داب کا حکمران نہ تہا جیسا کہ اس باپ کا خلیفہ ناصر تہا مگر پہر بہی مستنصر کے جلال سے یورپ کے سلاطین مرعوب ہورہے تہے - اور اس سے مراسم اتحاد قائم رکہنے کو باعث فخر و عزت سمجہتے تہے۔

خلیفہ مستنصر نے اپنے باپ کے انتقال کے دوسرے دن یوم پنجشنبہ کو سریر حکومت پر قدم رکہا اور تمام ملک مین اپنی بادشاہی و تخت نشینی کے فرامین اور خطوط روانہ کئے - عنان حکومت اپنے ہاتہہ مین لیتے ہی نظام حکومت کے درست کرنے شیرازہ سلطنت کو مستحکم و مضبوط بنانے، تعمیرات عامہ اور ترتیب افواج کیجانب توجہ کی -

ناصر کی وفات اور مستنصر کی تخت نشینی سے سرحدی عیسائی سلاطین اور امرا نے ممالک اسلامیہ کیطرف پیشقدمی شروع کی اور یہہ خیال کرکے کہ خلیفہ ناصر تو انتقال ہو ہی چکا ہے اور اسکا جانشین محض کتابی کیڑا ہے عہد شکنی پر آمادہ ہوگئے۔ خلیفہ مستنصر نے انکے مقابلہ پر فوجین بہیجین ان فوجون کی سپہ سالاری کبہی تو وہ خود کرتا تہا اور گاہے گاہے اپنے نامور سورما اور جنگ آزما امرا و وزرا کو امیر لشکر مقرر کرکے روانہ کرتا تہا اور اس فوج کشی مین کامیابیان حاصل کرتا تہا - انگریزی مورخین کا یہہ خیال ہے کہ خلیفہ مستنصر کتابی کیڑا تہا اور اسکو مخالفین کے مقابلہ پر خلیفہ اعظم عبد الرحمٰن ثالث الناصر الدین اللہ کا بیٹا ہونا فتحیاب کرتا تہا کیونکہ مخالفین کے دلون پر اسکے باپ کے رعب و داب کا سکہ بیٹہا ہوا تہا - اگر انکا یہہ خیال صحیح تسلیم کرلیا جاسکے تو کسی طرح یہ نہین سمجہہ مین آتا کہ سرحدی عیسائیونکو عہد شکنی پر تحریک کون کرتا تہا اصل حقیقت یہ ہے کہ ان احسان فراموشونکو خلیفہ ناصر کی کفش برداری اور قتل و غارتگری

سریر خلافت پر قدم رکھا یہہ اسوقت کم سن تہا قریب بلوغ پہنچ گیا تہا - خلیفہ حکم نے اسکے وزارت پر محمد بن ابی عامر کو تعین کیا تہا - محمد بن ابی عامر پہلے دفتر قضا میں ملازم تہا

بقیہ نوٹ بہول گئی تہی اور اس اتفاقی تبدیلی حکومت سے انہون نے فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کی مگر ناکامیاب رہے اور اس کا ضروری نتیجہ یہہ ہوا کہ سبہون نے حاضر ہوکر پہر مصالحت کی درخواست کی اور اس کے شاہی اقتدار کو تسلیم کیا - جیسا کہ تم اصل ترجمہ تاریخ میں ابہی پڑہہ چکے ہو -

آخری ماہ صفر ۳۵۱ھ میں اردون اور ڈونو بن انفونش معہ اپنے بیس مصاحبون کے بطور وفد ملک اندلس میں داخل ہوا - غالب ناصری اسکو اپنے ہمراہ لئے ہوئے قرطبہ کیجانب روانہ ہوا اثناء راہ میں محمد و زیاد پسران افلح ناصری عظیم فوج لئے ہوئے ملے اگلے دن یہہ دونون معہ اردون کے قرطبہ کیطرف روانہ ہوئے خلیفہ مستنصر نے اس سے مطلع ہوکر ہشام مصحفی کو بہت بڑی فوج باضابطہ کے ساتھہ اردون کے استقبال کا حکم دیا چنانچہ غالب، محمد، زیاد اور ہشام مصحفی اردون کو معہ اسکے بیس ہمراہیون کے قرطبہ کے شہر پناہ کے اندر داخل ہوئے اردون نے مابین باب سدہ و باب جنان پہنچکے دریافت کیا "مرحوم خلیفہ ناصر کس جگہہ مدفون ہوئے ہین" اشارہ سے تبلایا گیا کہ قصر خلافت کے اس حصہ میں مدفون ہین - اردون نے سنتے ہی سر سے ٹوپی اوتار لی مکان قبر کے طرف ذرا جہکا اور دعا کی بعد ازان سر پر پہر ٹوپی رکھہ لی - خلیفہ مستنصر نے دار ناعورہ مین ٹہرانے کا حکم دیا - اس مکان کو پہلے ہی سے فرش فروش اور فرنیچر سے آراستہ کر رکہا تہا - چنانچہ کمال عزت و احترام سے اردون اس مکان مین ٹھرایا گیا - پنجشنبہ اور جمعہ دو دن بغرض آسائش مقیم رہا تیسرے روز یوم شنبہ کو خلیفہ مستنصر نے اردون کو دربار مین حاضر ہونیکی اجازت دی - جس طرح خلیفہ ناصر نے سفراء سلاطین کے حاضر ہونے پر دربار کو آراستہ کیا اور سجایا تہا اسیطرح خلیفہ مستنصر نے دربار کے آرایش مین اپنی توجہ صرف کی - قصر الزہراء کے مجلس شرقی مین تخت رکہا گیا اخوان الریاست اور انکے بیٹے بعدہ وزراء اور انکے بیٹے پہر

خلیفہ حکم نے اسکی ملازمت کو محکمہ وزارت مین تبدیل کر لیا رفتہ رفتہ کل امور کا انصرام و اسکے سپرد کر دیا گیا آدمی ہوشیار کفایت شعار تھا مستقل طور سے وزارت کا کام کرنے لگا اور خلیفہ حکم کی آنکھون مین بہی عزیز اور موقر ہو گیا۔ پس جب خلیفہ حکم نے

(بقیہ نوٹ) قاضی منذر بن سعید، حکام، فقہا ترتیب وار علے قدر مراتب اپنے اپنے جگہ اپنے بیٹھے باڈی گارڈ کا رسالہ اور فوج نظام دو رویہ صف بستہ کھڑی ہوئی۔ محمد بن قاسم بن طملس بادشاہ اردون کو لئے ہوئے قصر الزہرا مین داخل ہوا۔ اندلس کے ذی عیسائی روسا کا ایک گروہ بہی انکے ہمراہ تہا۔ انہین لوگون مین ولید بن خیزران قاضی نصاریٰ قرطبہ اور عبید اللہ بن قاسم مطران طلیطلہ وغیرہما بہی تھے۔ اردون دونون صفون کے درمیان ہو کر گذرا۔ صفوف کی ترتیب، زرق برق وردیان، ہتہیارون کے چمک دمک اور کثرت فوج سے ایسا متحیر ہو گیا کہ آنکھین اوپر نہین اوٹھ سکتی تہین رفتہ رفتہ باب الاقباء تک پہنچا جو قصر الزہرا کا پہیلا دروازہ تہا۔ جو امرا و اراکین اردون کو لانے گئے تھے سواریون سے اوتر پڑے بادشاہ اردون اور اسکے خاص خاص سردار سواری ہی پر رہے تا آنکہ باب السدہ پر پہنچے اسوقت اردون کے سردارون کو پیادہ پا چلنے کا شاہی ملازمین نے اشارہ کیا پس وہ سب کے سب پیادہ پا ہو گئے صرف اردون اپنے گہوڑے پر سوار رہا محمد بن قاسم بن طملس کے ہمراہ چلا جا رہا تہا۔ باڈی گارڈ کے مکان مین پہنچکے نفیسہ دالانون مین سے بیچ کے ہال مین اوتار اگیا وسط ہال مین ایک سنگی چبوترہ تہا جسپر کرسی نقرئی رکہی تہی اردون اوس کرسی پر بیٹھ گیا۔ اسکے ہمراہی بہی اسکے گرد و پیش بیٹھ گئے۔ یہ وہی مکان تہا جہان پر اس سے پہلے اسکا رقیب سلطنت شانجہ بن ردمیر جبکہ وہ بطور وفد خلیفہ ناصر کے دربار مین حاضر ہوا تہا بٹھلایا گیا تہا تہوڑی دیر کے بعد خلافت مآب کے پیش گاہ سے اردون کی حاضری کی اجازت ہوئی اردون بہ ادب تمام خاص دربار کے کمرہ کی طرف چلا اسکے پیچھے پیچھے اسکے

اپنا سفر دنیا تمام کیا اور ہشام کی حکومت کی بیعت لی گئی اور المؤید کا مبارک خطاب قبول کیا
اسوقت محمد بن ابی عامر نے خلیفہ حکم کے بہائی کو جو کہ دعویدار خلافت و امارت تہا طرح طرح کی
چالون سے قتل کیا بعدہٗ جعفر بن عثمان مصحفی (خلیفہ حکم کے حاجب) غالب والی مدینہ سالم (مدینہ ناسلی)

کل ہمراہی آہستہ آہستہ چلے جون ہی اس صحن مین پہنچا جو کہ مجلس شرقی کے مقابل تہا جہانکہ شاہی تخت رکہا ہوا تہا اور خلیفہ مستنصر رونق افروز تہا اردون کہڑا ہو گیا اور سر سے ٹوپی اوتار لی اور گہٹنون کے بل دونون صفون کے درمیان جو کہ دو رویہ صحن مین تہین چلنے لگا یہانتک کہ صحن کو طے کر کے اس ہال کمرہ کے دروازہ پر پہنچا جسمین شاہی تخت رکہا ہوا تہا بے تامل سجدہ مین گر پڑا پہر سر اوٹھایا اور چند قدم چلکے پہر سجدہ کیا مکرر سہ کرر سجدے کرتا ہوا قریب سریر خلافت پہنچا خلیفہ مستنصر نے ہاتہ بڑہایا اردون دست بوسی کر کے اولٹے پاؤن لوٹ کر اس گدیلے پر آیا جو سریر خلافت سے دس گز کے فاصلہ پر بچہا ہوا تہا یہہ گدا دیبا کا تہا سنہرے کام سے بالکل لپا ہوا تہا اردون خلافت مآب کے اشارہ پر اس گدے پر بیٹھ گیا بعد ازان اسکے اور ہمراہیون نے اسیطرح خلافت مآب کی دست بوسی کی اور اولٹے پاؤن لوٹ کر اردون کے پیچہے آکر دست بستہ کہڑے ہو گئے ولید بن خیزران قاضی نصارائے قرطبہ کو ترجمان کی خدمت کے انجام دینے کا اشارہ ہوا تہوڑی دیر کے بعد جب اردون کے چہرہ سے شاہی اجلال سے مرعوب ہونے کا اثر کم ہوا تو خلیفہ مستنصر نے ارشاد کیا "ہمکو تمہارے آنے سے بہت بڑی مسرت ہوئی تمہارے اقبالمندی کی قوی دلیل یہہ ہے کہ تمہارے نسبت ہمارے خیالات نہایت اچہے ہین اور ہم تمہاری امید سے زیادہ تمہارے مقصد برآری مین مدد کرینگے" اردون کا چہرہ ان فقرون کے سننے سے فرط مسرت سے چمکنے لگا جوش مین آکے فرش کو چوم لیا جو شاہی تخت کے نیچے بچہا ہوا تہا اور کمال عجز و الحاح سے عرض پرداز ہوا "مین امیر المؤمنین کا غلام ہون اور امیر المؤمنین کے فضل و احسانات سے امید رکہتا ہون کہ جہان پر

خواجہ سرایان محلسرا شاہی اور انکے سرداروں فائق اور جو ذر سے سازش کی اور اس معاملہ مین ان لوگون کو شریک کر کے مغیرہ کو قتل کیا اور کامیابی کے ساتھہ ہشام کی خلافت و امارت کی بعیت لی

بقیہ نوٹ ۔ اور جس خدمت پر امیر المومنین اپنے احسانات و افضال سے اس بندہ درگاہ کو مامور کرینگے نہایت سچائی اور ارادتمندی سے اس خدمت کو انجام دیگا" خلیفہ مستنصر نے جواب دیا "تم ہمارے خیال کے نزدیک اس مرتبہ و عزت کے لائق ہو جس پر ہماری عنایات مبذول ہو سکتی ہے عنقریب ہمارے احسانات اور افضال تمپر اس قدر ہونگے کہ تمہارے اہل ملت اور اہل خاندان تم پر رشک کرینگے اور تم دیکھہ لوگے کہ ہمارے ظل عاطفت مین آجانے سے اکس قدر آرام اور آسایش پاؤگے" اردون یہ سنکر فرط مسرت سے سجدہ مین گر پڑا تھوڑی دیر کے بعد سر اوٹھا کے گذارش کی کہ چنانچہ میرا چچازاد بھائی خلیفہ سابق کی خدمت فریادی بنکر حاضر ہوا تھا اسکی بڑی عزت افزائی ہوئی تھی وہ حقیقت مین مضطر ہو کر حاضر ہوا تھا اسکو اسکی رعیت نے بوجہ ظلم و بد اخلاقی معزول کر دیا تھا اور بجائے اسکے مجھے سرداری کے لیے منتخب کیا تھا حالانکہ مین نے اسکی کوئی کوشش نہین کی تھی چنانچہ مین نے اوسکو سریر حکومت سے اوتار دیا اور وہ مضطربانہ بحال پریشان مرحوم خلیفہ کی خدمت مین حاضر ہوا مرحوم خلیفہ نے اسکی عزت و توقیر کی اور اسکی خواہش کے مطابق اسکی مدد کی مگر اس نے اپنے منصبی فرائض نہ ادا کئے اور نہ احسانات شاہی کا شکریہ ادا کیا اور نہ اون حقوق کی نگہداشت کی جو اسپر مرحوم خلیفہ اور بعدہ امیر المومنین کے تھے۔ یہہ ارادتمند بلا کسی ضرورت اور حاجت کے در دولت کی آستانبوسی کو حاضر ہوا ہے محض شاہی عنایت کا امیدوار اور خلافت پناہی کے لطف و کرم کا خواستگار ہے ۔ اس وقت تک میری جانب سے میری رعایا کے خیالات

حالات منصور بن ابی عامر

محمد بن ابی عامر کے اختیارات جو کہ ہشام کی کم سنی کیوجہ سے امور سیاسی مین پیش پیش ہو رہا تہا اور سلطنت و دولت کے سیاہ و سفید کرنے کا مختار ہو گیا تہا بعد وفات خلیفہ حکم بیحد بڑہ گئے۔ اہل دولت ارکین سلطنت کے ساتھ چالین چلنے لگا ایک کو دوسرے سے لڑا دیا۔ بعض کو بعض کے ذریعہ سے قتل کرایا۔

(بقیہ نوٹ) نیک ہین اور وہ بدل وجان میری حکومت کے خواہان ہین " خلیفہ مستنصر نے ارشاد کیا "ہمنے تمہارے کلام کو سمجہا عنقریب تم ہمارے احسانات اور عنایات کا دوچند اس سے ثمرہ حاصل کروگے جس قدر کہ ہمارے نامور باپ نے تمہارے ہمچشم پر کئے تہے اگرچہ اسکو فضیلت سبقت کی حاصل ہے مگر یہ فضیلت ایسی نہین ہے کہ تمہارے کسی قسم کے حقوق نظر انداز کئے جائین انشا اللہ تعالے تم ہمارے حضور سے محسود اور مغبوط اپنے ملک واپس جاوگے ہم تمہارے ملک تمہاری حکومت کی بنیاد مستحکم کر دینگے جو لوگ تمہاری مخالفت کرینگے ہم انکو اس مخالفت کا مزہ چکہا دینگے ہم اپنے احسان اور فضل عام سے تمکو اسی رتبہ پر پہنچا دینگے جسپر کہ تم پہلے تہے اور جو بلاد تم سے چہین کئے گئے ہین ہم اسکو پہر تمکو واپس دلائینگے۔ بوقت مراجعت اسی مضمون کا فرمان لکہکر ہم تم کو عطا کرینگے تاکہ وہ تمہارے اور تمہارے چچا زاد بہائی کے حقوق کی نگہداشت اور تمہارے تقرری پر دلالت کرے۔ انشاء اللہ تعالے ہم تمکو تمہاری امید سے زیادہ اپنی عنایتون سے محظوظ اور مسرور کرین گے واللہ علے مانقول وکیل " اردون نے یہ سنکر شکرانہ کا دوبارہ سجدہ کیا اور اجازت حاصل کرکے اولٹے پاؤن دربار سے لوٹا تاکہ خلافت مآب کی طرف واپسی مین پیٹھ نہو۔ دوخواجہ سرا اردون کے دونون بازو پکڑکے مجلس غربی کے صحن مین لائے اب اس وقت اردون کے ہوش وحواس درست ہوگئے تہے آنکہین اٹہاکے پہر مجلس شرقی

منصور بن ابی عامر قبیلہ یمنیہ خاندان معافر سے تہا اسکا نام محمد تہا عبد اللہ
بن ابی عامر بن محمد بن عبد اللہ بن عامر محمد بن ولید بن یزید بن عبد الملک معافری
کا بیٹا تہا عبد الملک معافری (منصور کا جد اعلیٰ) طارق فاتح اندلس کے ہمراہ

(بقیہ نوٹ) کی طرف دیکھا تو تخت شاہی کو خالی پایا - شاہی تخت کی طرف سجدہ کیا بعد ازان وہی دونوں خواجہ سرا اردون کو اس ہال کمرہ مین لائے جو مجلس غربی سے ملا ہوا تہا اور اسکو ایک مخملی گدے پر جسپہ طلائی کام بنا ہوا تہا بٹہایا اتنے مین جعفر حاجب (لارڈ چمبرلین) آپہونچا اردون دیکہہ کر اوٹہہ کہڑا ہو ابراہ عجز و الحاج دست بوسی کو بڑہا جعفر نے دست بوسی سے روک کر معانقہ کیا اور اسکے پاس بیٹہکر باتین کرنے لگا اور اسکو خلافت مآب کے ایفار وعدہ کا اچھی طرح سے یقین دلایا اس سے اردون کی مسرت اور خوشی دوچند ہوگئی - بعد ازان حاجب نے اردون اور اس کے کل ہمراہیون کو علے قدر مراتب خلعتین دین - چنانچہ اردون کامیابی کے ساتھہ اپنے ملک واپس گیا -
اس موقع پر بہی اہل علم نے خطبہ دیئے شعرا نے قصائد پڑہے - تمام دار الخلافت قرطبہ مین مسرت کا اظہار کیا گیا - (دیکھو المقاری مطبوعہ لندن جلد اول صفحات ۲۵۰ لغایت ۲۵۶)
مورخین لکھتے ہین کہ خلیفہ مستنصر کثیر الاخلاق نفیس مزاج، عالم، علم علوم و فنون کا شایق علمار اور اہل ہنر کا قدردان جو لوگ اس سے ملنے آتے تہے - ان کے کمال عزت کرتا تہا - کتابون کے جمع کرنے کا بیحد شوق تہا - اس کے کتب خانہ مین چار لاکہہ جلدین مختلف علوم و فنون کی تہین - ابن فرضی اور ابن بشکوال تحریر کرتے ہین کہ خلیفہ مستنصر کے کتب خانہ مین کم ایسی کتابین تہین جسپر اس نے حاشیہ یا نوٹ نہ لکہا ہو - کم از کم اس نے ہر کتاب پر اس قدر تو ضرور لکہہ دیا تہا کہ یہ کتاب فلان فن کی ہے فلان شخص اسکا مولف ہے مولف کا جاے ولادت اگر مر چکا ہے تو تاریخ وفات بہی لکہدیتا تہا - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ مستنصر محض کتابون کے جمع کرنیکا شایق اور کتابی کیسڑا نہ تہا

اندلس آیا تھا - فتح اندلس مین اس نے بہت بڑا حصہ لیا تھا اور بڑے بڑے نمایان کام کئے تھے منصور ابن ابی عامر بھی بہت بڑا با اقبال شخص تھا ایک چھوٹے عہدہ سے وزارت کے مرتبہ تک پہونچا خلیفہ حکم جیسے شخص نے اپنے بیٹے ہشام کو قلمدان وزارت اسکے سپرد کیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آے ہین -

خلیفہ حکم کے انتقال کرجانے پر خلیفہ ہشام نے محمد ابن ابی عامر کو حجابت کا عہدہ عنایت کیا - محمد نے اپنی مدبرانہ چالون اور حکمت عملیون سے خلیفہ ہشام کو ایسا کچھ دبا لیا کہ وزیر حرم کو بھی باریاب ہونا دشوار ہو گیا - شاذ و نادر ایسے ایام ان لوگون کو اتفاق سے نصیب ہوتے تھے کہ جن مین یہہ لوگ دربار شاہی مین حاضر ہوکر سلام کرتے اور پھر اولٹے پاؤن واپس آتے تھے شاہی فوج کی تنخواہون مین معقول اضافہ کیا - علمار کے مراتب بڑہاے اہل علم کی قدر افزائی کی - اہل بدعات کا قلع و قمع کیا - نہایت دانشمند صائب الراے - شجاع - فنون جنگ سے واقف اور مذہب کا سچا

بقیہ نوٹ - بلکہ اسکا وقت کتب بینی مین ہی صرف ہوتا تھا افسوس ہے کہ مستنصر کی اس قدردانی علوم و فنون سے غیر قومین برابر حسد و رشک عیب کی نگاہون سے دیکھتی ہین سچ ہے کہ عیب نماید ہنرش در نظر یہہ تھے سلاطین اندلس جنکے آگے بادشاہان یورپ زانوے ادب تہ کرتے تھے اور اپنی نزاعون اور قضایا او خصومتون کو فیصل کرنے کی غرض سے ان کے حضور مین بہ کمال ادب پیش کرتے تھے اور اسکو باعث فخر سمجھتے تھے مگر افسوس ہے کہ ان مین خلاف شریعت کا رواج چل نکلا تھا جسکا احساس ان کو نہین ہوا اور آخر مین یہی باعث زوال سلطنت ہوا والبقاء لله وحده - مرحوم نے قصر قرطبہ مین دوسری صفر ۳۶۶ھ کو سولہ سال حکومت کرکے بعارضہ فالج انتقال کیا

پابند تھا اراکین دولت اور روسا سلطنت مین سے جن لوگون نے اسکی مخالفت اور اسکے کامون مین مزاحمت کی ان لوگون مین سے کسیکو بحکمت عملی معزول کیا کسیکا ورجہ توڑدیا اور کسیکو کسی کے ذریعہ سے قتل کرادیا یہہ کل امور خلیفہ ہشام کے حکم اور شاہی فرمان کے ذریعہ سے سرانجام پاتے تھے۔ رفتہ رفتہ محمد بن ابی عامر نے اپنے کل مخالفون کا استیصال کردیا انکی جماعت کو منتشر کردیا۔ سب کے پہلے قصر خلافت کے مقالبہ خدام خواجہ سرایان کے نکالنے کی فکر کی چنانچہ حاجب مصحفی کو ان کے نکالنے اور بارگاہ خلافت سے مردود کرنے پر اُبھار دیا حاجب مصحفی نے ان لوگون کو ذلیل کرکے قصر خلافت سے نکالدیا یہہ لوگ تعداد مین آٹھ سو یا اس سے زاید تھے۔ بعد اس کے محمد بن ابی عامر نے غالب (حکم کے مولی اور سپہ سالار افواج سرحدی) کی بیٹی سے عقد کرلیا اور حد درجہ کی اسکی اطاعت اور فرمانبرداری کرتا رہا اسکے ذریعہ سے اس نے مصحفی کے اقتدار کو گھٹایا اور اس کے اثر کو امور سلطنت سے محو و نیست و نابود کرکے معزول کرادیا۔ بعد ازان غالب سپہ سالار افواج سرحدی کی اوکھاڑ پچھاڑ جعفر بن علی بن حمدون والی مسیلہ کے ذریعہ سے کی۔ یہہ جعفر وہی ہے جو شروع عہد حکومت حکم مین زناتہ اور بربریون کو لیکے حکم سے لڑا تھا۔ غالب کی برخاستگی کے بعد اس نے جعفر پر بھی اپنا ہاتھ صاف کیا عبدالودود ابن جوہر اور ابن ذی النون وغیرہما جیسے سرداران عرب سے سازش کرکے جعفر کی زندگانی کا بھی خاتمہ کردیا۔ الغرض محمد بن ابی عامر نے اراکین سلطنت اور سرداران دولت کی اوکھاڑ پچھاڑ سے فارغ ہوکر لشکر کی آراستگی کی جانب توجہ کی

سرحدی باشندون زناتہ اور بربر سے شاہی لشکر مرتب کیا۔ صنہاجہ، مغراوہ، بنی یفرن، بنی برزال اور مکناسہ وغیرہم کو حکومت وسلطنت کے اہم اور ذمہ داری کے کام سپرد کئے اور انہین لوگون کو افواج شاہی کی سرداری عطا کی۔ محمد بن ابی عامر نے انہین چالون اور حکمت عملیون سے نوعمر خلیفہ ہشام کو شاہ شطرنج بنا کے قصر خلافت کے بساط پر بٹھا دیا اور خود حکمرانی کی عبا پہنکے حکومت کرنے لگا۔ خلیفہ ہشام اپنی شان خلافت لئے ہوے محلسراے خلافت کی چاردیواری کے اندر بیٹھا رہا اور محمد بن ابی عامر نے بلا دہسپانیہ مین اپنی حکومت اور رعب وداب کا سکہ چلا دیا کل امور سلطنت کا نظم ونسق خود کرتا تھا سرحدی عیسائی شہزادون پر ہمیشہ فوج کشی اور جہاد کرتا تھا اہل بربر اور زناتہ کو لشکر کی سرداری اور بڑے بڑے مراتب دیتا تھا اور عربی نژادون کے اثر کو آہستہ آہستہ گھٹاتا جاتا تھا تاآنکہ کمال استقلال اور استحکام کے ساتھہ حکومت ودولت پر مستولی ہوگیا جو جو ارکین دولت اسکے سد راہ تھے ان کے نام ونشان کو مٹا دیا۔ خاص اپنی سکونت کے لئے ایک شہر موسوم بہ زاہرہ آباد کرایا۔ شاہی خزائن میگزین اور ہر قسم کے اسباب وہین اوٹھا لے گیا۔ اور وہین تخت حکومت پر بیٹھہ کر حکمرانی کرنے لگا محمد بن ابی عامر نے اس پر فقط اکتفا نہین کیا تھا بلکہ یہ حکم بھی صادر کیا تھا کہ بادشاہون کی طرح میری تعظیم وتکریم کی جائے اور انہین کی طرح مجھے آداب والقاب لکھے جائین "باین ہمہ الحاجب المنصور کے لقب سے اپنے کو ملقب کرتا تھا۔ خطوط، فرامین اور سکے

اسی کے نام سے جاری کئے جاتے تھے۔ ممبرون پر اسکے نام کا خطبہ پڑھا جاتا۔ سکہ بھی اپنے نام کا مسکوک کرایا اور پھریرون اور جھنڈون پر اپنے نام کو لکھوایا۔ علاوہ برین اپنا خاص دفتر علیحدہ قایم کیا بربریون اور آزاد غلامون سے فوجین مرتب کین۔ نومسلمون اور غلامون کو بڑے بڑے عہدے عطا کئے اور ان چالون اور حکمت عملیون سے جسکو چاہا دبا لیا جو چاہا کر گذرا چنانچہ خود وزیر تھا جہاد اور جنگ کفار پر اکثر بذاتہ جاتا تھا اپنے زمانہ حکومت مین باون جہاد کئے ایک جہاد مین بھی اس کا جھنڈا سرنگون نہین ہوا اور نہ اس کی فوج برداشتہ خاطر اور بددل ہوئی نہ تو اس کی فوج کو کوئی صدمہ پہونچا اور نہ اس کے کسی سریہ کو ہلاکت کا سامنا ہوا اسکی فوج ظفرموج سرحدی بلاد سے متجاوز ہو کر سواحل بربر تک پہونچگئی تھی۔ مدبرانہ چالون نے ملوک بربر کو باہم لڑا کر ان کی قوت کو سلب کر لیا تھا۔ یہی اسباب تھے جن سے اسکی حکومت کا سکہ تمام ملک مغرب مین کامیابی کے ساتھ چلا۔ ملوک زناتہ نے اپنی بداقبالی کا یقین کرکے اسکی اطاعت قبول کر لی تھی اور اس کے شاہی اقتدار کو بخوشی خاطر تسلیم و قبول کر لیا تھا اس کا بیٹا عبدالملک ملوک مغراوہ آل خزر کی سرکوبی کو فاس پر چڑھ گیا تھا۔ بات یہہ ہوئی تھی کہ زیری بن عطیہ بادشاہ مغراوہ نے خلیفہ ہشام کو ناتجربہ کار حکمران تصور کرکے اپنے حدود مملکت کو کسی قدر بڑھا لیا تھا پس عبدالملک نے ۳۸۶ھ مین زیری پر فوج کشی کی اور پہونچتے ہی فاس پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا اس کے بعد کامیابی اپنے طرف سے ملوک زناتہ کو ملک مغرب اور اس کے صوبجات سجلماسہ وغیرہا پر مامور کیا جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کرین گے

زیری بن عطیہ نے تاہرت مین جاکے پناہ لی چنانچہ اسی زمانہ فراری مین مرگیا۔ بعد ازان عبدالملک نے واضح کو ملک مغرب کی حکومت پر مامور کرکے قرطبہ کیجانب مراجعت کی۔

محمد بن ابی عامر ملقب بہ منصور اعظم جو درحقیقت اسم بامسمے تھا ایسے غلبہ اور رعب وداب کی ستائیس (۲۷)[1] سال حکومت کرکے جہاد سے واپس آتے ہوئے مدینہ سالم مین پہونچکے ۳۹۲ھ / ۱۰۰۲ء مین رہگرائے ملک آخرت ہوا۔

---

(۱) مولف کتاب نفح الطیب تحریر کرتا ہے کہ منصور اعظم کے حالات مین ابن سعید نے لکھا ہے کہ محمد بن ابی عامر ملقب بہ منصور اعظم قریہ ترکش کا رہنے والا تھا اسکا مورث اعلے عبدالملک طارق کے ساتھ اندلس مین آیا تھا۔

ابن حیان نے اپنی کتاب مخصوص دولت عامریہ مین فتح نے مطمح مین، حجازی نے مسہب مین شقندی نے طرف مین بالاتفاق تحریر کیا ہے کہ منصور اعظم قریہ ترکش کا اصلی باشندہ تھا۔ لڑکپن ہی سے قرطبہ چلا آیا تھا اور یہین تعلیم اور تربیت حاصل کی بعد ازان محلسرائے خلافت کے قریب ایک دوکان لے کر خطوط نویسی کرنے لگا خدام قصر خلافت کے خطوط اور اہل غرض وحاجتمندون کی عرضیان لکھکر اپنی اوقات بسر کرتا تھا۔ اتفاق سے سیدہ صبح مادر موید (ہشام) نے حساب کے لکھوانے کے لئے منصور اعظم کو بلوا بھیجا۔ منصور اعظم نے دیانتداری اور مستعدی سے اس خدمت کو انجام دیا۔ بعض خواجہ سرایون نے بھی سلطانہ بیگم سے منصور اعظم کی تقریب اور توصیف کی سلطانہ بیگم اسکی خدمت سے اس درجہ خوش ہوئین کہ اسکو بعض مواضعات کا قاضی مقرر کردیا۔ آدمی ہوشیار اور زمانہ کی رفتار سے آگاہ تھا نہایت دانائی سے اس خدمت کو انجام دیا تھوڑے دنون مین اشبیلیہ

مظفر بن منصور مظفر کے انتقال کے بعد اسکا بہائی عبد الرحمن اسکا جانشین ہوا اور الناصر لدین اللہ کا بزرک لقب اختیار کیا۔ اس نے امن و امان قایم رکھنے ملک و حکومت پر متغلب و متصرف رہنے اور خلیفہ ہشام

(بقیہ نوٹ) کی زکوٰۃ اور وراثت کی خدمت بہی اسکے سپرد ہوگئی۔ اس نے اپنی خدا داد قابلیت اور نیز تحائف و ہدایا سے سلطانہ بیگم کو اپنے اوپر اس قدر مہربان بنا لیا اور اس قدر رسوخ بڑہا لیا کہ کسی غیر کو خواب مین بہی اس زمانہ مین یہہ مرتبہ نہین حاصل ہوا تہا باین ہمہ اس نے مصحفی کی اطاعت اور فرمانبرداری مین بہی ذرہ بہر بہی کوتاہی نہین کی تاآنکہ ہشام تخت حکومت پر جلوہ افروز ہوا ہشام کی عمر اس وقت بارہ برس کی تہی سلطانہ بیگم کو امور سلطنت مین پوری پوری مداخلت تہی اور محمد بن ابی عامر اپنے شریفانہ طرز عمل اور عاملانہ تدابیر سے اسکا پیش دست تہا۔ اتفاق سے اسی زمانہ مین عیسائیون نے ممالک اسلامیہ پر فوج کشی کی مصحفی نے ان کی مدافعت پر محمد بن ابی عامر کو مامور کیا محمد بن ابی عامر نے بعنایت اللہ جل شانہ عیسائیون کو ہزیمت دے دی اس سے اسکی مقبولیت اور بڑہ گئی خواص و عوام اسکو محبت کی نظرون سے دیکہنے لگے۔ داد و دہش کا مادہ بہی اس مین موجود تہا کچہہ لوگون کو گرویدگی اس سے ہوئی غرض کسیکو اپنی مردانگی اور دلاوری سے کسیکو اپنی داد و دہش سے کسیکو پابندی شریعت اور قانون سے کسیکو اپنی عاملانہ تدابیر سے اپنا ہمدرد اور بہی خواہ بنا لیا اور جن لوگون نے اسکی ذرا بہی مخالفت کی یا اسکو انکی جانب سے خطرہ ہوا بہ حکمت عملی حرف غلط کی طرح سے نکال کر پہینکدیا۔ مصحفی کے ذریعہ سے صقالبہ (محلسرائے خلافت کی متعلقہ فوج خواجہ سرایان صقالبہ یعنی سلیوو) کو نکلوایا بعد ازان مصحفی کو جوڑ توڑ لگا کر غالب کے ذریعہ سے معزول کیا۔

(۴) ۱۹۰۶ء نمبر ۵۵

کو بزور حکمت عملی و تدابیر مناسب دبائے رکھنے مین وہی رویہ اختیار کیا
جو اسکے باپ اور بہائی کا تہا۔ بعد چندے اسکے دماغ مین رتبہ خلافت
حاصل کرنے کی ہوس سمائی چنانچہ خلیفہ ہشام سے جو کہ برائے نام حکومت

(بقیہ نوٹ) پہر غالب کو جعفر کے آڑے اپنے تیر مقصود کا نشانہ بنایا بعد
چندے جعفر کو عبد الرحمن بن محمد بن ہاشم تجیبی کے ہاتہون ذلیل اور خوار کیا
حقیقت یہہ ہے کہ منصور اعظم اپنے ارادون مین حد درجہ کا مستقل اور انکے
پورے کرنے مین نہایت مضبوط تہا۔ ان اشخاص مذکورین کی معزولی و
برطرفی اسوجہ سے نہین ہوئی کہ یہہ لوگ منصور اعظم کی ترقی کے سدراہ تہے بلکہ
ملکی و سیاسی مصلحتون نے منصور کو ان لوگون کی معزولی اور برطرفی پر قایل اور
آمادہ کیا تہا۔ ان لوگون نے اپنی غرضون کا ملک و دولت ہسپانیہ کو نشانہ بنا رکہا
تہا اور منصور اعظم کو یہہ باتین پسند نہ آتی تہین۔ اسکے زمانہ کو مورخین مغرب
نے اندلس کے لئے نمونہ رحمت الہی شمار کیا تہا۔ اس نے اندلس کے
خود غرض قبائل عرب کو بربریون اور اجنبیون کے ذریعہ سے زیر و زبر کرکے
اندلس کو پرامن اور مہذب حکومت بنایا تہا۔ اسکے کارنامے ایسے ہین جو
آب زر سے لکہے جانیکے قابل ہین اس نے اپنے زمانہ حکومت مین ۵۶ جہاد
سرحدی کفار پر کئے اور کسی مین بہی ناکامی نہوئی۔ بنفس نفیس لڑائیون مین جاتا تہا
اکثر سرحدی امرا کو ایک دوسرے سے لڑا کر کمزور کر دیا تہا۔ اسکے نسبت
مطمح مین فتح تحریر کرتا ہے کانت ایامہ احمد ایام وسہام باسہ اسد سہام غزالروم
شاتیا وصائفہ ومضی بہما یزوم زاجراً وعایقاً۔ باین ہمہ عروج وسطوت اس نے اپنے
نام سے "حاجب" کے لقب کو متروک نہین کیا تہا۔ نسباً باپ کیجانب سے معافری
تہا اور مان کی طرف سے تمیمی۔ لہذا دونون جانب سے اسکو شرافت نسبی حاصل

وسلطنت کا مالک تہا یہہ درخواست پیش کی کہ مجھے آپ اپنا ولی عہد مقرر
فرمائے خلیفہ ہشام نے اس درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور
ارباب حل وعقد واصحاب سورے کو مجتمع کرکے ابوحفص بن برد کو عہدنامہ
لکھنے کا حکمدیا - یہہ دن بیحد چہل پہل کا تہا تمام شہر چراغان کیا گیا تہا - غرض
ابوحفص نے حسب حکم ہشام ناصر کی ولیعہدی کا فرمان باین مضمون تحریر کیا

(بقیہ نوٹ) ہوئی تہی

منصور نے اپنے زمانہ حکمرانی مین رفاہ عام کے بہی بہت سے کام کئے تہے جس سے اسکی نیک نیتی ور نفع رسانی خلائق کا ثبوت ملتا ہے ازانجملہ قرطبہ کے نہر اعظم کا پل ہے ابتدا سے ۳۷۸ھ مین اس پل کا بنیادی پتہر رکہا گیا ۳۷۹ھ کے نصف مین بنکر طیار رہوا - ایک لاکہہ چالیس ہزار دینار (ایک دینار تقریباً نوروپیہ کا ہوتا تہا) صرف ہوئے تہے اسی قسم کا ایک دوسرا پل نہر استجہ پر بغرض رفاہ خلائق تعمیر کرایا تہا جامع مسجد قرطبہ کی عمارت مین بہی معقول اضافہ کیا تہا تمام ملک اندلس مین سڑکین بنوائین دشوار گزار پہاڑیون کو کاٹ کر راستے بنوائے جس پہ ہر کہ ومہ بآسانی سفر کرسکتا تہا -

منصور اعظم کی واقف کاری اور ریاست دبیدارمغزی غیر معمولی تہی اسکو ذرہ ذرہ حالات ملک کے معلوم ہوتے رہتے تہے ابن حیان تحریر کرتا ہے کہ ایک روز شب کے وقت منصور اعظم اپنے محلسرا مین بیٹہا ہوا تہا شدت کی بارش ہورہی تہی تند اور تیز ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چل رہی تاریکی ایسی تہی کہ اپنا ہاتہہ نظر نہ آتا تہا منصور نے دستہ فوج سواران مین سے ایک سوار کو طلب کرکے حکم دیا کہ اسیوقت طلیارش کے راستہ پر جاکر کہڑے رہو جو شخص سب سے پہلے تمہاری طرف سے ہوکر

یہہ وہ عہد ہے جسکو ہشام موید باللہ امیر المومنین نے بالعموم کل آدمیون سے اور بالخصوص بذات خاص بڑے غور وفکر اور مدتون استخارہ کرنیکے بعد کیا ہے کہ کسکو میرے بعد منصب امامت و خلافت دیا جاے اور کون شخص اس جلیل القدر

(بقیہ نوٹ) گزرے اُسکو میرے پاس لے آو چنانچہ یہہ سوار گھوڑے پر سوار ہوکر طلبارش کے راستہ پر جاکر اسی ابر و بارش و برف و طوفان مین کھڑا ہوا تھا قریب فجر ایک ضعیف اور معمر شخص گدہے پر سوار آتا ہوا نظر آیا اس بوڑہے کے پاس لکڑی کاٹنے کے چند اوزار بھی تھے سوار نے دریافت کیا اُے بوڑھے! تو ایسے وقت مین کہان جاتا ہے! بوڑھے نے جواب دیا "لکڑیون کیلئے جاتا ہون" سوار نے اپنے دل مین یہہ خیال کرکے کہ یہہ بوڑھا غریب لکڑیون کے کاٹنے کو پہاڑ کی طرف جارہا ہے اس سے منصور کی کیا غرض ہوگی کچھ تعرض نہ کیا بوڑھا آگے بڑھ گیا پھر یہہ سوار دل ہی دل مین سوچ کر منصور کی سطوت اور جبروت سے ڈر گیا اور لپک کر اس بوڑھے کو جھٹ پٹ گرفتار کرلیا بوڑھے نے منت وسماجت کی کہ مجھے چھوڑ دو منصور کی مجھ سے کوئی غرض نہ نکلے گی مین اپنے پیٹ کے دھندے مین جارہا ہون سوار نے ایک بھی نہ سنی کشان کشان منصور کی خدمت مین لایا منصور اس وقت تک بیٹھا ہوا اس سوار کے آنے کا انتظار کر رہا تھا ایک ساعت کو آنکھین نہین جھپکائی تھین منصور نے بوڑھے کو دیکھتے ہی خدام کو خانہ تلاشی کا اشارہ کیا۔ خدام نے تلاشی لی مگر کچھہ برآمد نہوا منصور نے کہا اچھا اسکے گدہے کے پالان کی تلاشی لو" خدام نے

عظیم الشان رتبہ کے لائق ہے۔ امیر المومنین پر اللہ تعالےٰ
کا خوف بیحد غالب ہوا ہے اور وہ اون قضا و قدر سے نہایت
خائف و پریشان ہین جو یک بہ یک نازل ہو جاتی ہین اور پھر
وہ کسی نوع ٹالے نہین ٹلتین ہنوز اس گروہ سے علمار کا وجود مفقود

(بقیہ نوٹ) پالان کی تلاشی لی تو اس مین سے ایک خط برآمد ہوا یہہ خط بھی جلاروطنون
نے ان عیسائیون کو تحریر کیا تھا جو منصور کے یہان فوجی خدمات پر مامور
تھے۔ مضمون یہہ تھا کہ موقع پا کے منصور کا کام تمام کردو۔ منصور نے
اس سے مطلع ہو کر کل عیسائیون کے قتل کا حکم دے دیا انہین عیسائیون کے ساتھ
اس بوڑھے شخص کی بھی گردن ماری گئی۔

منصور اعظم مین فروگذاشت فیاضی اور رحمدلی کا مادہ بھی موجود تھا
کتاب الازہار المنثورہ فی الاخبار الماثورہ کے زہرہ چوالیسوین مین لکھا ہوا ہے
کہ ایک مرتبہ منصور اعظم نے خزانہ شاہی کی جانچ کی تو اتفاق سے افسر
خزانہ کے ذمہ تین ہزار دینار کا تغلب و تصرف نکلا منصور نے افسر
خزانہ کو اپنے روبرو طلب کر کے بیان لیا افسر خزانہ نے غبن کا اقرار
کیا منصور بولا کیون فاسق سچ بتا ایسے شخص کی کیا سزا ہے جس نے
شاہی مال کو غصب کیا ہو،، افسر خزانہ نے گذارش کی ”یہہ ایک ہونہار
تقدیری امر تھا جو عقل پر غالب آگیا اور تہیدستی تھی جس نے امانت اور دیانت
کو فاسد کر دیا“ منصور نے قسم کھا کر کہا مین تجھکو بیحد سزا دونگا تاکہ
دوسرون کو عبرت ہو“ منصور نے یہہ کہکر پکارا اور داروغہ جیل کو طلب کر کے حکم دیا
اس خاین کے پاؤن مین بھاری بیڑیان ڈالدو اور جیل مین پہونچا دو۔
چنانچہ اسکی تعمیل کردی گئی اور سرہنگ کشان کشان لے چلے افسر

نہین ہوا کہ جنکے ناپید ہوجانے سے جہل و تاریکی کی گھنگور گھٹا
چھا جائیگی اور اللہ تعالے کے روبرو جاتے ہوئے ایسی حالت
مین کہ ادائے فرائض منصبی سے قاصر رہے ہین شرم آئیگی یمین نے

(بقیہ نوٹ) خزانہ نے چلتے وقت دو شعر پڑھے جسکا ترجمہ یہہ ہے۔ افسوس صد افسوس مین نے اکثر دیکھا ہے ٭ کہ جو ہونہار مرہوتا ہے اس مین عقل جاتی رہتی ہے ٭ اصل یہہ ہے کہ کسی شخص مین کچھ قوت ہے اور نہ طاقت طاقت ہے ٭ جو قوت ہے یا طاقت ہے وہ اللہ کی ہے ٭ منصور نے یہہ سنکر ارشاد کیا لوٹا لاؤ جب وہ لوٹا لایا گیا تو اُس سے دریافت کیا تُونے تمثیلاً یہہ کہا ہے یا کہ اعتقاداً اور قولاً" افسر خزانہ نے عرض کیا مین نے اعتقاداً کہا ہے تمثیلاً نہین کہا" منصور نے سرہنگون کو حکم دیا کہ اسکی بیڑیان کٹوادو فوراً بیڑیان کاٹ ڈالی گیئین افسر خزانہ نے خوش ہوکر دو شعر اور پڑھے جسکا مضمون یہہ تھا کیا تم نے ابن ابی عامر کی قدر و گذاشت نہین دیکھی ٭ بالضرور اسکا احسان سب کی گردن پر ہے ٭ ایسا ہی اللہ تعالے اجب کسی بندہ سے درگذر کرتا ہے ٭ تو اُسکو جنت مین داخل کرتا ہے۔ منصور نے خوش ہوکر حکم دیا اسکو رہا کردو اور جس قدر اس نے روپیہ غبن کیا ہے اسکو میرے مال سے پورا کرکے داخل خزانہ کردو۔

منصور اعظم کے مزاج مین جہان اس قدر فرو گذاشت تھی وہان وہ قوانین اور احکام شرعیہ کا بیحد پابند بھی تھا ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ کسی جرم مین اسکا بیٹا ناخود ہوکر قاضی کے روبرو پیش کیا گیا قاضی نے حد شرع کے جاری کیے جانے کا حکم دیا۔ منصور کا بیٹا یہ سمجھکر کہ میرا باپ حکومت و سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کا مختار ہے مجلس قضات سے اپنے مکان مین بھاگ آیا منصور کو اسکی

قبایل قریش وغیرہ کی خوب خوب جانچ و پرتال کی کہ ان مین سے کون شخص ایسے امر عظیم الشان کے لائق ہے اور ایسے بار گران کے اٹھانے کا کون شخص متحمل ہوگا جس کی دیانت و امانت پر بھروسہ کرکے اللہ کے بندے اس کے سپرد کیے جایئن اور وہ اپنی ہوائے نفسانی اور خواہشات بیجا سے کنارہ کرکے اللہ تعالی کی مرضی کا جویان اور خواہان رہے مین نے نزدیک و دور نظر دوڑائی مگر

(بقیہ نوٹ) خبر لگی تو اس نے بیحد ناراضی ظاہر کی اور اسیوقت گرفتار کرکے قاضی کے خدمت مین بھیدیا قاضی نے شرعی حد کا نفاذ کیا چنانچہ اسی حد مین وہ مر بھی گیا۔ اور منصور نے اُف تک نہ کیا۔ منصور اعظم جس وقت فوج کے جایزہ لیتا اور قواعد پریٹ کے میدان مین ہوتا اس وقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہہ ایک غیر معمولی جنرل ہے جس سوار کی تلوار یا وردی خلاف قاعدہ ہوتی ایسی تلوار سے اسکا سر اوتار لیا جاتا ذرا بھی فروگذاشت نہ کرتا۔ غرض منصور اعظم عفو و کرم اور پابندی قوانین کا ایک مجسم پتلا تھا۔ جبین در نور رخ نظر آتے تھے۔

منصور اعظم اپنے ارادے مین مستقل اور مضبوط بھی تھا جس کام کو شروع کرتا اسکو بغیر تمام کئے ہوئے نہ چھوڑتا تھا اس سے اسکی بلندی علو حوصلگی پر کافی طور سے روشنی پڑتی ہے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ وہ مجلس مشیران مین کسی مہم سلطنت پر بحث کر رہا تھا۔ اثناء بحث مین دفعتہً گوشت کے جلنے کی بو آئی رفتہ رفتہ اس قدر بڑھی کہ تمام ایوان مین پھیلکر حاضرین کو پریشان کر دیا ختم بحث کے بعد دریافت سے معلوم ہوا کہ منصور کے پاؤن مین کوئی بیماری تھی اور اسپر داغ دیا جاتا تھا۔ اللہ رے

میرے نظر مین ایسا کوئی شخص نظر نہ آیا جسکے سپرد میرے بعد خلافت و امارت مسلمین کیجائے باستثناء ایک شخص کے جو کہ باعتبار نسب کے بہترین اشخاص سے ہے بلحاظ رتبہ کے عالی منظر منصب کے سب سے برتر ہے۔ تقوے اللہ کا مادہ بہی اس مین ہے فرو گذاشت بھی اسکے مزاج مین ہے مردم شناسی اسکا خاص جوہر ہے اپنے ارادون وہ مضبوط ہے اخلاق حسنہ سے آراستہ ہے

(بقیہ نوٹ) منصور کا استقلال اور قایم مزاجی کہ اس نے اُف تک نہ کیا اور اُف کرنا تو درکنار پوری دلجمعی سے مسئلہ درپیش مین بحث کی اور کامل طور سے اس پر رد و قدح کرنے مین مصروف رہا ایسے مستقل مزاج شخص کے آگے کسی مزاحم کی مزاحمت کہان تک چل سکتی ہے اسکا تم خود اندازہ کر سکتے ہو۔

منصور اعظم درحقیقت منصور اعظم اور اسی مبارک لقب سے ملقب کئے جانے کا مستحق تہا جب تک اسکی فوج ظفر موج ششماہی یلغار پر رہتی تہی اس وقت تک تمام سرحد اندلس کے مسیحی علاقہ جات مین تہلکہ پڑا رہتا تہا اور عیسائی امراء کے لئے مجسم تصویر مرگ کہڑی رہتی تہی۔ لیون کو معہ اردگرد کی ریاستون کے تحت قرطبہ کا باجگذار صوبہ بنا لیا تہا۔ کسٹاسل، بارسلونا۔ نادار کو متواتر ہزیمتون سے جان بلب کر رکہا تہا۔ بلکہ پامپلونا اور بارسلونا کے شہرون پر قبضہ بہی کر لیا تہا صاحب مطمح لکہتا ہے کہ ایک مرتبہ اسکا ایک سفیر غرسیہ والی ببنکلنس کے پاس کسی ضرورت سے گیا ہوا تہا غرسیہ نے اسکی بیحد خاطر اور مدارات کی بڑے دہوم دہام سے دعوت کی۔ اپنے تمام مقبوضہ علاقہ کی سیر کرائی۔ مدتون اس کے ملک مین یہ سفیر

زوایم عادات سے کوسون بلکہ منزلون دور ہے وہ کون شخص ہے وہ میرا دوست میرا ناصح مہربان ابو المظفر عبد الرحمن بن منصور بن ابی عامر اللہ تعالے اسکو توفیق خیر عطا فرمائے امیر المومنین نے اسکو مختلف مواقع پر جانچا ہے اور متعدد حالات مین اس کا امتحان لیا ہے اسکی حالت پر غایر نظر کی ہے اسکی اخلاق اور عادات پر بھی غور و فکر کی ہے پس اسکو امیر المومنین نے نیک کامون مین جلدی

بقیہ نوٹ (۱) سفر کرتا رہا۔ کوئی مقام ایسا نہ تھا جہان یہ نہ گیا ہو۔ اتفاق سے ایک روز اسکا گزر ایک کلیسہ کی طرف ہوا۔ گوشہ کلیسہ مین ایک عورت قید نظر آئی دریافت سے معلوم ہوا کہ یہ مسلمان عورت ہے اور ایک مدت دراز سے عیسائی راہبون نے قید کر رکھا ہے۔ سفر کے بعد واپسی اس واقعہ کو منصور سے بیان کیا منصور نے اسیوقت فوج کو طیاری کا حکم دیا اور نہایت تیزی سے فوجین مرتب کر کے غرسیہ کے ملک پر جا پڑا غرسیہ گھبرا کر منصور کی خدمت مین حاضر ہوا۔ دست بستہ ادب کے ساتھ خفگی اور ناراضی کا سبب دریافت کیا منصور نے تیور چڑھا کر کہا تو نے مجھ سے وعدہ و اقرار کیا تھا کہ مین اپنے ملک مین کسی مسلمان کو قید نہ رکھونگا مگر دریافت سے معلوم ہوا کہ تو نے خلاف عہد نامہ فلان کلیسہ مین ایک عورت کو قید کر رکھا ہے۔ واللہ مین اس وقت تک تیرے ملک سے نہ جاونگا جب تک اس کلیسہ کو منہدم کر کے اس عورت کو رہا نہ کرون گا غرسیہ نے قسم کھا کر منت و سماجت سے اپنی ناواقفی ظاہر کی اور اسیوقت منصور کی مرضی کے مطابق کلیسہ کو منہدم کرا کے اس عورت کو منصور کے لشکر گاہ مین پہونچا دیا۔

منصور اعظم کے نمایان فتوحات اور اسکی زندگانی کے عمدہ کارنامون

کرنے والا ہے، اللہ تعالےٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا بیحد
شائق ہے، اپنے مقاصد اور ارادون کے پورے کرنے پر چیرہ
دست ہے اور کل خوبیون اور محاسن کا جامع ہے وہ ایسا شخص
ہے کہ منصور جیسا اس کا باپ ہے اور مظفر جیسا اسکا بھائی ہے۔ ایسی
صورت مین کوئی ہرج نہین ہے اگر وہ کل ترقی کے زینون کو دفعتہً
طے کرجائے اور خیر و برکت کے مدارج ایکبارگی حاصل کرلے امیرالمومنین نے

(بقیہ نوٹ) سے اندلس کے شمالی مسیحیون کا سر کرنا ہے پہلے اس نے لیون
کو زیر و زبر کیا اور اسکی لوہا لاٹ فصیلون اور سنگین برجون کو مسمار اور
منہدم کرکے بارسلونا کی طرف بڑہا اور اسپر بھی قابض ہوکر گالیشیا
پر جا پہونچا اور اسکو بھی بزور تیغ مفتوح کرکے سینٹ یعقوب (یاگو) کے
مشہور اور عظیم الشان گرجا کو جا کر زمین دوش کردیا یہ گرجا بلاد اندلس
مین بہت بڑا اور عظیم الشان تہا دور دور دراز ملکون سے عیسائی راہب اسکی
زیارت کو آتے تھے ہزارون تارک الدنیا اور خدا پرست مسیحیون کا
یہ ملجا و ماوا اور تمام یورپ کا قبلہ بنا ہوا تہا۔ عیسائیون کا یہ خیال تہا
کہ اس کلیسہ مین یعقوب حواری مسیح کی قبر ہے مسیح علیہ وعلےٰ نبینا الصلوٰۃ
والسلام کی نظر توجہ اسپر خاص طور سے تہی یہ بیت المقدس کا اسقف
(مجاور) تہا۔ تلقین دین عیسائیت کی غرض سے اس مقام تک پہونچکر پہر سرزمین
شام کو واپس گیا تہا اور غالباً ۱۲۰ شمسی مین وہین مر بہی گیا تہا اس کے
ہمراہیون نے اس کلیسہ مین لاکے دفن کیا جو اس کے سفر کا منتہا تہا۔
اس وقت تک ملوک اسلامیہ مین سے کسی نے صعوبت راہ، مشکلات سفر
اور نیز دوری کی وجہ سے اس کلیسہ کا قصد تک نہین کیا تہا۔ یہ شرف

(۱) اللہ تعالےٰ اسکی تائید کرے) اسوجہ سے کہ اس مین علم کے بڑے بڑے اسرار مخفیہ اور غیب کے بہت سے راز سربستہ کا ظہور ہوتا ہے یہہ قصد فرمالیا ہے کہ انکا ولیعہد ایک قحطانی نسل کا شخص ہو جسکی نسبت عبداللہ بن عمرو بن العاص اور ابوہریرہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے

(بقیہ نوٹ) و عزت منصور کے لئے ازل سے مخزون تھے چنانچہ یوم شنبہ ماہ جمادی الآخر ۳۸۷ھ کی چوبیسوین تاریخ کو لشکر صایفہ کے ساتھ قرطبہ سے منصور نے کوچ کیا منصور کا اڑتالیسوان جہاد تہا کوچ و قیام کرتا ہوا شہر قوریہ مین داخل ہوا اور اسکو مفتوح کر کے غلیسیہ (گالیشیا) کی طرف بڑہا یہان پر ایک گروہ عظیم مسیحی سردارون کا بغرض اظہار اطاعت علم حکومت حاضر ہوا اور عساکر اسلامیہ کے ہمراہ شمالی مسیحیون کے سر کرنے کو روانہ ہوا منصور نے پہلے ہی سے دریائی سفر اور فوج کا انتظام کر لیا تہا کئی بڑے جنگی جہاز ون کے مقام قصر ابی دانس ساحل غربی اندلس مین لنگرانداز تھے جسمین بڑے بڑے ماہر بحری جنگ کے موجود تھے۔ آلات حرب بہی کافی تھے کمسریٹ کا انتظام بھی معقول تہا۔ فوج کی تعداد بھی کثیر اور معتدبہ تھی یہان سے روانہ ہو کر مقام برتقال کی طرف بڑہا اور نہر دویرہ کو عبور کر کے ایک بڑی نہر کو بذریعہ پل کے عبور کیا جو منصور کے حکم سے بیڑہ جنگی جہازات نے بیشتر سے تعمیر کر رکھا تھا۔ یہہ پل اس قلعہ کے مقابلہ پر بنایا گیا تہا جو اس مقام پر عیسائیون کا تہا منصور نے قلعہ سے جس قدر سامان جنگ اور رسد و غلہ کا ذخیرہ ملا لے کر دشمنان اسلام کے ملک مین قدم رکہا اور نہایت تیزی سے کئی دشوار گزار راستون اور متعدد دریاؤن اور پہاڑی

آپ نے فرمایا ہے لاتقوم الساعتہ حتے تخرج رجل من قحطان یسوق الناس بعصاہ ،، پس جبکہ انتخاب خلیفہ کی بابت اختیار حاصل ہوگیا اور آثار سے اسکا ثبوت ملگیا اور کوئی دوسرا شخص اس کے سوا اس اہلبیت کا نظر نہین آتا ہے تو امیر المومنین اپنے حالت حیات مین امور (عجیبہ لوٹ) درون کو طے کرکے ایک بہت بڑے کشادہ میدان مین پہونچا جو بلاد قرطارسش مین واقع تہا پھر اس میدان سے ایک دشوار گذار پہاڑ کے قریب پہونچا جسکا صرف ایک ہی راستہ ازحد چھوٹا اور تنگ تہا منصور نے سیپر س مائنرس پلٹن کو راستہ ہموار کشادہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ شتابی پلٹن مذکور نے نہایت تیزی سے سڑک درست کردی منصور نے اس مصیبت سے بہ آسانی تمام نجات پائی اور نیز وادی منیہ کو بھی عبور کرکے کہلے ہوئے اور وسیع میدان مین پہونچا اس میدان کے طے کرنیکے بعد ویر قسطان اور بلمبوکے میدان مین وارد ہوا یہ مقام بحر محیط کے کنارہ پرواقع تہا - عیسائیون سے مقابلہ ہوا کامیابی کا سہرہ منصور کے سر رہا شنت دنمیٹ) بلانیہ کو فتح کرکے بحر محیط کے اس جزیرہ کیجانب بڑھا جہان پر کہ ان گردونواح کے ہزیمت یافتہ عیسائی بہاگ کر پناہ گزین ہوئے تھے عیسائیون نے جاتے وقت کشتیون کو ہٹوادیا تہا منصور کو اس دریا کے عبور کرنے مین بجد پس وپیش ہوا مگر کچھ سوچ سمجھکر گھوڑے کو دریا مین ڈالدیا اس کے ہمراہیون نے بھی اپنے شیر دل افسر کو تیرتے ہوئے دیکھکر اپنے اپنے گھوڑون کو دریا مین ڈالدیا رکاب سے رکاب ملائے ہوئے بات کی بات مین دریا عبور کرکے جزیرہ مین جا پہونچے - جس قدر عیسائیون نے یہان آکر پناہ لی تھی ان سب کو قید کرلیا مال واسباب لوٹ لیا - بعدازان اسلامی لشکر بڑھتے بڑھتے

سلطنت کو اسکے سپرد کرتے ہین اور بعد وفات یہ حکم دیتے ہین
کہ یہی میرا جانشین تخت خلافت ہو امیر المومنین کا یہہ فعل بطیب خاطر
بلا جبر واکراہ اور اجتہاد سے ہے امیر المومنین نے اس ولیعہدی
کو بلا کسی شرط اور اختیار کے جایز اور نافذ فرمایا ہے اور اس
(بقیہ نوٹ) کوہ مراسیہ تک پہونچا جسکو بحر محیط کی طرف سے گھیرے ہوئے تھا مسلمانون
نے اسکو بھی ایک سرے سے چھان ڈالا جس قدر عیسائی یہان تھے ان
سبکو گرفتار کرکے اپنا حلقہ بگوش بنا لیا اور جس قدر مال و اسباب پایا
سب پر قبضہ کر لیا بعد اسکے بذریعہ دو رہبرون کے اسلامی لشکر نے دو پایاب
مقام سے خلیج کو عبور کرکے نہرایلہ کو بھی عبور کیا اور بہت بڑے مسطح قطعہ زمین مین
پہونچے جہان پر عمدہ عمدہ عمارتین بکثرت تھین۔ قدرتی چشمے، خودرو سبزہ زار اور
باغات تھے اس مقام سے یعقوب حواری کی قبر دکھائی دیتی تھی جس کی
زیارت کو عیسائی دور و دراز ملکون سے سفر کرکے آتے تھے بلاد قیط،
نوبہ، رومہ اور تمام یوروپ کے مسیحی راہب اور تارک الدنیا یہان پر آ آکے
مجتمع ہوتے تھے اور یہان کے قیام کو باعث نزول برکت و رحمت خداوند
تصور کرتے تھے منصور نے اس مقام سے کوچ کرکے شہر سینٹ یعقوب
پر پہونچکر پڑاو کیا یہہ دن چہارشنبہ کا تھا ماہ شعبان ۳۸۷ھ کی صرف دو راتین
گذر چکی تھین۔ عیسائیون نے اس مقام کو پہلے ہی سے خالی کر دیا تھا عساکر
اسلامیہ نے سوائے عمارتون اور کلیسون کے اور کسیکو نہ پایا عمارتون
اور گرجاون کو تو منہدم و مسمار کر دیا اور مال و اسباب جس قدر پایا لے لیا
بڑے گرجا کے قریب جسوقت منصور پہونچا ایک بوڑھا راہب یعقوب حواری
کے قبر کے پاس بیٹھا ہوا نظر آیا منصور نے دریافت کیا تم یہان کیون ٹھہرے ہو

عہدنامہ کے ایفا پر خفیہ یا علانیہ یا قولاً اور فعلاً اللہ اور اسکے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور خلفار راشدین کو جو کہ امیر المومنین کے ابار واجداد سے ہین اور نیز اپنے آپ کو ذمہ دار کیا ہے کہ آیندہ نہ تو اس مین کچھ تبدیلی کیجائیگی اور نہ کچھ تغیر پیدا کیا

(بقیہ نوٹ) ؟ اور کیا کرتے ہو؟ بوڑھے راہب نے نہایت بے پروائی سے جواب دیا یعقوب حواری کی تنہائی کے خیال سے یہان ٹھہرا ہوا اپنے خداوند کو یاد کرتا ہون" منصور کے دل مین اس استغنائی کا بہت بڑا اثر پڑا صرف اوسکی جان بخشی نہین کی بلکہ ایک گارو زاپر اور مزار کی حفاظت پر مقرر کردیا تاکہ سپاہ جو شہر کو تاخت وتاراج کر رہی ہے اس مقام کے لوٹنے کی جرات نکرسکے اور فتحمند گروہ کی غارتگری سے یہ محفوظ رہے ۔ اس مقام کے قبضہ حاصل کرنیکے بعد منصور نے اپنی فوج ظفر موج کو تمام جزیرہ مین پھیلادیا بڑھتے بڑھتے اسکی فوج جزیرہ سینٹ مانکس تک پہونچگئی جو اس سرزمین کا منتہا تھا جس سے بحر محیط کی لہرین ٹکرکھارہی تھین اور جسکے آگے نہ تو سوار جاسکتے تھے اور نہ اس سے کوئی پیادہ بآسانی عبور کرسکتا تھا ۔ یہہ وہ مقام ہے جہان پر منصور کے پہلے کسی مسلم کا گذر نہین ہوا ۔

چونکہ منصور نے جاتے وقت بیحد دقت اٹھائی تھی اس وجہ سے مراجعت کرتے ہوئے برمند بن اردون کے ملک کا راستہ اختیار کیا اور اپنے ہمراہیون کو اس کے ملک کے تاخت وتاراج کرنے کی ممانعت کردی رفتہ رفتہ قلعہ بلیقیہ کے قریب پہونچا یہان سے منصور نے ان عیسائی امرار کو ان کے بلاد کیجانب واپس جانیکا حکم دیا جو اس جہاد مین اسکے ہمرکاب تھے اور نامہ بشارت فتح دار الحکومت قرطبہ روانہ کیا واپسی کے وقت مسیحی امرار کو انعامات

جاے گا اور نہ یہ عہدنامہ زائل کیا جاے گا اور نہ کسی امر پر محول کیا جاے گا۔ اس امر پر اللہ تعالےٰ اور ملائکہ کی گواہی کیجاتی ہے اور اللہ تعالےٰ شہادت کے لئے کافی ہے اور نیز اس پر اس کی گواہی بھی کیجاتی ہے جسکا نام اس عہد نامہ مین آگیا ہے اور وہ آج سے صاحب الامر قولاً و فعلاً مختار اور میرا ولیعہد موسوم بہ مامون ابوالمطرف عبدالرحمن بن منصور ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کو توفیق خیر عطا فرمائے اور جس امر کا بار اسکے گردن پر رکھا گیا ہے اسکے پورے کرنے کی اسکو قوت عطا کرے اور اسکو اسکے فرائض منصبی کے ادا کرنے پر قدرت ثابت کرے۔ تحریر ماہ ربیع الثانی ۳۹۸ھ

تحریر عہدنامہ کے بعد وزرا، قضاۃ اور کل ارکین دولت نے بدست خاص اپنا اپنا دستخط کیا اور اس روز سے یہ ولیعہد کہلایا جانے لگا۔ اس سے اہل دولت امویہ کو جوش پیدا ہوا اور وہ سب اسکے سبب اس سے خلاف پیش آنے لگے اسی سبب سے اسکی اور اسکی قوم کی دولت منقرض ہوگئی واللہ وارث الارض ومن علیہا۔

(بقیہ نوٹ) جاریہ اور سنٹے مرحمت فرمائے جس سے منصور کی عالی حوصلگی بلند ہمتی کا ثبوت ملتا ہے۔

اسی معرکہ یا اسکے کسی اور معرکہ کے بعد محمدؒ بن ابی عامر نے المنصور کا خطاب اختیار کیا اور درحقیقت وہ اسی خطاب کا سزاوار تھا۔

افسوس ہے کہ ایسا اولوالعزم عالی حوصلہ شخص جو انسانی حملونسے ہمیشہ بچا اور کامیاب ہوتا رہا موت کے پنجہ سے نہ بچ سکا۔ کسٹائل پر آخری جہاد کرکے بوقت واپسی دفعتہً بیمار ہوکر ۳۹۲ھ مین مرگیا اور بمقام مدینہ سالم (میڈنیاسلی) مدفون ہوا۔ نفح الطیب جلد اول مطبوعہ لیدن صفحہ ۲۵۷ لغایتہ ۲۷۶

بنو عامر کا زوال
مہدی کی بیعت

برگاہ عبد الرحمن ملقب بہ ناصر لدین اللہ بن منصور اعظم کی ولیعہدی کی تقریب تکمیل کو پہونچگئی۔ امیون اور قریشیون کو اس سے بیحد ناراضگی اور بر افروختگی پیدا ہوئی عبد الرحمان ناصر کے گرانے کی فکر مین کرنے لگے اور سب کے سب اس امر پر متفق ہوئے کہ عنان حکومت مضریہ کے قبضہ اقتدار سے نکال کے یمنیہ کے ہاتھ مین دیجائے چنانچہ ہر طبقہ کے لوگون مین باہم سرگوشیان ہونے لگین اتفاق سے اسی زمانہ مین عبد الرحمن ناصر لشکر صوائف کے ساتھ جلالقہ کے جہاد پر چلا گیا۔ مخالفین کو موقع ملگیا ایک روز سب کے سب مجتمع ہوکر افسر اعلے پولیس پر قرطبہ مین قصر خلافت کے دروازہ پر جہانکہ اسکا مقر تہا ۳۹۹ھ مین ٹوٹ پڑے اور ہشام موید کو منصب خلافت سے معزول کرکے محمد بن ہشام بن عبد الجبار بن امیر المومنین الناصر لدین اللہ کو سریر خلافت پر جلوہ افروز کیا اور اسکی خلافت و امارت کی بیعت کرلی۔ محمد بن ہشام اسی شاہی خاندان کا ایک ممبر اور خلفاء گذشتہ کا یادگار تہا۔ ارکین دولت نے محمد کو سریر خلافت پر متمکن کرنے کے بعد المہدی باللہ کا لقب دیا اس واقعہ کی خبر شنجول عبد الرحمن حاجب کو سرحد پر جہانکہ وہ تہا پہونچگئی۔ پہر اُنہون مین پہوٹ پڑگئی۔ عبد الرحمن نے اس زعم سے کہ امور سلطنت کے سیاہ وسفید کرنے کا مالک تو مین ہون اور میری موجودگی مین کسیکی کچہ پیش نہ جائیگی قرطبہ کیجانب مراجعت کی جون ہی دار الخلافت کے قریب پہونچا فوج کا حصہ کثیر اور سرداران بربر عبد الرحمن کی لشکرگاہ سے علٰحدہ اور جدا ہوکر قرطبہ چلے آئے اور مہدی کے ہاتھ پر بیعت کرلی جو اس وقت قرطبہ مین حکمرانی کر رہا تہا۔ ان لوگون نے مہدی سے لگا بجہاکے عبد الرحمن ناصر کی مخالفت پر ابہار دیا چنانچہ مہدی کے اشارہ سے چند لوگ عبد الرحمن ناصر پر حملہ آور

ہوئے اور اسکا سر اوتار کر مہدی اور مخالفین عبد الرحمن کے پاس لے آئے عبد الرحمن کے بارے جانے سے عامریوں کی حکومت و دولت کا خاتمہ ہوگیا گویا کہ یہ نہ تھی۔

بربر کی بغاوت اور مستعین کی بیعت

اس سے پیشتر بربریوں اور زناتہ کی فوجوں نے منصور کا حکمرانی اور سیاست میں ہاتھ بٹایا تھا بعدہ اس کے بیٹے کی بھی ہوا خواہ رہے ان دنوں ان لوگوں کے رؤسا اور امراء زاوی بن مناد صنہاجی، ابو ماکیر ابن زیری، محمد بن عبد اللہ برزالی، فصیل بن حمید مکناسی (اسکا باپ عبیدیوں سے عہد خلافت ناصر میں لڑا تھا) زیری بن غرانہ مغیلی، ابو یزید بن دوناس یفرنی، عبد الرحمن بن عطاف یفرنی، ابو نور بن ابی قرہ یفرنی، ابو الفتوح بن ناصر، حزرون بن محصن مغراوی، [illegible] سید الناس اور محمد بن یحیی مغراوی وغیرہم مع اپنے قبائل [illegible] کے تھے۔ [illegible] عبد الرحمن بن ناصر [illegible] کچھ ادائی [illegible] تھی اور [illegible] سے ناراض ہو کر [illegible] جتنا ہم سے چاہتے تھے باقی رہے [illegible] ان کے جانب مائل و ملتفت تھے کیونکہ انہیں لوگوں نے عامریوں کی اعانت اور مدد کی تھی منصور اور اسکے بیٹوں کے تصرفات اور حکومت و دولت پر متغلب و متصرف ہونے کی نسبت انہیں کیطرف کی جاتی تھی اہل شہر کے قلوب ان کی ان حرکات و سکنات سے بیزار تھے عام طور سے آنکھوں میں کانٹا سا کھٹکتے تھے تھوڑے دنوں میں اس حد تک یہ قضیہ بڑھا کہ عوام الناس ان لوگوں کی زیادتیوں سے پریشان ہو کر اراکین دولت سے فریادیں کرنے لگے ہر کہ مہ کے زبان پر انہیں لوگوں کا چرچا رہنے لگا۔ محمد بن ہشام نے ان سب واقعات سے مطلع ہو کر

(۲) ۱۹۵۰/۴/۱۵

حکم دے دیا کہ ان لوگون مین سے نہ کوئی سوار ہو کر نکلے اور نہ آلات حرب سے
مسلح ہو۔ اسی زمانہ مین ان کے بعض روسا دروازہ محلسرائے شاہی
بلاحضوری واپس کر دیئے گئے تھے اور بازاریون نے انکے مکانات
کو لوٹ لیا تھا۔ زاوی اور اسکا چچا زاد بھائی حباسہ اور ابوالفتوح ناصر نے
دربار خلافت مین حاضر ہو کر محمد بن ہشام مہدی سے اسکی شکایت کی کہ بازاریون
نے ہم لوگون کے مکانات کو لوٹ لیا ہے مہدی نے معذرت کی اور عوام الناس
مین سے جن لوگون نے ان کو تکلیفین پہونچائی تھین ان کے قتل کا حکم صادر
کیا حالانکہ مہدی کا سینہ ان لوگون کی عداوت سے بھرا ہوا اور ان کی ذمایم
عادات سے اسکا دل بیزار تھا۔ بعد اس کے سچ یا جھوٹ کسی ذریعہ سے
ان لوگون تک یہہ خبر ہو نچگئی کہ مہدی ان لوگون کے ساتھ بدعہدی کیا
چاہتا ہے۔ پس یہہ لوگ باہم ملنے جلنے لگے۔ درپردہ مشورہ ہونے لگا
کہ مہدی کو معزول کر کے ہشام بن سلیمان ابن امیر المومنین ناصرلدین اللہ
کو جبائے خلافت پہنانا چاہیئے۔ اس واقعہ سے خاص خاص اراکین دولت
کے کان آشنا ہو گئے۔ بکمال استعجال اس کے روک تھام کی طرف
متوجہ ہوئے پہلے تو ان لوگون کو بحکمت عملی شہر قرطبہ سے نکال باہر کیا
بعد ازان ہشام بن سلیمان اور اس کے بھائی ابوبکر کو مہدی کے پاس گرفتار
کر لائے۔ چنانچہ مہدی کے حکم سے ان دونون ناکردہ گناہون کی گردن
ماری گئی۔ اور سلیمان بن حکم بخوف جان بھاگ کر بربر اور زناتہ کے لشکر مین
پہنچا اس وقت یہہ سب کے سب قرطبہ کے باہر جمع ہو رہے تھے اور
شاہی خاندان مین سے کسی ایک شاہزادے کو تخت نشین کرنے کی فکر مین کر رہے
تھے۔ سلیمان کو دیکھتے ہی اسکے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کر لی۔

المستعین باللہ کے مبارک خطاب سے مخاطب کیا اور اس کے ہمرکاب طلیطلہ کے حدود کی طرف گئے پس ابن ادفونش کی پشت گرمی سے فوجین آراستہ کرکے قرطبہ کے محاصرہ کو کوچ کیا اس فوج مین یا تو بربری تھے یا عیسائی - مہدی بھی یہ خبر پا کے بقصد جنگ قرطبہ کے باہر آیا اہل شہر ارکین دولت اور فوج ہشام سینہ سپر ہوکر اپنے جدید خلیفہ کے ساتھ لڑنے کو نکلی گھمسان لڑائی ہوئی بالآخر قرطبہ کی فوج میدان جنگ سے گونگٹ کھاگئی - کیت مستعین کے ہاتھ رہا - تقریبًا بیس ہزار اہل قرطبہ اس معرکہ مین کام آئے - ائمہ مساجد دربان، موذن، اور علماء شائخین قتل کئے گئے - آخری چوتھی صدی مین مستعین فتحمندی کا جھنڈا لئے ہوئے قرطبہ مین داخل ہوا اور محمد بن ہشام بن عبد الجبار ملقب بہ مہدی باللہ بھاگ کر طلیطلہ پہونچا -

مہدی پھر قرطبہ مین جسوقت مستعین نے بزور تیغ قرطبہ پر قبضہ حاصل کرلیا محمد بن ہشام مہدی ہزیمت اُٹھا کر طلیطلہ چلا گیا - ابن ادفونش نے اسکو بھی فوجی مددی پس یہ بھی اسکی اعانت اور بھروسہ پر فوجین آراستہ کرکے قرطبہ کی جانب بڑھا - مستعین سے اور اس سے معرکہ آرائی ہوئی چنانچہ قرطبہ کے باہر مقام عقبۃ البقر آخری دروازہ سبتہ مین مستعین کو ہزیمت ہوئی اور مہدی مظفر و منصور قرطبہ مین داخل ہوا اور کامیابی کے ساتھ قابض و متصرف ہوگیا -

ہزیمت مہدی وبیعت ہشام جون ہی مہدی مظفر و منصور قرطبہ مین داخل ہوا مستعین نے معہ فوج بربر قرطبہ سے نکلکر تمام ملک مین غارتگری کا بازار گرم کرکے مار دھاڑ شروع کردی - نیک وبد کا امتیاز چھوڑ دیا - ایک مدت تک یہی کیفیت رہی بعد ازان جزیرہ خضرا کیجانب چلا گیا پس مہدی اور

ابن ادفونش ان کے تعاقب مین روانہ ہوا مستعین اور بربری فوج لوٹ پڑی
مہدی اور ابن ادفونش پسپا ہو کر قرطبہ کیجانب بھاگے اور مستعین نے
تعاقب کیا تا آنکہ مہدی اور ابن ادفونش نے معہ اپنے رکاب کی فوج کے قرطبہ
مین داخل ہو کر شہر پناہ کا دروازہ بند کرلیا اور مستعین نے محاصرہ ڈالدیا
اہل قرطبہ کو بربریون کے طول و شدت محاصرہ سے اضطراب
پیدا ہوا خادمان قصر خلافت اور ہشام کے حاشیہ نشینون سے ملے
اور یہہ کہا کہ یہہ سب مصیبتین محمد بن ہشام کی بدولت ہم لوگون کے سرون
پر نازل ہوئی ہین اگر تم لوگ بھی ہمارے اس خیال سے متفق ہو تو آؤ محمد
بن ہشام کا کام تمام کر کے ہشام کی خلافت کی دوبارہ بیعت کرین اور بربریون
کے ظلم و ستم سے اپنے کو نجات دین ۔ خدام خلافت اور ہوا خواہان ہشام
نے اس رائے سے اتفاق ظاہر کیا چنانچہ ان لوگون نے محمد بن ہشام کو قتل
کر کے بالاتفاق ہشام موید کی خلافت کی دوبارہ بیعت کی ۔ اس کام کا بانی
صبائی واضح عامری نامی ایک شخص تھا جو ہشام موید کی بحالی کے بعد اس کا
حاجب بنایا گیا تھا یہہ شخص منصور بن ابی عامر کا آزاد غلام تھا ۔

حصار قرطبہ وقتل ہشام

اہل قرطبہ کو اس کارروائی سے کچھ بھی فائدہ نہ پہونچا
بربری تاتار فوجین محاصرہ پہ اڑی رہین اور مستعین دعوے دار
خلافت انہین لوگون مین گل چھرے اوڑاتا رہا رفتہ رفتہ سارے
قصبات اور دیہات خراب اور ویران ہوگئے کبھی تو ہشام قرطبہ سے
نکلکر بربریون اور مستعین کا تعاقب کرتا تھا اور گاہے بربری اور مستعین ہشام
اور اہل قرطبہ کو مارتے مارتے قرطبہ مین داخل کر دیتے اس روزانہ
جنگ اور آئے دن کی ہزیمت سے اہل قرطبہ تنگ آگئے اور رسد و غلہ کا

ذخیرہ بھی ختم ہو چلا۔ مستعین اور بربری اس وجہ سے کہ مضافات قرطبہ پہلے ہی سے ویران اور وہان کی کھیتیان خراب ہو گئی تھین کمی رسد و غلہ سے پریشان ہو رہے تھے نہ تو محاصرہ اوٹھا کے واپس آتے بنتا تھا اور نہ قرطبہ فتح ہوتا تھا۔ کچھہ سوچ سمجھکر مستعین اور بربریون نے ابن اذفونش کو اپنی کمک کی غرض سے طلب کیا ہشام موید اور اسکے حاجب واضح کو اسکی خبر لگ گئی تو انھون نے ابن اذفونش کو صوبہ کشتالہ دے کر مستعین کی مدد کرنے سے روکدیا اس صوبہ کو منصور نے عیسائیون سے فتح کیا تھا۔ بالآخر بربریوں اور مستعین نے بزور تیغ ۴۰۳ھ مین قرطبہ کو مفتوح کرلیا ہشام موید مارا گیا اور مستعین معہ اپنی بربری فوج کے قرطبہ مین داخل ہوا سب اپنی عورتون، لڑکون، اور بچون سے ملے۔ ایک مدت کے بچھڑے ہوئے اپنے اپنے مکانات مین آکر آباد ہوئے۔

اس واقعہ سے مستعین کے دماغ مین اپنی حکومت کے مستقل و مضبوط ہو جانے کا خیال جم گیا بربریون اور غلامون کو بڑے بڑے شہرون کی حکومت پر مامور کیا وسیع اور زرخیز صوبون کی حکمرانی ان کو دی مثلاً بادیس بن حبوس کو غرناطہ کی، محمد بن عبد اللہ برزالی کو قرمونہ کی، اور ابو نور بن ابی شبل کو شریش کی حکومت عطا ہوئی۔ ارکین دولت کا شیرازہ منتشر ہو گیا تمام بلاد اندلس مین پریشان ہو کر نکل گئے اور آخرکار اسی زمانہ سے طوائف الملوکی بھی شروع ہو گئی۔ ابن عباد نے اشبیلیہ مین، ابن افطس نے بطلیوس مین، ابن ذی النون نے طلیطلہ مین، ابن ابی عامر نے بلنسیہ و مرسیہ مین، ابن ہود نے سرقسطہ مین اور مجاہد عامری نے دانیہ اور جزائر مین خود مختاری کے ساتھہ حکومت شروع کردی جیسا کہ ہم ان کے حالات کے

ضمن مین بیان کرینگے۔

ابن حمود کا قرطبہ پر قبضہ

جسوقت ارکین دولت قرطبہ منتشر اور متفرق ہوگئے۔ اور یہہ بربریون نے حکومت و سلطنت پر قبضہ کرلیا علی بن حمود اور اسکا بہائی قاسم جوکہ ادریس کے پس ماندگان خاندان سے تھے اور بربریون کے ساتھ سرحد سے آئے ہوئے تھے دعویدار حکومت ہوگیا اور اکثر بربریون کی حمایت اور اعانت سے سنہ ۴۰۷ھ مین قرطبہ پر قبضہ حاصل کرلیا مستعین کو قتل کرکے بنو امیہ کے بادشاہت کے آثار معدوم اور نیست و نابود کردیئے۔ سات برس تک اسی صورت سے قرطبہ کی حکومت کا سلسلہ جاری رہا بعدازان پہر بہی بنو امیہ (اولاد ناصر) حکومت و امارت کی عبا پہنکر سریر خلافت پر متمکن ہوئے پہر تہوڑے دلون بعد عنان حکومت ان کے قبضہ سے نکلگئی اور ارکین دولت عرب، غلامون اور بربریون نے اسپر قبضہ کرلیا۔ ملک اندلس چہوٹی چہوٹی ریاستون پر منقسم ہوگیا۔ ان لوگون نے علیحدہ علیحدہ اپنی اپنی خودسر حکومتین قایم کرکے وہی القاب اور خطابات اختیار کیے جو خلفاء کے تھے جیسا کہ ہم اسکو کامل طور سے انکے اخبار مین بیان کرینگے۔

بنو امیہ کی دوبارہ حکومت

ہرگاہ اہل قرطبہ نے بعد سات سال کے حمودیون کو کرسی امارت سے اوتار دیا اور قاسم بن حمود نے بربری فوج لے کر قرطبہ پر فوج کشی کی اور اہل قرطبہ نے متفقہ قوت سے قاسم کو ہزیمت دے دی اس وقت اہل قرطبہ پہر یہہ خیال پیدا ہوا کہ عنان حکومت اندلس پہر بنو امیہ کے قبضہ اقتدار مین دیجائے۔ چنانچہ عبدالرحمن بن ہشام بن عبدالجبار برادر مہدی)

کو شاہی کے لئے منتخب کیا اور ماہ رمضان سنہ ۴۱۴ھ مین خلافت و امارت کی اس کے ہاتھہ پر بیعت کی۔ "المستظہر" کا خطاب دیا۔ ابہی اسکی حکومت وخلافت کو دو ماہ بھی نہین گذرے تھے کہ محمد بن عبدالرحمن بن عبیداللہ بن خلیفہ ناصر بدعوے داری خلافت مستظہر کے خلاف اٹھہ کھڑا ہوا اس کے باپ کو منصور نے بوجہ مخالفت قتل کروایا تہا۔ اس وقت سے یہہ دبا دبایا موقع اور وقت کا منتظر رہا اب جبکہ مدبرون سے دولت وحکومت خالی ہوگئی تو اس نے علم مخالفت بلند کردیا عوام الناس اور بازاریون کا جم غفیر ساتھہ ہولیا۔ مستظہر کو اس کے روک تہام مین ناکامی ہوئی۔ محمد بن عبدالرحمن نے قرطبہ پر قبضہ حاصل کرکے "مستکفی" کا خطاب اختیار کیا اور بالاستقلال سریر حکومت پر بیٹھکر قرطبہ مین حکمرانی کرنے لگا۔

بنی حمود کی دوبارہ حکومت

مستکفی کی بیعت خلافت کے چہہ مہینے بعد قرطبہ کی عنان حکومت (سنہ ۴۱۶ھ مین) یحییٰ بن علی بن حمود یعنے معتلی کے قبضہ مین چلی گئی جیساکہ ان کے حالات مین بیان کیا جاے گا اور مستکفی بحال پریشان سرحدی بلاد کی طرف بہاگ گیا اور اسی زمانہ فراری مین سفر آخرت اختیار کیا۔

معتمد اموی کی حکومت

بعد چند دنون کے اہل قرطبہ نے معتلی بن حمود کو سنہ ۴۱۸ھ مین سریر خلافت سے اوتار دیا وزیر السلطنت ابو محمد جہور ابن محمد بن جہور اور سرداران قرطبہ نے ہشام بن محمد برادر مرتضے کی خلافت کی بیعت کرلی۔ ہشام بن محمد ان دنون سرحد پر مقام لاردہ مین ابن ہود کے پاس مقیم تہا جب اسکو یہہ خبر لگی کہ میری خلافت کی بیعت لی گئی ہے تو سنہ ۴۲۰ھ مین لاردہ سے برنث چلا آیا اور "المعتمد باللہ" کا خطاب

اختیار کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ محمد بن عبداللہ بن قاسم برنت پر متصرف ہو گیا تھا پس ہشام نے یہین قیام اختیار کیا تین برس تک سرحد ہی پر مارا مارا پھر رو سار طوائف مین باہم اختلاف پڑا ہوا تھا۔ فتنہ و فساد کی گرم بازاری تھی بالآخر اس امر پر متفق ہوے کہ ہشام کو قرطبہ مین لا کے ٹھیرانا چاہیے چنانچہ وزیر السلطنت ابو محمد جہور معہ ایک گروہ ارکین دولت کے ہشام کے پاس گیا اور ۴۲۰ھ مین قرطبہ لے آیا تھوڑا ہی زمانہ منقضی ہونے پایا تھا کہ ۴۲۲ھ مین لشکریون نے اسکو معزول کر دیا غریب معتمد نے لاردہ کا راستہ لیا اور وہین ۴۲۸ھ مین مر گیا۔ اس کے مرنے سے خلافت امویہ کا دور ختم ہو گیا اور اسکی حکومت و سلطنت کا ٹمٹماتا ہوا چراغ گل ہو گیا واللہ غالب علے امرہ[1]

[1] ملک اندلس جبکو طارق و طریف سپہ سالاران لشکر اسلام نے بزمانہ گورنری موسے بن نصیر گورنر افریقیہ عہد خلافت ولید اموی ۹۲ھ مین مفتوح کیا تھا تقریباً پچاس برس تک بطور ایک صوبہ کے خلافت دمشق کا ماتحت رہا اس زمانہ مین اکثر دربار خلافت سے اس صوبہ کا گورنر مقرر ہو کر آیا تھا اور گاہے گورنر افریقیہ اپنی جانب سے کسی شخص کو اس صوبہ پر مامور کر دیتا تھا۔ اس پچاس سال کے آخر مین طوائف الملوکی اور خود سری بھی شروع ہو گئی تھی۔ قبائل عرب آپس مین لڑنے بھڑنے لگے تھے ایک دوسرے کو پھاڑے کھاتا تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ خلافت دمشق کا شیرازہ درہم برہم ہو گیا تھا سریر خلافت پر عباسیہ کا قبضہ ہو گیا تھا۔ عبدالرحمن نامی ایک شخص شاہزادگان بنو امیہ سے کسی نہ کسی طرح اپنی جان اس عام خونریزی سے بچا کر اندلس پہنچا اور اپنی مدبرانہ کارروائیون اور پولیٹیکل چالون سے اندلس پر قابض ہو گیا ان سب واقعات کو تم اوپر پڑھ آئے ہو۔ اس وجہ سے ہم اعادہ نہین کیا چاہتے

اخبار دولت بنی حمود جنہوں نے بنو امیہ سے عنان حکومت لی اور سرزمین اندلس پر حکمرانی کی

بربریوں اور مغاربہ کے ساتھہ جو کہ مستعین کے ہوا خواہ تھے دو بھائی عمر بن ادریس کی اولاد سے تھے ان میں سے ایک کا نام قاسم تہا دوسرے

(بقیہ نوٹ) عبدالرحمٰن داخل بنو امیہ مین سے سب کے پہلے ۱۳۹ھ مین اندلس آیا تہا اور بنو امیہ کی مردہ شان و شوکت کو از سر نو زندہ کیا تہا بہت بڑے حوصلہ اور دماغ کا آدمی تہا - اندلس کی متعدد اور خود سر حکومتون اور بغاوتون کو سرگرم کے اسی نے ایک مہذب اور شایستہ گورنمنٹ بنایا تہا اسی نے کل خود مختار اور جنگجو امرا کو زیر و زبر کر کے اندلس کو پر امن اور انصاف پسند حکومت کا خطاب دیا تہا اس کے بعد اسکے خاندان سے ۴۲۸ھ تک تیرہ اشخاص اور جانشین ہوئے جن کے زمانہ حکومت کے حالات علیحدہ علیحدہ تحریر کئے گئے - ان تیرہ اشخاص مین سے گنتی کے چند اشخاص ایسے گذرے ہین جنکو جہانداری اور حکومت کا سلیقہ تہا ورنہ سب کے سب نہین تو ان مین سے اکثر ایسے تہے جو کہ امرا دولت اور افسران فوج کے ہاتھہ کی کٹہ پتلی یا موم کی ناک تھے - مگر وہ چند اشخاص ایسے تھے کہ جس کی ذات سے اندلس کا نام روشن ہوگیا تہا تمام یوروپ نے انکا لوہا مان لیا تہا - علم و ہنر اور فنون کی قدردانی مین شہرہ آفاق تھے تقریباً دوسو نوے برس بنو امیہ نے اس ملک پر حکمرانی کی اور اس قلیل مدت مین ان تاجدارون نے اندلس کو دولہن کی طرح آراستہ کر دیا - قرطبہ کیا تہا تمام جہان کے علوم و فنون کا مرکز بنا ہوا تہا - دور دراز ملکون سے طلبار علوم یہان کی یونیورسٹی مین تعلیم حاصل کرنے کو آتے تھے - یورپ نے اسیکی شاگردی مین زانوے

۱۵ دسمبر ۱۹۰۶ء (۳)

کا نام علی - یہہ دونون بیٹے تھے حمود بن میمون بن احمد بن علی بن عبید اللہ بن عمر بن ادریس کے - یہہ لوگ بربریون کے گروہ کے ساتھہ بلاد غمارہ مین تھے - اور انہین کے ذریعہ سے انہون نے ریاست و امارت حاصل کی تھی

(بقیہ نوٹ) ادب تر کیا تہا - ان بادیہ نشینان عرب نے ملک اندلس مین جو نمایان کام کئے تھے وہ آج بڑے سے بڑے سائنس اور طبیعات دان اور فرزانہ روزگار فلاسفر سے نہین بن پڑتا - بزم اور رزم دونون کے وہ مالک تھے ان کے ایک ہاتہہ مین قلم ہوتا تہا تو دوسرے ہاتہہ مین تلوار - تعمیرات کی طرف آنکھین اٹھتی ہین تو اس وقت تک وہ زبان حال سے اپنے بانیون کی عظمت و جلال کا افسانہ کہہ رہی ہین

؎ از نقش و نگار در و دیوار شکستہ ✤ آثار پدیداست صنادید عجم (عرب) را

وجہ تسمیہ اندلس بنو امیہ کا دور حکومت تمام ہوتا ہے اور اس کے بعد سے طوائف الملوکی کا سلسلہ اور خود مختار ریاستون کا آغاز ہوتا ہے لہذا اس موقع پر ہم سرزمین اندلس کے کچہہ اوصاف بیان کیا چاہتے ہین اور نیز مدینۃ الخلفا قرطبہ کی بعض تعمیرات پر ایک سرسری نظر ڈالا چاہتے ہین ؎ از دوست چہ گویم بچہ عنوان رفتم ✤ ہمہ شوق آمدہ بودم ہمہ حرمان رفتم - مولف کتاب نفح الطیب تحریر کرتا ہے سرزمین اندلس کے اوصاف کسی عبارت مین کامل طور سے بیان نہین کئے جا سکتے اور نہ اسکی خوبی و لطافت پر کسی قسم کا غبار پڑ سکتا ہے - ابن سعید کہتا ہے کہ یہ ملک اندلس بن طوبال بن یافث بن نوح علیہ السلام کے نام سے موسوم ہوا کیونکہ اندلس نے اپنی سکونت کے لئے اس سرزمین کو منتخب کیا تہا جیسا کہ طوبال کے بہائی سبت بن یافث کے نام سے اندلس کے سامنے کا سرحدا بوجہ سکونت سبتہ کہلایا گیا - ابن غالب کا بیان ہے کہ اندلس یافث بن نوح علیہ السلام کا بیٹا تہا جسنے ابتداً اسی سرزمین مین سکونت اختیار کی تہی -

جو محمد اور عمر اولاد ادریس کے پس ماندگان خاندان مین ایک زمانہ تک قایم رہی - اسی وجہ سے بربریون کی ان لوگون کے ساتھ اختلاط اور آمیزش تھی اور یہی امر ان لوگون کے فخر و مباہات کا باعث ہوا پس یہ لوگ بربریون

(بقیہ نوٹ) اوصاف اندلس | ابو عامر سلمی نے اپنی کتاب بدور القلائد و غرر الفوائد مین تحریر کیا ہے "ملک اندلس بہترین ملکون سے ہے اسکی ہوا اور سرزمین نہایت معتدل، اس کا پانی بیحد شیرین، ہوا پاکیزہ، اور حیوانات و نباتات نفیس ہین یہ ملک اوسط الاقالیم سے ہے اور خیر الامور اوسطہا ایک مشہور مثل ہے - ابو عبید بکری تحریر کرتا ہے کہ ملک اندلس پاکیزگی مین شام ہے بلحاظ ہوا کے یمانی ہے مسطح اور معتدل ہونیکے خیال سے ہندی ہے - عمدگی اور لطافت مین اہواز ہے سرسبزی مین چین ہے اسکے سواحل اور اسکے معادن مین طرح طرح کے قیمتی جواہر مخزون ہین - آثار قدیمہ بھی بکثرت ہین - مسعودی نے مروج الذہب مین تحریر کیا ہے کہ بحر اندلس کے ساحل شنترین اور شذونہ مین عنبر بکثرت پیدا ہوتا ہے - علاوہ برین سونے چاندی اور پارہ کی متعدد کانین ہین - زعفران بھی پیدا ہوتا ہے بعض مصریون کا بیان ہے کہ اندلس مین کل کائنات کے معادن ہین جو سبعہ سیارہ کے تاثیرات سے پیدا ہوتے ہین رانگہ کو زحل سے تعلق ہے اسکی بھی اندلس مین کان ہے، قزدیر سفید (ایک قیمتی پتھر ہے) منسوب بہ مشتری ہے اس کی کان بھی اندلس مین ہے - لوہا مریخ کی طرف منسوب ہے یہ بھی اندلس کی کان سے بر آمد ہوتا ہے سونا شمس کیجانب منسوب ہے تانبا زہرہ کی جانب، پارہ عطارد کیجانب، اور چاندی قمر کی طرف اور ان سب چیزون کی کانین اندلس مین موجود ہین - غرضکہ اندلس کیا ہے ایک ذخیرہ زرریز ملک ہے جسکی ہوا بھی معتدل اور سرزمین بھی شاداب ہے -

جزیرہ نما اندلس مثلث الشکل ہے اور تین حصون موسطی، شرقی اور غربی پر مشتمل ہے

کے ساتھ بلاد غمارہ سے سرزمین اندلس چلے آے اور مستعین کے حاشیہ نشینوں امرار سرحدی بربرین داخل ہوگئے۔ چنانچہ مستعین نے منجملہ اُن مغاربہ کے جنکو سند حکومت دی تھی ان لوگون کو بھی سرداری وحکومت عطا کی - ان مین سے علی کو طنجہ کی حکومت مرحمت فرمائی اور قاسم کو جزیرہ خضرا پر مامور کیا - قاسم علی سے بڑا تھا چونکہ مغاربہ اور بربریون کے قلوب مین

(بقیہ نوٹ) موسطی مین قرطبہ، طلیطلہ، جیان، غرناطہ، مریہ اور مالقہ وغیرہا تھے بظاہر یہ چھہ شہر ہین لیکن حقیقت مین ہر ایک مستقل مملکت کے حکم مین تھے۔

قرطبہ کے متعلقات سے استجہ، بلکونہ، قبرہ، رُندہ، غافق، مدور، اسطبہ، بیانا، بجایہ اور قصیر وغیرہ تھے۔

طلیطلہ کے مضافات سے وادی الحجارہ، قلعہ رباح اور طلمنکہ وغیرہ تھے مضافات جیان سے ابذہ، بیاس، اور قسطلہ وغیرہ تھے۔

متعلقات غرناطہ سے وادی آش، منکب اور لوشہ وغیرہ تھے۔ اعمال مریہ سے اندرش اور مضافات مالقہ سے بلش اور الحامہ وغیرہا تھے بلش مین بکثرت میوہ جات پیدا ہوتے تھے۔ الحامہ مین گرم پانی کا چشمہ وادی کی صورت مین تھا۔

شرقی اندلس مین صوبجات مُرسیہ، بلنسیہ، وانیہ، سہلہ اور ثغر اعلےٰ تھے مرسیہ کے متعلقات سے اریولہ، اُلقنت لورقہ وغیرہ شمار کیے جاتے تھے۔ بلنسیہ مین شاطبہ اور جزیرہ شقر تھا - وانیہ کے متعلق بھی چند شہر تھے جنکو گردش زمانہ نے ویران وخراب کر ڈالا۔

سہلہ مین بھی کئی شہر آباد تھے یہ صوبہ بلنسیہ اور سرقسطہ کے درمیان مین واقع تھا اسیوجہ سے اسکو بعضون نے ثغر اعلےٰ کے مضافات سے

اولاد ادریس کی ہواخواہی اس وجہ سے کہ اسکی حکومت اس طرف تھی پہلے سے متمکن تھی جیساکہ ہم اوپر بیان کرآئے ہین نظر براین علی بن حمود کی حکومت مین کسی قسم کا زوال و تزلزل پیدا نہوا اور اس کے رعب و داب کا سکہ چلنے لگا۔ دو برس تک اس نے حکمرانی کی۔ تاآنکہ خود اسکے باڈی گارڈ نے

(بقیہ نوٹ) شمار کیا جاتا اس صوبہ مین متعدد قلعجات اور کئی شہر آباد تھے۔

ثغر اعلےٰ کے مضافات سے سرقسطہ، کورہ لاردہ، قلعہ بیفار، کورہ تطیلہ (اسکا شہر طرسونہ تھا) کورہ وشقہ (اسکا شہر تمریط تھا) کورہ مدینہ سالم (میڈنا سلی) کورہ قلعہ ایوب (اسکا شہر ملیانہ تھا) کورہ بربطانیہ اور کورہ باروشہ تھا۔

غربی اندلس مین اشبیلیہ، ماردہ، اشبونہ اور شلب شمار کئے جاتے تھے

مضافات اشبیلیہ سے سریش، خضراء اور لبلہ تھا۔

ماردہ کے مضافات سے بطلیوس، یابرہ وغیرہ تھے۔

اعمال اشبونہ مین شنترین سب سے بہتر اور عمدہ مقام تھا۔

صوبجات شلب سے سینٹ مریہ وغیرہ تھے۔

علاوہ ان کے جزیرہ نمائے اندلس مین بہت سے چھوٹے چھوٹے جزایر مین جنکے ذکر سے ہم طول کلام نہین کیا چاہتے۔ اور نہ مقامات و بلاد مذکورہ بالا کے تفصیلی حالات لکھا چاہتے ہین۔ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ طول اندلس کا تیس یوم کی مسافت کا تھا اور عرض نو ایام کے سفر کا تھا۔ جسکو چالیس بڑی نہرین چند حصون پر منقسم کرتی تھین۔ علاوہ نہرون کے بہت سے قدرتی چشمے تھے معاون کی کوئی حد نہ تھی انکی شہر دار الحکومت کے تھے دیہاتون اور قصباتون کا شمار حد سے باہر تھا صرف نہر اشبیلیہ کے کنارہ بارہ سو گانون آباد تھے اندلس کے آبادی کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ قدم قدم پر مسافرون کو بازار سرائین اور مسافرخانے ملتے تھے۔ مسافر دو کوس

اسکو حمام مین سنہ ۴۰۸ھ مین قتل کر ڈالا۔ تب بجائے اسکے اسکا بھائی قاسم بن حمود حکمران ہوا اس نے "المامون" کا خطاب اختیار کیا اس کی حکمرانی کے چار برس بعد یحییٰ ابن علے نے سنہ مین اس سے حکومت و ریاست کی

(بقیہ نوٹ) بھی جنگل، پہاڑ اور ویرانہ مین نہین چلنے پاتا تھا کہ اسکو مکانات آسایش کے مل جاتے تھے اور صاحب جغرافیہ نے تحریر کیا ہے کہ ملک اندلس کا طول چالیس یوم کی مسافت کا تھا اور عرض اٹھارہ یوم کی مسافت۔

قرطبہ کی بعض عمارت اور جامع مسجد

یون تو قرطبہ اور بلاد اندلس کی کل عمارتین قابل الذکر ہین خاص کر اس وجہ سے کہ ان سے عرب کی صناعی کا ثبوت ملتا ہے اور ان سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ عربون نے ایک ہی صدی کے اندر کس قدر اور کس بلا کی ترقی کی تھی مگر اس موقع پر ہم صرف جامع قرطبہ اور اسکی بعض عمارات کا تذکرہ کر کے اپنے اس نوٹ کو ختم کرتے ہین۔

جامع مسجد قرطبہ کا بنیادی پتھر عبد الرحمٰن داخل مجدد دولت امویہ اندلس نے سنہ ۷۸۶ء (۱۷۰ھ) مین رکھا تھا اسی ہزار دینار خرچ کر چکا تھا مگر تعمیر تکمیل کو نہین پہونچی تھی بعد اسکے بیٹے ہشام نے سنہ ۷۹۳ء (۱۷۶ھ) مین اسکی تکمیل کی۔ اسکے بعد ہر نئے حکمران نے کسی نے نام آوری کی غرض سے کسی نے نمازیون کی آسائش کے خیال سے کچھ نہ کچھ جدید عمارتین اضافہ کین رفتہ رفتہ یہ مسجد مسلمانان عرب کے ابتدائی کمالات کا ایک عمدہ نمونہ بن گئی۔ اس مسجد مین گنبدین سقف باڈٹون دار چھتون کے درجون کی تعداد شرقاً و غرباً ۱۹ اور شمالاً و جنوباً ۳۱ تھی۔ اکیس دروازہ پیتل کے منقش و منبجر لباس پہنے ہوئے نمازیون کا انتظار کرتے تھے۔ بارہ سو ترانوے مطلا ستون مسجد کی مقدس سقف کو اوٹھائے ہوئے تھے خاص درجہ مین نقری فرش تھا جا بجا پچی کاری کا نفیس اور عمدہ کام بنا ہوا تھا ستون پر سونے اور قیمتی قیمتی

بابت منازعت کی یحییٰ ابن علی غربی اندلس مین امیر اور اپنے باپ کا ولیعہد تھا۔ قاسم نے اسکی سرکوبی کے لئے سنہ ۴۱۲ھ مین اپنی بربری فوج کو عساکر اندلس کے ساتھ روانہ کیا۔ یحییٰ نے مالقہ کی پشت گرمی سے اسکا مقابلہ کیا

(بقیہ نوٹ) پتھرون سے خوشنما نقش ونگار بنائے گئے تھے ممبر ہاتھی دانت اور ایک خاص قسم کی لکڑی کے ۳۶ ہزار ٹکڑون سے بنایا گیا تھا جو بوقت ضرورت علیحدہ ہوسکتا تھا یہ ٹکڑے سونے کی کیلون اور پترون سے باہم وصل کئے گئے صحن مسجد مین چار وسیع اور خوبصورت حوض پانی سے لبریز رہا کرتے تھے ان حوضون مین کلون اور نلون کے ذریعہ سے پانی قریب کی ایک پہاڑی سے لایا گیا تھا۔ مسجد کی بازو پر بے تعداد کمرے اور حجرے بنے ہوئے تھے جنمین طلبار اور مسافرین کی مہمانداری نہایت فراخ حوصلگی سے کیجاتی تھی۔ ایک سو پیتل کی لالٹینین لگی ہوئی تھین جنکے ذریعہ سے مسجد کی رات روز روشن ہوجاتی تھی۔ رمضان المبارک مین موم کی ایک بڑی بتی وزنی ۲۵ ثار تمام رات جلا کرتی تھی۔ تین سو آدمی صرف اس غرض کے لئے ملازم تھے کہ اگر اور عود وعنبر کے بخورات سے لالٹینون مین جلانے کے لئے خوشبودار تیل بناتے رہین۔ اللہ رے مسلمانون کا عروج اور مسجد جامع کی شان وشوکت۔ جسکو ان لوگون نے خود اپنے ہاتھون خاک مین ملادیا اور اللہ تعالیٰ کے اس وعید کو ان اللہ لایغیر مابقوم حتے یغیروا ما بانفسہم کو بھولا کر دیا اور جاہ پرستی مین مصروف ہوگئے تھے۔

قرطبہ کی مشہور عمارات مین قصر الازہار، قصر العاشقین، قصر السرور، اور قصر التاج، وغیرہا تھین۔ ایک محلسرا شاہی کا نام دمشق تھا اسکی چھتین سنگ مرمر کے ستونون پر کھڑی تھین اور فرشون پر نہایت کاریگری سے پچی کاری کی گئی تھی۔ دیوارون پر سرسبز باغات کے نقشے کھینچے گئے تھے دیکھنے والون کو یہ تمیز نہین ہوسکتی تھی کہ یہ اصلی

اور اپنے بھائی ادریس کو جو اپنے باپ کے زمانہ سے یہین تھا۔ سبتہ کی جانب بھیجدیا اس اثنا رمین یحیےٰ کی کمک پر زاوی بن زیری غرناطہ سے آگیا جو کہ ان دونون بربریون کا دوسرا سردار تھا پس یحیےٰ نے اسکی اعانت اور پشت گری سے قرطبہ پر یلغار کیا اور ۴۱۲ھ مین اس پر قابض و متصرف ہوگیا

(بقیہ نوٹ) باغات مین یا ان کے نقشے مین مصنوعی جھیل یا تالاب اور حوض متعدد اور بکثرت سنگ مرمر کے تراش تراش کر بنائے گئے تھے جو گریشیا کے پہاڑون سے بنوا کر قرطبہ مین منگوائے گئے تھے اور ان مین پانی آ کر جمع ہوتا تھا جس سے سلطانی باغات اور تمام شہر کی آبپاشی کیجاتی تھی۔ اس مرحوم شہر مین ۳ ۸ ۷۷ مسجدین اور ۹۱۱ حمام تھے جسمین ہر خاص و عوام غسل کر سکتے تھے۔ اسکو آخر کار مسیحیون نے جبکہ انکی دوبارہ سلطنت قایم ہوئی تو اسکو مسلمانون کی زندہ یادگار سمجھہ کے مسمار کرا دیا۔

مدینۃ الزہراء وہ خوشنما شہر ہے جسکو خلیفہ عبد الرحمن ثالث نے بطور سواد شہر قرطبہ کے پہلو مین اپنے محبوب بی بی زہرہ کے نام سے آباد کیا تھا۔ یہہ شہر جبل العروس کے دامن مین جو شہر قرطبہ کے محاذی مین چند میل کے فاصلہ پر ہے بننا شروع ہوا۔ اسی شہر مین اسکا مشہور قصر قصر الزہراء تھا دس ہزار معمار و نجار اس کی تعمیر مین یومیہ کام کرتے تھے اور اینٹون کے بجائے چھہ ہزار سنگی سلین روزانہ تیار ہوا کرتی تھی۔ تین ہزار جانوران بار برداری عمارت کے ضروری مصالحت وغیرہ لے جانے کے لئے مقرر تھے۔ چار ہزار ستون اس مین وہ کھڑے کئے گئے تھے جنکو سلاطین قسطنطنیہ اور روما اور کارتج نے بطور تحفہ کے بھیجے تھے پندرہ ہزار دروازے تھے جن پر لوہے و چکدار پیتل کے غلاف چڑھے ہوئے تھے۔ سلطانی کمرے کی چھت اور دیوارین بالکل مطلا تھین اور اسمین ایک نہایت عمدہ فوارہ نصب تھا۔ یہہ فوارہ پورے ایک ٹکڑے پتھر سے تراش کر کے

المعتلی کا مبارک خطاب اختیار کیا ابو بکر بن ذکوان کو عہدہ وزارت عطا فرمایا۔ مامون نے جان بچانے کی غرض سے اشبیلیہ کا راستہ لیا اشبیلیہ مین پہونچکر پھر اپنی حکومت و ریاست کی بنا ڈالی قاضی محمد بن اسمٰعیل بن عباد نے بیعت کر لی بعض بربری فوجون کو بھی اپنی داد و دہش سے دوبارہ ملا لیا اور ان کو فوج کی صورت مین آراستہ کر کے اپنے برادر زادہ پر چڑھائی کر دی چنانچہ ۴۱۳ھ مین قرطبہ پر دوبارہ قابض ہو گیا معتلی بھاگ کر مالقہ پہونچا۔

زمانہ حکومت مستعین سے مامون کے عمال جزیرہ خضرا پر قابض ہو گئے اور اسکا بھائی دریا کے اس پار طنجہ پر متصرف ہو گیا۔ مامون نے اسکو اپنے اور اپنے بیٹون کے لئے ملجا و ماوا بنا رکھا تھا اپنے مال و اسباب کو یہین محفوظ رکھتا تھا رفتہ رفتہ یہہ خبر قرطبہ تک پہونچی کہ اس نے اسکی دار الحکومت اور نیز اس کے قلعات پر قبضہ کر لیا ہے اور بنو امیہ کے ساتھ تشدد

(بقیہ نوٹ) بنایا گیا تھا اس فوارہ کو شاہ یونان نے ایک عدیم النظیر در یتیم کے ساتھ ہدیۃً بھیجا تھا کمرے کے عین وسط مین ایک چھوٹا سا حوض پارہ سے لبریز بنایا گیا تھا اور ہر طرف آٹھ آٹھ دروازے تھے جنپر دندان فیل اور آبنوس کی نہایت صنعت سے گلکاری کی گئی تھی اور طرح طرح کے قیمتی پتھرون سے ان پر گل بوٹے بنائے گئے تھے جب آفتاب کی کرنین ان دروازون سے اندر داخل ہو کر اپنی حرارت سے پارہ کو متحرک کرتی تھین تو یہہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا بجلی کوند رہی ہے۔ حقیقت یہہ ہے کہ اس شہر کے عجائبات اور اسکی عمارتون کی خوبیان تحریر کرنے کے لئے ایک دفتر کی ضرورت ہے ملتقط از نفح الطیب جلد اول صفحہ ۱۸۱ لغایتہ ۱۸۴ و ۲۹۷ لغایتہ ۳۰۷۔

اور سختی کا برتاؤ کرتا ہے اس سے مامون کے نظام حکومت مین اختلال پیدا ہوا اہل قرطبہ نے متفق ہو کر اس پر حملہ کر دیا اور اسکی اطاعت و فرمان برداری کے طوق کو اپنی گردن سے نکال کے بنو امیہ مین سے مستظہر کے بعد از ان مستکفی کی خلافت کی بیعت کر لی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہین مامون اور بربری فوج نے شہر سے نکلکر جدال و قتال کی بازار گرم کر دی پچاس دن تک شہر کا محاصرہ کئے رہے اہل قرطبہ متفق اور مجتمع ہو کر ان کی مدافعت کو شہر سے باہر آئے اور نہایت مردانگی سے بزور تیغ ان کے محاصرہ کو سنہ ۴۱۱ھ مین اوٹھا دیا۔ مامون بھاگ کر اشبیلیہ پہونچا۔ اس وقت اشبیلیہ مین اسکا بیٹا محمد اور سرداران بربر سے محمد بن زیری موجود تھا۔ قاضی محمد بن اسمٰعیل بن عباد نے سوچا دیا کہ موقع اچھا ہے شہر پر قبضہ کر لو اور مامون کو شہر مین داخل نہونے دو چنانچہ اہل اشبیلیہ نے محمد بن زیری کے استارہ سے محمد بن قاسم مامون کو شہر سے نکالدیا اور مامون کو شہر کے اندر داخل نہونے دیا اور اپنے شہر کا آپ بہ نگرانی محمد بن زیری انتظام کرنے لگے بعد چندے قاضی محمد بن اسمٰعیل نے محمد بن زیری کو بھی نکال باہر کیا۔

اس واقعہ کے بعد مامون شریش کیطرف چلا گیا اور بربری فوجین اسکی ہمراہی سے علیحدہ ہو کر یحییٰ معتلی (مامون کے بھتیجہ) کے پاس چلی آئین اور سنہ ۴۱۳ھ مین اسکی امارت و ریاست کی اسکے ہاتھ پر بیعت کر لی پس معتلی نے سامان جنگ درست کر کے اپنے چچا قاسم ملقب بہ مامون پر شریش مین چڑھائی کر دی اور کمال مردانگی سے شریش پر قبضہ کر کے مامون کو گرفتار کر لیا اس زمانہ سے مامون اسکے پاس اور بعد اسکے اس کے بھائی ادریس کے پاس مالقہ مین برابر قید ہی مین رہا تا آنکہ اس نے بحالت قید

۴۱۷ھ مین قید حیات سے ہمیشہ کے لئے سبکدوشی حاصل کر لی۔ اور یحیے معتلی استقلال و استحکام کے ساتھہ حکمرانی کرنے لگا۔ محمد اور حسن پسران قاسم ملقب بہ مامون اپنے عم زاد بھائیون کو نظر بند کرکے جزیرہ روانہ کردیا اور مغاربہ مین سے ابو الحجاج کو ان کی نگرانی کا حکم دیا ایک مدت تک یہہ دونون اسی حالت سے رہے بعدازان اہل قرطبہ نے مستکفی کو بار خلافت سے سبکدوش کرکے معتلی کے علم حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکادی۔ معتلی نے اپنی طرف سے ان لوگون پر سرداران بربر سے عبد الرحمن بن عطاف لیفرنی کو متعین کیا۔ غریب مستکفی بحال پریشان سرحدی بلاد کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔ چنانچہ اسی حالت فراری مین مقام مدینہ سالم (میڈناسلی) مین پہونچکے جان بحق تسلیم کردی۔ پھر ۴۱۷ھ مین اہل قرطبہ نے معتلی کا غاشیہ اطاعت اپنی دوش سے اوتار کر رکھہ دیا۔ اسکے گورنر عبد الرحمن بن عطاف کو شہر سے نکال دیا اور معتمد برادر مرتضی کی امارت و خلافت کی بیعت کرلی اور بعد چندے معزول بھی کردیا جیسا کہ ہم اسکے حالات کے ضمن مین بیان کر آئے ہین۔ اس طوائف الملوکی اور آئے دن تبدیلی حکومت سے وزیر السلطنت ابو محمد بن جہور بن محمد بن جہور کی بن آئی قرطبہ کی حکومت و سلطنت پر بلا تردد قبضہ کرلیا جیسا کہ آئندہ اخبار ملوک الطوائف مین ہم اسکو بیان کرنے والے ہین۔

معتلی اسی زمانہ سے جبکہ اہل قرطبہ نے اسکے گورنر کو نکالدیا تھا اہل قرطبہ کو اپنی غارتگری اور لڑائی کی دھمکی برابر دیتا چلا آتا اور متواتر فوجین ان کے محاصرہ کو بھیج رہا تھا آخرکار قرب و جوار کے کل حکام شہر اور قلعہ نے زمام حکومت کو معتلی کے سپرد کردیا اس سے معتلی کا رعب و داب بڑھ گیا

اور حکومت و امارت کو ایک گونہ استقلال حاصل ہوگیا۔ محمد بن عبد اللہ برزالی کو اسکا عروج نامطبوع ہوا فوجین آراستہ کرکے اسکی مخالفت پر اٹھ کھڑا ہوا اور قرمونہ مین پہونچکے پڑاؤ کردیا۔ اسی زمانہ مین معتلی اشبیلیہ مین واصی محمد بن اسمعیل بن عباد کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اتفاق سے ابن عباد کا ۴۲۳ھ مین انتقال ہوگیا۔ معتلی اپنے رکاب کی فوج لئے ہوئے برزالی کی مدافعت کو قرمونہ کیطرف روانہ ہوا برزالی نے متعدد گڑھے اثناء راہ مین کھدوا رکھے تھے اور ان کو گھاس پھوس سے پاٹ رکھا تھا جونہی معتلی کا گھوڑا اس موقع پر پہونچا منہ کے بل خندق مین گر پڑا۔ معتلی کی فوج اس غیر متوقع واقعہ سے گھبراکر بھاگ کھڑی ہوئی۔ اور بنی حمود کی دولت و حکومت شہر قرطبہ سے منقرض اور منقطع ہوگئی۔

احمد بن موسے بن بقیہ اور خادم نجی صقلی شروع سے دولت بنو حمود کے ہوا خواہ تھے بعد اس سانحہ کے یہ لوگ مالقہ چلے گئے جو کہ بنی حمود کا مستقر حکومت تھا اور معتلی کے بھائی ادریس بن علی بن حمود کو سبتہ اور طنجہ سے طلب کرکے سریر حکومت پر متمکن کیا اس شرط سے اسکے ہاتھ پر بیعت کی کہ سبتہ کی حکومت پر حسن بن یحییٰ مامور کیا جائے چنانچہ ادریس نے مالقہ مین کرسی حکومت پر اجلاس کیا اور المتاید باللہ کے لقب سے ملقب ہوا۔ مریہ معہ مضافات ارندہ اور جزیرہ والے بخوشی خاطر مطیع و منقاد ہوگئے۔ ادریس نے حسب قرارداد شرط بیعت حسن بن یحییٰ کو سبتہ کی حکومت عطا کی۔ خادم نجی اسکے ہمرکاب سبتہ گیا۔ اسکا اثر ملوک الطوائف پر بہت بڑا تھا۔ اسکے باپ قاسم بن عباد کے رعب وداب سے اس زمانہ کے امراء و حکمران تھراتے تھے بلوائیون کے قبضہ سے اس نے بہت سے بلاد چھین لئے تھے اشبونہ اور استجہ کو محمد بن عبد اللہ برزالی کے قبضہ سے اسی

نکالا تھا اور چند فوجین لبسرافسری اپنے بیٹے اسمعیل کے قرمونہ کے محاصرہ پر
روانہ کی تھین۔ محمد بن عبد اللہ برزالی نے سپہ سالار قرمونہ اور زاوی
سے امداد طلب کی۔ زاوی تو اپنی فوجین آراستہ کرکے برزالی کی کمک
پر آیا اور سپہ سالار قرمونہ نے اپنا لشکر ابن لقیہ کی ماتحتی مین برزالی کے مدد
پر روانہ کیا۔ دونون حریفون نے قرمونہ کے باہر صف آرائی کی متعدد لڑائیان
ہوئین بالآخر سخت اور خونریز جنگ کے بعد اسماعیل بن قاسم بن
عباد کو ہزیمت ہوئی اثنار دار وگیر مین مارا گیا سر اوتار کے ادریس
متاید باللہ کے پاس بھیجدیا گیا۔ اس واقعہ کے دو دن بعد سنہ ۴۳۱ھ مین
ادریس متاید مر گیا۔ ابن لقیہ وغیرہ سردارون نے اسکے بیٹے یحیے ملقب
بہ حیون کو حکمرانی کی کرسی پر متمکن کرنے کا قصد کیا۔ نجی خادم نے اس سے
مخالفت کی اور سبتہ سے حسن بن یحیے معتلی کو لئے ہوئے مالقہ مین
آیا پس بربریون نے اسکی امارت کی بیعت کرلی "مستنصر" کا لقب دیا
اور ابن لقیہ کو بوجہ مخالفت بار حیات سے سبکدوش کر دیا
یحیے بن ادریس بھاگ کر قمارش پہونچا اور وہین سنہ ۴۳۴ھ مین
مر گیا۔ بعضے کہتے ہین کہ نجی نے اسکو قتل کر ڈالا تھا بعد ازان
نجی سبتہ کیجانب محافظت حدود کی غرض سے واپس آیا اس کے
ہمراہ حسن بن یحیے بھی تھا۔ نجی نے سطیفی کو بوجہ اس کے ثقہ ہونے کے
حسن کی وزارت پر مامور کیا اہل غرناطہ اور بلاد اندلس کے ایک حصہ نے
اس کی بیعت کی بعد ازان سنہ ۴۳۸ھ مین اس کے چچا ادریس کی
لڑکی نے حسن پر یلغار کیا ادہر اس نے حسن کو زہر دیکر مار ڈالا
ادھر سطیفی نے اسکے بھائی ادریس بن یحیے کو گرفتار

کرلیا اور یحییٰ کو لکھ بھیجا کہ ابن حسن مستنصر کی جو تمہارے
پاس سبتہ مین ہے بیعت لے لو۔ یحییٰ نے اس غریب کو براہ مکروفریب
مارکر مالقہ کی جانب کوچ کیا اور وہان پہونچکے خود دعوے دار حکومت
ہوگیا۔ بربریون اور نیز فوج نے یحییٰ کا اس ارادہ مین ساتھ
دیا۔ بعدہ یحییٰ بغرض استیصال و بیخ کنی حسن و محمد پسران قاسم بن حمود
جزیرہ گیا مگر وہان سے خائب و خاسر ہوکر بے نیل مرام واپس
ہوا اثناء راہ مین قاسم کے کسی غلام نے یحییٰ کو دہوکہ دے کے
مار ڈالا۔ اس واقعہ کی خبر مالقہ مین پہونچی تو عوام الناس سطیفی
پر ٹوٹ پڑی اور اسکو مار ڈالا اور ادریس بن یحییٰ معتلی کو قید خانہ
سے نکال کے تخت حکومت پر بٹھایا یہ واقعہ سنہ ۴۳۴ھ کا ہے
اہل غرناطہ اور قرمونہ اور کل اون شہر والون نے جو ان کے درمیان
مین آباد تھے ادریس کے مطیع اور منقاد ہوگئے اور ادریس نے
عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لے کر عالی کا لقب اختیار کیا۔
سبتہ کی حکومت سکوت اور رزق اللہ اپنے باپ کے
غلامون کو دی بعد ازان اپنے چچا ادریس کے لڑکون محمد اور حسن کو
بخیال آئندہ خطرات کے قتل کر ڈالا اس سے سودانیون مین شورش
پیدا ہوئی اور ان لوگون نے متفق ہوکر ان دونون مقتولون کے بھائی
محمد ثانی کی حکومت کا اعلان کر دیا اگرچہ پہلے عوام الناس ادریس کا ساتھ
دے ہوئے تھے مگر پھر ان لوگون نے اسکو محمد کے حوالہ
کر دیا۔ محمد نے مالقہ مین سنہ ۴۳۸ھ مین بیعت لی تھی اور مہدی کا لقب
اختیار کیا تھا اور اپنے بھائی کو اپنا ولیعہد مقرر کیا تھا اس نے سانی کے

خطاب سے اپنے کو مخاطب کیا تھوڑے دنون بعد مھدی کو بعض وجوہات
سے سانی سے کشیدگی پیدا ہوئی چنانچہ اسکو سرحد کیطرف جلا وطن کردیا
سانی نے غمارہ مین جاکے قیام کیا۔ اور عالی قمارشن چلا گیا اہل قمارشن
نے شہر مین داخل ہونے سے روکدیا عالی نے خیلا کے مالقہ پر محاصرہ ڈالدیا
اتنے مین بادیس نے غرناطہ سے مھدی پر بوجہ اسکے کہ مھدی نے اپنے
بھائی کے ساتھ بے عنوانی کی تھی چڑھائی کردی مگر مھدی کے حسن تدبیر
سے بادیس نے مھدی کی بیعت کرکے غرناطہ کی جانب مراجعت کردی
اور مھدی اپنے مقبوضہ مالقہ مین ٹھیرا رہا آہستہ آہستہ غرناطہ جیان
اور اسکے مضافات والے مھدی کے مطیع اور فرمان بردار ہوگئے
تا آنکہ مھدی نے ۴۴۹ھ مین وفات پائی ادریس مخلوع بن یحیے امعتلی
کی قمارشن اور مالقہ مین بیعت لی گئی اس نے اپنے غلامون کو اس درجہ
آزاد اور مطلق العنان کردیا کہ ایک گروہ کثیر اہل قمارش اور مالقہ کا ان
غلامون سے تنگ آکر بھاگ گیا۔ ۴۵۰ھ مین اس نے بھی سفر آخرت
اختیار کیا تب محمد اصغر بن ادریس متاید تخت نشین ہوا اس نے بھی
حسب دستور حکمرانان قدیم اپنے کو ایک جدید خطاب سے مخاطب کیا
مالقہ امریہ اور رندہ مین اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا پھر بادیس دوبارہ مالقہ
کیطرف آیا اور ۴۵۱ھ مین اسپر قبضہ حاصل کرلیا۔ محمد اصغر حکومت و
ریاست سے بیدخل ہوکر مریہ چلا گیا۔ اہل ملیلہ نے اس واقعہ سے مطلع ہوکر بلا بھیجا
چنانچہ محمد اصغر بحال پریشان ان لوگون کے پاس گیا ان لوگون نے اسکی
امارت و حکومت کی ۴۵۹ھ مین بیعت کرلی۔ بنو ورقدی، قلوع جارہ اور اسکے
قرب وجوار والون نے اسکی حکومت کے اقتدار کو تسلیم کرلیا سنہ . . . مرگیا۔

باقی رہا محمد بن قاسم جو مالقہ مین قید تھا یہ سنہ ۴۱۴ھ مین جیل سے بھاگ کر جزیرۂ خضراء پہونچا اور قبضہ حاصل کرکے "معتصم" کا خطاب اختیار کیا تا آنکہ سنہ ۴۴۰ھ مین اس نے وفات پائی بعدہ اسکا بیٹا قاسم ملقب بہ واثق حکمران ہوا سنہ ۴۴۵ھ مین یہ بھی رہگرائے ملک آخرت ہوا اس وقت سے جزیرہ خضراء کی حکومت معتضد بن عباد کے قبضہ مین چلی گئی۔ سکوت برغواطی قاسم واثق کا حاجب بعضے کہتے ہین یحیے معتلی کا خادم انہین لوگون کے طرف سے سبتہ کا گورنر تھا پس جب معتضد بن عباد جزیرہ پر مستولی ہوا تو ادہر معتضد نے سکوت کو اطاعت و فرمانبرداری کا پیام دیا اُدہر سکوت جزیرہ خضراء کی حکومت اور قبضہ کا دعوے دار ہوا دونون مین کشیدگی بڑھی مدتون لڑائی اور فساد کا سلسلہ باہم قایم رہا یہانتک کہ مرابطین کا دور حکومت آگیا اور ان لوگون نے سبتہ اور نیز اندلس پر قبضہ حاصل کرلیا جیسا کہ آئندہ تم پڑہوگے والبقاء للہ وحدہ سبحانہ تعالے

تم الجزء العاشر من ترجمۃ تاریخ الامام ابن خلدون
ویلیہ الجزء الحادی عشر انشاء اللہ تعالی واولہ اخبار ملوک الطوائف

ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون

جلد اول - مورخ کتاب علامہ ابن خلدون مغربی کی سوانح عمری، انساب عالم حضرت نوح سے عیسے ابن مریم تک انبیاء کرام علیہم السلام کے انساب اور انکے چھٹی صدی عیسوی تک کے سلاطین و ملوک کے واقعات لکھے گئے ہیں حضرت ہاجرہ کے لونڈی نہونے، تعمیر کعبہ، اسماعیل کے ذبیح ہونے، واقعہ اصحاب فیل، کتابت انجیل، تدوین شریعت عیسویہ اور حواریان مسیح پر محققانہ بحث کیگئی ہے قیمت عہ

جلد دوم - ملوک فارس، یونان، روم اور سلاطین قسطنطنیہ کے حالات تا زمان فتح اسلامی، قوم کا تہ، قبائل عرب کے انساب حکومت قریش اور انکے شجرۂ انساب نہایت صحیح طور سے مندرج ہیں قیمت عہ

جلد سوم - حضرت خاتم المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت، تربیت، نبوت، معراج، ہجرت، غزوات، انتقال، تجہیز و تکفین، حضرت ابوبکر صدیق کی بیعت اور انکے عہد خلافت کی ردت و فتوحات کے نہایت صحیح واقعات کمال بسط و تفصیل و تحقیق سے درج کیے گئے قیمت عہ

جلد چہارم - عہد خلافت حضرت فاروق اعظم کی عالمگیر فتوحات سے حسن بن علی علیہما السلام کے زمانہ خلافت و تفویض امارت تک کے مفصل حالات نہایت تحقیق و تدقیق سے لکھے گئے ہیں قیمت ع

جلد پنجم - خلفاء بنو امیہ کے نو تاجداروں کے عہد حکومت کے حالات، معرکہ کربلا اور واقعہ حرہ کے صحیح صحیح واقعات درج کیے گئے ہیں قیمت عا

جلد ششم - آخری تاجداران خلافت امویہ کے حالات دولت عباسیہ و شیعیہ کے قائم ہونے اور اسکے چار ابتدائی حکمرانوں کے عہد حکومت کے واقعات لکھے گئے ہیں قیمت عہ

جلد ہفتم - نامور حکمرانان دولت عباسیہ کے سطوت وجبروت کی مجسم تصویرین بے سرو پا قصہ عقد عباسہ وجعفر کی تردید برامکہ کی تباہی کے اصلی اسباب قیمت عا؍

جلد ہشتم - خلافت عباسیہ کے آخری دور کے گیارہ فرمانروایون کے حالات حکمرانان المغرب الاقصےٰ کے زمانہ حکومت کے واقعات اور دولت اسماعیلیہ عبیدیہ مصریہ کے متمہد ہونے کی کیفیت - قیمت عا؍

جلد نہم - دار الخلافت بغداد کی بربادی، دولت علویہ اور اسماعیلیہ کے حکمرانون کے حالات اور استاجداران المغرب الاقصےٰ کے واقعات قیمت عا؍

سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس کی سوانحعمری ناول نہین تاریخی صلیبی پر جوش لڑائیان بیت المقدس کی فتح کی تفصیلی کیفیت حد سے زیادہ دلکش

قیمت عہ؍

حیات سلطان نور الدین محمود زنگی - چھٹی صدی ہجری کی صلیبی لڑائیان ملک شام، مصر اور جزیرہ سے عیسائیون کا نکالا جانا قیمت عہ؍

المشتہر

حامد حسین مالک رسالہ الاسلام الٰہ آباد نیمنڈی مکان نمبر ۱۲۶